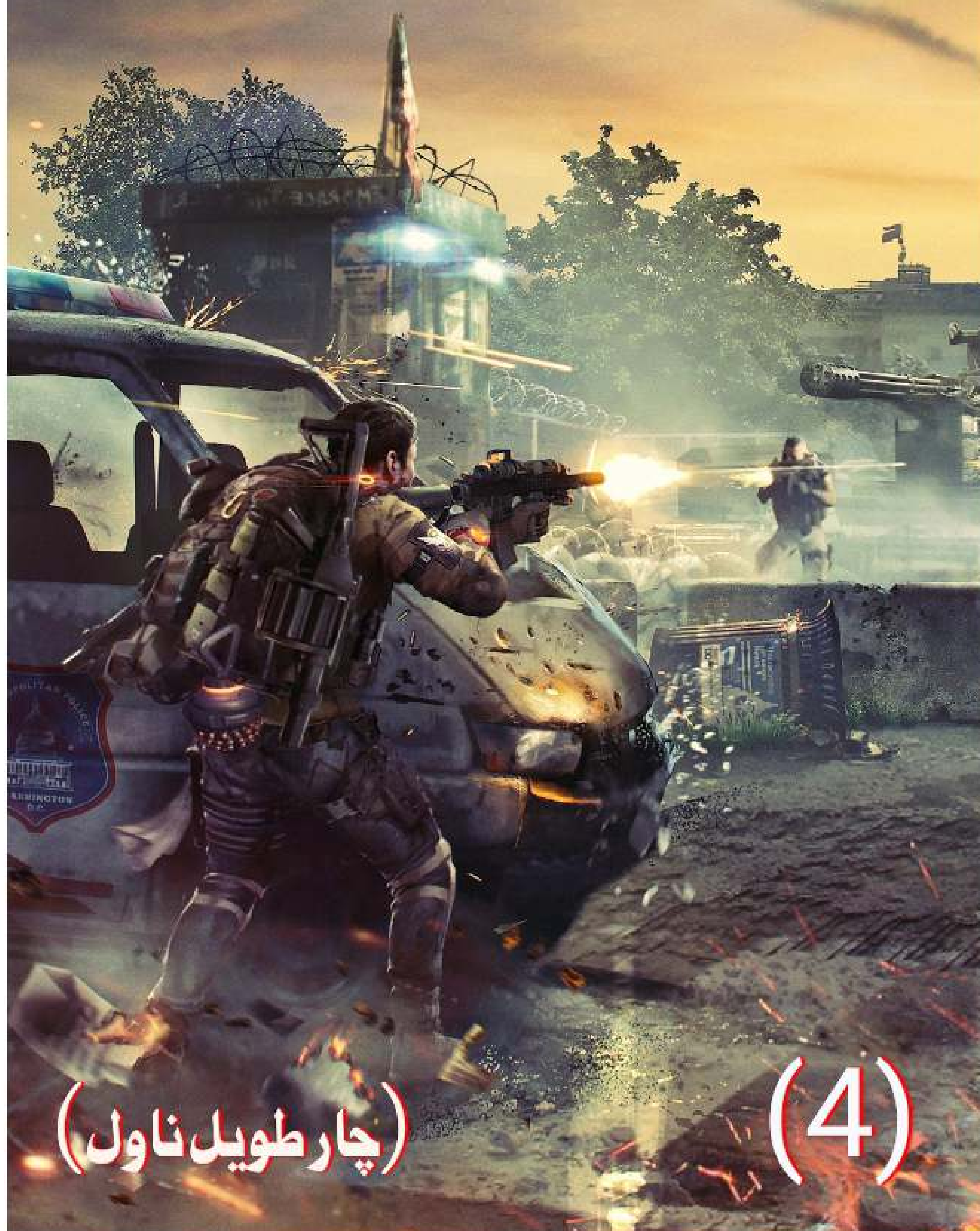
امجد رئیس کلیکشن

(مغربی ناولوں کی تلخیص)



(4)

(چار طویل ناول)

امجد رئیس کلیکشن

(مغربی ناولوں کی تلخیص)



(4)



بیماریاں اور صحت بخش زندگی غرض ہر شے قبضۂ قدرت میں ہے... بیماری ہے تو اس کا توڑ بھی کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتا ہے... اہمیت اس کی تلاش و کھوج کی جستجو ہے... ڈینگی، کرونا وائرس... کانگو وائرس اور نیگلیریا جیسے نت نئے خوفناک وائرس... جن کے نام بھی کبھی نہ سنے تھے... مگر سب سے خطرناک وائرس خود انسان ہی ہے... جاسوسی کے اولین صفحات پر روبن کک کے بیسٹ سیلرز ناولز میں سے بہترین کا انتخاب... جس کی ہر سطر میں ایکشن... تجسس... جاسوسی... اور سنسنی بھرپور انداز میں رچی بسی ہے... ایک پری وش ڈاکٹر کو پیش آنے والے جان لیوا... پُراسرار اور خوفناک واقعات... ایبولا جیسے خون آشام وائرس کے ساتھ بھیانک تصادم... ایک ایسا ننھا وائرس جسے انسانی آنکھ سے دیکھنا بھی ممکن نہیں، وہ بستیوں کی بستیاں موت کے اندھیرے میں ڈبونے کی طاقت رکھتا تھا... متواتر خون میں لت پت لاشیں گرتی رہیں... مگر وہ وائرس ہاتھ نہ آیا... ڈاکٹر آتے رہے اور جاتے رہے... تحقیق و تلاش کا سفر جاری و ساری تھا... ایک طرف انسانیت کے رکھوالے تھے تو دوسری طرف وائرس سے بھی خطرناک جان لیوا درندے... جو ایک ایسی جنگ لڑنے میں برسرِپیکار تھے... جس کے نتیجے میں صرف تباہی و بربادی تھی...

ایبولا

امجد رئیس

بے وسیلہ و تنِ تنہا جان پر
کھیلی جانے والی بازی کے
جاں گسل واقعات...

زائر کے بمبا نامی گاؤں میں سپیدۂ سحر، تیرگیٔ شب کو پسپائی پر مجبور کر رہا تھا۔ علمِ حیاتیات (Biology) کا اکیس سالہ طالبِ علم جان نارڈانک بمبا گاؤں کے شمالی کنارے پر قیام پذیر تھا۔ وہ نائلون کے پہاڑی خیمے کے اندر سلیپنگ بیگ میں پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔

جنگل اور گاؤں شانہ بشانہ بیدار ہونا شروع ہو چکے تھے۔ دونوں کی آوازیں ایک دوسرے میں مل کر ایک نئی آواز پیدا کر رہی تھیں۔ گھنے درختوں کی چھتر سایہ آسمان تک نگاہ کی رسائی میں حائل تھی۔

جان نارڈانک، صحت مند حالت میں سویا تھا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھا تو اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ گزشتہ رات عشائیے کے بعد اسے ایک گھنٹے کے لیے ٹھنڈ اور بخار کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کا خیال ملیریا کی جانب گیا تھا۔ اگرچہ وہ محتاط رہتا تھا اور کلورو فاسفیٹ حفظ ماتقدم کے تحت زیرِ استعمال رکھتا تھا۔ تاہم مچھروں سے بچنا ایک بڑا مسئلہ تھا۔ جن کے بادل کے بادل شام ہوتے ہی دلدلوں اور پوشیدہ جوہڑوں سے پرواز کرنا

شروع کردیتے۔

لیکن آج صبح بیدار ہوتے ہی جان نے اپنی طبیعت میں کل کی نسبت واضح فرق محسوس کیا۔

وہ تھکی تھکی چال کے ساتھ گاؤں تک پہنچا اور قریبی اسپتال کا پتا دریافت کیا۔ ''یامبوکا'' میں ایک بیلجیئن مشن اسپتال تھا۔ اسے ادراک ہوگیا تھا کہ وہ بیمار ہو چکا ہے۔ جان کو خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا مختصر سامان سمیٹا اور ''یامبوکا'' کے لیے روانہ ہوگیا۔ اسے چند کلومیٹر کا سفر کرنا تھا۔

جان، ییل (Yale) کالج کا طالب علم تھا۔ وہ افریقی جانوروں کی فوٹو گرافی کے لیے چھ ماہ کی چھٹی لے کر آیا تھا۔ اس کی خاص دلچسپی ہائی لینڈ گوریلا میں تھی جس کی نسل معدومی کے خطرے سے دوچار ہو رہی تھی۔

یامبوکا گاؤں نسبتاً بڑا تھا۔ تاہم بیلجیئن مشن اسپتال کو دیکھ کر جان کو مایوسی ہوئی۔ عمارت ادھ جلے کوئلے جیسی اینٹوں کے چند کمروں پر مشتمل تھی۔ جس کی حالتِ زار مکمل مرمت کا تقاضا کر رہی تھی۔ جان کو وہاں الیکٹرک سپلائی کے آثار بھی دکھائی نہ دیے۔ بہر حال نہ ہونے سے کچھ ہونا غنیمت تھا۔ وہ بھی دوسرے مریضوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

نمبر آنے پر ایک بیلجیئن ڈاکٹر نے اسے دیکھا۔ ڈاکٹر کو ٹوٹی پھوٹی انگریزی آتی تھی۔ اس نے تیزی سے معائنہ کیا اور ''ملیریا'' کا اعلان کر دیا۔ ملیریا کی توقع جان کو پہلے سے تھی۔ ڈاکٹر نے ایک انجکشن لگا کر اسے رخصت کر دیا۔ ساتھ ہی ہدایت کر دی کہ بہتری نظر نہ آئے تو وہ کل پھر آجائے۔

تشخیص و تجزیے کے بعد اسے ٹریٹمنٹ روم میں بھیج دیا گیا۔

جان خوش تھا کہ اگلے چند روز اس کے بہتر گزرے۔ وہ یامبوکا میں ہی رہا اور بڈزا قبائل کی تصویر کشی میں مگن رہا۔

تیسرے روز جان نے اپنے اصل سفر کی تیاری پھر سے شروع کر دی۔ اس کی منزل دریائے زائر کا دہانہ تھا۔

اچانک اس کی طبیعت تیزی سے خراب ہونا شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سر درد شروع ہوا۔ درد میں غیر متوقع شدت تھی۔ اس کے بعد سردی لگی۔ پھر بخار، الٹیاں اور پیچش۔ اسے خطرے کا احساس ہوا۔ تاہم جان نے امید کا دامن تھامے رکھا۔ کانپتے ہوئے خیمہ سمیٹا اور گرتا پڑتا مشن اسپتال تک پہنچا۔

اسپتال کے کمپاؤنڈ میں اس نے پھر قے کی۔ اس مرتبہ اسے خون کی الٹی ہوئی اور وہ زمین بوس ہوگیا۔ ایک گھنٹے بعد کسی کمرے میں جان کی آنکھ کھلی۔ وہاں اس جیسے دو مریض اور تھے۔

جائزہ لینے والا وہی ڈاکٹر تھا۔ مرض کی شدت اور نوعیت دیکھ کر وہ بوکھلا گیا تھا۔ اس نے مریض کے اندرونی علامتیں دیکھیں۔ آنکھوں میں جریانِ خون کی جھلک تھی۔ مریض کے سینے پر ایک سرخی مائل لکیر بھی دکھائی دے رہی تھی۔ ڈاکٹر سمجھ گیا کہ اس کا واسطہ کسی اجنبی مرض سے پڑنے والا ہے۔

عالمِ پریشانی میں حفظِ ماتقدم کے طور پر اس نے کلورافینی کول بھی شامل کر دی۔ یہ قدم ڈاکٹر نے ٹائیفائڈ فیور کے لیے اٹھایا تھا۔

☆☆☆

بمبا ریجن کا ڈسٹرکٹ ہیلتھ کمشنر، ڈاکٹر لوگا سا کھڑکی سے باہر دریائے زائر کی چمکتی آبی لکیر کو گھور رہا تھا جو صبح کی روشنی میں جھلملا رہی تھی۔

گہری سانس لے کر وہ دوبارہ مشن اسپتال سے موصول ہونے والے مراسلے کی جانب متوجہ ہوا۔ جان نارڈائک نامی امریکی طالبِ علم ہلاک ہو چکا تھا۔ ساتھ ہی دریائے ایبولا (Ebola) پر کھیتی باڑی کرنے والا ایک کسان بھی، جان کی طرح زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔ کسان کے خاندان کے چار افراد مریض کی دیکھ بھال کے لیے وہاں موجود تھے۔ جبکہ اسی نوعیت کے مرض میں مبتلا دس مریض اور اسپتال میں داخل ہو چکے تھے۔

مشن اسپتال کے ڈاکٹر کی رائے میں وہ کوئی نامعلوم انفیکشن تھا جو نہایت سرعت سے پھیل رہا تھا۔ اجنبی بیماری کی ہلاکت خیزی خوفناک تھی۔

ڈاکٹر لوگا سا کے پاس دو راستے تھے۔ پہلا یہ کہ وہ خاموشی اختیار کرے۔ اس کے نزدیک یہ عقل مندی تھی۔ نیلی چھتری والا ہی بہتر جانتا تھا کہ تاریک جنگلات سے نمودار ہونے والا یہ بیماری نما عفریت کیا تھا۔

دوسرا راستہ ڈاکٹر کے پاس یہ تھا کہ متعدد فارم بھر کے، حادثے کی اطلاع کنشاسا پہنچا دے۔ ممکن ہے کہ بیوروکریسی میں کوئی بااثر شخص، لوگا سا کے مانند خاموشی کا راستہ اختیار کرے۔

اگر تفتیش کا فیصلہ ہوا تو ڈاکٹر لوگا سا کو ٹیم کے ہمراہ یامبوکا تک سفر کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر، کنشاسا کے محدود تفتیشی

اور طبی وسائل سے آگاہ تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے لمحہ بھر کے لیے احساسِ جرم کی چبھن محسوس کی پھر اس نے یامبوکا سے آنے والا مراسلہ ردی کی ٹوکری کی نذر کردیا۔

☆☆☆

ایک ہفتے بعد بمبا ائرپورٹ پر DC-3 لینڈ کررہا تھا۔ ڈاکٹر لوگا سا گھبراہٹ کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ لوگا سا کا سپیریئر، ڈاکٹر بوچارڈ پہلے طیارے سے نمودار ہوا۔ ڈاکٹر لوگا سا نے کل ہی اسے کنشاشا فون کیا تھا۔
یامبوکا میں نامعلوم بیماری کی وبا پھیل چکی تھی۔ حتیٰ کہ علاقائی افراد کے ساتھ اسپتال کا عملہ بھی متاثر ہوا تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے ایک ہفتے قبل موصول ہونے والے مراسلے کا ذکر کرنے کی حماقت نہیں کی۔
دونوں ڈاکٹر ٹارمک پر ایک دوسرے سے ملے۔ بعدازاں دونوں ڈاکٹر لوگا سا کی ٹویوٹا کرولا میں بیٹھ گئے۔
ڈاکٹر بوچارڈ نے کسی نئی خبر کے بارے میں استفسار کیا۔ لوگا سا نے کھنکھار کے گلا صاف کیا۔ وہ اندر ہی اندر نروس تھا۔ صبح ہی صبح وائرلیس پر اسے اطلاع ملی تھی کہ اسپتال کے کل سترہ میں سے گیارہ اسٹاف ممبر ہلاک ہوچکے تھے۔ نیز مقامی آبادی کے ایک سو چودہ باسی لقمۂ اجل بن چکے تھے..... اسپتال کو بند کردیا گیا تھا۔
ڈاکٹر لوگا سا نے یہ اطلاع ڈاکٹر بوچارڈ کے گوش گزار کردی۔ بوچارڈ کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرائے۔ اس نے تیزی سے اوپر تلے کنشاشا کئی عدد کالز کیں۔ پھر لوگا سا سے کہا کہ کل صبح یامبوکا پہنچنا ضروری ہے۔ وہ ڈاکٹر لوگا سا کی ہچکچاہٹ پر دھیان نہیں دے سکا۔

☆☆☆

یامبوکا مشن اسپتال کے در و دیوار سے ویرانی اور دہشت ٹپک رہی تھی۔ دونوں ڈاکٹرز کا استقبال پُراسرار سکوت نے کیا۔ ماحول میں ناگوار بو بسی ہوئی تھی۔ دونوں نے رومال نکال کر ناک پر رکھ لیے۔
اسپتال میں انہوں نے مختلف حالتوں میں 30 لاشیں دریافت کیں۔ ایک نرس بخار کی حالت میں زندہ تھی۔ چار عدد مریض پیاری زندگی سے لپٹے رہنے کی ناکام کوشش میں نیم جان تھے۔
دونوں ڈاکٹرز خوف زدہ تھے۔ انہوں نے گاؤن، دستانے اور ماسک چڑھائے ہوئے تھے۔ دونوں کو اپنی زندگی خطرے میں نظر آرہی تھی۔ ڈاکٹر لوگا سا کے اوسان خطا تھے۔ انہیں نامعلوم لیکن خطرناک متعدی بیماری کا سامنا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ کوئی آدم خور عفریت اچانک وجود پذیر ہو چکا ہے یا پھر پہلے سے موجود کسی پوشیدہ زنداں سے آزاد ہو کر انسانی بستی میں گھس آیا ہے۔
ڈاکٹر بوچارڈ نے بذریعہ ریڈیو کنشاشا تک مختصر احوال پہنچایا۔ زائرین ائرفورس سے ایمرجنسی ایڈ طلب کر لی گئی۔ قرنطینہ کے بہترین انتظامات کی ضرورت تھی۔

☆☆☆

بیلجیئن نرس کو ہوائی ذرائع سے اٹھایا گیا۔ تاہم چھ دن بعد باوجود بھرپور تھراپی کے، چار بجے صبح نرس نے آخری سانس لی۔ مرض کی تشخیص میں حوصلہ شکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آٹوپسی کے بعد جگر، تلی، خون اور دماغ کے نمونے بلجیئم کے انسٹی ٹیوٹ ڈی میڈیسن ٹراپکل روانہ کر دیے گئے۔ انسٹی ٹیوٹ اینٹورپ میں تھا۔ علاوہ ازیں، اٹلانٹا میں CDC (سینٹرز آف ڈیزیز کنٹرول) کو بھیجنے کے ساتھ پورٹ ڈاؤن لندن بھیجے گئے۔ جہاں مائیکرو بائیولوجسٹ ریسرچ اسٹیبلشمنٹ قائم تھی۔
اس دوران یامبوکا میں مریضوں کی تعداد دو ہزار سے تجاوز کرچکی تھی۔ جبکہ ہلاکت خیزی کا تناسب 94 فیصد تھا۔
نامعلوم یامبوکا وائرس، تین بین الاقوامی لیبارٹریز میں بیک وقت محفوظ اور محدود کیا گیا۔ وائرس کی ساخت ماربرگ (Marburg) وائرس سے مشابہ تھی۔ ماربرگ پہلی بار 1967ء کی خوفناک وبا کے دوران یوگنڈا کے بندروں کے ذریعے سامنے آیا تھا۔ لیکن موجودہ نامعلوم وائرس، ماربرگ سے زیادہ خطرناک تھا۔ اسے دریائے ایبولا کی مناسبت سے ''ایبولا'' کا نام دیا گیا۔
نتیجہ یہ نکالا گیا کہ ایبولا ''بیونک پلیگ'' (Bubonic plague) کی دریافت سے لے کر اب تک کا سب سے خطرناک وائرس ہے۔
ابتدائی وبا کے پھوٹنے کے دو مہینے بعد یامبوکا میں دو ہفتے تک کوئی نیا کیس سامنے نہ آیا اور یہ سمجھا گیا کہ نامعلوم بیماری کو مقید کردیا گیا ہے۔
قرنطینہ ہٹا لیا گیا اور ہوائی سروس بحال کردی گئی۔ محسوس ہوتا تھا کہ اَن دیکھا انتہائی مختصر عفریت واپس اپنی خفیہ پناہ گاہ میں جا چھپا ہے، عفریت کی خفیہ پناہ گاہ ابھی تک پردۂ اخفا میں تھی۔
CDC (USA) کی پروفیشنل ٹیم افریقہ پہنچ چکی تھی۔ سی۔ ڈی۔ سی نے قبل ازیں لاسا فیور کو قابو کرنے میں

اہم کردار ادا کیا تھا۔ٹیم، ایبولا کی پناہ گاہ کی تلاش میں تندہی سے جُت گئی۔ ممالیہ جانداروں کے علاوہ انہوں نے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں تک کو نظرانداز نہیں کیا، تاہم وائرولوجسٹس (Virologists) معمولی سا کلیو بھی دریافت کرنے میں ناکام رہے۔

☆☆☆

لاس اینجلس، کیلی فورنیا

موجودہ دن

لاس اینجلس کے رشٹر اسپتال کا کو فاؤنڈر ڈاکٹر ریڈولف رشٹر تھا۔ رشٹر کا تعلق جرمنی سے تھا۔ ولیم، اس کا بھائی اور پارٹنر تھا۔طبّی کاروبار میں دونوں کا دماغ خوب چلتا تھا۔

ڈاکٹر رشٹر کا آج کا دن بُرا تھا اور خراب انداز میں شروع ہوا تھا۔ پہلے اس کی نئی بی ایم ڈبلیو نے فری وے پر ایک بدنما ڈینٹ کھایا۔ پھر اسپتال پر ایک ایمرجنسی سرجری اور پھر ایڈز کا ایک خاصا بُرا کیس۔ جس میں پُراسرار پیچیدگیاں تھیں۔ مزید برآں، مریض نے غیر متوقع طور پر ڈاکٹر کے منہ پر کھانس دیا۔

سب سے بڑھ کر اس کے خاص ریسرچ پروجیکٹ کے ایک بندر نے اسے کاٹ لیا۔ کیا دن گزرا تھا۔

ولیم اور رشٹر کے علاوہ اسپتال میں ایک مختصر تعداد دیگر ڈاکٹرز کی بھی تھی۔ ان سب کے پاس اسٹاکس کا کچھ نہ کچھ حصہ تھا۔ لہٰذا وہ سب ڈائریکٹرز میں شامل تھے۔

ڈاکٹر رشٹر اور رشٹر اسپتال دونوں مالی اعتبار سے مضبوط پوزیشن میں تھے۔ رشٹر نے چند معمول کے کام اور کالز نمٹائیں۔ سفید کوٹ، نیلے رنگ کے بلیزر سے تبدیل کیا اور بریف کیس تیار کر کے اسی قدر بُرے دن کے اختتام کے لیے اسپتال سے نکل گیا۔ اس وقت رات کے 9 بج چکے تھے۔ رشٹر لاعلم تھا کہ بُرا دن ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ وہ خیالوں میں گم گیراج کی جانب جا رہا تھا جہاں دو اجنبی آڑ میں اس کے منتظر تھے۔ دونوں نے گہرے رنگ کا بزنس سوٹ زیب تن کیے ہوئے تھے۔ دونوں رشٹر کے عقب میں ایک قدم دور تھے اور ڈاکٹر اب بھی بے خبر تھا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر رشٹر نے دبے قدموں کی آہٹ محسوس کی۔ ساتھ ہی اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑی۔ اس نے خود پر قابو پایا اور دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔ اس نے ایک نگاہ ڈالی۔ دونوں کے مہذب لباس دیکھ کر اس کا ہراس کم ہو گیا۔

دونوں افراد میں دراز قامت کا ایک ہاتھ مستقل غیر فطری انداز میں ایک زاویے پر مڑا ہوا تھا۔ رشٹر نے اندازہ لگایا کہ اس کا ہاتھ کسی بیماری یا حادثے کے باعث ناکارہ ہو چکا ہے۔

رشٹر نے انہیں نظرانداز کرتے ہوئے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ تاہم دوسرے آدمی نے یہ کوشش ناکام بنادی۔ ڈاکٹر چونکا۔

''ڈاکٹر! میں کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟'' اس کا لہجہ شائستگی کا حامل تھا۔

''ضرور۔'' ڈاکٹر نے پھر اطمینان محسوس کیا۔ تاہم یہ سکون لمحاتی تھا۔ مزید کچھ بولنے سے پہلے ہی ڈاکٹر کو بے دردی سے باہر گھسیٹ لیا گیا۔ ڈاکٹر رشٹر کی مزاحمت میں جان نہیں تھی۔ مزید یہ کہ اگلے ہی لمحے اسے جبڑے پر ایک زوردار گھونسا کھانا پڑا۔ نتیجتاً وہ زمین بوس ہو گیا۔

ایک اجنبی اٹھائی گیرے کے ہاتھ اس کا پرس تلاش کر رہے تھے۔ دراز قامت نے ڈاکٹر کی قیمتی رِسٹ واچ کھینچ لی۔

''بریف کیس اٹھاؤ۔'' ایک بولا۔

واردات جیسے اچانک شروع ہوئی تھی ویسے ہی دفعتاً محدود وقت میں اختتام پذیر ہو گئی۔ رشٹر پر سکتہ طاری تھا۔ اس نے کار کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی پھر بھاگتے قدم .... چند ساعت بعد کسی گاڑی کے ٹائر چرچرائے پھر یہ آواز دور ہوتی چلی گئی۔

رشٹر کا سکتہ ٹوٹا تو اسے جان بچنے کا احساس ہوا۔ ٹٹول کر اس نے اپنا چشمہ ڈھونڈا جس کا بایاں شیشہ چٹخ گیا تھا۔

اس نے اٹھ کر اپنی حالت کا جائزہ لیا اور اس دن کو کوستا ہوا واپس آفس کی جانب چل پڑا۔ سیکیورٹی کو بلا کر اس نے تبادلۂ خیال کیا پھر پولیس کو مطلع نہ کرنے کا فیصلہ سنا دیا۔ اس سے رشٹر اسپتال کی منفی تشہیر کا امکان تھا۔ نیز پولیس کیا کر لیتی۔ اس کی کوئی بیش بہا چیز بھی نہیں چھینی گئی۔ میٹنگ برخاست کر کے اس نے گھر فون کر کے صورتِ حال بتائی۔ بیوی کو اطمینان دلایا پھر چہرے کا جائزہ لینے کے لیے لیبارٹری کی جانب چل پڑا۔

شیشے میں اس نے رخسار کی ہڈی پر نمایاں خراش دیکھی۔ اینٹی بائیوٹک کا استعمال کرنے کے بعد اس نے سیکیورٹی آفیسر کو حفاظتی انتظامات بہتر کرنے کے لیے ہدایات جاری کیں اور گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

دوسرے روز ڈاکٹر رشٹر بیدار ہوا تو اسے طبیعت گری

گری لگی۔ اس نے سوچا کہ یہ کل والے حادثے کا آفٹر شاک ہے۔ دوسرے نیند بھی پُرسکون نہیں تھی۔ تاہم شام ساڑھے پانچ بجے اسے یقین ہو چلا کہ وہ بیمار ہو چکا ہے۔ وہ آفس سے جلدی اٹھ گیا۔ گھر پر رات کروٹیں بدلتے گزری۔

صبح تک وہ ٹھیک ٹھاک علیل ہو چکا تھا۔ وہ کوشش کررہا تھا کہ اس روز بندر کے کاٹنے کا خیال اس کے ذہن میں نہ آئے۔ ایڈز کے مریض کی اتفاقی کھانسی کو بھی وہ اہمیت دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ بخوبی آگاہ تھا کہ ایڈز اس انداز میں منتقل نہیں ہوتا۔

رشٹر اسپتال تو پہنچ گیا۔ اسے گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ وہ سُپر انفیکشن کا شکار تو نہیں ہو گیا جس کی تشخیص ابھی باقی تھی۔

ساڑھے تین بجے اسے سردی لگی پھر سر میں درد شروع ہو گیا۔ درد کی شدت میگرین کی طرح تھی۔ ڈاکٹر رشٹر نے اسپتال چھوڑ دیا۔ گھر تک پہنچنے میں اسے خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کی بیوی اس کی ناوقت آمد سے زیادہ اس کی حالت دیکھ کر بوکھلا گئی۔ رشٹر کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھوں کے کنارے سرخ ہو رہے تھے۔ بیوی نے اسے فی الفور بستر تک پہنچایا۔ آٹھ بجے تک سر کا درد ناقابلِ برداشت ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر کو پرکوڈین لینی پڑی۔

نو بجے رات پیٹ میں تشنج کی کیفیت شروع ہو گئی اور پھر ڈائریا اس کی بیوی نے ڈاکٹر نیوری کو فون کرنا چاہا.....

ڈاکٹر نیوری، رشٹر اسپتال میں ڈاکٹر آف میڈیسن تھا۔ تاہم رشٹر نے اسے روک دیا۔ نیوری کسی الارم کے مانند تھا۔ رشٹر اسپتال کی ساکھ مشکوک ہو سکتی تھی۔ جسے دونوں بھائیوں نے برسوں کی محنت اور منصوبہ بندی کے بعد یہاں تک پہنچایا تھا۔

ڈاکٹر رشٹر نے ''ڈالمین'' لی اور سو گیا۔ چار بجے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خود کو گھسیٹتا ہوا واش روم تک پہنچا اور خون کی الٹی کردی۔

اس کی بیوی حواس باختہ ہو چکی تھی۔ اس نے فوراً ایمبولینس منگوا کر اسے رشٹر اسپتال روانہ کیا۔ اس مرتبہ ڈاکٹر نے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بدن میں سکت ہی نہیں تھی۔ وہ جان گیا تھا وہ اپنی زندگی کی بدترین بیماری کا شکار ہو چکا ہے لیکن کب؟ کیسے؟ کیوں؟ اور کون سی بیماری؟

☆☆☆

مریسا بلوم۔ اٹلانٹا کے سی۔ڈی۔سی کی لائبریری میں موجود تھی۔ اس کے ہاتھ میں وائرولوجی (Virology) کی دس پونڈ وزنی ٹیکسٹ بک تھی جبکہ خود اس کا وزن 100 پونڈ اور قد پانچ فٹ تھا۔ ہیل کی وجہ سے قد پانچ فٹ دو انچ محسوس ہوتا تھا۔

مریسا نے گھڑی دیکھی۔ چھ بج رہے تھے۔ سات بجے اسے ڈیٹ پر رالف کے ساتھ ہونا تھا۔ وزنی کتاب اس نے شیلف میں رکھی۔ واپس بیٹھ کر اس نے ٹانگیں سیدھی کر کے ایک بھرپور انگڑائی لی اور جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آج صبح وہ چار کے بجائے دو میل ہی دوڑ سکی تھی۔ صبح کی چار میل دوڑ اس کا معمول تھا۔

دو منٹ آرام کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ دن کی روشنی باہر کم ہوتی جا رہی تھی۔ مریسا کا آفس لائبریری کے اوپر والے فلور پر تھا۔ آفس کیا ڈربا نما کمرا تھا۔ سی۔ڈی۔سی میں جگہ کے لیے مقابلہ سخت تھا۔

تاہم باوجود اس کے مریسا سی۔ڈی۔سی کی اہمیت اور قابلِ رشک کامیابیوں سے آگاہ تھی۔ سی۔ڈی۔سی کی قابلِ قدر خدمات امریکا کے علاوہ بیرونِ ملک بھی معروف تھیں۔

سی۔ڈی۔سی کی تاریخ اور کامیابیاں ہی مریسا کے لیے محرک بنی تھیں اور بوسٹن سے پیڈریاٹریک کے بعد اس نے سی۔ڈی۔سی کے لیے اپلائی کر دیا تھا۔ مریسا کو اپی ڈیمیالوجی انٹیلی جنس سروس (EIS) کے لیے قبول کرلیا گیا۔

ای۔آئی۔ایس طبی سراغ رساں کے مانند تھا۔ کرسمس سے قبل اسے چند ماہ پر مشتمل تعارفی کورس کرایا گیا۔

اگرچہ مریسا بلوم نے ہمیشہ ہی متاثر کن کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ تاہم وہ محسوس کررہی تھی کہ بطور طبی سراغ رساں، کسی حقیقی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے وہ مکمل طور پر مسلح نہیں ہے۔ یہ ایک کافی بڑی چھلانگ ثابت ہوگی، اگر اسے کلاس روم سے براہِ راست فیلڈ میں کسی اسائنمنٹ پر بھیج دیا جاتا۔ سوال ''اگر'' کا نہیں تھا۔ آج نہیں کل ایسا ہونا تھا۔ سوال تھا ''کب؟''

تربیت کے اختتام پر اس کی درخواست پر وائرولوجی ڈپارٹمنٹ کی اسپیشل پیتھوجنس برانچ (Special Pathogenes Branch) میں بھیج دیا گیا۔ وہ مریسا کی پہلی ترجیح تھی چونکہ وہ کلاس میں اول تھی اس لیے اس کی درخواست کو پذیرائی بخشی گئی۔

وائرولوجی کا پس منظر محدود ہونے کے باعث مریسا

زیادہ وقت لائبریری میں گزارتی تھی۔

☆☆☆

رالف ہیمپٹن ایک کامیاب آئی اسپیشلسٹ تھا۔ کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی مریسا مکمل طور پر راجر کی بے وفائی کو بھلا نہ پائی تھی۔ رالف کی سنگت اسے سکون بخشتی تھی۔ حالانکہ دونوں کی عمروں میں بائیس سال کا فرق تھا۔ وہ اکتیس برس اور رالف 53 سال کا تھا۔ وہ ڈیٹ پر مریسا کو تھیٹر، کنسرٹ یا ڈنر پر لے جاتا۔ اس سے آگے بڑھنے کی رالف نے کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ مریسا مطمئن تھی اور رالف کی رفاقت میں عجیب لطف محسوس کرتی تھی۔ اگرچہ فریقین میں رومانوی پہلو بظاہر مفقود تھا۔

تاہم آج کی ملاقات مختلف نوعیت کی تھی۔ آج رالف نے پہلی مرتبہ اسے اپنے گھر مدعو کیا تھا اور بتا دیا تھا کہ وہاں وہ دونوں تنہا نہیں ہوں گے۔ وہاں چنیدہ افراد کی ایک پارٹی ہے۔

وہ آفس سے نکل کر گھر پہنچی۔ بیشتر افراد سی۔ ڈی۔ سی کے آس پاس ہی رہتے تھے۔ تیار ہونے میں اس نے زیادہ وقت نہیں لیا۔ اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ عام لباس میں بھی ہیرے کی طرح دمکنے لگتی تھی۔ تاہم اس روز پارٹی کے باعث مریسا نے قدرے اہتمام کیا تھا۔

رالف کی قیام گاہ تک پہنچنے کے لیے پانچ منٹ کی ڈرائیو کافی تھی۔

رالف ایک شاندار گھر میں مقیم تھا۔ مکان نے خاصا بڑا قطعہ اراضی گھیرا ہوا تھا۔ رالف نے ہی دروازہ کھولا۔ اس نے گرمجوشی سے مریسا کا استقبال کیا اور جلد آنے کا شکریہ ادا کیا۔

اس نے قیمتی ضیافت کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

''کیا میرا لباس مناسب ہے؟'' وہ سوال کر بیٹھی۔

''تم ہمیشہ سے زیادہ حسین نظر آ رہی ہو۔'' رالف نے جواب دیا۔ ''اگر اجازت دو تو ایک فلمی مکالمہ بول دوں؟''

مریسا نے سر کو جنبش دی اور دھیمے سے مسکرائی۔

''تم آج بجلیاں گرا رہی ہو۔'' اس نے مکالمہ ادا کیا۔

''یعنی تمہارا قیمتی گھر خطرے میں ہے۔''

''ارے نہیں، یہ آسمانی بجلیاں نہیں ہیں۔'' رالف بھی مسکرایا۔

مریسا، رالف کے ہمراہ وسیع گھر کا جائزہ لے کر واپس لیونگ روم میں آگئی۔ جہاں ایک طرف بار کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل موجود تھی۔ جو تقریباً ایک درجن افراد کے لیے کافی تھی۔ بار کاؤنٹر پر ایک ملازم موجود تھا۔ مریسا نے وسیع کچن بھی دیکھ لیا تھا جہاں چند افراد مصروفِ کار تھے۔ تمام آرائش، آسائش اور لگژری اسٹائل کو دیکھ کر مریسا کو کچھ حیرت ہوئی تھی۔

رالف نے مریسا سے میزبان کا رول ادا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جسے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد اس نے قبول کر لیا۔ یہاں وہ پہلی مرتبہ آئی تھی۔ اس سے پیشتر وہ محض چار پانچ مرتبہ ہی رالف کے ساتھ باہر گئی تھی۔

اطلاعی گھنٹی گنگنائی۔ مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔

مریسا نے پیش قدمی کی اور اپنا رول ادا کرنا شروع کر دیا۔ تاہم مہمانوں کے قیمتی لباس اور بیگمات کے بیش بہا زیورات نے مریسا کو مرعوب کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ ڈاکٹر ہیں یا کاروباری لوگ.....

تقریباً تمام مہمان گرامی لیونگ روم میں موجود تھے۔ سبھی نے جام تھامے ہوئے تھے۔ کافی دیر سے اطلاعی گھنٹی کی موسیقی نشر نہیں ہوئی تھی۔ مریسا کو خیال آیا کہ شاید تمام مدعوئین آچکے ہیں۔ عین اسی وقت اطلاعی گھنٹی گنگنا اٹھی۔ مریسا کو رالف کہیں نظر نہیں آیا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور حیرت زدہ رہ گئی۔ وہ اس کا باس ڈاکٹر نورس تھا۔

''ہیلو ڈاکٹر مریسا۔'' وہ خوش دلی سے بولا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈاکٹر نورس نے ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن مریسا نے اس کی سیاہ چمک دار آنکھوں میں ہلکا سا استعجاب دیکھا۔ خود مریسا، واضح طور پر نروس تھی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ سی۔ ڈی۔ سی سے بھی کوئی تشریف آوری ہو گی۔ ڈاکٹر نورس وائرولوجی ڈپارٹمنٹ کا ہیڈ تھا۔

☆☆☆

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ مریسا داخلی دروازے کے قریب سے ہٹ کر بار کی سمت چلی گئی۔ وہائٹ وائن کا جام بنوا کر وہ مہمانوں میں گھل مل گئی۔ دیگر خواتین کے میک اپ، لباس اور زیورات میں امارت کی بھرپور نمائش تھی۔ تاہم مریسا کے قدرتی حسن کے سامنے دولت کا مظاہرہ گہنا گیا تھا۔ اس نے کئی خواتین کی آنکھوں میں حسد کی واضح جھلک دیکھی۔

رالف نے ڈنر کا اعلان کیا تو مریسا کی جان چھوٹی۔ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچنے سے قبل ہی مریسا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہاں مدعو ڈاکٹر حضرات اٹلانٹا کے طبی شعبے کے جینئس

ہیں۔ تاہم دولت کی نمائش اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ محض تین افراد اس نمائش سے الگ نظر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر نورس، ڈاکٹر ٹیڈ اور خود مریسا بلوم.....

گفتگو نے پیشہ ورانہ رخ اختیار کر لیا تھا۔ مریسا کو دفعتاً اپنے شانے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔ مریسا نے گردن گھمائی۔ وہ ایک ویٹرس تھی۔

''کیا بات ہے؟''

''آپ کے لیے کال ہے۔'' ویٹرس نے سرگوشی کی۔

مریسا معذرت طلب کر کے اٹھ گئی۔ اس نے سنسنی محسوس کی۔ رات کو یہاں، اس وقت؟ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی آن کال تھی۔ لہٰذا وہ ذمّے داری کے تحت سی۔ڈی۔سی میں رالف کے گھر کا نمبر چھوڑ آئی تھی۔ یعنی کال سی۔ڈی۔سی کی تھی۔ صرف ڈپارٹمنٹ کو ہی پتا تھا کہ مریسا اس وقت کہاں ہے۔

''ڈاکٹر مریسا؟'' سی۔ڈی۔سی آپریٹر نے سوال کیا۔

''یس۔''

کال ڈیوٹی آفیسر کو منتقل کر دی گئی۔

''مبارک ہو، ڈاکٹر۔'' آفیسر کی آواز آئی۔

مریسا کا دل دھڑکا.....

''کیلی فورنیا کے اسٹیٹ اپی ڈیمیالوجسٹ کی کال موصول ہوئی ہے۔'' ڈیوٹی آفیسر نے بات آگے بڑھائی۔ ''انہیں سی۔ڈی۔سی سینٹر کی مدد درکار ہے۔''

''کس سلسلے میں؟'' مریسا کی دھڑکنیں اب بھی ناہموار تھیں۔

''وہاں رشٹر اسپتال نامی کوئی نجی اسپتال ہے۔ وہاں کوئی وبائی مرض ظاہر ہوا ہے اور یہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ وبائی صورتِ حال کا خدشہ ہے۔ ہم نے تمہارے لیے ڈیلٹا فلائٹ میں ریزرویشن کرا دی ہے، تمہیں ٹروپک ہوٹل میں قیام کرنا ہے..... فلائٹ، رات ایک بج کر دس منٹ پر روانہ ہو گی۔ گڈ لک۔'' ڈیوٹی آفیسر نے فون رکھ دیا۔

☆☆☆

ٹروپک ہوٹل سے نمٹنے کے بعد وہ پہلی فرصت میں رشٹر اسپتال روانہ ہو گئی۔ اسٹیئرنگ پر اس کے ہاتھ بھینچ رہے تھے۔ رشٹر اسپتال کئی منزلہ ایک ماڈرن اسپتال تھا۔ پارکنگ میں چند گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ مریسا اپنا بریف کیس لے کر اتر گئی۔ ایک دن تو اسے میدان میں آنا تھا لیکن اس انداز میں۔ عجیب مضحکہ خیز صورتِ حال تھی۔ غیر متوقع طور پر بہت مختصر نوٹس پر اسے وہاں آنا پڑا تھا۔

اس کے بریف کیس میں ابتدائی کورس کے کلاس نوٹس تھے، ایک نوٹ پیڈ اور پنسل، وائرولوجی پر ایک چھوٹی ٹیکسٹ بک، لپ اسٹک اور چیونگم پیکٹ۔

بہرحال وہ اسپتال میں داخل ہو گئی۔ انفارمیشن بوتھ خالی تھا۔ تاہم وہ ایمرجنسی روم تک پہنچ گئی جہاں کچھ سرگرمی نظر آ رہی تھی۔

مریسا نے آن کال ڈاکٹر کو اپنے بارے میں بتایا۔

''اوہ گریٹ۔'' ڈاکٹر کے حلق سے پُرجوش آواز برآمد ہوئی۔ ''بہت خوشی ہوئی آپ کے پہنچنے پر، ڈاکٹر نیوری رات گئے سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

وہ ڈاکٹر نیوری کو بلانے چلا گیا۔

مریسا بے خیالی میں پیپر کلپس گھمانے لگی۔ وہ تھوڑی نروس تھی۔ مزید یہ کہ اس کو پوری نیند لینے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ہوائی سفر کے دوران میں مریسا نے دو گھنٹے کے لیے آنکھ لگائی تھی۔

کچھ فاصلے پر ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر برآمد ہوا۔ وہ سیدھا ڈاکٹر مریسا کی جانب آیا۔

''اوہ، میں بتا نہیں سکتا کہ آپ کو دیکھ کر کس قدر اطمینان اور مسرت کا احساس ہوا ہے۔'' ڈاکٹر نیوری نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ سیاہ بال اور سیاہ آنکھوں کا حامل ڈاکٹر ہینڈسم شخصیت کا مالک تھا۔

دونوں نے ہاتھ ملائے۔ نیوری کی آنکھوں میں تحیر کی علامت ظاہر ہو کر معدوم ہو گئی۔ وہ مختصر سے قد کی حسین اور جوان لیڈی ڈاکٹر کو دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے سٹپٹا گیا تھا۔ مریسا ایک تر و تازہ خوش رنگ پھول کے مانند تھی۔

ڈاکٹر نے حیرت پر قابو پاتے ہوئے بطور اظہار شائستگی، ہوائی سفر کا احوال معلوم کیا اور کھانے کے بارے میں سوال کیا۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ براہِ راست پہلے مسئلے کا جائزہ لیا جائے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

نیوری کی آنکھوں میں ستائش کی لہر ابھری اور ڈوب گئی۔ اس نے فی الفور مریسا کے فیصلے پر صاد کرتے ہوئے کانفرنس روم کا رخ کیا۔ وہ ڈپارٹمنٹ آف میڈیسن کا چیف تھا۔ اس تعارف نے مریسا کے اعتماد میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ مریسا کو اندازہ تھا کہ ڈاکٹر نیوری متعدی امراض کے بارے میں اس کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ علم رکھتا ہو گا۔

دونوں نے کانفرنس روم کی گول میز کے گرد نشست

سنبھالی۔ نیوری نے فون اٹھا کر کسی ڈاکٹر اسپنر کاکس کو مطلع کیا۔

ڈاکٹر کاکس نے آنے میں دس منٹ لیے اور معذرت کرتے ہوئے اپنا تعارف پیش کیا۔ وہ Epidemiologist تھا یعنی ماہرِ وبائی امراض۔

''کوئی اور آئیڈیا؟'' کاکس کے آتے ہی مریسا نے پوچھا۔

''تقریباً تمام ہی نیگیٹو ہیں۔ ہر قسم کا ٹیسٹ کیا جا چکا ہے..... پہلے ملیریا کی جانب خیال گیا پھر ٹائیفائڈ، سپر انفیکشن وغیرہ..... ہر کوشش اور خیال غلط ثابت ہوا۔ مریضوں کی حالت بگڑتی ہی جا رہی ہے۔'' نیوری نے جواب دیا۔

''ان حالات میں غیر معمولی وجوہات پر توجہ دینی ضروری تھی۔ مثلاً یہ وائرس بھی ہوسکتا ہے۔''

''میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب تمام توجہ وائرس پر مرکوز ہے۔ حالانکہ کوئی معقول شواہد سامنے نہیں آئے۔'' نیوری نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''ڈاکٹر رشٹر کو ہسپتلائز ہوئے کتنے دن گزر گئے ہیں؟''

''آج پانچواں دن ہے۔''

''مجھے مریض کو دیکھنا ہے۔'' مریسا کھڑی ہوگئی۔ نوٹ بک بند کر کے بریف کیس میں رکھ لی۔ نیوری فوراً تیار ہوگیا۔ مریسا، اس کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اسپتال کی شان، قالین، ڈیکوریشن..... متاثر کن تھا۔

وہ ایلیویٹر کے ذریعے پانچویں منزل پر پہنچے۔ مریسا کو اندازہ ہو چلا تھا کہ یہ کوئی خطرناک وائرل مرض ہے اور بغیر حفاظتی انتظام کے کیسے مریض کا سامنا کرے گی؟ دونوں نرسز اسٹیشنز پر پہنچ گئے۔

نیوری نے بتایا کہ ساتوں مریض پانچویں منزل پر رکھے گئے ہیں اور ہر ممکن احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں تاکہ مرض کو پھیلنے سے روکا جاسکے۔ ہر مریض کو الگ رکھا گیا ہے۔ اس نے سات عدد چارٹس مریسا کے حوالے کیے۔

مریسا نے سب سے پہلے رشٹر کا چارٹ دیکھا۔ اول مریسا نے وائٹل سائن دیکھے۔ رشٹر کا فشارِ خون گرتا جا رہا تھا اور درجۂ حرارت بڑھتا جا رہا تھا۔ یہ اچھی علامت نہیں تھی۔ مریسا نے تیزی سے چارٹ کے صفحات پر نظر دوڑائی۔ تفصیل وہ بعد میں ہی دیکھ سکتی تھی۔ اس نے ہسٹری پر نگاہ ماری اور چونک پڑی۔ ڈاکٹر رشٹر، ماہرینِ امراضِ چشم کے کنونشن میں نیروبی (کینیا) گیا تھا۔

مریسا نے توجہ سے پڑھنا شروع کیا۔ مرض کی علامتیں ظاہر ہونے سے صرف ایک ہفتے قبل اس نے سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ یہ کانفرنس بھی امراضِ چشم سے متعلق تھی۔ اسپتال میں داخل ہونے سے دو دن قبل مخصوص نسل کے ایک بندر نے اسے کاٹا تھا۔ مریض کے سفید خلیوں کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ جگر اور گردے بھی درست کام نہیں کر رہے تھے۔ مریسا کو یقین ہو چلا کہ مریض نامعلوم وائرل بیماری کا شکار ہے۔ اس نے چارٹ واپس رکھ دیا۔

''ریڈی؟'' نیوری نے سوالیہ نظر ڈالی۔

مریسا کو علم تھا کہ ایسے مریض کے قریب حفاظتی اقدامات کے بغیر جانا خود کو بھی خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ اس نے سر ہلا کر آمادگی ظاہر کی۔ مریض کو دیکھنا ناگزیر تھا۔

''تم لوگوں نے ساتوں مریضوں کو الگ الگ رکھا ہے۔ اچھی بات ہے۔ یہ ضروری تھا لیکن مریضوں کے نزدیک جانے والے کیا حفاظتی اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ کوئی عام مرض نہیں ہے۔ نہ اتنے بھرپور لیب ورک کے بعد تشخیص ہوسکی ہے؟'' مریسا نے گھما پھرا کر خدشے کا اظہار کر دیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ہم نے حتی الامکان احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں۔'' نیوری نے کہا اور ایک جگہ رک کر گاؤن، ماسک اور گلوز برآمد کیے۔ مریسا نے سکون کا سانس لیا۔

کچھ دیر بعد دونوں ماسک وغیرہ کے ساتھ رشٹر کے آئسولیٹڈ کمرے میں داخل ہوئے۔

گلوز ربر کے بنے ہوئے تھے۔ دیگر اشیا بھی ساتھ تھیں۔ ''یہ لوگ بلند پایہ پروفیشنل ہیں۔'' مریسا نے سوچا۔ ''انہوں نے بروقت خطرے کا احساس کرلیا تھا۔'' بہرحال اس کا دل اب بھی کہہ رہا تھا کہ خود کو پلاسٹک کے بلبلے میں چھپالو۔ کوئی نامعلوم چیز اسے ہراساں کر رہی تھی۔

مریض کو مشینوں اور ٹرمینلز نے گھیر رکھا تھا۔ وہ ایک کینوپی کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ ڈرپس لگی ہوئی تھیں۔ کئی قسم کے ٹیوبس اس کے جسم میں داخل تھیں۔

چہرہ سفید راکھ کے مانند ہوگیا تھا۔ آنکھیں حلقوں میں اتر گئی تھیں۔ جلد نے ہڈیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ چہرے کے دائیں جانب زخم کا نشان تھا۔ مریسا کا دم گھٹنے لگا۔ وہ ڈاکٹر تو

تھی ہی۔ اسے بہ سرعت ادراک ہوگیا کہ وہ مریض کا نہیں بلکہ موت کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔ مریسا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ نیوری، اس کے قریب ہی متجسس انداز میں جھکا ہوا تھا۔

''کیا کینوپی کی موجودگی میں، مریض سے بات ہو سکتی ہے؟'' بالآخر اس نے سوال کیا۔ جواب اثبات میں ملا۔

''تم کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' الفاظ لبوں سے نکلتے ہی مریسا کو احساس ہوگیا کہ وہ ایک احمقانہ سوال کر چکی ہے۔

بہرحال رشٹر کے پپوٹے پھڑپھڑائے۔ آنکھوں کی سفیدی میں جریانِ خون کی علامت موجود تھی۔

''ناٹ گڈ۔'' مریض نے جواب دیا۔ جواب بمشکل مریسا کی سماعت تک پہنچا۔

''ایک ماہ قبل تم افریقہ گئے تھے؟'' وہ مزید آگے کی جانب جھک گئی۔

''چھ ہفتے قبل۔'' مریض نے جواب دیا۔

''وہاں تم نے کسی جانور کو ہینڈل کیا تھا؟''

''نہیں۔'' مریض نے رک کر جواب دیا۔

''وہاں تم نے کسی مریض کا علاج کیا تھا؟''

رشٹر نے بولنے کے بجائے نفی میں سر ہلایا۔ یہاں امریکا میں رشٹر اسپتال کی تجربہ گاہ میں جس بندر نے رشٹر کو کاٹا تھا، اس کے بارے میں وہ پہلے ہی نیوری سے معلومات حاصل کر چکی تھی۔

مریسا سیدھی کھڑی ہوگئی۔ نیوری کی جانب دیکھ کر اس نے سوالیہ نظروں سے رشٹر کے چہرے کے زخم کے بارے میں دریافت کیا۔

''مرض کا شکار ہونے سے دو دن قبل وہ پارکنگ میں رہزنی کا شکار ہوا تھا۔'' نیوری نے بتایا۔

مریسا، چند لمحے خاموش رہی۔

''میں دیکھ چکی ہوں، چلنا چاہیے۔'' وہ بولی۔ دونوں باہر آگئے۔

''وہ بندر کہاں ہے؟''

''قرنطینہ میں۔'' نیوری نے کہا۔ ''اس کے تمام ٹیسٹ ہو چکے ہیں۔ وہ قطعی صحت مند ہے۔''

مریسا نے گہری سانس لی اور کہا۔ ''مجھے تمام چارٹس کی اسٹڈی کرنی پڑے گی۔'' اس نے ارادہ ظاہر کیا اور رشٹر کی آنکھوں کے بارے میں سوچنے لگی۔ اگرچہ وائرل ہیمرج فیور عنقا تھا لیکن اس کی ہلاکت خیزی میں کوئی شبہ نہ تھا۔ اس قسم کے بیشتر امراض افریقہ سے ہی آئے تھے، اس کی علامت رشٹر کی آنکھوں میں عیاں تھی۔

مریسا نے نیوری سے VHF کا ذکر کیا۔

''VHF کو ہم کاؤنٹ کر چکے ہیں۔ درحقیقت VHF کی وجہ سے ہی ہم نے سی۔ڈی۔سی سے رابطہ کیا تھا۔''

''فی الحال میری تجویز ہے کہ آپ لوگ آئسولیٹڈ ایریا کو جنرل اسپتال ایریا سے قطعی علیحدہ کر دیں۔'' مریسا نے تجویز دی۔ ''کم سے کم لوگ، انتہائی ضروری تقاضے کے تحت مریضوں سے ملیں۔ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہوجائے کہ مرض کی حقیقت کیا ہے؟ اور یہ کیونکر ایک سے دوسرے میں منتقل ہو رہا ہے؟ اس وقت تک ہمیں ہر ایک ممکنہ احتیاطی قدم اٹھانا پڑے گا۔ میں آپ کو ہراساں نہیں کر رہی لیکن یہ کچھ بھی ہوسکتا ہے اور مزید پھیل سکتا ہے'

نیوری، چند ثانیے مریسا کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''ٹھیک ہے۔'' اس کی آواز قدرے بے جان ہو چکی تھی۔

مریسا نے اسے یہ نہیں بتایا کہ رشٹر کے بچنے کا امکان صفر ہے۔

☆☆☆

مریسا، ایک چھوٹے سے کمرے میں تمام چارٹس کا یکسوئی سے مطالعہ کر رہی تھی۔ معمولی اور بظاہر غیر اہم بات کو بھی وہ نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ وہ نوٹس لیتی رہی۔ ڈیٹا مرتب کیا۔

ساتوں مریض کی عمر، جنس، لائف اسٹائل، پیشہ وغیرہ سب مختلف تھے۔ ایک رشٹر کی میڈیکل سیکریٹری تھی، دو خاتون خانہ، ایک پلمبر، ایک انشورنس سیلزمین، اسٹیٹ بروکر اور خود ڈاکٹر رشٹر.... مریسا کو خاصی محنت کرنی پڑی۔

مرض اچانک نمودار ہوا تھا۔ ابتدائی علامتوں میں شدید سر درد، مسل پین، ہائی فیور، بعدازاں پیٹ کی تکلیف، ڈائریا، الٹیاں بشمول خون کی قے، گلے کی تکلیف، کھانسی اور سینے میں درد ....

مریسا لرز اٹھی۔ کیا مرض اس تک پہنچ سکتا ہے؟ یہ ایک مفلوج کر دینے والا سوال یا خدشہ تھا۔ وہ سونا چاہ رہی تھی لیکن دوسرے مریضوں سے ملنا ضروری تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی رپورٹ نورس کو دینا چاہتی تھی۔

وہ تمام مریضوں سے فرداً فرداً ملی۔ مریضوں کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ مریسا نے اپنے طے کردہ سوالات

کے جواب حاصل کیے، کوئی خاص بات معلوم نہ ہوسکی۔ چھ کے چھ مریض ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ ایک ہی نکتہ دریافت ہوسکا کہ ساتوں نہ صرف ڈاکٹر رشٹر کو جانتے تھے بلکہ رشٹر اسپتال ہیلتھ پلان کے ممبران میں شامل تھے۔ مریسا کو حیرت ہوئی کہ کسی نے یہ بات نوٹ نہیں کی۔ کیا رشٹر ہی کے ذریعے باقی چھ مریض متاثر ہوئے تھے۔ لیکن کیسے؟ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ انڈیکس کیس ڈاکٹر رشٹر ہی تھا۔ وہی پہلا مریض تھا۔ اس کے بعد مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور سب رشٹر کو جانتے تھے۔

مریسا نے وارڈ کلرک سے بیرونی مریضوں کا ریکارڈ طلب کیا۔ اسی دوران ڈاکٹر نیوری کی پریشان صورت نظر آئی۔

''مجھے خدیشہ ہے کہ ایک اور مریض کا اضافہ ہوگیا ہے۔ وہ یہیں اسپتال میں لیب ٹیکنیشن ہے۔''

''کیا اسے آئسولیٹ کردیا گیا ہے؟''

''ہم پانچویں منزل کے اوپر ایک علیحدہ آئسولیشن ونگ آراستہ کررہے ہیں، سب کو وہیں رکھا جائے گا۔''

''جتنی جلدی ہوسکے، بہتر ہے۔'' مریسا نے کہا۔ ''خیال رکھیں کہ تمام غیر اہم لیب ورک معطل کردیے جائیں۔''

''ٹھیک ہے.... کیا تم ٹیکنیشن کو دیکھوگی؟''

''ہاں میں دیکھتی ہوں۔''

ٹیکنیشن کو ایک ایمرجنسی کمرے میں رکھا گیا تھا جس کے باہر ''ڈونانٹ اینٹر'' کی تختی لگی ہوئی تھی۔

مریسا ضروری تیاری کے ساتھ مریض سے ملی، اس کا نام ایلن تھا۔ اس وقت اس کی حالت اتنی خراب نہیں تھی۔ لہٰذا مریسا کو بات چیت کرنے میں آسانی رہی۔ تاہم اس ملاقات کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا۔ مریسا اسے تسلی دے کر باہر آگئی۔ اس کی چھٹی حس چلّا رہی تھی کہ کسی ہولناک وبا کا آغاز ہونے جارہا ہے۔

بہتر تھا کہ اب نورس کو رپورٹ کردی جائے۔ مریسا نے فون پر اس سے رابطہ کیا۔

''تمہارا پہلا فیلڈ اسائنمنٹ کیسا جارہا ہے؟'' نورس نے استفسار کیا۔

''توقعات سے زیادہ خراب۔'' مریسا نے جواب دیا۔ مریسا نے تمام تفصیلات، جزئیات کے ساتھ گوش گزار کردیں۔

''پریشان مت ہو۔'' نورس نے بولنا شروع کیا۔

مریسا نے محسوس کیا کہ نورس دو علامتوں میں خاص دلچسپی لے رہا ہے۔ اول، خون کی الٹیاں۔ دوم، خونی ڈائریا۔ آنکھوں میں جریانِ خون کی علامتوں کے بارے میں بھی وہ سوالات کررہا تھا۔ جب مریسا نے اسے بتایا کہ رشٹر نے امراضِ چشم کی کانفرنس میں شرکت کے لیے افریقہ کا سفر کیا تھا۔

''مائی گاڈ۔'' نورس کی آواز بلند ہوگئی۔ ''تم جانتی ہو کہ کیا کہہ رہی ہو.... اگر یہ افریقہ سے آنے والا ''وائرل ہیمرج فیور'' نہیں ہے۔ تو ''لاسا فیور'' ہے او گاڈ، اس کے علاوہ دو ہی امکانات ہیں۔ ''ماربرگ'' (Marburg) وائرس یا ''ایبولا۔''

مریسا لرز اٹھی۔

''بندر کہاں ہے؟''

''قرنطینہ میں۔'' مریسا نے اپنی آواز میں کپکپاہٹ محسوس کی۔

''بندر کی حفاظت کرنا، خاص طور پر اگر وہ مر جائے.... ہمیں اس کا وائرل ٹیسٹ کرنا پڑے گا۔''

نورس نے مریسا کو سمجھایا کہ تمام متاثرہ مریضوں کے خون اور پیشاب کے علاوہ کون کون سے نمونے سی۔ڈی۔سی روانہ کرنے ہیں۔ ''جلدی کرنا اور ڈیلٹا سروس استعمال کرنا۔ خدا کے لیے اپنا بہت خیال رکھنا۔ نمونوں کو خشک برف میں رکھ کر روانہ کرنا۔ بندر کے نمونے بھی روانہ کرو۔ میرے پہنچنے تک لیب ورک رکوادو۔ مجھے خود آنا پڑے گا۔ ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ یہ نیشنل ایمرجنسی بھی ہوسکتی ہے۔ پریس سے دور رہنا۔ مریضوں کے قریب جانے سے قبل تمام تر حفاظتی اشیا استعمال کرنا۔''

''موبائل لیب'' ریڈی ہوتے ہی میں پہنچ رہا ہوں۔''

☆☆☆

نورس سے بات کر کے مریسا کے ہراس میں اضافہ ہوگیا۔ دورانِ گفتگو اس نے دو فقرے ایسے کہے تھے جن سے صاف عیاں تھا کہ اسے مریسا کی بہت زیادہ فکر ہے۔

نورس سے ملنے پر مریسا کا سازِ دل، ہر مرتبہ عجیب انداز میں نغمہ سرا ہوجاتا تھا لیکن نورس نے اور نہ مریسا نے کبھی کوئی جذباتی اظہار کیا تھا۔ رومانس کا پہلو تھا بھی تو اب تک پردۂ اخفاء میں تھا۔ تاہم آج مریسا نے اس کی فکر کو نمایاں طور پر محسوس کیا تھا۔ کیا یہ محض پیشہ ورانہ تفکر تھا یا کہیں گہرائی میں نازک احساسات بھی پوشیدہ تھے؟ مریسا نے گہری سانس لی اور نورس کی ہدایات پر عمل درآمد کے لیے

متحرک ہوگئی۔

نورس نے جن وائرس کے نام اٹھائے تھے، وہ اب تک دریافت شدہ خوفناک ترین وائرسوں میں شامل تھے اور ان کا علاج بھی دریافت نہیں ہوا تھا۔

نیوری، نورس کی آرا سن کر بدحواس دکھائی دے رہا تھا، اگر ایسا ہی ہوا تو رشٹر اسپتال کی بقا خطرے میں تھی۔

نورس کی ہدایت کے مطابق، مریسا نے اپنا کام ختم کیا۔

بعدازاں اس کا زیادہ وقت مریضوں کی کیس اسٹڈی اور لائبریری میں گزرنے لگا۔ اس کی تحقیقات کے مطابق یہ بات شک و شبہے سے بالاتر تھی کہ 'انڈیکس کیس' ڈاکٹر رشٹر تھا۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ باقی سات مریضوں نے رشٹر سے کسی نہ کسی حوالے سے رابطہ کیا تھا۔ یہ ابتدائی رابطے تھے۔ سوال یہ تھا کہ وائرس رشٹر تک کیسے پہنچا؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ رشٹر جن افراد سے رابطے میں رہا، ان میں سے بعض کو مرض کیوں منتقل نہیں ہوا؟ اور اگر یہ سیکنڈری اسٹیج پر گیا تو کیا ہوگا؟ یہ ایک خوفناک سوال تھا۔

☆☆☆

''کیا ہوا؟''

''رشٹر کی حالت بگڑ رہی ہے۔'' نیوری نے جواب دیا۔ ''ہر جگہ سے خون جاری ہے، حتیٰ کہ مسوڑھوں اور جہاں انجکشن لگائے گئے تھے، وہاں سے بھی خون رس رہا ہے۔ گردے فیل ہونے والے ہیں۔ فشارِ خون گر کر برائے نام رہ گیا ہے۔ کوئی حربہ نہیں بچا ہے، سمجھ نہیں آتا کیا کیا جائے۔'' نیوری کی آواز میں تھکن اور مایوسی تھی۔

اگرچہ مریسا کو اندازہ تھا، پھر بھی اسے رنج ہوا۔ رشٹر کو پہلی بار دیکھتے وقت ہی اسے احساس ہوگیا تھا کہ مریض وادیِ اجل کی سمت گامزن تھا۔

مریسا کے چہرے پر گمبھیرتا تھی۔ ایک منٹ بعد اس نے اٹلانٹا فون کیا۔

نورس کو اس نے صورتِ حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ VHF (وائرل ہیمرج فیور) ہے اور کسی کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔

''سپورٹیو تھراپی کے علاوہ کچھ نہیں کیا جاسکتا، جب تک ہم تشخیص نہ کرلیں۔ ٹیڈ کو تمہارے بھیجے ہوئے نمونے مل گئے ہیں۔ وہ کام کررہا ہے۔ شاید ہم کوئی بہترین مدافعتی ویکسین بنالیں۔''

''کب آرہے ہو؟''

''موبائل آئسولیشن لیب، پوری طرح پیک ہے۔ پہنچنے والا ہوں۔'' نورس نے جواب دیا۔

☆☆☆

مریسا نے ایک گھنٹے سے بھی کم نیند لی اور بیدار ہوگئی، وہ بیٹھے بیٹھے ہی سوگئی تھی۔ اس کے سر میں درد تھا اور حلق میں خراش محسوس ہورہی تھی۔ وہ دعا کررہی تھی کہ یہ مرض کی علامتیں نہ ہوں بلکہ تھکن کی زیادتی کے باعث ایسا ہورہا ہے۔ بہرحال اس کے دل میں خوف تھا۔ نورس کی ہدایت کے مطابق اب مریضوں کے پاس جاتے وقت آنکھوں پر گاگلز بھی چڑھا کر رکھتی تھی۔

تھکن کے باوجود اسے اٹھنا پڑا۔ ابھی تک وہ اسپتال میں ہی تھی۔ مزید چار مریض ایمرجنسی روم میں لائے گئے تھے۔ چاروں کی علامتیں ہیمرج فیور کی نشاندہی کررہی تھیں۔ چاروں مریض، سابقہ مریضوں کے فیملی ممبر تھے۔

نامعلوم جان لیوا وائرس، پہلے ہی تھرڈ جنریشن میں داخل ہوچکا تھا۔

مریسا نے سب سے پہلے نمونے حاصل کرکے اٹلانٹا، ٹیڈ کو روانہ کردیے۔ مریسا کو احساس تھا کہ وہ اپنی توانائی کی آخری حد پر ہے۔ لہٰذا اس نے ہوٹل جانے کا فیصلہ کرلیا۔ ٹروپک ہوٹل پہنچ کر وہ بستر میں جا گری۔

☆☆☆

دوسری صبح وہ اسپتال پہنچی تو حیران رہ گئی۔ وہاں پولیس کے علاوہ الیکٹرونک میڈیا کی گاڑیاں نظر آرہی تھیں۔ قرنطینہ کا بندوبست تقریباً مکمل تھا۔ پولیس مین نے مریسا کو روکا تاہم وہ بہ آسانی سی۔ ڈی۔ سی کا کارڈ دکھا کر اندر چلی گئی۔

ڈاکٹر نیوری نے اسے بتایا کہ سی۔ ڈی۔ سی نیوز کانفرنس کی تیاری کررہی ہے۔ نیوری کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ رشٹر کا بھائی بھی تھا جس کے تاثرات بھی اعلان کررہے تھے کہ اسپتال ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

میڈیا نے سرخی جمائی تھی۔ ''ایڈز کی نئی وبا۔'' رشٹر کی موت کے بعد مریضوں نے اسپتال چھوڑنا شروع کردیا تھا۔ اسٹیٹ کمشنر آف ہیلتھ نے قرنطینہ کے آرڈر جاری کیے تھے۔ تاکہ جو بلا بھی ہے وہ اسپتال کی حدود سے باہر نہ نکل سکے۔

مریسا کانفرنس روم میں پہنچی تو نورس اپنے مخصوص اور پُرسکون انداز میں میڈیا کا سامنا کررہا تھا۔ اس نے آغاز سی۔ ڈی۔ سی کی ٹیم کے تعارف سے کیا تھا پھر اس نے ایڈز

کی وبا کی تردید کی۔

مریضوں کی تعداد سولہ ہوگئی تھی۔ نورس کی رائے میں صورتِ حال بدنما ہونے کے باوجود کنٹرول میں تھی۔ ایک صحافی کھڑا ہوگیا۔

''کیا ایک ماہ قبل رشٹر، یہ نامعلوم مرض افریقہ سے لایا تھا؟''

''ہمارے علم میں نہیں۔'' نورس نے کہا۔ ''ہو بھی سکتا ہے لیکن یہ مشکوک ہے۔ کیونکہ ان کی بیوشن پیریڈ بہت زیادہ ہے۔ تیس دن یہ مرض خفیہ نہیں رہ سکتا۔ ابتدائی علامات ظاہر ہونے کے بعد ڈاکٹر رشٹر کی موت بہت کم وقت میں وقوع پذیر ہوئی۔ یعنی بیماری زیادہ سے زیادہ چند روز بعد علامات کا اظہار شروع کردیتی ہے۔''

دوسرا صحافی کھڑا ہوا۔

''ایڈز کا مرض برسوں خفتہ حالت میں رہتا ہے۔ کیا یہ ایڈز سے زیادہ خطرناک ہے؟''

''ہماری موجودہ پریشانی ایڈز سے قطعی مختلف ہے۔ بظاہر یہ وائرس ہی ہے تاہم ایڈز کے وائرس سے مختلف ہے۔''

''وہ کیسے؟'' کسی اور نے مختصر سوال اچھالا۔ مریسا نے محسوس کیا کہ نورس کا ضبط جواب دے رہا ہے۔ تاہم وہ قابو میں رہا اور یکے بعد دیگرے چند چبھتے ہوئے سوالات کے جواب دے کر کانفرنس ختم کردی۔

☆☆☆

ایلیویٹر میں مریسا کی نورس سے مڈبھیڑ ہوئی۔

''کیسی ہو؟'' اس کی آواز دوستانہ تھی۔

''او کے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم پوری ٹیم کے ساتھ آرہے ہو؟''

''ضروری تھا۔'' ڈاکٹر لینی نے کہا۔ ڈاکٹر ایسبس نے سر ہلا کر تائید کی۔ ''پریس کانفرنس سے ہٹ کر صورتِ حال ہولناک ہے۔ یہ ایک بھیانک خواب ہے۔''

''مجھے بندر بُری طرح کھٹک رہا ہے۔''

''میں نے ابھی بندر کے نمونے نہیں بھیجے۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ نامعلوم دہشت اس کے بدن میں سرائیت کررہی تھی۔

''کوئی بات نہیں۔ تم پہلے ہی بہت کام کرچکی ہو۔'' نورس نے کہا۔ ''رات ہم نے بندر کی قربانی دے دی تھی اور نمونے سی۔ ڈی۔ سی بھیج دیے تھے۔''

نورس کی زبان سے اپنی تعریف سن کر مریسا نے ناقابلِ فہم مسرت محسوس کی۔

''میں تمہارے کام کے بارے میں تفصیل سے سننا چاہتا ہوں۔ تم ڈنر آج میرے ساتھ کرو۔ ہم لوگ جہاں ٹھہرے ہیں وہاں میں نے تمہارے لیے کمرا بُک کرا دیا ہے۔ وہ ٹروپک ہوٹل سے بہت بہتر ہے۔''

ٹروپک بھی ٹھیک ہی ہے۔ مریسا نے سوچا۔ نورس کی تجاویز سن کر اس کی چھٹی حس نے ٹہوکے لگانے شروع کردیے تھے۔

☆☆☆

رشٹر نے دو میڈیکل میٹنگ اٹینڈ کی تھیں۔ ایک افریقہ میں، دوسری سان ڈیاگو میں۔ مریسا نے دونوں کی اسپانسر آرگنائزیشنز کو فون کیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ دونوں میٹنگز کے شرکا میں سے رشٹر کے علاوہ کوئی اور مریض سامنے آیا یا نہیں..... بعدازاں اس نے رشٹر کی بیوہ ہیلن کے گھر کا رخ کیا۔ وہ رشٹر کی ذاتی ڈائری کا مطالعہ کرنا چاہتی تھی۔ جس کے لیے استدعا اس نے پہلے ہی ہیلن سے کردی تھی۔

شام کے وقت مریسا نے ٹیڈ کی کال وصول کی۔ وہ نورس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ ''آپریٹر کی اطلاع کے مطابق شاید تمہیں علم ہو؟''

''اسے ہوٹل میں ہونا چاہیے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''میں ہوٹل ٹرائی کرتا ہوں، اگر رابطہ نہ ہوا تو کیا تم ایک پیغام پہنچادوگی؟''

''ہاں، کیوں نہیں۔''

''یہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔''

مریسا، سیدھی ہوکر بیٹھ گئی۔ اس کی گرفت ریسیور پر سخت ہوگئی۔ ''کیا یہ پرسنل پیغام ہوگا؟''

''نہیں۔'' ٹیڈ بے کیفی سے ہنسا۔ ''یہ وائرس سے متعلق ہے، جس کے ساتھ تم لوگوں کا واسطہ پڑ گیا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' مریسا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

''تم نے جو نمونے بھیجے تھے۔ خاص طور پر رشٹر کے .... اس کے خون میں لاتعداد وائرس ہیں۔ ایک ملی لیٹر میں بلین سے بھی زیادہ.....''

مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

''کیا ہے یہ؟'' اس کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

''ٹیڈ! کیا ہے یہ؟''

''معلوم نہیں۔'' جواب آیا۔ ''کیا رشٹر زندہ ہے؟''
''وہ گزشتہ شب.....'' مریسا جواب مکمل نہ کرسکی۔
''اوہ۔''
''ٹیڈ کیا تمہیں یقین ہے؟''
''کیسی باتیں کر رہی ہو؟'' ٹیڈ نے شکوہ کیا۔
مریسا کو بھی اپنے بے تکے سوال کا احساس ہوا۔
''اس کا مطلب۔'' وہ بولی۔ ''اب تک مہلک ترین وائرس منظر عام پر آگیا ہے۔''
''یقیناً۔'' ٹیڈ نے اتفاق کیا۔ ''مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ محض افریقہ میں اس وائرس کی چند وباؤں کا ذکر ملتا ہے۔ یہ قطعی اجنبی ہے۔ خفیہ اور لاعلاج..... آخر یہ لاس اینجلس میں کیونکر نمودار ہوا؟''
''ڈاکٹر ری لینڈ کے نزدیک بندر ذمے دار ہے۔''
''شاید اس کا اندازہ ٹھیک ہو۔ بندر ہی ماضی میں ہیمرجک فیور کے ذمے دار تھے۔ جرمنی میں ماربرگ وائرس بھی بندر کے ذریعے پھیلا تھا۔ ماربرگ، اس سے مشابہت رکھتا ہے۔''
''بندر کے نمونے تم تک پہنچنے والے ہیں۔ رزلٹ کے بارے میں مجھے ضرور بتانا۔'' مریسا نے درخواست کی۔
''ضرور۔'' ٹیڈ نے حامی بھری۔ ''پھر فون کروں گا۔ اپنا بھی خیال رکھنا۔'' ٹیڈ نے رابطہ منقطع کر دیا۔
مریسا، نورس کو ڈھونڈنے لگی، اسی اثنا میں ایک ٹیکنیشن سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جس نے بتایا کہ چند ڈاکٹرز پیتھالوجی میں ہیں۔ دو اموات اور ہوگئی ہیں۔ کچھ ڈاکٹر ایمرجنسی میں ہیں، وہاں نئے مریض آئے ہیں۔ ڈاکٹر نورس ہوٹل روانہ ہو چکے ہیں۔
مریسا نے اسے بتایا کہ انہیں کس عفریت کا سامنا ہے اور ہدایت کی کہ یہ بُری خبر دوسروں تک پہنچا دی جائے۔

☆☆☆

بقول نورس، بیورلے ہلٹن، ٹروپک ہوٹل کے مقابلے میں بدرجہا بہتر اور پُرآسائش تھا اور یہ رشٹر اسپتال سے نزدیک تر تھا۔
مریسا، بیل مین کے عقب میں آٹھویں منزل کے کوریڈور میں اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔ اگرچہ اسے یہ سب غیر ضروری لگ رہا تھا۔ اس کے لیے کشش صرف اس بات میں تھی کہ نورس بھی اسی ہوٹل میں تھا۔
مریسا نے کمرے میں پہنچ کر بیل مین کو ڈالر پکڑا کر رخصت کیا اگر نورس دوبارہ نہ کہتا تو شاید وہ ٹروپک میں ہی قیام کرتی لیکن ٹیڈ سے بات کرنے کے چند گھنٹے بعد نورس نے مریسا کو فون کیا تھا۔ مریسا نے اسے وائرس کے بارے میں مطلع کر دیا تھا۔ تاہم اسے محسوس ہوا کہ نورس ذہنی طور پر اس خبر کے لیے تیار تھا۔
اب وہ بیورلے ہلٹن میں موجود تھی۔
نورس نے ہی بتایا تھا کہ اس کا کمرا 805 ہے۔ نورس کی خواہش تھی کہ ساڑھے سات بجے مریسا اس کے کمرے میں اس کے ساتھ ڈنر کرے۔ اگر اسے زحمت نہ ہو تو، نورس کا کمرا بھی آٹھویں منزل پر تھا۔ نورس نے مریسا کے نوٹس اور تحقیقات میں دلچسپی ظاہر کی تھی۔
مریسا نے ضروری تیاری کی۔ نوٹ بک اور کاغذات لے کر وہ نورس کے کمرے تک پہنچ گئی۔ اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوگئی تھیں۔ وہ ایک عجیب ناقابلِ بیان کیفیت کا شکار تھی۔ وہ کھڑی سوچتی رہی۔ بالآخر ایک منٹ بعد اس نے دستک دی۔
نورس شاید انتظار ہی کر رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر خوش آمدید کہا۔ پھر واپس فون کی جانب چلا گیا۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ ٹیڈ سے بات کر رہا تھا۔ بات مکمل کر کے وہ مریسا کے قریب آگیا۔ وہ آج زیادہ ہی وجیہہ نظر آرہا تھا یا غالباً اس نے کچھ اہتمام کیا تھا۔ وہ قریب آکر جھکا اور مریسا کی آنکھوں میں دیکھا۔
''آج کے روز جو سب سے بہترین چیز میں نے دیکھی ہے، وہ تم ہو۔'' نورس نے کہا۔
مریسا کی چھٹی حس پھر ٹھوکے لگانے لگی۔ اسے احساس تھا کہ آج نورس کے ساتھ اسے ایک غیر متوقع ملاقات کا سامنا ہے۔
''تمہارا دوست ٹیڈ ٹھیک کہہ رہا تھا کہ تمہیں غیر ضروری خطرہ نہیں مول لینا چاہیے۔''
مریسا کو کوئی جواب نہیں سوجھا۔ اس نے گفتگو کا رخ موڑنے کے لیے کاغذات اور نوٹ بک نکالی۔ نورس بیٹھ گیا۔ مریسا نے شروع سے تفصیلات بتانا شروع کیں۔ خاص نکات کو اجاگر کیا۔ اس نے پتے اور فون نمبر تک نوٹ کیے ہوئے تھے۔
نورس سر ہلاتے ہوئے بظاہر اس کی بات سن رہا تھا۔ تاہم مریسا نے محسوس کیا کہ اس کا دھیان کہیں اور ہے۔ مریسا بولتے بولتے رک گئی۔ نورس نے ایک گہری سانس لی اور مسکرایا۔ ''گڈ جاب۔'' اس نے سادہ الفاظ استعمال

کیے۔ ''یقین نہیں آتا کہ یہ تمہارا پہلا فیلڈ ورک ہے۔'' اس کی آواز میں ستائش تھی۔

دروازے پر دستک سن کر وہ کھڑا ہو گیا۔ ''شاید ڈنر ہے۔''

ادھر مریسا سوچ رہی تھی کہ ڈنر ڈائننگ ہال میں بھی کیا جا سکتا تھا۔ دورانِ طعام، نورس پیشہ ورانہ امور کے بجائے عام گفتگو کر رہا تھا۔

مریسا، سٹپٹائی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ بات کچھ اور ہے۔ کیا بات ہے اور کب شروع ہوتی ہے؟

کھانے کے اختتام پر اچانک نورس نے کہا۔ ''ایک آٹو ایکسیڈنٹ میں، میری بیوی کا انتقال دو سال قبل ہوا تھا....''

''آئی ایم سوری.... مجھے افسوس ہوا'' وہ بولی۔

وہ اپنی حیرت کو چھپا گئی کہ نورس اچانک ذاتی زندگی کی جانب کیوں چلا گیا۔

''میں تمہیں بتانا چاہتا تھا'' وہ بولا۔

مریسا سر ہلا کر رہ گئی۔

''تم نے کبھی سوچا مستقبل کے بارے میں؟'' نورس نے سوال کیا۔ ''میرا مطلب ہے، تمہارا کوئی دوست....'' اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

مریسا، سمجھ گئی کہ اس کا اشارہ رالف کی جانب ہے۔ ماضی کے تلخ تجربے کے متعلق وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ راجر کو تقریباً بھلا چکی تھی۔ رالف کے ساتھ ڈیٹنگ کوئی خفیہ معاملہ نہیں تھی لیکن یہ مریسا کو ہی علم تھا کہ رالف کے ساتھ اس کا کوئی رومانس نہیں ہے۔ راجر کے بعد صرف نورس نے اسے متاثر کیا تھا۔ تاہم ماضی کی تلخی کے باعث وہ یک دم اظہارِ خیال نہیں کرنا چاہتی تھی جبکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ نورس فیصلہ کن گفتگو کے موڈ میں ہے۔ البتہ یہ مریسا کے لیے انکشاف تھا کہ نورس بھی اسے پسند کرتا ہے....

''ہاں میرے کئی دوست ہیں۔'' مریسا نے بھی فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ادھورے فقرے میں اشارہ واضح تھا کہ ''بس دوست ہی ہیں۔''

معاً نورس کھڑا ہو گیا۔ ''کیا خیال ہے؟ اسپتال کا جائزہ لیا جائے؟''

مریسا کو اس اچانک تبدیلی کی توقع نہیں تھی۔ تاہم وہ سکون محسوس کرنے لگی۔ گفتگو جس رخ پر جا رہی تھی، اس کے لیے مریسا ذہنی طور پر تیار نہیں تھی۔ وہ مطمئن انداز میں کاغذات سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوئی گئی۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ نورس اس کی پشت پر آ گیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی۔ نورس نے دونوں ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑ لیا۔ فاصلہ بہت کم تھا، مریسا منجمد ہو کے رہ گئی۔ نورس کے ہونٹ اس کے لبوں کو چھو گئے۔ یہ ایک نہایت قلیل وقفہ تھا۔ مریسا نے خود کو پیچھے ہٹا لیا۔ کاغذات فرش پر گر گئے۔

''آئی ایم سوری۔'' اس کی آواز میں خجالت تھی۔

''میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تاہم میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب سے تم سی۔ڈی۔سی میں آئی ہو.... آگے کیا کہوں.... میں پھر معذرت خواہ ہوں۔ جب سے میری بیوی کا انتقال ہوا ہے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے۔''

مریسا خاموش تھی۔ وہ نورس کی اس اچانک حرکت سے ذہنی خلفشار کا شکار ہو گئی تھی۔

''مریسا۔'' اس نے نرمی سے کہا۔ ''اٹلانٹا واپسی پر میں تمہیں ڈنر پر لے جاؤں گا۔ لیکن اگر تم رالف کے ساتھ کوئی جذباتی تعلق رکھتی ہو تو ایسا نہیں ہو گا۔ میں تمہیں بھول جاؤں گا۔'' اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

مریسا نے جھک کر کاغذات سمیٹے۔

''ہمیں چلنا چاہیے۔'' مریسا کی آواز خشک تھی۔

نورس ایلیویٹر میں خاموش رہا۔ مریسا کی رینٹ اے کار میں بھی سکوت طاری تھا۔ مریسا کو دھیرے دھیرے احساس ہونے لگا کہ وہ نورس کے ساتھ زیادتی کر چکی ہے۔ اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔ مریسا کو اتنا خشک رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ نورس نے معذرت بھی کر لی تھی۔ شاید وہ ایبولا میں الجھی ہوئی تھی۔ اس لیے مناسب ردِعمل پیش نہ کر سکی۔ تعلقات بدنما موڑ کاٹ چکے تھے۔ 'کیا کرنا چاہیے؟' اس نے خود سے سوال کیا۔

☆☆☆

تقریباً پانچ ہفتے بعد مریسا واپس اٹلانٹا پہنچی۔ ائرپورٹ سے کیب ہائر کر کے وہ گھر کی جانب عازمِ سفر ہوئی۔ کیب میں بیٹھی وہ ڈاکٹر نورس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیا بحیثیت ڈاکٹر آئندہ وہ دونوں اپنے پیشہ ورانہ تعلقات کو خوشگوار خطوط پر استوار کر سکیں گے؟

بیورے بلٹن میں جو غیر متوقع حادثہ پیش آیا تھا، اس کے بعد دونوں کا تعلق سرد مہری کا شکار ہو کے رہ گیا۔ بعد ازاں دونوں کی محض چند ملاقاتیں ہوئیں، نورس کے رویے میں واضح لاتعلقی اور بے مہری دکھائی دی۔ اب وہ

دونوں اٹلانٹا واپس آچکے تھے۔ مریسا کو نامعلوم تنہائی کا احساس ہوا۔ کیب، اس کے گھر کے قریب پہنچ گئی تھی۔

مریسا خیالات کی دنیا سے باہر آگئی۔ وہ سیدھی پڑوس میں ہڈسن فیملی کے گھر پہنچی۔ رسمی کلمات کے تبادلے کے بعد اس نے شکریہ ادا کیا اور ٹفی کو لے کر گھر آگئی۔ ٹفی (پالتو کتا) مریسا کو دیکھ کر بے چین ہوگیا۔ وہ دیوانہ وار اس کے گرد گھوم رہا تھا۔ ساتھ ہی عجیب آوازیں نکال رہا تھا۔

مریسا نے الارم آف کیا، گھر کا ٹمپریچر درست کیا پھر فریج میں جھانکا۔ باہر ہی کھانا پڑے گا۔ وہ بڑبڑائی۔ فریج بند کیا۔ فریج کی صفائی اور کچھ تیار کرنے کا قطعی موڈ نہیں تھا۔ وہ فیصلہ کرکے پلٹی۔ تب ہی دفعتاً فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ ٹیڈ کی آواز سن کر مریسا نے اطمینان محسوس کیا۔

''ویلکم ہوم۔'' ٹیڈ نے کہا۔ ''کیا خیال ہے اگر ڈرنک باہر کی جائے۔ میں تمھیں گھر سے پک کرسکتا ہوں۔''

مریسا یہ کہنے ہی والی تھی کہ وہ بُری طرح تھکی ہوئی ہے۔ معاً اسے یاد آیا کہ لاس اینجلس سے آخری فون اس نے ٹیڈ کو کیا تھا۔ جب ٹیڈ نے بتایا تھا کہ ایڈز کے پروجیکٹ پر کام ختم کرکے وہ اس وائرس کے ساتھ کشتی لڑ رہا ہے۔

''تمھاری تحقیق کا کیا حال ہے؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''فائن۔'' جواب آیا۔ ''یہ جنگل کی بھڑکتی آگ کی طرح ہے۔ مارفالوجی کی اسٹڈی مکمل کرچکا ہوں۔ اب پروٹین کے تجزیے کا آغاز کیا ہے۔''

''مجھے گہری دلچسپی ہے کہ تم اس وائرس کے ساتھ کون سی کشتی لڑ رہے ہو؟'' مریسا نے کہا۔

''مجھے نہایت خوشی ہوگی، سب کچھ دکھانے میں مگر بدقسمتی سے کام MCL میں ہورہا ہے۔ نیز یہ ضروری بھی ہے۔''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔'' مریسا نے جواب دیا۔ وہ بخوبی آگاہ تھی کہ انتہائی مختصر وائرس موت کا جوالا مکھی ہے۔ اجل کا دیوتا ---- ایبولا کا نام ہی مریض کی سانس روک دینے کے لیے کافی تھا۔ اگرچہ دیگر مہلک وائرسوں کے مانند اسے ننگی آنکھ سے تو کجا عام خوردبین سے دیکھنا بھی ناممکن تھا۔

مریسا کی معلومات کے مطابق اس وقت، عالم تمام میں سی۔ڈی۔سی جیسی سہولیات اور مہارت محض گنتی کے مقامات پر تھیں۔ برطانیہ، بیلجیم، سوویت یونین (سابق) ---- پاسچر انسٹی ٹیوٹ آف پیرس کے متعلق وہ وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

لاس اینجلس میں وہ بذاتِ خود اس کی بھیانک غارت گری، پھرتی اور قوت کا مشاہدہ کر آئی تھی۔ اس نے اجل خونبار کا دہشت ناک رقص دیکھا تھا۔ مریسا نے ٹیڈ کو اپنی دلچسپی اور تجسس سے آگاہ کیا۔

''لیکن تمھارے پاس MCL میں جانے کا اجازت نامہ نہیں ہے؟'' ٹیڈ نے مریسا کی بے قراری محسوس کرلی اور قدرے حیرت سے سوال کیا۔

''میں جانتی ہوں۔'' مریسا بولی۔ ''تاہم اس میں کیا مسئلہ ہے اگر میں تمھارے ہمراہ چلی جاؤں اور دیکھوں کہ نادیدہ عفریت کے ساتھ تم کیا کر رہے ہو؟ پھر ہم ڈرنک کے لیے نکل جائیں گے۔''

دوسری جانب چند ثانیے کے لیے خاموشی رہی پھر ٹیڈ کی آواز آئی۔ ''انٹری صرف مخصوص افراد کے لیے ہے۔'' وہ گڑبڑا گیا۔

مریسا کو احساس تھا کہ وہ ٹیڈ کی دوستی کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ''ٹیڈ، کم آن۔ کس کو پتا چلے گا۔'' مریسا نے اکسایا۔ ''جبکہ میں مذکورہ ٹیم کا حصہ بھی تو تھی۔''

''ہاں---- ں---- وہ تو ہے۔'' ٹیڈ کی آواز میں ہچکچاہٹ کا عنصر واضح تھا۔ مریسا نے محسوس کیا کہ وہ نیم رضامند ہے۔

''بس پھر تم آجاؤ، کتنی دیر میں آرہے ہو؟''

''تیس منٹ میں---- لیکن تم کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دینا۔'' اس نے شرط لگائی۔

''منظور ہے۔'' مریسا نے بےساختہ صاد کیا۔

☆☆☆

سی۔ڈی۔سی کے سیکیورٹی گارڈز نے دونوں کو محتاط انداز میں گھورا۔ دونوں نے اپنے کارڈز شو کیے۔ فارم بھرتے وقت مریسا نے ''منزلِ مقصود'' کے خانے میں ''آفس'' لکھ دیا۔ دونوں آگے بڑھ گئے۔

''تم MCL میں داخل ہونے کے لیے کل باقاعدہ ایک درخواست آگے بڑھا دینا۔'' ٹیڈ نے مشورہ دیا۔

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ تاہم وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی درخواست بالآخر نورس کی میز پر ہی جائے گی اور ڈاکٹر نورس کا ردعمل کیا ہوگا۔ مریسا اندازہ لگا سکتی تھی۔ لاس اینجلس میں جو کچھ ہوا۔ مریسا بےقصور تھی۔ تاہم اپنے ردِعمل کے حوالے سے وہ ابھی تک خود کو پوری طرح مطمئن نہ کر پائی تھی۔ کیا حرج تھا اگر وہ اس کے ساتھ ایک شام ڈیٹ پر

چلی جاتی یا کوئی دوسرا بہتر رویہ اختیار کرتی۔ نورس کی حرکت اتنی غیر متوقع تھی کہ مریسا کو سوچنے کا لمحہ تک میسر نہ آیا۔

لیکن اس کے بعد نورس کا رویہ سرد تر ہوتا چلا گیا۔ مریسا کے نزدیک نورس کے پاس اس سرد مہری کی کوئی وزنی دلیل نہیں تھی۔ نورس کی جانب سے یہ خلیج بڑھتی جا رہی تھی۔

ایلیویٹر کے ذریعے دونوں سی۔ ڈی۔ سی کی مرکزی عمارت کے تیسرے فلور پر گئے۔ سی۔ ڈی۔ سی کی تمام عمارتوں کی بیشتر راہداریوں کے ذریعے مرکزی عمارت سے منسلک تھیں۔

مریسا، ٹیڈ کے ہم قدم مختلف لیبارٹریز اور رہ گزر کو ذہن نشین کر رہی تھی۔

''MCL کی سیکیورٹی ازحد سخت ہے۔'' ٹیڈ نے مریسا کو بتایا۔ ''ہم نے اب تک دریافت شدہ ہر وائرس وہاں رکھا ہوا ہے۔''

''ہر وائرس؟'' مریسا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

''ہاں۔'' ٹیڈ نے سینہ پھلایا۔

''ان کو کیسے اسٹور کیا جاتا ہے؟''

''سیال نائٹروجن میں منجمد کر کے۔''

بالآخر ٹیڈ ایک بھاری بھرکم، بلند و بالا فولادی دروازے کے پاس ٹھہر گیا۔ وہ ایک مہیب فولادی دروازہ تھا۔ ناب کے اوپر ایک مستطیل ابھار تھا۔ جس پر کیلکولیٹر کی طرح ہندسے موجود تھے۔ نیچے کی جانب ایک رخنہ تھا۔ ٹیڈ نے گلے میں لٹکا ہوا کارڈ مریسا کو دکھایا اور اسے جھری میں داخل کر دیا۔

''اب کمپیوٹر انٹری ریکارڈ کر رہا ہے۔'' وہ بولا۔ پھر اس نے ہندسوں کو پش بٹن کی طرح دبانا شروع کیا۔ 43،23،39۔

ذرا توقف سے کلک کی آواز آئی اور لاک کھل گیا۔ ٹیڈ نے وزنی دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھتے ہوئے اطلاع فراہم کی۔

''وائرولوجی بلڈنگ سے ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔'' اس نے دروازہ بند کر دیا۔

مریسا کو لگا جیسے اس نے کسی اور ہی اجنبی دنیا میں قدم رکھ دیا ہے۔ اندر نیم تاریکی تھی۔ ٹیڈ نے ایک کیبنٹ کھول کر سرکٹ بریکر کو چھیڑا۔ وہ جگہ روشنی سے بھر گئی۔ وہ مقام کم از کم دو منزلہ اونچا تھا۔ وہاں ہر قسم کے جدید آلات موجود تھے۔ ماحول میں فینولک ڈس انفیکٹ کی مخصوص بو رچی ہوئی تھی۔ مریسا کو میڈیکل اسکول کا آٹوپیسی روم یاد آ گیا۔

ٹیڈ نے دوسرا سرکٹ بریکر چھیڑا، جس نے دس فٹ بلند سلنڈر میں پورٹ ہول کے مانند کھڑکیوں کو روشن کر دیا۔ سلنڈر کے سرے پر آبدوز کی طرح ائر ٹائٹ دروازہ تھا۔

ایک اور سرکٹ بریکر کو چھیڑنے پر گونج پیدا ہوئی اور کسی بھاری مشین نے اسٹارٹ لیا۔

''کمپریسر۔'' ٹیڈ نے وضاحت کی۔

''یہ MCL کا کنٹرولنگ اسٹیج ہے جہاں سے تمام فین، فلٹرز اور گاما۔ رے جنریٹرز کو مانیٹر کیا جا سکتا ہے۔ سبز روشن اشاروں کو دیکھو۔ جو اس بات کی علامت ہیں کہ ہر چیز ٹھیک کام کر رہی ہے۔''

ٹیڈ نے ائر ٹائٹ انڈے نما دروازہ کھولا۔ قد پانچ فٹ ہونے کے باوجود مریسا کو سر تھوڑا جھکانا پڑا۔ اس نے خوف محسوس کیا۔ اس کے ذہن نے دو الفاظ چنے۔ ''ایوانِ دہشت'' وہ ایوانِ دہشت میں قدم رکھ چکی تھی۔ سلنڈر اور پورٹ ہول کی طرح کھڑکیاں یہاں بھی موجود تھیں۔ یہاں ائر پریشر بدلا ہوا تھا۔

دونوں طرف، بینچ، لاکرز اور شیلف موجود تھے۔ دوسرے سرے پر ایک انڈے نما ائر ٹائٹ ڈور دکھائی دے رہا تھا۔

''حیران ہو؟'' ٹیڈ نے ایک کاٹن سوٹ اس کی جانب اچھالا۔ ''ذاتی لباس نہیں چلے گا۔ مریسا ہچکچائی۔ تاہم ٹیڈ رخ بدل کر منہ پھیر چکا تھا۔ مریسا نے تیزی سے کپڑے بدل لیے۔

انہوں نے دوسرا ائر ٹائٹ ڈور کراس کیا۔ یہاں ائر پریشر مزید نیگیٹو ہو گیا تھا۔ مقصد، لیب میں موجود ہوا کو بیرونی ہوا کے ساتھ نہیں ملنا چاہیے تھا۔ اس کمرے میں دس فٹ اوپر کھڑکیاں نہیں تھیں لیکن فینولک ڈس انفیکٹ کی بو نمایاں تر ہو گئی تھی۔

ایک جانب متعدد نیلے رنگ کے پلاسٹک سوٹ ہینگرز میں لٹک رہے تھے۔ مریسا کے لیے ٹیڈ نے ایک چھوٹا سوٹ ڈھونڈا۔ یہ خلائی سوٹ کے مانند تھا۔ سر سے پیر تک اس کی ساخت ایسی تھی کہ وہ تمام جسم کو چھپا سکتا تھا۔ جو حصہ، سر کو کور کرتا تھا، اس کی پلاسٹک شفاف تھی۔ زپر کے ذریعے پلاسٹک سوٹ کو سامنے سے مکمل بند کیا جا سکتا تھا۔

چھ فٹ سے نیچے جابجا سبز رنگ کے ''ہوز پائپ'' موجود تھے۔ ان میں جگہ جگہ ایڈاپٹر کے ساتھ ''مین فولڈ'' منسلک تھے۔ پائپ، پلاسٹک سوٹ کے بالائی حصے سے

منسلک ہونے کے بعد سانس لینے کے لیے مین فولڈ سے صاف پریشر ائر حاصل کرتے تھے جس کے بعد لیب کی فضا میں سانس لینے کی ضرورت نہیں رہ جاتی تھی۔ ٹیڈ نے مریسا کو پائپ ہٹانے اور لگانے کی مشق کرائی۔

''او کے، سوٹ اپ کا وقت ہو گیا ہے۔'' ٹیڈ نے کہا۔ سوٹ کو پہننے کا طریقۂ کار مریسا کو مشکل لگا۔ ٹیڈ عادی تھا۔ خاص طور پر بلبلے نما ہڈ میں سر گھسانے کے لیے مریسا کو کوشش کرنی پڑی۔ سر کے پلاسٹک فیس ماسک پر فوراً ہی دھند سی چھا گئی۔ تاہم ٹیڈ کی ہدایت پر اس نے ہوز پائپ منسلک کیا تو دھند غائب ہو گئی۔

صاف، تازہ ہوا نے اس کا بدن بھی ٹھنڈا کر دیا۔ ٹیڈ نے پائپ کے ذریعے سوٹ میں ہوا بھری۔ سوٹ کا حجم بڑھ گیا پھر اس نے پائپ الگ کر دیا۔ تاہم اسے ہاتھ میں رکھتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا۔

مریسا نے بھی اس کی نقل کی۔ تاہم مریسا کی چال میں ہیئت کذائی کے باعث روانی نہیں تھی۔

سامنے ایک اور ڈور موجود تھا۔ ڈور کے دائیں جانب ایک پینل تھا۔ ''لیب کی اندرونی روشنیاں۔'' ٹیڈ نے بتایا اور پینل کے سوئچز آن کر دیے۔

مخصوص سوٹس کی موجودگی میں، مریسا کو ٹیڈ کی بات سمجھنے میں توجہ مرکوز کرنی پڑ رہی تھی۔ وہ دونوں آخری ائر ٹائٹ ڈور سے بھی گزر گئے تھے۔ ظاہر ہے ائر پائپ چھوڑنے پڑے تھے۔ تاہم انہیں چھوڑتے وقت انہوں نے ایکسٹرا ائر لے لی تھی۔

پچھلے دو کمروں کے مقابلے میں یہ کمرا سائز میں نصف تھا۔ یہاں بھی پائپ موجود تھے۔ دونوں نے کچھ دیر کے لیے ائر پائپ منسلک کر کے ہٹا دیے۔ دونوں نے پائپس کو ہاتھ میں رکھا تھا۔ مریسا، ٹیڈ کو فولو کر رہی تھی۔ جہاں وہ پائپ کو سوٹ سے منسلک کر کے ہٹاتا، وہ بھی ایسا ہی کرتی۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ مرکزی لیب میں داخل ہونے والے ہیں۔ بالآخر وہ آخری ڈور پار کر کے پُراسرار MCL میں داخل ہو گئے۔ مریسا کے لیے وہ پُراسرار ہی تھا۔ ''ایوانِ دہشت'' کا سب سے خطرناک کمرا۔ مرکزی لیب ..... یہ ایک بڑا مستطیل کمرا تھا۔ مختلف بینچوں پر حفاظتی ایگزاسٹ ہڈز موجود تھے۔ دیواریں ہر قسم کے ضروری آلات سے مزین تھیں۔ سینٹری فیوج انکیوبیٹر، کمپیوٹر ٹرمنلز وغیرہ۔ بعض آلات کو مریسا پہچان نہ سکی۔

ٹیڈ، مریسا کو ایک انکیوبیٹر کے پاس لے آیا اور اس کے شیشے کھول دیے۔ اندر ایک ٹرے دھیمی رفتار سے گھوم رہی تھی۔ ٹرے میں ٹشو کلچر کی ٹیوبس فٹ تھیں۔ ٹیڈ نے ایک ٹیوب نکالی اور مریسا کے ہاتھ میں دے دی۔

''یہ رہا تمہارا مطلوبہ وائرس۔'' وہ بولا۔

ٹیوب میں تھوڑا سا محلول تھا۔ مریسا کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ ٹیوب میں جو کچھ بھی تھا، بظاہر بے ضرر تھا۔ تاہم مریسا جانتی تھی کہ اتنا سا محلول پورے اٹلانٹا کو موت کی نیند سلا سکتا تھا۔ مریسا نے قدرے سختی سے ٹیوب پکڑی ہوئی تھی۔

ٹیڈ نے ٹیوب واپس لے لی اور مائیکرو اسکوپ کی طرف آ گیا۔ مائیکرو اسکوپ کے بغیر مہلک ترین وائرس کے مختصر تر وجود کو دیکھنا ممکن نہیں تھا۔

ٹیڈ نے ٹیوب کو مائیکرو اسکوپ میں ایڈجسٹ کیا اور مریسا کو دعوت نظارہ دی۔

مریسا آگے بڑھ کر مائیکرو اسکوپ پر جھک گئی۔ ٹیڈ بول رہا تھا۔ وہ اس کی کمنٹری توجہ سے سن رہی تھی۔ وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی تھی۔ یقینی موت کی علامت، نادیدہ، ہلاکت خیز وائرس پہلی مرتبہ اس کی نگاہ کی گرفت میں تھا۔

ٹیڈ کی کمنٹری ختم ہونے پر وہ سیدھی ہو گئی۔ ٹیڈ نے ٹیوب واپس انکیوبیٹر میں پہنچا دی۔ اس کی کمنٹری جاری تھی، تاہم رخ بدل گیا تھا۔ وہ اپنی ریسرچ پر روشنی ڈال رہا تھا اور بعض اجنبی آلات کی افادیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔

باٹم لائن یہ تھی کہ وائرس ناقابلِ یقین حد تک سخت جان تھا۔

آخر میں، ٹیڈ، مریسا کو ایک راہداری کے ذریعے جانوروں کے سیکشن میں لے آیا۔ ان کے پنجرے اس طرح رکھے تھے کہ بھول بھلیاں سی بن گئی تھیں۔ بیشتر پنجرے چھت تک چلے گئے تھے۔

بندر، خرگوش، گنی پگ، چوہے وغیرہ وغیرہ سیکڑوں آنکھیں، مریسا کو گھور رہی تھیں۔ کچھ بے تاثر تھیں۔ کچھ میں نفرت اور غصہ تھا۔

ٹیڈ متواتر اس کی معلومات میں اضافہ کر رہا تھا۔ تاہم متعدد امور مریسا کی سمجھ میں نہیں آئے۔ وہ بتا رہا تھا کہ وائرس ایک ہی ہے، تاہم یہاں نمودار ہونے والا وائرس کس طرح افریقہ کے وائرس سے مختلف ہے، وہ اس کی تشریح کر رہا تھا۔

مریسا کچھ سمجھی، کچھ نہیں سمجھی۔ وہ اب ''ایوانِ

دہشت'' سے باہر جانا چاہ رہی تھی۔

☆☆☆

اگلے چار دن مریسا نے اپنی روزمرہ کی زندگی کو معمول پر لانے میں گزارے۔ بلوں کی ادائیگی، گھر اور فریج کی صفائی، بعدازاں اس نے خود کو سی۔ ڈی۔ سی کی لائبریری میں جھونک دیا۔ تاہم وہ روز صبح معمول کی دوڑ بحال کرنا نہیں بھولی تھی۔

لائبریری میں وہ وائرل ہیمرج فیور اور وائرس کا مطالعہ کرنے میں جت گئی۔ ایبولا بالخصوص مریسا کا مرکزِ نگاہ تھا۔ ماضی میں اس کی وبا کہاں کہاں پھوٹی تھی۔ مریسا نے تمام مواد یکجا کرلیا۔

ہر مرتبہ ہرکارۂ اجل اچانک نامعلوم ٹھکانے سے برآمد ہوا اور موت کا خونی رقص دکھا کر دفعتاً غائب ہوگیا۔ ہر مرتبہ اس کی پناہ گاہ تلاش کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر سرتوڑ کوشش کی گئی۔ حیوانوں کی سیکڑوں اقسام کو کھنگالا گیا۔ حتیٰ کے کیڑے مکوڑوں کے نمونوں کا بھی تجزیہ کیا گیا۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ماہرین اس کی کھوج میں مکمل طور پر ناکام رہے۔

مریسا کو ایک ہی خفیف سا مثبت اشارہ ملا۔ ایک مقامی چوہے (گنی پگ) میں ''اینٹی باڈیز'' کی موجودگی۔ مریسا کی جاسوسی جاری رہی۔ آخرکار اس کی توجہ 1976ء والی زائر میں پھوٹنے والی وبا پر جم گئی۔ جہاں یہ ''یامبوکا مشن اسپتال'' میں نمودار ہوا تھا۔ اس حادثے کو کئی برس بیت گئے تھے۔ تاہم اس کے علم میں تھا کہ اس کی تلاش میں سی۔ ڈی۔ سی کی متعلقہ ٹیم وہاں پہنچی تھی۔

یامبوکا مشن اسپتال اور رشٹر اسپتال کے مابین کتنی کڑیاں ملائی جاسکتی ہیں؟ یا پھر صرف علاقے کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ یعنی ''یامبوکا'' اور ''لاس اینجلس'' ڈاکٹر رشٹر اپنی ہلاکت خیز بیماری کے نمودار ہونے سے ایک ہفتے قبل نیروبی (کینیا) گیا تھا۔

مریسا نے گھڑی چیک کی۔ گھنٹے کی سوئی دو سے اوپر جارہی تھی۔ سواتین بجے اسے نورس کے دفتر میں ہونا چاہیے تھا۔ MCL میں آمدورفت کے اختیار کے لیے مریسا درخواست دے چکی تھی۔ آج اس کا فیصلہ ہونا تھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ نورس اس کے حق میں فیصلہ دے گا۔

معاً عقب سے کتاب پر کسی کا سایہ منڈلایا۔

''ویل..... ویل ویل.....ل..... وہ ابھی تک زندہ ہے۔''

''رالف۔'' مریسا نے سرگوشی کی۔ اسے جھٹکا لگا۔ رالف کی آمد غیر متوقع تھی۔

''ہاں، رالف۔ افواہیں گردش کررہی تھیں کہ وہ زندہ واپس آگئی ہے۔'' رالف کی آواز میں مزاح کی آمیزش تھی۔ ''لیکن میں یہ حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔''

مریسا نے کھڑے ہوکر اس کا ہاتھ تھاما اور ہال وے کا رخ کیا۔ ایک مناسب مقام پر رک کر اس نے رالف کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ رالف خوشدلی سے مسکرا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ ''خوش آمدید'' کہہ رہی تھی۔

مریسا نے اپنائیت محسوس کی۔ اس کا احساسِ جرم کم ہوگیا۔ کیونکہ اٹلانٹا واپس آنے کے بعد اس نے اب تک رالف سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ وہ لاس اینجلس سے ہر ہفتے رالف کو فون کرتی تھی۔

''تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔'' مریسا نے اسے گلے لگایا۔

''تم نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ نورس نے مجھے بتایا کہ تم چار دن قبل واپس آچکی ہو۔'' رالف نے نرمی سے شکایت کی۔

''آئی ایم رئیلی سوری۔ میں آج تمہیں فون کرنے والی تھی۔'' مریسا نے معذرت کی۔ تاہم وہ کچھ بے کیف سی ہوگئی۔ نورس نے رالف کو کیوں بتایا۔

''آؤ کیفے ٹیریا میں بیٹھتے ہیں۔'' رالف نے پیش قدمی کی۔

وقت کی مناسبت سے کیفے ٹیریا میں افراد کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ رالف نے کافی کا آرڈر دیا۔

''آج ڈنر کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' رالف نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے استفسار کیا۔ کپ رکھ کر وہ ذرا جھکا اور مریسا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ''دراصل میں لاس اینجلس میں اس وائرس کی فتح کی جزئیات سننے کے لیے مرا جارہا ہوں۔''

''اکیس اموات ہوگئیں۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اسے فتح سمجھنا چاہیے۔'' مریسا کے چہرے پر تاسف کا سایہ لہرایا۔ ''ہم ناکام رہے۔ ہم وائرس کی پناہ گاہ کا سراغ بھی نہ پاسکے۔''

''میرا خیال ہے کہ تم زیادہ خوداحتسابی سے کام لے رہی ہو۔'' رالف نے کہا۔

''لیکن ہمیں نہیں پتا کہ وائرس اگر دوبارہ نمودار ہوتا

ہے....'' مریسا نے گہری سانس لی۔ ''تو اس مرتبہ وہ کب اور کہاں قیامت برپا کرے گا؟''

''کیا مطلب؟''

''میری نامعلوم حس کہہ رہی ہے کہ یہ فتنہ پھر اٹھے گا۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''اوہ.... ہو۔ اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔ تم نے اپنی پوری کوشش کی اور بربادی رشٹر اسپتال تک محدود رہی۔'' رالف نے مریسا کا ہاتھ سہلایا۔ ''ورنہ قیامتِ صغریٰ برپا ہو جاتی تھی۔''

مریسا نے اندازہ لگایا کہ رالف اس کے احساسات کو سہارا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔

''تھینک یو۔'' وہ مسکرائی۔ ''واقعی بڑی تباہی پھیل سکتی تھی۔ اس کی ہلاکت خیزی 94 فیصد سے اوپر ہے۔ مزید یہ کہ ابھی تک کوئی علاج یا توڑ دریافت نہیں ہوا ہے۔'' مریسا نے گھڑی دیکھی۔ رالف کو میٹنگ کے بارے میں بتایا اور معذرت کی۔

''ڈنر؟''

''ہاں، ڈنر پر ملیں گے۔''

☆☆☆

مریسا نے ایلیویٹر کے بجائے زینے کو ترجیح دی اور تیز قدمی سے تین فلور اوپر پہنچ گئی۔ نورس کا آفس بھی اسی منزل پر تھا۔ MCL تک رسائی کے لیے بھی تیسری منزل پر آنا پڑتا تھا۔ اس نے نورس کے آفس کا رخ کیا۔

سیکریٹری نے مریسا کو انتظار کرنے کے لیے کہا۔ مریسا نے وائرولوجی ٹائمز کی ورق گردانی شروع کر دی۔ جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ نورس عمداً اسے انتظار کروا رہا ہے۔

ایک گھنٹے بعد مریسا، نورس کے چیمبر میں داخل ہو رہی تھی۔ ایک عالمِ تذبذب ہمراہ تھا۔

نورس نے انتظار کے لیے کوئی معذرت نہیں کی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ مریسا نے بدمزہ کیفیت کو دبایا اور سوال کیا۔ ''مجھے یقین ہے کہ میری درخواست مل گئی ہو گی؟''

''بے شک۔''

''پھر....؟''

''لیب میں چند روز کا تجربہ MCL میں جانے کے لیے ناکافی ہے۔'' جواب ملا۔

''پھر کوئی مشورہ؟''

''مشورہ یہی ہے کہ جو تم کر رہی ہو، ٹھیک کر رہی ہو۔'' نورس کے لہجے میں خفیف سی نرمی در آئی۔ ''اسے جاری رکھو۔ وائرس جو کم خطرناک ہیں، ان کے ساتھ تجربے میں اضافہ کرو۔ پھر تم اس قابل ہو جاؤ گی کہ MCL میں جانے کا خطرہ مول لے سکو۔''

مریسا نے خفیف سی نرمی کو محسوس کر لیا۔ وہ یہ نکتہ بھی سمجھ گئی کہ نورس اسے خطرناک لیب سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ رالف اور ٹیڈ، مریسا کے اچھے دوست تھے۔ رومانس کا پہلو مفقود تھا۔ بلاشبہ نورس کی وجاہت اور کشش رالف سے کہیں زیادہ تھی۔ درحقیقت راجر کے تلخ تجربے کے بعد نورس ہی وہ دوسرا شخص تھا جس نے مریسا کو متاثر کیا تھا۔ اس روز لاس اینجلس میں مریسا بوکھلا گئی تھی۔ یوں رومانوی تعلقات شروع ہونے سے قبل ہی بے یقینی و بے مہری کا شکار ہو گئے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ نورس کی بھی غلطی تھی۔ وہ اچانک بے قابو ہو گیا تھا... غلط مقام، غلط موقع اور غلط انداز میں اظہار کر بیٹھا۔

''یقین رکھو کہ مجھے ازخود پتا چل جائے گا کہ اب تم مناسب تجربہ حاصل کر چکی ہو۔'' نورس کی آواز مریسا کو خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ ''مجھے نہیں تو ٹیڈ کو علم ہو جائے گا۔''

مریسا نے خوشی محسوس کی۔ اگر یہ ٹیڈ پر منحصر ہے تو پھر وہ جلد ہی کامیاب ہو جائے گی۔

''اس وقت مسئلہ کچھ اور ہی ہے۔'' نورس نے دفعتاً کرسی چھوڑ دی۔ مریسا چونک اٹھی۔ اس نے نورس کی آنکھوں میں کچھ پڑھنے کی ناکام کوشش کی۔

''مسئلہ؟ کیسا مسئلہ؟''

''اس وقت MCL سے کہیں زیادہ اہم مسئلہ درپیش ہے۔'' نورس نے میز کا چکر کاٹا۔ ''اس پر تم سے بات کرنی ہے۔ میں پچھلے ایک گھنٹے سے مختلف افراد سے فون پر بات کرتا رہا ہوں۔ ان میں مسوری (امریکا کی ایک ریاست) اسٹیٹ اپی ڈیمیالوجسٹ بھی شامل ہے۔''

مریسا کے کان کھڑے ہوئے۔ اس نے نشست پر بے چینی سے پہلو بدلا۔ اسے یہ ادراک بھی ہوا کہ نورس نے قصداً اسے انتظار نہیں کرایا تھا۔

''سینٹ لوئیس مسوری میں وائرل امراض کا ایک بگڑا ہوا کیس سامنے آیا ہے۔''

مریسا کی سانس رک گئی۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ۔ صورت حال کا جائزہ لو۔ رپورٹ کرو... اور نمونے حاصل کر کے ٹیڈ کو

ارسال کر دو۔ یہ تمہاری فلائٹ ریزرویشن ہے۔'' نورس نے ایک کاغذ آگے بڑھایا۔

مریسا نے شیٹ دیکھی اور بھونچکارہ گئی۔ وقت بہت کم تھا۔ بطور EIS آفیسر اسے ہمہ وقت اپنا بیگ تیار حالت میں رکھنا چاہیے تھا جبکہ اس کا بیگ تیار نہیں تھا پھر وہی خطرناک وائرس اور فی کے لیے دوبارہ پڑوسیوں کو زحمت دینی پڑے گی۔ رالف کے ساتھ ڈنر بھی گیا۔

''لیکن ہوسکتا ہے ....'' وہ بمشکل لب کشا ہوئی۔

''ہاں ہوسکتا ہے کہ وہ نہ ہو۔'' نورس نے قطع کلامی کی۔ ''لیکن لاس اینجلس کے ہنگامے کے بعد رسک لینے کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ ہم یہاں موبائل لیب ریڈی کر دیں گے۔ صرف امید کی جاسکتی ہے کہ وہ نہ ہو۔'' نورس نے گڈ لک کا اشارہ دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

لیکن مریسا پھر الجھے ہوئے خیالات میں گم ہو چکی تھی .... چند گھنٹے باقی تھے۔ اسے دوبارہ اتنی جلدی خون آشام وائرس کا سامنا کرنا تھا۔ بھڑکتی ہوئی سرخ آگ.... خشک جنگل میں لگی بے قابو آگ کی طرح....

مریسا، نورس کا بڑھا ہوا ہاتھ نہ دیکھ سکی۔ کلائی کی گھڑی پر نگاہ ڈالی اور کھوئی کھوئی، گم صم باہر نکل گئی۔

☆☆☆

ہوائی جہاز رن وے پر ٹیکسی کر رہا تھا۔ مریسا کو موقع ہی نہیں ملا کہ وہ رالف کو اطلاع کر دیتی.... تاہم اپنی دوسری مہم پر وہ پہلے کے مقابلے میں پُراعتماد تھی۔ یہ اور بات تھی کہ پہلی مہم کے دوران اور اس کے بعد بھی وہ خوف پوری طرح مٹا نہ تھا۔ مریسا کو خدشہ رہا کہ کہیں وہ وائرس سے متاثر تو نہیں۔ وہاں سے آنے کے بعد بھی کوئی مشکوک علامت ظاہر ہوتی تو اس کا خیال اسی کی طرف جاتا۔

ائرپورٹ سے نکل کر بذریعہ کیب وہ سیدھی گرینڈ سینٹ لوئیس کمیونٹی ہیلتھ پلان اسپتال وارد ہوئی۔ کثیرالمنزلہ عمارت، رشٹر اسپتال کی طرح شاندار اور نفیس تھی۔ اندرونی حصے کے چوبی کام میں بھوری شیشم کا استعمال کیا گیا تھا۔ سرخ غالیچے، ماربل کی شفاف چکناہٹ .... وغیرہ وغیرہ۔

مریسا کی پہلی ملاقات ڈاکٹر ہیرالڈ اور ڈاکٹر پیٹر آسٹن سے ہوئی۔ وہ دونوں بے چینی سے اس کے منتظر تھے۔ ڈاکٹر ہیرالڈ، مریسا کے تعارف پر اچھل ہی پڑا۔ دونوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر پیٹر نے سی۔ ڈی۔ سی کے تیز رفتار ردِعمل پر مریسا کا شکریہ ادا کیا۔ مریسا نے کھانے پینے کی آفر مسترد کر دی۔

پیٹر آسٹن نے بولنا شروع کیا۔ ''لاس اینجلس کے معاملات ہمارے علم میں تھے۔ اس لیے حفظِ ماتقدم کے لیے ہم نے فوراً سی۔ ڈی۔ سی سے رابطہ کیا۔ ہم نے ''مشکوک'' مریض کو کل صبح ایڈمٹ کیا تھا۔ آج دو مریض مزید داخل ہو چکے ہیں۔''

مریسا پیش کردہ آرام دہ کرسی میں دھنس گئی۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں تلے تھا۔ وہ دورانِ سفر امید کر رہی تھی کہ یہ الارم کی چیخ غلط ثابت ہوگی۔ لیکن مزید دو مریضوں کی اطلاع نے اس کے حسنِ ظن کو خاکستر کر دیا۔

''بہتر ہوگا کہ آپ لوگ اپنی آرا اور اخذ کردہ نتائج سے آگاہ کریں۔'' مریسا نے کہا۔

''ہمارے پاس بتانے کے لیے کچھ زیادہ نہیں ہے۔'' پیٹر آسٹن نے جواب دیا۔ ''میں ڈاکٹر ہیرالڈ کو کریڈٹ دوں گا۔ خطرے کا الارم ہیرالڈ نے ہی بجایا تھا۔ چنانچہ مریض کو فوراً محدود کر دیا گیا۔ مریض کے ساتھ رابطہ رکھنے والوں کی تعداد بھی کم سے کم کر دی گئی۔''

''ویری گڈ۔'' مریسا نے ڈاکٹر ہیرالڈ کو دیکھا۔ ہیرالڈ، پیٹر کے تبصرے پر مریسا کے دیکھنے پر تقریباً شرما سا گیا۔

''لاس اینجلس کی وبا سے کوئی تعلق، کوئی امکان یا کوئی کڑی دریافت ہوئی؟''

''نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ ہم نے کافی تفتیش کی۔'' ڈاکٹر آسٹن نے جواب دیا۔

مریسا نے لاس اینجلس کے تجربے کی بنیاد پر چند سوالات کیے پھر مریض کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

''حفاظتی انتظامات کا کیا حال ہے؟''

''ہم نے بھرپور کوشش کی ہے۔''

''کیا مریضوں میں سے کوئی ماضی قریب میں افریقہ گیا تھا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

دونوں ڈاکٹرز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''غالب خیال ہے کہ ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔''

مریسا کو اس جواب کی اُمید نہیں تھی۔

تینوں اسپتال کی لابی سے گزر کر ایلیویٹر میں آ گئے۔ مریسا کی نگاہ فلور انڈیکیٹر پر تھی۔ جو بتا رہا تھا کہ وہ آٹھویں منزل پر ایلیویٹر سے باہر آئے ہیں۔ مریسا نے ان کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے نوٹ کیا کہ آٹھویں منزل پوری طرح فرنشڈ نہیں تھی۔

ڈاکٹر ہیرالڈ نے مریسا کے تاثرات پڑھ لیے۔

''سوری۔'' وہ بولا۔ ''آٹھویں منزل نامکمل تھی۔ ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے ہم نے اسے منتخب کیا۔ مریضوں کو آئیسولیٹ کرنے کے لیے یہ بہتر مقام تھا۔''

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ تینوں نرسز اسٹیشن پر رک گئے۔ مریسا نے سب سے نیچے موجود پیشنٹ چارٹ نکالا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ سب سے پہلے اس نے مریض کا نام پڑھا۔ زیبرسکی۔ پھر وائٹل سائن چیک کیے۔ تیز بخار اور گرتا ہوا خون کا دباؤ۔ یہ چیز اسے شناسا سا لگی۔ وہ پیشنٹ ہسٹری والے صفحے پر آئی۔ یہاں مریض کا مکمل نام موجود تھا۔ ڈاکٹر کارل۔ ایم۔ زیبرسکی۔ مریسا کے دماغ میں گھنٹی بجی .... اس نے نظر اٹھا کر ڈاکٹر ہیرالڈ کو دیکھا۔ مریسا کی نگاہ میں غیر یقینی کیفیت تھی۔

''کیا یہ مریض فزیشن ہے؟''

''ہاں۔'' ہیرالڈ بولا۔ ''زیبرسکی اسی اسپتال میں ماہر امراضِ چشم ہے۔''

مریسا نے بے چینی محسوس کی اور ڈاکٹر آسٹن کو دیکھا۔

''آپ کو پتا ہے کہ لاس اینجلس کا ''انڈیکس کیس'' (وہ پہلا مریض ہوتا ہے جو دوسروں کو مرض منتقل کرنے کا سبب بنتا ہے) بھی ایک ڈاکٹر تھا؟''

''میں اس ''اتفاق'' سے آگاہ ہوں۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا واقعی یہ محض ایک اتفاق ہے؟'' مریسا نے بایاں ابرو اچکایا۔

وہ دونوں بے بسی سے شانے اچکا کر رہ گئے۔

''کیا ڈاکٹر زیبرسکی، بندروں کے ساتھ کسی تجربے میں مشغول رہے تھے؟''

''نہیں، یقینی طور پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔'' ہیرالڈ نے جواب دیا۔

لاس اینجلس میں صرف ایک ہی ڈاکٹر متاثر ہو کر ہلاک ہوا اور وہی انڈیکس کیس تھا۔ مریسا نے سوچنا شروع کیا۔ بقیہ ہلاکتوں میں 3 لیب ٹیکنیشن اور ایک نرس تھی۔ باقی تمام کا تعلق رشٹر اسپتال کے بیرونی مریضوں سے تھا .... وہ پھر چارٹ کی طرف متوجہ ہوگئی۔ پیشنٹ ہسٹری اتنی جامع نہیں تھی۔ جتنی اس نے رشٹر اسپتال میں دیکھی تھی لیکن لیب ورک شاندار تھا۔ جگر اور گردے بھی ملوث تھے۔ مریسا کو نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہیں لگی۔ مریسا کو ایک بار پھر خون آشام ایبولا کا سامنا تھا۔

☆☆☆

مریسا نے وائرل سیمپل لینے اور انہیں محفوظ کرنے کا سامان ایک جگہ کیا۔ وہ نیچے ہال میں آگئی تھی۔ اس نے جنرل لیب کے عملے سے چند باتیں کیں۔ ایک نرس کے ہمراہ وہ واپس آٹھویں منزل کے تحدیدی علاقے میں داخل ہوئی۔

وہاں اب چار افراد تھے۔ مریض اور ڈاکٹر کے علاوہ خود مریسا اور ایک نرس۔ چاروں حفاظتی ساز و سامان سے لیس تھے۔ مریسا بیڈ کے قریب ہوگئی۔ مریض کی حالتِ زار کا اندازہ لگانے میں اسے محض چند سیکنڈ لگے۔ اس کا پہلا شکار، جسے وہ طبّی زبان میں ''انڈیکس کیس'' بولتے تھے، ڈوب رہا تھا۔ مریسا نے اس کے بالائی دھڑ پر ایک خونی خراش دیکھی۔ جریانِ خون کی کئی ایک علامتیں موجود تھیں۔ ڈاکٹر زیبرسکی اس وقت خود مریض تھا۔ ایک خوفناک، تقریباً لاعلاج مرض میں مبتلا .... ہر نئی سانس اسے وادی اجل کی جانب کھینچ رہی تھی۔ اس کے بدن میں ناک کے ذریعے جو ٹیوب داخل کی گئی تھی، اس میں خون ہی خون تھا۔ خون میں ایک مخصوص چمک تھی۔ وہ ہوش میں تھا لیکن نیم بے ہوش.... سوال جواب کرنا بے معنی تھا۔

مریسا نے وہاں موجود فزیشن سے مختصر گفتگو کی جس سے پتا چلا کہ مریض کی حالت متواتر بگڑتی رہی اور گزشتہ ایک گھنٹے میں اس کی حالات نہایت تیزی سے خراب ہوئی تھی۔ خون کا دباؤ گرتا ہی جا رہا تھا۔

مریض کی حالت خوفناک حد تک ڈاکٹر رشٹر سے مطابقت رکھتی تھی۔ وہ ایبولا کا شکار ہو کر موت کی شاہراہ پر قدم رکھ چکا تھا۔ محض ایبولا کی موجودگی کا ثبوت درکار تھا۔

نرس کی مدد سے مریسا نے خون اور پیشاب کے علاوہ تمام ضروری نمونے حاصل کیے۔ دہری تہ کے مخصوص بیگ میں رکھنے سے پیشتر نمونوں پر سوڈیم ہائپوکلورائٹ کا اسپرے کیا۔ مریسا بیگ لے کر کمرے سے نکل گئی۔

نرسز اسٹیشن سے مریسا نے ڈاکٹر نورس کو فون کیا۔ نورس نے مختصر، ٹو دی پوائنٹ بات کی۔ مریسا نے اپنی رائے اور تجزیے سے آگاہ کیا۔ ''ہمیں ایبولا کا سامنا ہے اور وبائی صورتِ حال سر پر کھڑی ہے۔''

نورس نے تحدیدی کارروائی کے بارے میں سوال کیا اور بتایا کہ وہ حتی الامکان تیزی سے پہنچ رہا ہے۔ نورس نے چند ہدایات بھی جاری کیں۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم تمام لیب ورک رکوا دو۔'' وہ

بولا۔ ''وائرس کش اسپرے کی نگرانی کرو۔ انہیں بتاؤ کہ فوراً قرنطینہ کا بندوبست کریں۔ تم حاصل کردہ نمونے فی الفور ٹیڈ کو روانہ کر دو۔''

مریسا جواب دینے والی تھی کہ اسے احساس ہوا، دوسری جانب لائن منقطع ہو چکی ہے۔ وہ چند سیکنڈ ریسیور کو گھورتی رہی... پھر ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

پہلے اس نے نمونے روانہ کرنے کا بندوبست کیا پھر وہ ہیرالڈ اور آسٹن سے ملی۔ انہیں باس کی ہدایات کے بارے میں بتایا۔ ساتھ ہی درخواست کی کہ وہ دونوں ڈائریکٹر کو بھی بتا دیں۔

وہ باقی دو مریضوں کی فائل دیکھنا چاہتی تھی۔ تب ہی پیٹی نامی نرس نے اسے مسز زیبرسکی کے بارے میں بتایا۔

''کیا وہ مریض ہے؟'' مریسا نے پہلا سوال کیا۔

''نہیں، وہ اسپتال میں رکنے پر بضد ہے جبکہ ڈاکٹر ہیرالڈ کے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔''

''مسز زیبرسکی کہاں ہے؟''

''اسے پہلی منزل کے لاؤنج میں روک لیا گیا ہے۔'' نرس پیٹی نے اطلاع فراہم کی۔

مریسا نے ارادہ تبدیل کر دیا اور مسز زیبرسکی سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

پہلی منزل کے لاؤنج میں وہ اکیلی تھی۔ تاہم پھر بھی مریسا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''مسز زیبرسکی؟'' مریسا کی آواز نرم تھی۔ اس کی عمر چالیس پچاس کے درمیان تھی۔ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ روتی رہی ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ مریسا نے اپنا تعارف پیش کیا۔

''مسز زیبرسکی میں معذرت خواہ ہوں۔ تاہم چند سوالات کے جواب اگر آپ دینا پسند کریں؟''

خاتون کی نگاہ دھندلا گئی۔ ''کیا وہ ....'' اس کی آواز بیٹھ گئی۔

''نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کے شوہر زندہ ہیں۔'' مریسا نے بمشکل تاسف دبانے کی کوشش کی۔ وہ مسز زیبرسکی کے نزدیک بیٹھ گئی۔ ''جو ڈاکٹرز آپ کے شوہر کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، میں ان میں شامل نہیں ہوں۔ میں مرض کی نوعیت سمجھنے میں ان کی مدد کر رہی ہوں۔ آپ حوصلہ رکھیں۔ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔'' مریسا پیشے کے تقاضے سے مجبور تھی۔ مسز زیبرسکی کو وہ جھوٹی آس دلا رہی تھی۔ وہ خود بے بس تھی۔ نڈھال خاتون نے تعاون کی حامی بھر لی۔

''کیا آپ کے شوہر گزشتہ دو ماہ کے دوران کسی سفر پر گئے تھے؟'' مریسا نے پہلا سوال کیا۔

''ہاں۔'' زیبرسکی کی بیوی نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''کہاں گئے تھے؟'' مریسا مثبت جواب پر چونک اٹھی۔ تاہم اس نے اپنے تاثرات نارمل رکھے۔

''سان ڈیاگو۔''

مریسا نے اس بار بدقت تمام خود کو نارمل ظاہر کیا۔ سان ڈیاگو کا نام سن کر وہ تناؤ کا شکار ہو گئی تھی۔

''غالباً وہاں آنکھوں کی سرجری سے متعلق کوئی کانفرنس تھی؟'' مریسا نے تصدیق چاہی۔

''ہاں، شاید ایسا ہی تھا۔ کارل (زیبرسکی) کی سیکریٹری کے پاس یقیناً مصدقہ معلومات ہوں گی۔'' مسز زیبرسکی نے کہا۔

مریسا کے ذہن میں خیالات کی طغیانی تھی۔ ڈاکٹر ریشٹر نے بھی سان ڈیاگو کی مذکورہ کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ کیا یہ بھی محض ایک اتفاقیہ امر تھا؟

''کیا ڈاکٹر زیبرسکی کو کہیں پر بندر یا کسی اور جانور نے کاٹا تھا؟''

مسز زیبرسکی نے جواب دینے میں کئی سیکنڈ لیے۔ ''نہیں، ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔''

مریسا نے مریض کی سیکریٹری کا نام اور فون نمبر لیا۔ پھر مسز زیبرسکی کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گئی۔

سیکریٹری کا نام جوڈتھ تھا۔ سیکریٹری سے مریسا کوئی خاص بات معلوم نہ کر سکی۔

اچانک اسے رالف کا خیال آیا۔ مریسا نے فون ملایا۔ رالف سے بات کر کے مریسا نے بالائی منزل کے تحدیدی علاقے (Isolted) میں قدم رکھا۔ وہ باقی دو مریضوں کے چارٹ دیکھنا چاہتی تھی۔ ایک کا نام کیرول منگمری تھا۔ دوسرا مریض خود ڈاکٹر تھا۔

ڈاکٹر برائن سیسٹر۔ دونوں کو تیز بخار، شدید سر درد اور پیٹ میں تشنج کی کیفیت کی شکایت تھی۔ اگرچہ تینوں علامتیں کسی مخصوص مرض کی نشاندہی سے قاصر تھیں۔ تاہم ان کی شدت اور تیزی بذاتِ خود خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھیں۔

مریسا نے ہسٹری کا بغور جائزہ لیا۔ اسے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ بالآخر اس نے دونوں کو دیکھنے اور

مطلوبہ نمونے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مریسا نے تمام حفاظتی اشیا سے خود کو لیس کیا اور اندر قدم رکھ دیا۔

کیرول ایک خاتون تھی۔ عمر میں مریسا سے دو سال بڑی تھی۔ پیشے کے اعتبار سے وہ ایک بڑی فرم میں وکیل تھی۔ مریسا نے دیکھا کہ وہ بات چیت کے قابل ہے۔ تاہم خاصی بیمار لگ رہی تھی۔

مریسا نے کیرول سے ماضی قریب میں سفر کے متعلق پوچھا۔ جواب نفی میں تھا۔ مریسا کا دوسرا سوال ڈاکٹر زیبرسکی سے متعلق تھا۔ مریسا کے علم میں یہ بات آئی کہ وہ نہ صرف زیبرسکی کو جانتی ہے بلکہ اس کے زیر علاج رہ چکی ہے۔ مریسا کا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیرول نے آخری بار زیبرسکی کو کب دیکھا تھا؟ جواب ملا کہ چار روز قبل۔ مریسا نے خون کے علاوہ مطلوبہ نمونے حاصل کیے اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے ہٹ گئی۔

وہ ایک ایسے مرض کی تشخیص سے متنفر تھی جس کا توڑ ہی دریافت نہیں ہوا ہو۔ ایک سوال اس کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔ لاس اینجلس میں ڈاکٹر رشٹر کے کچھ مریض ایبولا سے متاثر ہوئے۔ جبکہ بعض پر کوئی اثر نہیں ہوا؟ وہاں اسپتال کا ڈاکٹر ''انڈیکس کیس'' تھا۔ یہاں سینٹ لوئیس میں بھی میڈیکل سینٹر کا ڈاکٹر ہی ''انڈیکس کیس'' ہے۔ دونوں ڈاکٹرز کا آپس میں کوئی تعلق سامنے نہیں آیا تھا اور دونوں نے سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔

ہوٹل بھی ایک ہی تھا۔ مریسا خیالات میں غلطاں دوسرے مریض ڈاکٹر برائن کی طرف چلی گئی۔ ظاہر ہے اسے بھی آٹھویں منزل کے آئسولیٹڈ علاقے میں رکھا گیا تھا۔ تینوں مریض الگ الگ کمروں میں تھے۔

مریسا نے اس سے بھی وہی سوالات کیے۔ تاہم برائن نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ زیبرسکی کا مریض رہ چکا ہے۔

مریسا نے پوچھا۔ ''کیا تم نے ڈاکٹر زیبرسکی کے ساتھ کام کیا ہے؟''

''میں نے بعض اوقات اس کے مریضوں کو اینستھیسیا دیا تھا۔ اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ میں نے زیبرسکی کے ساتھ کام کیا ہے۔ کام سے زیادہ میں اس کے ساتھ کھیل میں شرکت کرتا رہا ہوں۔'' برائن نے جواب دیا۔

''کیسا کھیل؟''

''میں اکثر اس کے ساتھ ٹینس کھیلتا رہا ہوں۔''

''آخری بار تم اس کے ساتھ کب کھیلے تھے؟''

''چار روز قبل۔''

مریسا کچھ دیر خاموش رہی پھر سر جھٹک کر نمونے اکٹھے کرنا شروع کیے۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ چند کڑیاں وہ حاصل کر چکی ہے۔ اگرچہ وضاحت باقی تھی۔ مرض کی منتقلی کے لیے انڈیکس کیس یا اس سے متاثر مریض کے ساتھ قریبی ربط ضروری تھا۔

☆☆☆

ڈاکٹر نورس، ری لینڈ اور رینی کے ہمراہ پہنچ چکا تھا۔ تینوں سرگرمی سے مصروف کار تھے۔ ڈاکٹر رینی قرنطینہ کی بہتری اور دیکھ بھال کے لیے نیچے چلا گیا تھا۔

تینوں تمام ضروری اور جدید طبی آلات وغیرہ لائے تھے۔ موبائل لیب ساتھ تھی۔ مریسا کو یوں لگا کہ اسے نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

''میں کچھ کر سکتی ہوں؟'' مریسا نے نورس سے سوال کیا۔

''نہیں، تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ چاہو تو آرام کرلو۔'' نورس کی آواز میں خشکی تھی۔

''چند منٹ مل جائیں تو میں بعض نکات سے باخبر کرنا چاہوں گی۔'' وہ بولی۔ وہ سان ڈیاگو کانفرنس پر بات کرنے کے لیے بے چین تھی۔

''تمہیں انتظار کرنا پڑے گا۔'' نورس نے جواب دیا۔ اس کی توجہ موبائل لیب کے فنکشن کی جانب تھی۔ دو لیب ٹیکنیشن اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔

مریسا نرسز اسٹیشن پر جا کر بیٹھ گئی۔ وہ خاصی بے کیفی محسوس کر رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا نورس اسے پانچ دس منٹ دے گا؟ یا وہ جا کر آرام کرے اور اپنی نیند پوری کرلے.... کچھ دیر بعد وہ اٹھی۔ اس نے سونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

مریسا صبح سات بجے بیدار ہوئی تو اس کی بدمزگی ختم ہو چکی تھی۔ اسے احساس ہوا کہ نورس کی بے اعتنائی برمحل تھی۔ اگر ایبولا بے قابو ہو جاتا ہے تو سارا ملبا نورس کو اٹھانا پڑے گا۔ مریسا پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

وہ آٹھویں منزل کے مخصوص اور علیحدہ مقام تک پہنچی۔ پہلی اطلاع اسے نورس کے بارے میں ملی۔ وہ دو گھنٹے قبل جا چکا تھا۔

نرسز اسٹیشن پر مریسا کو افراتفری کا احساس ہوا۔ رات کسی وقت پانچ اور مریض وہاں پہنچ چکے تھے۔ مریسا نے تمام چارٹ اکٹھے کیے تو اسے پتا چلا کہ زیبرسکی کا چارٹ

غائب ہے۔

استفسار پر اسے معلوم ہوا کہ صبح چار بجے زیبرسکی آخری سانس لے چکا تھا۔ اگرچہ مریسا انجام سے واقف تھی پھر بھی اس نے اذیت محسوس کی۔ شاید وہ لاشعوری طور پر کسی معجزے کی امید میں تھی۔

مریسا کچھ دیر ساکت بیٹھی رہی۔ خود کو مصروف رکھنا بہتر ہے۔ اس نے سوچا پھر وہ دیگر مریضوں کے چارٹ لے کر بیٹھ گئی۔

اچانک اس کی نظر ڈاکٹر لینی پر پڑی۔

''لاس اینجلس جیسی صورتِ حال بنتی جارہی ہے۔'' وہ آہستہ سے بولا۔ ''ایک اور مریض آرہا ہے جبکہ دوسرا ایمرجنسی روم میں ہے۔''

مریسا خاموش رہی۔

''یوں معلوم ہوتا ہے کہ جو نئے مریض آرہے ہیں، ان کو مرض اسی اسپتال سے لگا ہے۔ میرے لیے یہ بڑی عجیب اور پریشان کن بات ہے۔'' لینی نے کہا۔

''کیا وہ سب ماضی قریب میں زیبرسکی کے زیرِ علاج رہے ہیں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''ہاں، وہ سب کسی نہ کسی حوالے سے زیبرسکی سے ملتے رہے ہیں۔''

''نئے مریض، ڈاکٹر برائن کے زیرِ علاج رہے ہیں۔'' لینی نے مزید بتایا۔ ''برائن نے زیبرسکی کے بعض سرجری والے کیسز میں اس کے ہمراہ کام کیا ہے، میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ مرض منتقل کیسے ہورہا ہے۔ ایبولا، ائیر بورن (air born) نہیں ہے کہ سانس کے راستے جسم میں داخل ہوجائے۔ نہ یہ محض چھونے سے منتقل ہوتا ہے۔''

''ہاں، میں اس نکتے پر غور کرتی رہی ہوں۔ مرض کی منتقلی کے لیے باڈی فلوئیڈ ضروری ہے۔ وہ خون، آنسو، تھوک یا ایسا ہی کچھ بھی ہوسکتا ہے۔'' مریسا نے کہا۔

''برائن، زیبرسکی کے ساتھ ٹینس کھیلتا رہا ہے۔''

''ہاں، میرے علم میں ہے مگر اس قسم کا تعلق یا رابطہ وائرس کی منتقلی کے لیے ناکافی ہے۔''

''تمہاری بات ٹھیک ہے۔ تاہم آخری بار جب دونوں نے ٹینس کھیلی تھی، اس کے اگلے روز زیبرسکی کے مرض کا آغاز ہوگیا تھا۔ زیبرسکی انڈیکس کیس ہے۔ بالکل ڈاکٹر رشٹر کی طرح....''

اسی وقت نورس نمودار ہوا۔ مریسا حیران رہ گئی۔ وہ پانچ بجے چلا گیا تھا۔ یقیناً سونے گیا پھر اتنی جلدی کیونکر واپس آگیا۔ تھکاوٹ اس کے چہرے پر بھی تھی۔ تاہم شیو بنا ہوا تھا اور ہمیشہ کی طرح لباس میں نفاست تھی۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ سویا نہیں تھا۔

پیشتر اس کے کہ وہ لینی سے بات چیت شروع کرتا، مریسا نے تیزی سے سان ڈیاگو کانفرنس والی بات دونوں کے گوش گزار کردی۔

نورس نے اچٹتی نظر مریسا پر ڈالی۔ معمولی سا توقف کیا۔ پھر بولا۔ ''اگر ہم مذکورہ کانفرنس کی تاریخ کو پیشِ نظر رکھیں تو یہ نکتہ غیر اہم ہوجاتا ہے۔''

''لیکن یہی ایک مماثلت ہے۔'' مریسا کا لہجہ مستحکم تھا۔ ''میرا خیال ہے کہ مجھے اسی راستے سے آگے بڑھنا چاہیے۔ تاوقتیکہ کوئی دوسرا اہم اشارہ نہیں ملتا۔''

''مرضی ہے تمہاری۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ اس نکتے میں جان ہے تو میں نہیں روکوں گا۔'' نورس نے مریسا کو دیکھے بغیر جواب دیا پھر لینی کو مخاطب کیا۔

''ہمیں زیبرسکی کے دماغ، جگر، تلی اور دل کے نمونے درکار ہوں گے۔''

''اور گردہ؟''

''ہاں۔ گردہ بھی۔'' نورس نے اتفاق کیا۔

☆☆☆

مریسا حیران پریشان تھی۔ سوچ رہی تھی کہ پھر کبھی نورس کے ساتھ معمول کے تعلقات بحال ہوں گے یا نہیں۔ دل کے نہاں خانوں میں ناقابلِ فہم چبھن اور خلش تھی۔ کبھی وہ ڈپریس ہوجاتی۔ کبھی اس کی سوچ میں اشتعال کی لہر در آتی۔ کبھی سازِ دل کے تار عجیب انداز میں نغمہ سرا ہوتے .... کہیں گہرائی میں کوئی آرزو تھی کہ صلح ہوجائے۔ دماغ ٹوکتا کہ صلح ہو بھی گئی تو کیا ہوگا؟ اس سوال پر مریسا سٹپٹا جاتی۔ دل و دماغ کے سوال جواب سے تنگ آکر وہ مصروفیت کے بہانے تلاش کرنے لگتی۔

ہدایت کے مطابق اس نے آٹوپسی روم کا رخ کیا۔ جلد ہی وہ اس کمرے تک پہنچ گئی جہاں زیبرسکی کا مردہ جسم ایک بڑے سے پلاسٹک بیگ میں ٹیبل پر پڑا تھا۔ مریسا آنکھوں پر پلاسٹک گاگلز چڑھانا نہیں بھولی تھی۔ وہاں موجود دیگر افراد کے پاس بھی گاگلز موجود تھے۔

کمرے میں فارمولن (farmolin) کی مخصوص بُو پھیلی ہوئی تھی۔ کارروائی کا آغاز ہوا۔ بیگ کاٹ کر باڈی نکالی گئی۔ مریسا نے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ لاش کے سر کے بال صاف کردیے گئے تھے۔ سر پر چوٹ کا نشان دیکھ

کر وہ چونک اٹھی ... پھر اس کی نگاہ دائیں کہنی پر پڑی۔ کہنی پر کٹ کا نشان تھا۔ وہ ایک قدم آگے چلی گئی۔ اس کی نظر دائیں ران پر پڑی۔ جہاں دائرہ نما خراش جیسا زخم تھا۔ ایسی ہی خراش اس نے رشٹر کے جسم پر دیکھی تھی۔

''کیا وہ تینوں خراشوں کا تعلق موت سے قبل ہے؟'' اس کا اشارہ سر، ران اور کہنی کی طرف تھا۔ جواب مثبت ملا۔

''موت سے کتنے روز قبل؟ کوئی آئیڈیا؟'' اس نے قدم مزید آگے بڑھایا۔

''لگ بھگ ایک ہفتہ۔'' قصائی نما آلات سے لیس ڈاکٹر نے جواب دیا۔

مریسا کو یاد تھا کہ زیبرسکی کے چارٹ میں تینوں خراشوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں ہلچل مچی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ زیبرسکی ٹینس کے کھیل کے دوران گرا ہو جو بات مریسا کو کھٹک رہی تھی، وہ چارٹ تھا۔ چارٹ میں تینوں علامتوں کی نشاندہی کیوں نہیں کی گئی؟

مریسا کی تربیت کے مطابق تینوں علامتوں کا ذکر ریکارڈ پر ہونا چاہیے تھا۔ اس نے تینوں کو کھوجنے کا فیصلہ کر لیا۔

☆☆☆

زیبرسکی کی سیکریٹری جوڈتھ اپنے آفس میں تھی۔ وہ سخت ہراساں دکھائی دے رہی تھی۔ مریسا نے اس کی آنکھوں سے اندازہ لگایا کہ وہ روتی رہی ہے۔ پہلی مرتبہ مریسا نے اس سے فون پر بات کی تھی۔ لہٰذا اس نے نئے سرے سے تعارف کرایا۔

مریسا نے بمشکل اسے سنبھالا۔ وہ سخت خوف زدہ تھی اور درازوں سے اپنا سامان نکال رہی تھی۔

''مجھے یہاں سے جانا پڑے گا۔'' وہ بولی۔ ''میں تنہا نہیں ہوں۔ کئی لوگ جاچکے ہیں۔ بہت سے جانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔''

''میں زیبرسکی کے سر کی چوٹ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہوں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''کچھ نہیں .... کچھ نہیں۔'' جوڈتھ نے ہاتھ لہرایا۔

''وہ شاپنگ سے واپسی پر رہزنوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر کو زخمی کر کے لوٹ لیا۔'' جوڈتھ اپنا سامان سمیٹتی رہی۔

مریسا اس کا جواب سُن کر سناٹے میں آگئی۔ ڈاکٹر رشٹر بھی وائرس کا شکار ہونے سے قبل رہزنی کی زد میں آیا تھا۔ یہ کیا اسرار ہے؟ مریسا کو مزید کوئی سوال نہیں سوجھا۔ وہ شکریہ کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔ وہ خیالوں میں لفٹ میں سوار ہوئی۔ منزل آخری فلور کا آئیسولیٹڈ وارڈ تھا۔

وہاں سرگرمی و سراسیمگی دونوں کے آثار نمایاں تھے۔ لینی مختلف چارٹوں میں سر کھپا رہا تھا۔

''آؤ آؤ .... ایبولا کی سرخ آندھی زوروں پر ہے۔'' لینی نے مریسا کو دیکھ کر تبصرہ کیا۔ ''پانچ مریض اور آگئے ہیں۔''

''ٹیڈ نے کوئی اطلاع دی ہے؟'' مریسا نے استفسار کیا۔

''ہاں، اس کی کال آئی تھی۔ یہ ایبولا ہی ہے۔''

مریسا کو پہلے ہی یقین تھا۔ اس کے باوجود اس کا پورا وجود لرز اٹھا۔

''اسپتال کو اب بند ہی سمجھو۔ سب بھاگنے کے چکر میں ہیں۔ مسوری کا وزیر صحت پہنچنے والا ہے۔ قرنطینہ کے ذریعے اسپتال کو مکمل آئیسولیٹ کرنا پڑے گا۔'' لینی نے مزید خبریں دیں۔ ''میڈیا میں بات پھیل گئی ہے۔ ایبولا کا نام نہیں آیا۔ تاہم میڈیا اپنے انداز میں اودھم پیٹ رہا ہے۔ ایک اخبار نے سرخی لگائی ہے: ''طاعون کی واپسی۔'' نورس نے پریس سے دور رہنے کے لیے کہا ہے۔ جو سوال اٹھے گا۔ وہ خود جواب دے گا۔''

☆☆☆

مریسا واپس اٹلانٹا پہنچ چکی تھی۔ پانچ ہفتے بعد اسے ٹھیک طرح سونے اور کھانے کا موقع ملا۔ وہ معمول کی زندگی واپس لانے اور آرام کرنے میں لگی رہی۔ پہلی ملاقات رالف سے ہوئی۔ لاس اینجلس کی طرح اس مرتبہ بھی وہ مریسا کی کارگزاریاں جاننے کے لیے بے قرار تھا۔ حالانکہ مریسا فون پر اسے کافی کچھ بتاتی رہی تھی۔

تاہم رالف کی دلچسپی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا تھا۔ اس مرتبہ 37 اموات ہوئی تھیں۔

ایک شام مریسا نے اسے نورس کی رائے سے آگاہ کیا.... نورس کے خیال میں وائرس کی پناہ گاہ کا تعلق طب کے شعبے سے وابستہ افراد سے ہوسکتا ہے۔

رالف نے سوال کیا۔ ''تمہارا ذاتی خیال کیا ہے؟''

''میں بھی اسی طرح سوچ رہی ہوں۔'' مریسا ہنس پڑی۔ ''تم ہوشیار ہوجاؤ۔ دونوں وباؤں کے انڈیکس کیس ماہر امراض چشم تھے۔

رالف بھی ہنس پڑا۔ ''ڈرا رہی ہو مجھے؟''
''خبردار کررہی ہوں۔ ڈری ہوئی تو میں ہوں۔ تم تو مزے سے یہاں بیٹھے ہو۔''
''اچھا یہ بتاؤ کہ دونوں کیس سان ڈیاگو کی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا؟''
''میں کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام رہی۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''دونوں کیسز میں کچھ تضاد بھی ہے مثلاً ڈاکٹر رشٹر افریقہ گیا تھا اور زیبرسکی نے بھی ایسا سفر کیا۔ رشٹر کو بندر نے کاٹا تھا لیکن زیبرسکی کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔'' مریسا نے پُرسوچ انداز میں کہا۔
''ٹھیک کہتی ہو۔'' رالف نے تسلیم کیا۔ ''تاہم تم بار بار افریقہ بلکہ زائر کی طرف کیوں دیکھتی ہو؟''
''شاید اس لیے کہ زائر کی 1976ء کی وبا سے ایبولا نے آغاز کیا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس وقت کی سی۔ ڈی۔ سی کی ٹیم وہاں گئی اور وائرس کی پناہ گاہ ڈھونڈنے میں ناکام رہی یا پھر شاید اس لیے کہ مذکورہ وبا کا انڈیکس کیس ایک امریکی طالب علم تھا اور ایبولا نے وہاں ہولناک تباہی مچائی تھی۔ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے تھے۔'' مریسا نے جواب دیا۔
رالف خاموش رہا۔
''ہاں ایک چیز مجھے بڑی پراسرار لگی۔'' مریسا نے کہنا شروع کیا۔ ''میں نے کسی کو نہیں بتایا۔ کیونکہ میرا مذاق اڑایا جاتا۔ منطقی اعتبار سے مجھے خود ہضم نہیں ہورہی لیکن پھر بھی میرے ذہن میں چبھن ہے۔''
''ایسی کیا بات ہے؟'' رالف نے بغور مریسا کو دیکھا۔
''رشٹر اور زیبرسکی دونوں کو رہزنوں نے زخمی کر کے لوٹا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے بعد ہی مرض کا آغاز ہوا۔''
''تم بہت دور تک سوچتی ہو۔'' رالف مسکرایا۔ ''یہ کیونکر ممکن ہے؟''
''ہاں، بات تو احمقانہ لگتی ہے۔'' مریسا نے گہری سانس لی اور خاموش ہوگئی۔

☆☆☆

چند روز میں مریسا نارمل روٹین میں آگئی۔ یہ اور بات تھی کہ جب بھی فون کی گھنٹی بجتی، اس کے تصور میں ان دیکھا وائرس داخل ہوجاتا۔ اسے شک ہوتا کہ شاید پھر کہیں آفت ٹوٹ پڑی ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ اس بار بالکل تیار حالت میں تھی۔ ساتھ ہی دعا کرتی کہ ایسا نہ ہو۔
اس کا زیادہ وقت وائرس کی تحقیق میں ہی گزر رہا تھا۔ وہ لیب کی عملی مہارت میں بھی اضافہ کررہی تھی۔ اس سلسلے میں اسے ٹیڈ کا تعاون حاصل تھا۔
مریسا نے اچھا خاصا تحقیقی مواد جمع کرلیا تھا۔ یہ بات تھی کہ ''انڈیکس کیس'' کے تمام ابتدائی مریض میں مرض منتقل کیوں نہیں ہوا تھا؟ مریسا کو لگ رہا تھا جیسے ایبولا انسانی ذہن کی طرح کام کررہا ہے۔ اپنی مرضی سے کہیں بھی بھڑک اٹھتا ہے اور شکار بھی اپنی مرضی سے چنتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ مریسا اس بات پر زیادہ پریشان تھی کہ آخر مرض منتقل کیسے ہوتا ہے؟ اس نے کئی چیزیں نوٹ کی تھیں۔ جن کو اتفاق کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ مثلاً دونوں مرتبہ انڈیکس کیس ڈاکٹر ہی کیوں تھے۔ دونوں نے سان ڈیاگو کانفرنس میں شرکت کی۔ دونوں رہزنی کا شکار ہوئے.... وغیرہ وغیرہ۔
ایبولا انسانی ذہن کی طرح کیونکر کام کرسکتا ہے؟ دفعتاً اس کے ذہن میں جھماکا ہوا.... یقیناً ایبولا ایسا نہیں کرسکتا کہ اپنی مرضی سے شکار کا انتخاب کرے.... البتہ خود انسان ایسا کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ایبولا کو بطور ہتھیار کسی خاص مقصد کے لیے استعمال کررہا ہے؟ مریسا کا ذہن اس انوکھے سوال پر اٹک گیا۔ وہ سوچ سوچ کر تھک گئی۔

☆☆☆

مریسا، ٹیڈ کے آفس میں کافی سے لطف اندوز ہورہی تھی۔ بات چیت بھی جاری تھی۔
''ٹیڈ! یاد ہے جب ہم دونوں لیب میں گئے تھے، تم نے بتایا تھا کہ وہاں ایبولا سمیت ہر دریافت شدہ خطرناک وائرس محفوظ ہے اور ایبولا کی ہر ایک وبا کا نمونہ بھی حصار کے اندر ہے۔''
''ہاں، ایسا ہی ہے۔ آخری نمونہ سینٹ لوئیس کی حالیہ وبا سے متعلق ہے۔'' ٹیڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔
''ٹیڈ، کیا سی۔ ڈی۔ سی کے علاوہ بھی کوئی جگہ ہوسکتی ہے؟ ایسی جگہ جہاں ایسے خطرناک وائرس محفوظ ہوں؟''
ٹیڈ نے سوچنے کے لیے وقفہ لیا۔ ''میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تمہارا مطلب ہے، یہاں امریکا میں؟''
''ہاں۔''
''یقیناً صرف آرمی کے پاس ہوسکتے ہیں۔ فورٹ ڈیٹرک میں حیاتیاتی جنگ کے لیے ایک جگہ ہے۔ اسے سینٹر فار بائیولوجیکل وارفیئر کا نام دیا گیا ہے۔'' ٹیڈ نے بتایا۔

''سینٹر کا نگراں ایک ایسا شخص ہے جو کبھی یہاں سی۔ڈی۔سی میں ہوا کرتا تھا۔ وائرل ہیمرجک فیور میں اسے خاص دلچسپی تھی۔''

''کیا آرمی کے پاس MCL جیسی کوئی لیب ہے؟''

ٹیڈ نے سیٹی بجائی۔''ڈیئر، آرمی کے پاس کیا نہیں ہے۔''

''اور وہ آدمی؟''

''وہ کئی برس قبل یہاں سے چلا گیا تھا۔'' ٹیڈ نے دلچسپی سے مریسا کو دیکھا۔''کیوں اب کیا ارادے ہیں؟''

''ارادے تو نیک ہیں۔ ابھی میں کئی ایک مفروضوں پر کام کر رہی ہوں۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔''

''تمہاری محنت اور جستجو بتا رہی ہے کہ تم ایک مکمل ''جاسوس ڈاکٹر'' بننے جا رہی ہو۔ یہ کسی کارنامے سے کم نہیں ہوگا، اگر تم غارت گر ایبولا کے اسرار کا پردہ چاک کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔'' ٹیڈ کی آواز میں ستائش اور حوصلہ افزائی تھی۔

مریسا مسکرا کے رہ گئی۔ اس کے دماغ میں ایک خیال سرسرانے لگا۔ پُرسوچ انداز میں اس نے کافی کپ اٹھایا۔

ٹیڈ بھی کافی کی طرف متوجہ ہوگیا۔

☆☆☆

''ایک منٹ، میم۔'' پہرے دار سپاہی نے مریسا کو اشارہ کیا۔ وہ فورٹ ڈیٹرک کے مرکزی گیٹ پر رک گئی۔

وہ کئی روز تک خود سے آرمی کے متعلق سوال جواب کرتی رہی۔ آرمی نہیں تو وہاں کا کوئی آدمی ملوث ہو۔ اس نے خود کو کسی طرح قائل کر لیا کہ اسے وہاں جانا چاہیے۔ دونوں انڈیکس کیسز پر رہزنوں کے حملے مریسا کے ذہن سے نکلنے میں ناکام رہے تھے۔

وہ ڈیڑھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد میری لینڈ پہنچ گئی۔ وہاں سے کار ہائر کر کے وہ فورٹ ڈیٹرک وارد ہوئی۔ وہ ایبولا پر ریسرچ کر رہی تھی اور اس سلسلے میں کسی سے بھی بات کرنے کے لیے تیار تھی۔ اس کی کوشش رنگ لائی اور کرنل وولبرٹ نے پُرجوش انداز میں ملاقات کی حامی بھر لی۔

سپاہی چند منٹ میں واپس آگیا۔ ایک پاس مریسا کے حوالے کیا گیا۔ جسے اس نے ہار کے طرح گلے میں لٹکا لیا۔ سپاہی نے اسے بلڈنگ نمبر 18 کا حوالہ دیا اور پیشہ ورانہ انداز میں سیلیوٹ جھاڑ کے مریسا کو حیران کر دیا۔ گیٹ کھلا اور مریسا نے کار آگے بڑھا دی۔

بلڈنگ نمبر 18 کنکریٹ کی عمارت تھی۔ وہاں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ وہ عمارت سے زیادہ ایک بنکر کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔

کرنل وولبرٹ خوش دلی سے ملا۔ وہ آرمی آفیسر سے زیادہ یونیورسٹی کا پروفیسر لگ رہا تھا۔ اس نے بلا تمہید اور بغیر کسی تکلف کے تبصرہ کیا۔''میں نے اس سے پہلے اتنی مختصر، اتنی خوب صورت EIS آفیسر نہیں دیکھی۔''

مریسا نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا اور مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی۔ چند رسمی کلمات کا تبادلہ ہوا۔ وولبرٹ نے اسے ٹور کی پیشکش کی جو مریسا نے فی الفور قبول کر لی۔

عمارت میں جا بجا پھسلنے والے اسٹیل ڈورز تھے جن کا رابطہ ریموٹ کنٹرول سے تھا۔ ہر دروازے پر ٹی وی کیمرا نصب تھا۔ وولبرٹ مختلف کمرے، ہال اور راہداریوں سے گزرتا رہا۔ وہ کمنٹری بھی کرتا جا رہا تھا۔ بالآخر وہ لیب تک آگئے۔ وہ جگہ جدید اسپتال کی لیب کی طرح تھی۔ فرق صرف کھڑکیوں کا تھا۔

مختصر ٹور کے بعد وہ ایک کیفے نما جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس دوران MCL کا ذکر کہیں نہیں آیا۔

پیپسی اور ڈونٹ منگوا کر وہ ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

وولبرٹ نے خود ہی بتانا شروع کیا۔ اس نے بطور EIS آفیسر سی۔ڈی۔سی سے آغاز کیا تھا۔ اس کی دلچسپی مائیکرو بیالوجی میں بڑھنے لگی پھر وہ وائرولوجی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ بعدازاں سرکاری خرچے پر اس نے پی ایچ ڈی کی۔ فورٹ ڈیٹرک اور سی۔ڈی۔سی کے تعلقات کی ایک تاریخ ہے۔ اس نے بتایا۔ آرمی نے اسے بہتر آفر دی جو اس نے قبول کر لی۔ وہ سی۔ڈی۔سی چھوڑ کر یہاں آگیا۔ یہاں لیب اور ایکوپمنٹ نہایت شاندار تھے۔ سب سے اہم چیز فنڈز تھے۔ فنڈز کا یہاں کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

''بنیادی ٹاسک کیا تھا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''یہاں کام کا تین چوتھائی حصہ حیاتیاتی جنگ سے متعلق ہے۔ جیسا نام سے ظاہر ہے۔ بائیولوجیکل حملے کی صورت میں امریکا کو بچانا ہے۔ میری سرگرمیوں کا محور خطرناک وائرس ہیں۔ مثلاً ایبولا۔ حملے کی صورت میں ایسے وائرس کو ناکارہ کیسے کیا جائے۔''

مریسا نے سر کو جنبش دی۔

''ایک اور اہم بات۔'' کرنل بولا۔''یہاں مجھے مکمل آزادی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ میں اپنی صوابدید پر کام کرتا ہوں۔''

''اس وقت مرکزِ توجہ کس جانب ہے؟'' مریسا نے معصومیت سے سوال کیا۔ ایک وقفہ آیا۔ وولبرٹ کی ہلکی نیلی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''میں نہیں سمجھتا کہ بتانے میں کوئی ہرج ہے۔ آرمی کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں حاصل کردہ نتائج آرٹیکلز کی شکل میں شائع کرا دیتا ہوں۔ گزشتہ تین برس سے میری توجہ کا مرکز انفلوئنزا وائرس ہے۔''

مریسا کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ ''اور ایبولا؟''

''نہیں۔''

''یہاں سینٹر میں کوئی اور ایبولا پر کام کر رہا ہے؟''

وولبرٹ خفیف سا ہچکچایا پھر گویا ہوا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ یہاں نہ روس میں .... کیونکہ کوئی ویکسین یا توڑ دریافت نہیں ہوا ہے اور یہ بھڑکی ہوئی خوفناک آگ کے مانند پھیلتا ہے۔ دوست یا دشمن دونوں کے لیے جان لیوا۔ اس لیے بائیولوجیکل وار کی صورت میں اسے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایٹم بم ہونے کے باوجود استعمال نہیں ہوتا۔''

''لیکن یہ استعمال ہو رہا ہے اور ہمارے ہی ملک میں ہو رہا ہے۔'' مریسا نے بلا جھجک کہا۔

وولبرٹ نے ایک گہری سانس لی۔ ''لاس اینجلس اور سینٹ لوئیس کی وبائی صورتِ حال کے بارے میں، میں نے پڑھا تھا۔

''ایبولا استعمال ہو رہا ہے یا نہیں، کیا اسرار ہے؟ فیصلہ مستقبل کرے گا۔ میں تمہاری کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں افریقہ میں تھا تو گیدڑ کی طرح خوف زدہ تھا۔''

مریسا کو یہ آدمی قابلِ اعتبار لگا۔ وہ پہلا شخص ملا تھا جس نے بلا تامل خوف کا اظہار کیا تھا۔

''میں بھی خوف سے نبرد آزما ہوں۔'' مریسا نے اظہار کیا۔

''اس کی معقول وجہ ہے۔'' وولبرٹ نے کہا۔

''کیا آرمی کو تشویش نہیں ہے؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ ایسا مرحلہ آگیا ہے۔ ویسے بھی آرمی کا طریقہ کار مختلف ہے۔ میں اپنے طور پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اگرچہ مجھے یہاں ریسرچ کی آزادی ہے۔'' وولبرٹ نے جواب دیا۔

گفتگو ایبولا سے متعلق ٹیکنیکل مراحل میں داخل ہو گئی۔ دونوں نے کھل کر اظہارِ خیال کیا۔ اس پر اتفاق تھا کہ وائرس نے افریقہ سے آغاز کیا تھا۔ تاہم یہ کس طرح مریضوں میں منتقل ہوتا؟ امریکا میں دونوں مرتبہ جو کچھ ہوا۔ اس کے بعد یہ خیال مشکوک ہوگیا تھا کہ ایبولا بھی ایڈز کی طرح پھیلتا ہے۔ وولبرٹ کے خیال میں یہ جانوروں کا مرض تھا۔ جو انسانوں میں منتقل ہوا لیکن وہ کون سا جانور ہے، اس کا تعین باقی تھا۔ بالفاظِ دیگر ایبولا کی حقیقی پناہ گاہ کیا ہے، کچھ نہیں معلوم۔

چلتے چلتے مریسا نے آخری سوال کر ڈالا۔ ''کیا یہاں ایبولا کا نمونہ محفوظ ہے؟''

''نہیں۔'' وولبرٹ نے انکار کیا۔ ''لیکن مجھے علم ہے کہ ایبولا کہاں سے حاصل کیا جاسکتا ہے؟''

''وہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔'' مریسا ذومعنی انداز میں مسکرائی اور شکریہ ادا کر کے کھڑی ہوگئی۔

ٹیڈ نے اسے بتایا تھا، وہ ٹیڈ کے ساتھ وہاں جا بھی چکی تھی بلکہ خونی عفریت کو دیکھ بھی چکی تھی۔

☆☆☆

مریسا کو پتا نہیں چلا کہ فون کب سے بج رہا تھا۔ اس کی آنکھ فون کی گھنٹی پر ہی کھلی۔ کروٹ بدل کر اس نے ریسیور اٹھایا۔ وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ دوسری جانب سے سی۔ڈی۔سی آپریٹر نے خاصی معذرت کرتے ہوئے اپنی مجبوری ظاہر کی۔ مریسا نے گھڑی میں دیکھا۔ صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

کال، فونیکس، ایری زونا سے آئی تھی۔ آپریٹر کال منتقل کرنے کے لیے مریسا سے اجازت مانگ رہا تھا، مریسا نے او کے کہہ کر فون رکھ دیا۔ دھڑکنوں میں اضطراب تھا۔ کیا پھر ایبولا کی آگ بھڑکی ہے؟ وہ پوری طرح بیدار ہو چکی تھی اور بے چینی محسوس کر رہی تھی۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔

''ڈاکٹر مریسا بلوم، ہیئر۔'' اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری جانب کوئی ڈاکٹر گائے ویور بول رہا تھا۔ ایری زونا ریاست کا اپی ڈیمیالوجسٹ۔

مریسا کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔ ریسیور والی ہتھیلی پر پسینا آگیا۔

ڈاکٹر ویور غلط وقت پر فون کرنے کی معذرت طلب کر رہا تھا۔ اس کی آواز بظاہر پُرسکون لگ رہی تھی۔ تاہم جو کچھ وہ بتا رہا تھا، اسے سن کر مریسا کی پیشانی پر بھی نمی آگئی۔ ایم ایم میڈیکل گروپ، منافع بخش اسپتالوں کی ایک چین

تھی۔ اس گروپ کا فونیکس، ایری زونا والا اسپتال ایبولا کی زد میں آچکا تھا۔

''سب سے پہلے مریض یا مریضوں کو محدود کر دیں۔'' مریسا نے آواز کو نارمل رکھنے کی بھرپور سعی کی۔ ''مریض کو الگ کرنے کے بعد دوسرا کام ....''

مریسا کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ ڈاکٹر ویور نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہاں ایک آدھ مریض نہیں ہے۔ یہاں چوراسی کیسز ہیں۔''

''کیا کہا؟'' مریسا تقریباً چلا اٹھی۔ اسے ساعت کا دھوکا لگا۔

''چوراسی مریض! بیالیس صرف ڈاکٹرز ہیں۔ لیب کے علاوہ ایڈمن بلاک کے بھی چھ مریض ہیں۔ حتیٰ کہ فوڈ سروس کے بھی دو آدمی ہیں۔''

''ایک ہی دن میں؟ ایک ساتھ؟'' مریسا اٹھ کے کھڑی ہوگئی۔

''ہاں، تمام کے تمام گزشتہ شام اوپر تلے آئے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ایبولا ہے۔''

مریسا کی سانس رک گئی۔

☆☆☆

اس موقع پر اولین ترجیح صرف ایک تھی۔ وہ تھی ڈیلٹا کی ڈائریکٹ فلائٹ۔ مریسا نے پھرتی سے لباس تبدیل کیا۔ سب سے پہلے سی۔ڈی۔سی کے ڈیوٹی آفیسر کو حالات سے مطلع کیا اور بتایا کہ وہ روانہ ہو رہی ہے۔ ڈیوٹی آفیسر سے درخواست کی کہ جیسے ہی ڈاکٹر نورس آفس پہنچے، اسے فوراً آگاہ کر دیا جائے۔

جلدی جلدی اس نے دو چار فون اور کیے .... سامان اس کا تیار حالت میں تھا۔ اسے یقین تھا کہ نورس اپنی ٹیم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ شام تک پہنچ جائے گا۔

☆☆☆

فونیکس، ایری زونا میں میڈیکل اسپتال کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر جسٹن گارڈنر تھا۔ وہ خاصا حواس باختہ نظر آ رہا تھا۔

اسٹاف نے اسپتال چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ افراتفری کا سماں تھا۔ اسٹیٹ ہیلتھ کمشنر نے قرنطینہ کا حصار قائم کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ میڈیا پہلے ہی یلغار کر چکا تھا۔ مریسا کا حلق خشک ہوگیا۔

ایبولا، شاندار اور مخصوص اسپتالوں میں کیوں فتنے اٹھا رہا تھا۔ یہ کیا راز ہے؟

وہاں میڈیا کے علاوہ پولیس بھی موجود تھی۔ مریسا، پولیس کی مدد سے رپورٹرز سے کترا کر اندر چلی گئی۔ اندر صورتِ حال ابتر تھی۔ اس کی ملاقات ڈائریکٹر لائڈ ڈیوس سے ہوئی۔ سی۔ڈی۔سی کو اطلاع دینے کے بعد سے سولہ مریض اور داخل ہو چکے تھے۔

اگر فونیکس میں وبائی شدت بے قابو ہو جاتی، یہ خیال ہی خون خشک کرنے کے لیے کافی تھا۔

مریسا نے سابقہ تجربے کی روشنی میں اور اپنی تمام تحقیقات اور خدشات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کام کا آغاز کر دیا تھا۔ اپنی حفاظت کا اس نے بہت زیادہ خیال رکھا تھا۔

نورس سے اس کی بات ہوئی تو اس نے پہلا سوال ایبولا کے بارے میں کیا۔ مریسا نے اثبات میں جواب دیا۔ ''اس مرتبہ فرق یہ ہے کہ مریضوں کی تعداد بہت کم مدت میں سو سے اوپر چلی گئی ہے۔''

دوسری جانب چند لمحے سکون رہا پھر نورس کی آواز آئی۔ ''بہت احتیاط کرنا...... ان کو بتاؤ کہ آئی سولیشن کے بہترین انتظامات کریں۔ ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ نمونے اکٹھے کر کے ٹیڈ کو روانہ کر دو۔''

☆☆☆

مریسا کو دگنی محنت کرنی تھی۔ یکدم اتنے مریضوں کی موجودگی اشارہ کر رہی تھی کہ یہ فوڈ بورن یا واٹر بورن مرض ہے۔ مشکل یہ تھی کہ ایبولا، واٹر یا فوڈ بورن وائرس نہیں تھا... انڈیکس کیس تک پہنچنا بھی محال تھا۔ تاہم مریسا نے آرام تج دیا اور کسی پہلو کو نظرانداز نہیں کیا۔ دوپہر تک چودہ مریض مزید ظاہر ہو چکے تھے۔

مریسا نے ڈاکٹرز کی ایک ٹیم تشکیل دی۔ بلیک بورڈ پر اس نے تمام سوالات لکھ دیے۔ وہ تنہا سب کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مذکورہ ٹیم کی ذمے داری ان سوالات کے جواب حاصل کر کے مریسا تک پہنچانے تھے۔

گزشتہ وباؤں کے مقابلے میں فونیکس میں ایبولا کی خون آشامی جوبن پر تھی۔ مریسا تمام مریضوں کے انٹرویو نہیں کر سکتی تھی۔ نہ ہی تمام کے نمونے ٹیڈ کو روانہ کر سکتی تھی۔ تاہم وہ حتی الوسع دلجمعی سے کام کر رہی تھی۔

نورس اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچ چکا تھا، کسی کو سر کھجانے کی فرصت نہیں تھی۔

نورس کو کچھ وقت ملا تو وہ مریسا کے آئیڈیاز سننے کے لیے آمادہ ہوگیا۔ مریسا نے ابتدائی 84 کیسز کو فوکس کیا تھا۔

''84 مریضوں کو گروپ کے طور پر دیکھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ حیرت انگیز طور پر تمام کے اندر مرض کی

علامات صرف چھ گھنٹے کے اندر ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھیں۔'' مریسا نے آغاز کیا۔ نورس ساتھ ساتھ کاغذات اور نوٹس دیکھ رہا تھا۔

''علامات کی شدت اور تیزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب بیک وقت بُری طرح ایبولا سے متاثر ہوئے تھے۔ عجیب بات ہے مزید یہ کہ سب ہی اسپتال میں کام کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے ڈیپارٹمنٹ مختلف ہیں۔''

''سینٹرل ائرکنڈیشنگ سسٹم پر شک کیا جاسکتا ہے لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایسا پانی اور غذا کے باعث ہوا۔ جو ڈیٹا میں نے یکجا کیا ہے، اس کے مطابق 84 متاثرہ مریض حسبِ سہولت کیفے ٹیریا استعمال کرتے ہیں۔''

مریسا نے نورس کو دیکھا جو چھت کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ''لاس اینجلس اور سینٹ لوئس کے مریضوں میں سے کبھی کسی کا رابطہ 84 مریضوں میں سے کسی سے ہوا تھا؟'' اس نے سوال کیا۔

''نہیں۔''

''تمہیں اور محنت کرنا ہوگی، کوئی کنکشن ملنا چاہیے۔''

''کیفے ٹیریا؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''تمہاری سوچ اور اندازے پر منحصر ہے۔ تاہم ایبولا کبھی فوڈ کے ذریعے متعارف نہیں ہوا۔'' نورس نے اٹھتے اٹھتے مریسا کو دیکھا۔ ''لیکن تم اپنی چھٹی حس، خیال یا سوچ کے مطابق کام کرنے میں آزاد ہو۔ تم فوڈ تھیوری کو آزما سکتی ہو، قطع نظر میرے خیال کے۔'' وہ باہر نکل گیا۔

مریسا کو نورس کے رویے میں لچک کا گمان گزرا تھا۔ اس نے کیفے ٹیریا کے وزٹ کا فیصلہ کرلیا۔

☆☆☆

کیفے ٹیریا میں ڈبل ڈور کے دو سیٹ تھے۔ مریسا کچن میں جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ گومگو کی کیفیت خودبخود ختم ہوگئی۔ ایک درمیانی عمر کی عورت نمودار ہوئی اور اطلاع دی کہ کیفے ٹیریا کا وقت ختم ہوگیا۔

مریسا نے اپنا تعارف کروا کر چند سوالات کی استدعا کی۔

''ضرور۔'' عورت نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ اس کا نام جانا برانسن تھا۔ وہ کیفے میں منیجر تھی۔ وہ مریسا کو آفس میں لے آئی۔ مختصر رسمی گفتگو کے بعد مریسا نے تین دن قبل کے لنچ مینیو کے بارے میں سوال کیا۔

جانا برانسن نے ایک فائل نکال کر مریسا کے حوالے کی۔ مریسا نے جائزہ لیا۔ مینیو، کیفے کی مطابقت کے مطابق معمول کے مطابق تھا۔ تین ڈشز، سوپ کی ورائٹی اور ڈیزرٹس۔

''کیا یہی سب کچھ تھا؟''

''ہاں... لیکن ہم سینڈوچز، سلاد اور مشروبات بھی فراہم کرتے ہیں۔''

مریسا نے مینیو کی فوٹو کاپی کی خواہش کی۔ جانا برانسن نے بلاہچکچاہٹ پوری کردی۔ مریسا نے ایک گھنٹا مسز برانسن کے ساتھ کیفے ٹیریا کے مکمل ٹور میں گزارا۔

مریسا کا ارادہ تھا کہ تین روز قبل ابتدائی مریضوں سے معلوم کرے کہ انہوں نے مینیو میں سے کون سی اشیا پسند کی تھیں؟ وہ یہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ اسی مینیو کی خوراک کھانے والے بعض افراد بیمار کیوں نہیں ہوئے؟

☆☆☆

مریسا، آرام دہ کرسی میں نیم دراز آنکھیں مسل رہی تھی۔ فونیکس میں اس کا دوسرا دن تھا۔ گیارہ بج رہے تھے، رات اس نے محض چار گھنٹے کی نیند لی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے مڑ کر حیرت سے نورس کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مقامی اخبار تھا۔ اخبار کی سرخی کہہ رہی تھی سی۔ڈی۔سی کے خیال میں ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ امریکا میں ہی ہے۔

اس کا موڈ آف تھا۔ ''میں نے کہا تھا کہ پریس سے دور رہنا۔'' نورس کے شکوے میں خفگی تھی۔

''میں نے کسی میڈیا مین سے بات نہیں کی۔'' مریسا نے اخبار لے کر آرٹیکل پڑھنا شروع کیا۔ وہ اپنا نام دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ مضمون میں فوڈ یا واٹر بورن کے مریض کے خدشے کا بھی ذکر تھا۔ یہ امر مزید پُراسرار تھا کہ مریسا کا نام بالواسطہ لکھا گیا تھا۔

''میرا نام ڈاکٹر بل فری مین کے حوالے سے آیا ہے۔ بل فری مین، اسپتال کے ڈائریکٹرز میں سے ہے۔ میں نے اس کے ساتھ موجود مسئلے کے متعلق بات کی تھی۔ اس نے میرا نام کیوں اور کس مقصد کے لیے استعمال کیا، میں نہیں جانتی نہ میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ فوڈ بورن یا واٹر بورن مرض کے بارے میں کوئی بات کی تھی اور میں کر بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ میں تمہاری اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ ایبولا، فوڈ بورن یا واٹر بورن نہیں۔ میں صرف اپنے طور پر ہر تھیوری اور امکان پر کام کر رہی ہوں۔'' مریسا وضاحت کر کے خاموش ہوگئی اور اخبار واپس کردیا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ اگر لاس اینجلس میں وہ نورس کی

جرأتِ اظہار کو مناسب طور سے ہینڈل کرتی تو اسے وقتاً فوقتاً اس کی خفگی اور سرد مہری کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اس نے اخبار واپس کرتے ہوئے ایک شیٹ نورس کے حوالے کی۔ ”ذرا اسے دیکھو کیا ہم اسے بالکل نظر انداز کر سکتے ہیں؟ 84 مریضوں میں 82 نے کیفے ٹیریا میں کسٹرڈ ضرور کھایا تھا۔ باقی دو کو یاد نہیں کہ انہوں نے کھایا تھا یا نہیں.... اسی روز 21 افراد کے گروپ نے بھی بعد ازاں کسٹرڈ کھایا تھا اور وہ سب تندرست ہیں؟“

”تم نے خاصی ورزش کر ڈالی ہے لیکن ایبولا فوڈ بورن نہیں ہے، یہ کھانے کے ذریعے جسم میں منتقل نہیں ہوتا۔“

”جانتی ہوں لیکن اب تک کوئی اور امکان سامنے نہیں آیا ہے۔“

”سنو۔“ نورس نے گہری سانس لی۔ ”اتفاق سے ڈاکٹر لینی کو ایک مریض کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس نے سان ڈیاگو کی امراضِ چشم والی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ رشٹر اور زیبرسکی کی طرح یہ حقیقت سی۔ڈی۔سی کی آفیشل پوزیشن کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے یعنی رشٹر، وائرس افریقہ سے لایا اور سان ڈیاگو میں ڈاکٹرز میں وائرس کی منتقلی کا باعث بن گیا....“

”لیکن رشٹر بیمار پڑنے سے چھ ہفتے قبل افریقہ گیا تھا ہم ان کی بے ہوشی پیریڈ کی کیا وضاحت کر سکتے ہیں؟ ایبولا چھ ہفتے تک جسم میں خاموش پڑا نہیں رہ سکتا۔“ مریسا نے بغیر کسی لحاظ کے سائنٹیفک نکتہ اٹھایا۔

”ہاں میں اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہوں۔“ نورس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ ”مجھے تمہاری فوڈ بورن تھیوری پر خاص اعتراض نہیں ہے لیکن سی۔ڈی۔سی کے لیے مجھے پریس کا سامنا کرنا ہے۔ مذکورہ پوزیشن لینا ہماری مجبوری ہے۔ بصورتِ دیگر وسیع پیمانے پر ہسٹریائی صورتِ حال بن جائے گی۔ تم جو کچھ کر رہی ہو، خاموشی سے کرو۔“

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا اور نورس رخصت ہو گیا۔

مریسا سوچ رہی تھی کہ کینٹین اسٹاف کے خون کے نمونے ٹیڈ کو روانہ کر دے۔ نیز کسٹرڈ کی باقیات مل جائیں تو وہ بھی روانہ کر دے۔ اسے علم تھا کہ وائرس درجۂ حرارت کے معاملے میں بے حد حساس ہے چنانچہ اگر کسی طرح اس کو کسٹرڈ میں منتقل کیا گیا ہے تو پہلے کسٹرڈ کے سرد ہونے کا انتظار کرنا ناگزیر تھا۔ وہ کوئی بھی کلیو کو دریافت کرنے کے لیے ہر آئیڈیے پر کام کرنے کے لیے تیار تھی۔

☆☆☆

فونیکس کی کہانی بھی لاس اینجلس اور سینٹ لوئیس کی طرح ختم ہوئی۔ فونیکس میں اموات زیادہ ہوئی تھیں۔ ایک اور اسپتال بند ہو گیا۔

مریسا کو اٹلانٹا واپس آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ وہ اس مرتبہ ناخوش تھی۔ حوصلہ شکن صورتِ حال تھی۔ اوپر سے نورس نے ایک بار پھر مریسا کی تحریری درخواست مسترد کر دی تھی۔ مریسا MCL میں ایبولا پر کام کرنا چاہتی تھی۔ اس نے آبدیدہ نگاہوں سے نورس کی جوابی تحریر پر ڈالی۔

مریسا اس مرتبہ پُریقین تھی کیونکہ اس نے لیب کی مہارت میں حیران کن اضافہ کیا تھا۔ وہ وائرس اور ٹشو کلچرز کو مہارت سے ہینڈل کرنے لگی تھی۔ اسے امید تھی کہ اس بار MCL میں کام کرنے کا پروانہ اسے مل جائے گا۔ نورس کے منفی جواب نے اسے بددل کر دیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ فونیکس کی بدترین وبا کا تعلق کینٹین کی سوئٹ ڈش کسٹرڈ سے تھا۔ وائرس کسی طرح ایک سے دوسرے مریض میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے وہ پُرامید تھی۔ اگر وہ یہ معما حل کر لیتی تو ایبولا کی خفیہ قیام گاہ تک پہنچنے کا راستہ بھی ہموار ہو جاتا۔ لیکن نورس کے جواب نے اسے بند گلی میں کھڑا کر دیا تھا۔ وائرس کی تاریخ کے مطابق افریقہ میں زائر اور زارا (سوڈان) میں ایبولا کی اصل قیام گاہ خفیہ رہی تھی۔ امریکا میں بھی اب تک ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا تھا۔ مریسا نے پنسل ایک طرف اچھال دی۔ اس کی مہینوں کی محنت، تجزیے، مفروضے، تھیوریز، ڈایاگرامز، نوٹس وغیرہ سب لاحاصل رہے تھے۔

امریکا کی صورتِ حال پُراسرار تھی۔ مریسا کو یقین ہو چلا تھا کہ ایبولا کے پیچھے نادیدہ انسانی ہاتھ ہے۔ ایک ہی قسم کے جدید اور منافع بخش اسپتالوں کو نشانہ بنایا گیا تھا اور تینوں بند ہو چکے تھے۔ سی۔ڈی۔سی نے تیسری مرتبہ بھی سابقہ پوزیشن کا اعادہ کیا تھا۔ آفیشل پوزیشن یہ تھی کہ ڈاکٹر رشٹر کی وجہ سے ایبولا افریقہ سے امریکا پہنچا۔ پھر آنکھوں کی سرجری سے متعلق سان ڈیاگو کانفرنس میں ساتھی ڈاکٹرز کو منتقل ہوا۔ سی۔ڈی۔سی کی ساکھ داؤ پر لگی تھی۔ اگرچہ نورس کے پاس واضح دلائل تھے۔ تاہم اگر مگر کے ساتھ چند امور تشنہ رہ گئے تھے۔ وہ بھی مجبور تھا۔ مذکورہ آفیشل پوزیشن لینے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ فونیکس میں ہونے والی تباہ کاری پر میڈیا نے خوب شور مچایا تھا۔

فورٹ ڈیٹرک میں کرنل وولبرٹ سے مریسا نے ملاقات کی تھی۔ اس وقت فونیکس والا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ سی۔ڈی۔سی کی آفیشل پوزیشن کے بارے میں مریسا نے سوال کیا تھا۔ وولبرٹ سی۔ڈی۔سی کی پوزیشن سے مطمئن تھا۔

فونیکس کے بعد مریسا کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ''دی اینڈ'' نہیں ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ کسی بھی وقت مزید تباہی پھیلنے والی ہے اور چوتھی مرتبہ یہ گزشتہ تین وباؤں سے بڑھ کر ہوگی..... یہ سوچ ہی اسے خوف زدہ کرنے کے لیے کافی تھی۔ تاہم اسے بہرحال مشن کو منطقی انجام تک پہنچانے کی کوشش کرنا تھی۔ نہ صرف یہ ایک چیلنج بن گیا تھا بلکہ ہم وطن بے گناہ لوگ مارے جا رہے تھے۔

مایوسی کو جھٹک کر اس نے ٹیڈ سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

☆☆☆

ٹیڈ کو یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مریسا کی درخواست پھر مسترد ہو گئی تھی۔ اس نے بذاتِ خود مریسا کی محنت اور مہارت کا مشاہدہ کیا تھا۔ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔

فونیکس، ایریزونا سے کسٹرڈ کا نمونہ بھی مریسا نے روانہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں اس نے ٹیڈ سے سوال کیا۔

''نو ایبولا'' ٹیڈ نے جواب دیا۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ مرض اشیائے خورونوش سے غیر متعلق ہے۔''

''ٹیڈ، میں جانتی ہوں۔''

''لیکن تم یہ نہیں جانتیں کہ نورس سخت ناراض ہے۔ میڈیا نے سی۔ڈی۔سی کی آفیشل پوزیشن سے ہٹ کر اسٹوری لگائی ہے۔ جس کا لبِ لباب یہ ہے کہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ یہیں امریکا میں ہے۔''

''اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''میں اب بھی یہی سمجھتی ہوں کہ فونیکس میں کسٹرڈ کی وجہ سے ہولناک تباہی آئی۔ اگرچہ میرا نظریہ وہاں نورس نے بھی مسترد کر دیا تھا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ایبولا پھر سر اٹھائے گا۔''

ٹیڈ نے شانے اچکائے۔

''فوڈ سروس کے عملے کے چند خون کے نمونے میں نے بھیجے تھے؟''

''ان میں بھی کوئی خاص بات نہیں ملی۔'' ٹیڈ نے کہا۔ ''جہاں تک ایبولا کے پھر نمودار ہونے کی بات ہے، تو تمہاری اس بات میں وزن ہے۔ لیکن میں سی۔ڈی۔سی کی آفیشل پوزیشن کے خلاف نہیں جا سکتا۔ میرا کام اور ذمے داری کا تقاضا ہے کہ میں نورس کی پوزیشن کو سہارا دوں۔''

''کیا امریکا میں ایبولا کی تینوں وباؤں کے نمونے یکساں نہیں ہیں؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''ہاں، تینوں میں ایبولا کی ساخت ایک جیسی ہے بالفاظِ دیگر ہمیں ایبولا کی تین نہیں، ایک ہی وبا کا سامنا ہے۔ یہ عجیب بات ہے؟ ایبولا دوسری یا تیسری بار ظاہر ہوتا ہے تو اس کی ہیئت میں کچھ نہ کچھ تغیر پایا جاتا ہے۔ افریقہ اور سوڈان میں بھی ایسا ہی تھا۔ دونوں مقامات سے جو نمونے ملے تھے، ان میں ایبولا کی ہیئت یکساں نہیں تھی۔''

''لیکن ان کیوبیشن (انکیوبیشن پیریڈ: وہ مخصوص دورانیہ جس وقت وائرس کی علامتیں جسم میں ظاہر نہیں ہوتیں) کی مدت کا کیا کرو گے؟'' مریسا نے احتجاج کیا۔ ''فونیکس میں ہونے والی بربادی اور سان ڈیاگو کانفرنس کے مابین تین ماہ کا فرق ہے جبکہ امریکا میں تینوں مرتبہ انکیوبیشن کی مدت دو سے چار دن تھی؟''

''اوکے۔'' ٹیڈ نے اعتراف کیا۔ ''لیکن سی۔ڈی۔سی کو پوزیشن لینے میں یہ بڑی رکاوٹ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایبولا کو کسٹرڈ میں کیونکر متعارف کرایا گیا تھا؟''

علاج

سردار بلونت سنگھ اپنی بیمار بیوی کی پٹائی کر رہا تھا۔ مظلوم عورت کی چیخ و پکار سن کر ایک پڑوسی وہاں پہنچا اور چیخا۔ ''اوئے سردارا! اپنی عورت پر اتنا ظلم کیوں کر رہا ہے؟''

''اسے دوا دینی ہے۔'' بلونت سنگھ نے بیوی کو لات رسید کرتے ہوئے جواب دیا۔ ''حکیم نے کہا تھا کہ دوا خوب کوٹ کے دینی ہے۔ اسے کوٹ لوں تو دوا دوں گا۔''

☆☆☆

☆ شوہر نے کہا کہ میری امی آ رہی ہیں، کچھ بنا لو! بیوی نے جھٹ برا سا منہ بنا لیا۔

☆ بیوی نے کہا کہ میری امی آ رہی ہیں، بازار سے کچھ لے آؤ۔ شوہر گیا اور ساس کی واپسی کے لیے رکشا لے آیا۔

رجنی کور کا پشاور سے تعاون

''اسی لیے میں نے کسٹرڈ کے نمونے روانہ کیے تھے۔''

''مریسا! تم سمجھتی ہو کہ ایبولا 60 ڈگری سینٹی گریڈ پر غیر فعال ہو جاتا ہے۔ اگر بچ بھی جائے تو کوکنگ کے دوران اسے ناکارہ ہو جانا چاہیے تھا۔ یہ تھیوری ہضم نہیں ہوتی۔''

''جو خاتون کسٹرڈ سرو کر رہی تھی، اسے مرض لگ چکا تھا۔ ممکن ہے اس کی وجہ سے کسٹرڈ ''متاثر'' ہو گیا ہو۔'' مریسا نے امکان ظاہر کیا۔

''فائن، لیکن وہ خود ایک ایسے وائرس سے کیسے متاثر ہوئی جو صرف تاریک برِاعظم میں پایا جاتا ہے۔'' ٹیڈ نے اعتراض کیا۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' مریسا نے کہا۔ ''لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ اس خاتون نے سان ڈیاگو کانفرنس میں شرکت نہیں کی تھی۔ نہ اس کا کوئی تعلق بنتا ہے۔''

ٹیڈ نے سینڈوچ اٹھالیا۔ دونوں کچھ دیر تک خاموشی سے ٹیبل کے لوازمات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ بالآخر مریسا نے سکوت کا پردہ چاک کیا۔

''امریکا میں صرف ایک ہی جگہ میرے علم میں ہے۔'' اس نے چند سیکنڈ کا وقفہ لیا۔ ''جہاں سے کسٹرڈ سرو کرنے والی متاثر ہو سکتی ہے یا اسے ایبولا منتقل کیا جا سکتا ہے یعنی خاتون کو افریقہ جانے کی ضرورت نہیں تھی۔''

ٹیڈ چونک پڑا۔ ''ایسی کون سی جگہ ہے؟''

''یہاں! سی۔ڈی۔سی میں۔'' مریسا نے دھماکا کیا۔

ٹیڈ کا منہ کھلا رہ گیا۔ منہ کی طرف جانے والا سینڈوچ اس نے واپس رکھ دیا۔

''گڈ گاڈ۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم کیا رائے دے رہی ہو؟'' ٹیڈ کی آنکھیں بھی پھیل گئی تھیں۔

''میں کوئی رائے نہیں دے رہی ہوں۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''میں صرف ایک حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہوں۔ یہ ایک فیکٹ ہے کہ امریکا میں سی۔ڈی۔سی ہی وہ واحد مقام ہے... جہاں MCL میں ایبولا محفوظ ہے۔ بالفاظِ دیگر ''ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ۔''

ٹیڈ کا سر غیر یقینی انداز میں دائیں بائیں ہل رہا تھا۔

''ٹیڈ۔'' مریسا کی آواز مستحکم تھی۔ ''تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔''

''کیسی مدد؟'' ٹیڈ ابھی تک شاک میں تھا۔

''مجھے ان لوگوں کی لسٹ چاہیے جنہوں نے گزشتہ برس کے دوران میں MCL کا دورہ کیا۔ یہ فہرست بہ آسانی آفس سے مل سکتی ہے۔''

''نہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔'' ٹیڈ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔

''اوہ کم آن، ٹیڈ۔'' مجھے صرف پرنٹ آؤٹ چاہیے۔ تم بہ آسانی کوئی بھی وجہ بتا کر اسے حاصل کر سکتے ہو۔''

''پرنٹ آؤٹ مسئلہ نہیں ہے۔ میں ماضی میں بھی یہ کام کر چکا ہوں۔ دشواری یہ ہے کہ تم جس راستے پر قدم بڑھا رہی ہو میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتا۔ تمہاری تھیوری انوکھی اور تصوراتی ہے۔'' ٹیڈ نے گہری سانس لی۔ ''میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تمہارے اور ایڈمنسٹریشن کے درمیان آؤں۔''

''تمہارا نام کیسے آئے گا؟ کسی کو پتا نہیں چلے گا جب تک میں یا تم خود نہ بتاؤ۔''

''ہاں، ٹھیک ہے لیکن .....'' وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہو گیا۔ ''فہرست تم کسی اور کو نہیں دکھاؤ گی؟''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔'' مریسا کھل اٹھی۔

''اگر کام ہو گیا، تو میں شام کو تمہارے اپارٹمنٹ سے تمہیں پک کر لوں گی، کیسا؟'' مریسا دلکش انداز میں مسکرائی۔

''او کے۔''

☆☆☆

مریسا رات نو بجے کے لگ بھگ ٹیڈ کے اپارٹمنٹ پر پہنچی۔ وہ پہلی بار اس کی قیام گاہ پر آئی تھی۔ ٹیڈ نے اسے خوش آمدید کہا۔ مریسا فہرست دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔ لہٰذا فوری طور پر اس نے دوستانہ تکلفات کو ملتوی کر دیا۔

دونوں نشست گاہ میں آ گئے۔ فہرست مریسا کی توقع کے برخلاف طویل تھی۔ پرنٹ آؤٹ میں ٹیڈ کا نام سب سے زیادہ تھا اور بار بار سامنے آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ مریسا نے ایک نام پر پنسل الٹی کر کے رکھی۔ ''دگسٹن ڈوباس۔''

''دگسٹن کا نام ابتدا میں کہیں کہیں ہے پھر غائب ہو جاتا ہے؟'' مریسا کی آنکھوں میں سوال تھا۔

''وہ ڈبلیو، ایچ، او کا آدمی تھا اور مختصر مدت کے لیے یہاں آیا تھا۔''

''ہیری لانگ فورڈ؟'' مریسا کی پنسل دوسرے نام پر رکی۔

''ہارورڈ کا طالب علم تھا۔ وہ کسی پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔'' ٹیڈ نے جواب دیا۔

مریسا نے کرنل وولبرٹ کا نام بھی فہرست میں دیکھا۔ پھر اس کی پنسل ''ہیبر لنگ'' کے نام پر رک گئی۔ ہیبر لنگ نے MCL کے کافی وزٹ کیے تھے۔ تقریباً چھ سات ماہ پہلے اس کا نام اچانک غائب ہو گیا۔ مریسا نے سوالیہ نظروں سے ٹیڈ کو دیکھا۔

''ہیبر لنگ یہاں کام کرتا رہا تھا پھر بہتر آفر پر کہیں اور چلا گیا۔''

''کہاں؟''

''کچھ کہہ نہیں سکتا۔ غالباً ایڈز کا کوئی پروجیکٹ تھا یا پھر فورٹ ڈیٹرک۔ وہ ایک مشکل آدمی تھا۔ یہ افواہ بھی اڑی تھی کہ وہ نورس کی جگہ لینا چاہتا تھا۔ ایسا نہیں ہوا۔ بہتر ہوا .... ورنہ میری اس کے ساتھ نبھ نہیں سکتی تھی۔ اس کے جانے پر مجھے خوشی ہوئی تھی۔''

مریسا نے جنوری کا مہینہ دیکھا۔ اس کی پنسل گلوریا فرنچ کے نام پر ٹک گئی۔ گلوریا نے پندرہ دن کے دوران میں کئی بار MCL کا دورہ کیا تھا۔

''گلوریا کون ہے؟''

''وہ ویکٹر بورن وائرل امراض پر کام کر رہی تھی۔ یہاں زیادہ عرصہ نہیں رکی۔''

مریسا نے پرنٹ آؤٹ لپیٹ دیا۔

''مطمئن ہو؟'' ٹیڈ مسکرایا۔

''ہاں اور تمہاری مشکور بھی۔ تاہم ایک تشنگی ہے۔''

''اوہ، نو۔'' ٹیڈ کراہ اٹھا۔

''ایزی، ایزی مین .... کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔'' مریسا نے تسلی دی۔ ''تم نے بتایا کہ لاس اینجلس، سینٹ لوئیس اور فونیکس کے نمونوں کی چھان بین میں ایک بات سامنے آئی۔ وہ یہ کہ تینوں میں ایبولا کی ہیئت یکساں تھی .... میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم اس نتیجے پر کیسے پہنچے؟''

''لیکن تمام ڈیٹا MCL میں ہے۔'' ٹیڈ کی آواز لٹک گئی۔

''تو کیا ہوا۔'' مریسا مسکرائی۔ ''تم میرے بہترین دوستوں میں سے ہو۔ مجھے اس پر فخر ہے۔ میں نہیں چاہوں گی کہ تم کسی مشکل کا شکار ہو۔ ہمارے درمیان جو ہے، وہ تیسرے تک نہیں پہنچے گا۔''

ٹیڈ سمجھ رہا تھا کہ مریسا کیا کہنا چاہ رہی ہے۔ ''لیکن تمہیں ابھی کلیئرنس نہیں ملی ہے۔''

''مجھے ضرورت بھی نہیں ہے۔'' مریسا نے تیوری چڑھائی۔ ''میں تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں۔ پہلے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا، اس مرتبہ بھی نہیں ہوگا۔'' اس کا لہجہ پُراعتماد تھا۔ وہ ٹیڈ کو قائل کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔

''اچھا تو کب چلنا ہے؟'' ٹیڈ نے استفسار کیا۔

''ابھی، اسی وقت۔'' مریسا نے بلا تامل کہا۔

ٹیڈ نے گھڑی دیکھی اور حامی بھر لی۔

''بعدازاں ہم ڈرنک پر جائیں گے۔ ڈرنک میری طرف سے۔'' مریسا نے پیشکش کی۔

ٹیڈ لباس تبدیل کرنے چلا گیا۔ مریسا نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ دفعتاً اس کی نگاہ دروازے کے قریب شیلف پر پڑی۔ جہاں MCL تک رسائی کے لیے استعمال ہونے والا مخصوص کارڈ اور چابیاں رکھی تھیں۔

☆☆☆

دونوں بخیر و عافیت تمام مراحل طے کر کے MCL کے وزنی فولادی دروازے تک پہنچ گئے۔ ٹیڈ نے کارڈ مخصوص جھری میں داخل کیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ نمبر پنچ کرتا۔ مریسا بول اٹھی۔ 39-23-43۔

ٹیڈ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ''واہ، کیا یادداشت ہے۔''

دونوں MCL میں سابقہ تدابیر اختیار کرتے ہوئے جانے پہچانے راستوں پر آگے بڑھتے رہے۔ ٹیڈ اپنی تحقیقات کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا۔

مرکزی لیب تک پہنچ کر اس نے ایبولا کے لیے مخصوص کردہ ایک ٹرے نکالی، ٹرے میں جو وائل موجود تھیں، ان میں ایبولا منجمد حالت میں موجود تھا۔

مریسا، ٹیڈ کی باتیں سن رہی تھی۔ ساتھ ہی ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ ''کیوں ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی اجنبی سرزمین پر آ گئے ہیں؟''

''یہاں کا خاص ماحول اور خاص جدید آلات جو عام اسپتالوں میں نظر نہیں آتے ....'' ٹیڈ نے جواب دیا۔

''تمام ایکوپمنٹ تو انوکھے نہیں ہیں، کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ملک بھر میں کسی اور لیب میں استعمال نہ ہوئی ہو؟''

''عام لیب، ائرلاک سسٹم اور نیگیٹو پریشر سسٹم کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں۔''

''میرا مطلب سائنٹیفک آلات سے تھا۔''

ٹیڈ نے اطراف میں دیکھا۔ ''وہ ایک انفرادی اور عنقا چیز ہے؟'' اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔ ''اسے ٹائپ 3 ہیپا فلٹر سسٹم کہتے ہیں۔''

''تھی کیا ہیپا سسٹم صرف MCL میں یا ایسی کسی اور لیب میں استعمال ہوتے ہیں؟'' مریسا نے مہیب ایگزاسٹ فین نما ایکوپمنٹ کو دیکھا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جہاں اس کی ضرورت ہو، یہ کسٹم بلٹ (Custom built) ہے۔''

''کون فراہم کرتا ہے اسے؟''

''لیب انجینئرنگ، ساؤتھ بینڈ، انڈیانا۔ وہ دیکھو ''لیب انجینئرنگ'' کا لیبل لگا ہوا ہے۔''

مریسا نے لیبل پڑھا۔ ایک انوکھی سوچ اس کے ذہن میں در آئی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی لیب نے ''لیب انجینئرنگ'' سے کسٹم بلٹ ہیپا سسٹم بنوایا ہو؟ وہ اس بے تکے خیال پر حیران تھی۔

مریسا سوچ رہی تھی کہ جب وہ کسٹرڈ اور کینٹین کو نظرانداز نہیں کرسکی۔ تو پھر اس خیال پر کیوں نہ کام کرکے دیکھے۔ وہ ایک ''طبی سراغ رساں'' تھی۔ اسے عام ڈاکٹرز کی سوچ سے ہٹ کر امکانات پر غور کرنا ضروری تھا۔ بصورتِ دیگر موجودہ پُراسرار اور خوفناک اسرار کی تہ تک پہنچنا محال نہیں تھا۔

''تم سن رہی ہو۔'' ٹیڈ نے سوال کیا۔

''کیوں نہیں، تم نے متاثرکن ریسرچ کی ہے۔'' مریسا بولی۔ ''چلو اب چلتے ہیں۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔''

ٹیڈ سے ملاقات کے اختتام پر مریسا نے سب سے پہلے کام یہ کیا لیب انجینئرنگ کو ایک خط روانہ کردیا۔

☆☆☆

مریسا نے صبح ہی صبح ٹفی کے ہمراہ جاگنگ کی۔ واپس آکر شاور لیا۔ پھر ٹوڈے شو دیکھا۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سی۔ڈی۔سی اپنے آفس کی جانب رواں تھی۔

آفس آنے کے بعد پہلا پیغام اس کا منتظر تھا جو کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر نورس نے یاد کیا ہے فوراً۔۔۔۔

مریسا نے ناک بھوں چڑھائی۔ تاہم نورس کے دفتر کی جانب چل دی۔ نورس کی سیکریٹری ابھی نہیں پہنچی تھی۔ لہٰذا مریسا نے براہِ راست دستک دی۔

چند منٹ بعد وہ نورس کے سامنے اس کی ڈیسک کے بالمقابل بیٹھی تھی۔

دونوں جانب خاموشی تھی۔ نورس بغور مریسا کا جائزہ لے رہا تھا۔

''ڈاکٹر مریسا بلوم۔'' بالآخر وہ بولا۔ ''اس کی آواز مدھم تھی اور لہجہ قابو میں۔ ''تم رات MCL میں گئی تھیں۔'' یہ سوال نہیں، اسٹیٹمنٹ تھا۔

مریسا چونکی ضرور۔ تاہم خاموش رہی۔

''میں سمجھا تھا کہ تم کلیئرنس ملے بغیر وہاں نہیں جاؤ گی۔ تم نے براہِ راست میرے احکامات کی خلاف ورزی کی۔ فونیکس سے کسٹرڈ کا نمونہ تم نے بلااجازت ٹیڈ کے ذریعے تجزیہ کرایا۔ یہ محض چند امور ہیں۔'' اس کا لہجہ اب بھی قابو میں تھا۔

''آئی ایم ڈوئنگ مائی بیسٹ۔'' مریسا نے مختصر جواب دیا۔ اس کا اندرونی اضطراب، غصے کی شکل اختیار کرنے لگا تھا۔

''تم جسے بیسٹ کہہ رہی ہو وہ خاصا بُرا ہے۔'' معاً نورس تڑخ اٹھا۔ ''سی۔ڈی۔سی کی عوام کے لیے ذمّے داری کو سمجھنے میں تم ناکام رہی ہو۔ بالخصوص اس تناظر میں کہ عوام پہلے ہی سی۔ڈی۔سی کی وجہ سے ہسٹریائی کیفیت میں ہے۔''

''تم نے عندیہ دیا تھا کہ میں اپنی تھیوریز پر خاموشی سے کام کرسکتی ہوں۔'' مریسا نے دلیل دی۔

''لیکن تمہیں مجھے مطلع کرنا چاہیے تھا۔'' نورس نے خفگی کا اظہار کیا۔

''اوکے، میرا خیال ہے کہ تمہاری سوچ غلط ہے۔'' مریسا نے نورس کی گھورتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

''عوام کے لیے میں اپنی ذمّے داری کو انتہائی حد تک سنجیدہ لے رہی ہوں۔ میرا یقین ہے کہ ایبولا کے خطرے کو کم کرکے دکھانا کوئی اچھی خدمت نہیں ہے۔ ایبولا کا خطرہ نابود ہوچکا ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ٹھوس سائنٹیفک وجہ موجود نہیں ہے۔ عوام کے سر سے خطرہ ٹلا نہیں ہے۔ خطرے کی جڑیں تلاش کرنے کے لیے میں اپنی بہترین کوششوں میں مصروف ہوں۔''

نورس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ ''ڈاکٹر مریسا تم یہاں انچارج نہیں ہو۔''

''میں بخوبی آگاہ ہوں۔'' مریسا بولی۔ ''اگر میں انچارج ہوتی تو میڈیا کو سی۔ڈی۔سی کی موجودہ پوزیشن کبھی نہ دیتی۔ کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ڈاکٹر رشٹر، افریقہ سے ایبولا لانے کا سبب نہیں تھا۔ وہ مرض میں گرفتار ہونے سے

چھ ہفتے قبل وہاں گیا تھا۔ جبکہ اتنی مدت ایبولا کا انکیوبیشن پیریڈ نہیں ہے۔ سائنسی اعتبار سے ڈاکٹر رشٹر وائرس افریقہ سے نہیں لایا۔ پھر کون لایا؟ کوئی نہیں۔ کیونکہ ایبولا یہیں امریکا میں موجود تھا۔ اس کی خفیہ پناہ گاہ یہاں امریکا میں ہے .... سی۔ڈی۔سی میں۔'' مریسا خاموش ہوگئی۔

نورس نے کرسی چھوڑ دی۔ ''تمہارا بے تکا قیاس ناقابلِ برداشت ہے۔''

''یہ قیاس نہیں، سائنسی حقیقت ہے۔'' مریسا بھی کھڑی ہوگئی۔ ''حتیٰ کہ فورٹ ڈیٹرک میں بھی ایبولا نہیں ہے۔ وائرس صرف سی۔ڈی۔سی کے پاس ہے اور یہ ہولناک قاتل وائرس یہاں اتنا محفوظ نہیں۔ جتنا سمجھا جاتا ہے۔ یہ میں ثابت کرچکی ہوں۔ اگر یہ حصار یا MCL اتنی ہی قابلِ اعتبار ہوتی تو میں وہاں نہ پہنچ پاتی ....''

قبل اس کے کہ نورس کا ردِعمل سامنے آتا، مریسا اس کے دفتر سے نکل چکی تھی۔ اس کے عقب میں نورس نے بھی گیٹ آؤٹ ہی کہا تھا۔

☆☆☆

مریسا چند گھنٹے بعد کیفے ٹیریا جارہی تھی۔ اس وقت بھی غصے کے اثرات پوری طرح زائل نہیں ہوئے تھے۔ وہ خود حیران تھی کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی۔ اس سے قبل وہ کسی بھی اتھارٹی کے سامنے اس طرح کھڑی نہیں ہوئی تھی۔ کجا نورس کے دوبدو۔ جس کے ساتھ مریسا کا رشتہ تلخی کا باعث بن کے رہ گیا تھا۔ آج تو بزم کائنات درہم برہم ہو گئی تھی۔ غم و غصے میں بھی ناقابلِ فہم کیف تھا۔ لغزشِ پا نورس سے سرزد ہوئی تھی لیکن تشنگیٔ شوق گاہے گاہے کیوں دل کی گہرائی میں ہمکتی تھی؟ رسم و راہ تو آغاز سے قبل ہی بے ربطیٔ حالات کی نذر ہوچکے تھے۔ آج تو قصہ ہی تمام ہوا۔ اب تو اندیشۂ فردا ہمرکاب تھا۔

مریسا کو بخوبی ادراک تھا کہ بطور EIS اس کا کیریئر ہی خطرے کی نذر ہوچکا ہے۔ اِدھر اُدھر بھٹکتے قدم کیفے ٹیریا میں جم نہ سکے۔ وہ سی۔ڈی۔سی سے ہی نکل گئی اور بے مقصد اِدھر اُدھر گاڑی دوڑاتی رہی۔ معاً اسے رالف سے مشورے کا خیال آیا۔ مضطرب دل و جان کو قرار سا آگیا۔

☆☆☆

دونوں یونیورسٹی اسپتال کے کیفے ٹیریا میں کارنر ٹیبل پر تھے۔ رالف نے اپنے مخصوص انداز میں کھڑے ہوکر مریسا کے لیے کرسی کھینچی۔ مریسا نے بمشکل آنسو ضبط کیے اور زبردستی مسکراہٹ سجائی۔ وقت نکالنے پر رالف کا شکریہ ادا کیا۔

''کیا بدتمیزی ہے۔ تمہارے لیے میرے پاس ہر وقت، وقت ہی وقت ہے۔ کیا مسئلہ ہے؟ بہت پریشان تھیں فون پر؟''

''پہلے کچھ کھالیتے ہیں۔'' مریسا نے کہا۔

''جو مرضی جناب کی۔''

کھانے کے وقفے نے مریسا کو سنبھلنے میں مدد دی۔ وہ جذباتی مدوجزر سے باہر آگئی۔ اس نے اختصار سے پہلے پس منظر کا ذکر کیا۔ لیکن لاس اینجلس میں نورس کے ساتھ جو جذباتی حادثہ پیش آیا تھا، اس کا ذکر گول کرگئی۔ نورس کے ساتھ تازہ ترین مڈبھیڑ کا احوال گوش گزار کرکے وہ خاموش ہوگئی۔

دورانِ سماعت رالف وقتاً فوقتاً تسلی تشفی کرتا رہا۔ رالف نے نرمی سے مریسا کو سمجھانے کی کوشش کی کہ سی۔ڈی۔سی ایک سرکاری ایجنسی ہے۔ سی۔ڈی۔سی کا دائرۂ کار، ذمّے داریاں، فرائض اور مجبوریاں وغیرہ .... پھر اچانک وہ بولا۔

''مجھے ایک سوال کرنا ہے؟''

''کیوں نہیں۔''

''کیا تم مجھے بہترین دوست سمجھتی ہو؟ جو دل سے تمہاری بھلائی چاہتا ہے؟''

مریسا نے اثبات میں سر ہلایا۔ تاہم وہ حیران بھی ہوئی رالف کیا کہنے جارہا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں بے تکلفی سے بات کرتا ہوں۔'' رالف نے کہا۔ ''دیکھو مریسا، سی۔ڈی۔سی میں کچھ لوگ تم سے خوش نہیں ہیں۔ اس کی وجہ تمہاری سرگرمیاں ہیں۔ جو سی۔ڈی۔سی کی لائن سے متصادم ہیں۔ یہ بیوروکریٹک نظام ہے۔ جہاں ذاتی خیال کو خود تک محدود رکھنا پڑتا ہے۔ جب تک مناسب وقت نہ آجائے .... میں نے کچھ وقت ملٹری میں گزارا ہے۔ زبان بند رکھنا سیکھنا پڑتا ہے۔ دیکھو تم ایک ٹیم کا حصہ ہو۔ تمہیں ٹیم پلیئر کی طرح کام کرنا ہے۔''

مریسا نے اس دوران میں مدافعانہ انداز میں چند اعتراضات کیے۔ تاہم اسے احساس ہوا کہ رالف بہت حد تک ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ دفعتاً مریسا کو خیال آیا کہ وہ ٹیڈ کو تو بھول ہی گئی۔ اسے لگا کہ وہ کئی گھنٹے سے خودغرضی کی مرتکب ہوتی رہی ہے۔ مریسا نے رالف کو بتایا کہ وہ ٹیڈ کا حال احوال معلوم کرنے جارہی ہے۔

رالف نے شرط رکھ دی کہ وہ کل کا ڈنر رالف کے ساتھ کرے گی۔ مریسا نے حامی بھرتے ہوئے رخصتی کا عندیہ دیا۔

ٹیڈ کی تلاش میں نکلتے ہوئے مریسا کا غصہ اور فرسٹریشن معدوم ہو چکی تھی۔ اس کی جگہ خوف اور احساسِ جرم نے لے لی تھی۔ خوف اپنی جاب کا۔ احساس جرم اپنے رویے کا....

ٹیڈ اسے وائرولوجی لیب میں ملا۔ ایڈز کا مرض ابھی تک ترجیحات میں سب سے اوپر تھا۔ مریسا کو دیکھ کر وہ گڑبڑا گیا۔ وہ نگاہیں چرا رہا تھا۔

''ایسا کیا برا ہو گیا کہ تم منہ چھپانے لگے؟'' مریسا نے جملہ کسا۔ تاہم اندر سے وہ ہمدردی محسوس کر رہی تھی۔

''بُرا نہیں، بہت بُرا۔'' ٹیڈ نے کہا۔

''میں معذرت خواہ ہوں۔ بات کھلی کیسے؟''

''نورس نے مجھ سے پوچھا تھا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ کسی نے اطلاع فراہم کی ہے۔ جھوٹ بولنا بے معنی تھا۔ میں نے بتا دیا۔ اس میں دو فائدے تھے۔'' ٹیڈ نے کہا۔ ''اول، سچ بولنے کی اپنی اہمیت ہے۔ دوم یہ کہ میں کسی راہ چلتے کو اٹھا کر MCL میں نہیں لے گیا تھا۔''

''تم نے ٹھیک کیا۔'' مریسا نے ایک ہاتھ ٹیڈ کے شانے پر رکھ دیا۔ ''مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے بلکہ میں دل سے معذرت خواہ ہوں۔ میری وجہ سے تمہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ سچ بولنے کا تمہارا فیصلہ درست تھا۔ ورنہ مزید پیچیدگیاں جنم لیتیں۔ اگر تم شام میں میرے گھر پر کافی پیو تو میری تکلیف کم ہو جائے گی۔'' وہ بیٹھ گئی۔ ٹیڈ کے چہرے کا سکون اور اعتماد لوٹ آیا۔

''مریسا! اچھا ہوا کہ معاملات کھل گئے۔''

''میں اتفاق کرتی ہوں تو پھر تم آؤ گے؟''

''ضرور۔''

☆☆☆

چھ بجے مریسا نے سپر مارکیٹ سے ضرورت کی اشیا خریدیں۔ گھر کی جانب جاتے ہوئے وہ راستے میں ایک بیکری پر رکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگلے روز کیا کرنا ہے؟ پہلا کام وہ یہ کرے گی کہ نورس سے اپنے گستاخانہ رویے کے لیے معذرت کر لے۔

مریسا جذباتی کیفیت سے پوری طرح باہر آ چکی تھی۔ وہ گھر پہنچی تو سورج تقریباً غروب ہو چکا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں اشیا خورونوش کے بڑے خاکی لفافے تھے۔ وزن کے ساتھ فاصلہ کم طے کرنا پڑے۔ لہٰذا وہ کچن ڈور کے ذریعے گھر میں داخل ہونا چاہتی تھی۔ ڈور لاک کھول کر اس نے پہلے کچن کی بتیاں روشن کیں۔ پھر دونوں بیگ نما لفافے کچن ٹیبل پر رکھ دیے۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر الارم سسٹم کو ڈیوائس کے ذریعے غیر فعال کر دیا۔ معاً اسے خیال آیا کہ ٹفی اس کے استقبال کے لیے نہیں آیا۔ نہ اس کے بھونکنے کی آواز آئی۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

گھر میں چھایا سناٹا مریسا کو غیر فطری سا لگا۔ مختصر ہال سے گزر کر وہ لیونگ روم میں آ گئی اس نے کتے کو نام لے کر پکارا۔ جواب ندارد۔ اس نے بالائی بیڈ رومز کا رخ کیا۔ اوپر دو بیڈ رومز تھے۔ جیسے ہی اس نے پہلے بیڈ روم کا دروازہ کھولا، اس کی نگاہ ٹفی پر پڑی۔ وہ کھڑکی کے قریب فرش پر لیٹا تھا۔ کتے کا سر غیر فطری زاویے پر مڑا ہوا تھا۔

''ٹفی۔'' مریسا بوکھلا کر چلّا اٹھی۔ وہ دوڑ کر ٹفی کے پاس پہنچی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ قبل اس کے وہ ٹفی کو چھو کر دیکھتی، خود اسے عقب سے دبوچ لیا گیا۔

مریسا کو بے رحم جھٹکے کے ساتھ کھینچا گیا تھا، وہ لڑکھڑا کر ایستادہ ہوئی۔ کمرا نگاہوں میں گھوم گیا۔ اس نے ان دیکھے حملہ آور کا بازو پکڑا۔ اسے احساس ہوا کہ زیر پوشاک بازو نہیں شاید لکڑی یا دھات کی کوئی چیز ہے۔ حملہ آور کا ایک ہاتھ اس کی گردن پر تھا۔ مریسا نے گردن آزاد کرانے کے لیے پوری طاقت صرف کر دی لیکن ناکام رہی۔ جیکٹ کے نیچے اسے اپنا گریبان پھٹنے کی آواز آئی.... مریسا نے تڑپ کر حملہ آور کو دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ جو بھی تھا، مریسا کی قوت اسے سنبھالنے کے لیے قطعی ناکافی تھی۔ مریسا نے اس کی مضبوط گرفت میں پھڑ پھڑاتے ہوئے اوسان بحال رکھنے کی کوشش کی اور جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر الارم سسٹم کے ڈیوائس کو ٹٹولا۔ وقت بہت کم تھا۔ اس کی مزاحمت جواب دے رہی تھی۔ ڈیوائس ہاتھ میں آتے ہی وہ نرم پڑ گئی۔ وہ پینک (Panic) بٹن دبا چکی تھی۔ الارم کی انتہائی کرخت بلند چیخ دور تک گونج رہی تھی۔

مریسا کے سر پر زوردار ضرب لگائی گئی۔ نتیجتاً وہ فرش پر جا گری۔ گھر کے اندر الارم کی کریہہ چیخ کان کے پردوں کو مرتعش کیے دے رہی تھی۔

مریسا قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب اس کی سماعت سے ٹیڈ کی آواز ٹکرائی۔ وہ چکراتے ذہن کے ساتھ گھومی .... ٹیڈ ایک لمبے تڑنگے آدمی کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔

مریسا سنبھل کر لپکی اور داخلی دروازہ چوپٹ کھول کر شور مچانا شروع کر دیا۔ وہ لان کراس کر کے باڑ کے دوسری جانب جڈسن فیملی کے گھر سے قریب ہو گئی۔ مسٹر جڈسن کو دروازہ کھولتے دیکھ کر مریسا نے چیخ کر پولیس بلانے کے لیے کہا اور ردِعمل دیکھے بغیر واپس اپنے گھر کی جانب بھاگی.... گھر خالی پڑا تھا۔

''ٹیڈ!'' وہ چلائی۔ اسی اثنا میں جڈسن وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کی بیوی پولیس کو فون کر رہی ہے۔ مریسا نے اپنے دوست کی گمشدگی کا اظہار کیا۔

جڈسن نے گھر کے باہر ایک سمت اشارہ کیا۔ مریسا نے ٹیڈ کو پہچان لیا۔ وہ بے اختیار بھاگ کر اس کے گلے میں جھول گئی۔

''کون تھا؟'' مریسا ہانپ رہی تھی۔

''پتا نہیں۔ میں گر گیا تھا۔'' ٹیڈ نے ایک ہاتھ سے اپنا سر سہلایا۔ ''جب تک میں دوبارہ اٹھتا، وہ نکل گیا۔ ایک کار پہلے ہی اس کی منتظر تھی۔''

مریسا، ٹیڈ کو کچن میں لے آئی۔ تولیا گیلا کر کے اس نے ٹیڈ کا مضروب سر صاف کیا۔

''اس کا ایک ہاتھ مصنوعی تھا شاید۔'' ٹیڈ نے بتایا۔

''تمہیں اس کے پیچھے نہیں جانا چاہیے تھا۔ اگر وہ مسلح ہوتا تو.....'' مریسا نے تشویش ظاہر کی۔

''میرا ارادہ نہیں تھا۔ بس سب کچھ اچانک اور تیزی سے ہو گیا۔ اس کے پاس ایک بریف کیس تھا، لباس بھی اس کا معقول تھا۔''

''بریف کیس؟ کس قسم کا برگلر تھا؟ بریف کیس کے ساتھ؟'' مریسا نے تعجب سے کہا۔

''کیا تم نے اس کی شکل دیکھی؟'' جڈسن نے سوال کیا۔

''نہیں۔''

دور سے پولیس سائرن کی آواز آنا شروع ہوئی۔ اچانک مریسا کو فی کا خیال آیا...اور وہ بے اختیار رو پڑی۔ تینوں بالائی بیڈروم میں آئے۔ ٹیڈ نے دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ فی مر چکا ہے۔ مریسا مچلی، تاہم ٹیڈ نے اسے کتے کے قریب نہیں جانے دیا۔ جڈسن نے بڑھ کر فی کو دیکھا۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔ مریسا زار و قطار روئے جا رہی تھی۔ ٹیڈ اسے تسلی دیتا ہوا واپس نیچے لے آیا۔

پولیس پہنچ چکی تھی۔ یونیفارم میں دو آدمی تھے۔ دونوں نے مستعدی سے کارروائی کی۔ بیانات لیے۔ جلد ہی انہوں نے وہ جگہ تلاش کر لی جہاں سے نقب زن گھر میں داخل ہوا تھا۔ وہ لیونگ روم کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر آیا تھا۔ اس نے احتیاط کی تھی کہ کھڑکی کے پینل کو اوپر نہ اٹھانا پڑے۔ شیشہ توڑ کر جگہ بنائی گئی تھی۔ وہ اسی میں سے گزر کر اندر آیا تھا۔ مریسا سمجھ گئی کہ الارم سسٹم نے کیوں اس وقت کام نہیں کیا تھا۔ مریسا اور ٹیڈ پولیس کو نقب زن کا محض حلیہ ہی بتا سکے اور اس کے مصنوعی بازو کا ذکر کیا۔

وہ گھر سے کیا لے کر گیا؟ مریسا نے اس سوال کا جواب دیا کہ وہ دیکھ کر ہی بتا سکے گی۔ پولیس نے اسپتال جانے کے بارے میں پوچھا تو مریسا نے انکار کر دیا۔ پولیس مین نے رخصت ہوتے ہوئے نمبر چھوڑ دیا کہ بوقتِ ضرورت وہ کال کر سکتی ہے۔ جڈسن نے بھی جاتے ہوئے کہا کہ مریسا اسے کسی بھی کام کے لیے کسی وقت بھی بلا سکتی ہے۔ مریسا نے دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

مریسا نے کھانا ٹیڈ کی قیام گاہ پر کھایا اور رات بھی وہیں گزاری۔ ٹیڈ لیونگ روم میں سو گیا تھا۔ اگلے روز وہ اور جڈسن، مریسا کا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مریسا، فی کی جدائی پر دل گرفتہ تھی۔

ٹیڈ نے اسے چند روز کے لیے چھٹی کی پیشکش بھی کی۔ اس نے عندیہ دیا کہ وہ خود چند روز کے لیے اسے جزائر کیریبین لے جائے گا۔ اس اثنا میں سی۔ڈی۔سی کے معاملات بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے۔

تاہم مریسا نے اصرار کیا کہ وہ کام کرنا چاہتی ہے۔ ٹیڈ نے مشورہ دیا کہ اس صورت میں اسے چاہیے کہ وہ ایبولا کی جانب سے دھیان ہٹا لے۔ ٹیڈ نے اس رائے کا بھی اظہار کیا کہ مریسا، نورس سے معمول کے تعلقات بحال کرنے کی جانب پیش رفت کرے۔ اس نکتے پر مریسا نے واضح رضامندی ظاہر کی تھی۔

ٹیڈ اسے گھر ڈراپ کر کے آفس چلا گیا۔ مریسا تاخیر سے دفتر پہنچی۔ وہ بہت حد تک سنبھل گئی تھی۔ وہ نورس سے ملنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ وہ اپنے آفس پہنچی تو ایک میمورنڈم وہاں پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔ مریسا کو پہلا خیال نورس کا آیا۔ لفافہ چاک کرنے پر اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ رقعہ ڈاکٹر کاربونارا کی طرف سے تھا۔ کاربونارا EIS پروگرام کا ایڈمنسٹریٹر تھا۔ درحقیقت مریسا کا اصل باس وہی تھا۔

مریسا کی دھڑکنیں اضطراب کا شکار ہو گئیں۔

اندیشوں نے یلغار کی۔ ڈاکٹر کاربونارا کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ بہرکیف مریسا کو حاضری لگانا تھی۔ وہ خود سے سوال جواب کرتی وہاں پہنچ گئی۔

ڈاکٹر کاربونارا سفید بالوں والا نرم خو شخص تھا۔ وہ فون پر مصروف گفتگو تھا۔ اسی دوران اس نے مریسا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چند منٹ بعد فون رکھ کر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔ کاربونارا کی مثبت مسکراہٹ نے مریسا کو قدرے پُرسکون کردیا۔

مریسا اس وقت حیران رہ گئی۔ جب کاربونارا نے نقب زنی کی واردات سے آغاز کیا۔ مریسا کو توقع نہیں تھی کہ ٹیڈ، رالف اور جڈسن کے علاوہ بھی کوئی اور حادثے کے بارے میں جانتا ہے۔ کاربونارا، ہمدردی اور دکھ کا اظہار کررہا تھا۔

''میری خواہش ہے کہ تم چھٹی لےلو، گھومو پھرو۔ اس طرح تمہاری طبیعت بحال ہوجائے گی۔ اس افسوس ناک حادثے کے اثرات بھی زائل ہوجائیں گے۔'' وہ بولا۔

''میں آپ کے احساس کی قدر کرتی ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''تاہم سچ یہ ہے کہ میں مصروف رہوں گی تو میرے لیے بہتر رہے گا۔ مصروفیت کے بغیر ذہن بھٹکتا رہے گا۔''

کاربونارا نے پائپ نکالا اور تمباکو کی ڈبیا کھولنے لگا۔ چند ساعت وہ پائپ کی تیاری میں مشغول رہا۔

''ٹھیک ہے اگر تم مصروفیت کو بہتر سمجھتی ہو تو میں حارج نہیں ہوں گا۔'' اس نے پائپ سلگایا۔ ''بدقسمتی سے ایبولا کے معاملات الجھ گئے ہیں۔ تمہارا ٹرانسفر وائرولوجی سے بیکٹیریالوجی میں کیا جارہا ہے۔ تمہارا موجودہ آفس برقرار رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ پچھلے کام کی طرح یہ بھی نہ صرف تمہارے لیے چیلنج ہوگا بلکہ تم پسند بھی کروگی۔'' اس نے منہ سے پائپ ہٹا کر دھوئیں کا بادل اگلا۔

مریسا کو جھٹکا لگا۔ اس نے یہی محسوس کیا کہ اسے فارغ کردیا گیا ہے۔

''تم کچھ غلط مت سمجھو۔ حقیقت یہ ہے کہ سی۔ڈی۔سی کے ہیڈ ڈاکٹر موریسن نے بذات خود مجھے ہدایت کی ہے۔'' کاربونارا نے کہا۔

''میں نہیں مانتی۔ موریسن نہیں نورس نے کہا ہوگا۔'' مریسا خود کو نہ تھام سکی۔ اس کے چہرے پر سرخی کی لہر نمودار ہوئی۔

''نہیں۔ قطعی ایسا نہیں ہے۔'' کاربونارا نے زور دے کر کہا۔ ''ہاں اتنا ضرور ہے کہ نورس نے اس کی مخالفت نہیں کی۔''

مریسا ہنسنے لگی۔

''میں جانتا ہوں کہ تم دونوں کے درمیان کوئی شخصی تصادم موجود ہے، تاہم میں دونوں کے کام سے بھی مطمئن ہوں۔''

''کیا آپ کو علم ہے کہ شخصی تصادم کی نوعیت کیا ہے؟''

''ٹھیک ٹھیک بات تم دونوں کو ہی پتا ہوگی۔ مجھے موقع دو کہ میں کچھ وضاحت کردوں۔ اس طرح آپس میں بدگمانیوں کا امکان مفقود ہوجائے گا۔ تمہارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ موریسن کے پاس کانگریس مین کی کال آئی تھی۔ اس کا نام کلیون مارکھم ہے۔ وہ ہاؤس کی اپروپریشن سب کمیٹی کا سینئر ممبر ہے۔ کمیٹی کا راست تعلق ہیلتھ اینڈ ہیومن سروس ڈپارٹمنٹ سے ہے۔ نورس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ مارکھم تھا جس نے موریسن کو مجبور کیا کہ تمہیں ایبولا ٹیم سے علیحدہ کردیا جائے۔'' کاربونارا خاموش ہوگیا۔

مریسا دنگ رہ گئی۔ ناقابلِ یقین .... استعجاب در استعجاب۔ کہاں مریسا اور کہاں یو ایس کانگریس؟ کانگریس مین، سی۔ڈی۔سی کے ہیڈ کو فون کرتا ہے.....

''مارکھم نے میرا نام لے کر کہا تھا؟'' وہ بمشکل بول پائی۔

''ہاں، میرا یقین کرو۔ میں خود موریسن سے متعدد سوالات کرچکا ہوں۔''

''لیکن، آخر کیوں؟''

''اس کی وضاحت پردۂ اخفا میں ہے۔ یہ درخواست سے زیادہ ایک حکم تھا۔''

مریسا کا سر متواتر نفی میں جنبش کررہا تھا۔

''تم سمجھ سکتی ہو۔ ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ سیاسی معاملات، سیاست داں جانیں۔''

''سی۔ڈی۔سی کا سیاست سے کیا تعلق؟ بہرحال اس انکشاف نے میرا ارادہ بدل دیا ہے۔ مجھے چھٹیوں پر جانا چاہیے۔'' مریسا نے پُرسوچ انداز میں کہا۔

''شاندار، تم ایک اچھا فیصلہ کررہی ہو۔'' کاربونارا نے کہا۔ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے ایبولا کے معاملے میں متاثر کن کام کیا۔ تم ٹیم کی ایک قابلِ قدر رکن تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم نئے ڈپارٹمنٹ کے لیے بھی ایک بہترین اضافہ ہوگی۔''

''کوشش کروں گی۔'' مریسا ناقابلِ فہم انداز میں مسکرائی اور کھڑی ہوگئی۔

☆☆☆

گھر کی طرف جاتے ہوئے اس کے ذہن میں خیالات وسوالات کے بھنور بن رہے تھے۔ اس کے گمان میں نہیں تھا کہ بات اتنی دور نکل جائے گی۔ کیا وہ اتنی اہم ہے؟ یا اتنی بُری ہے کہ کانگریس مین کو مداخلت کرنی پڑی یا اس کو مداخلت کے لیے کہا گیا۔ کس نے کہا؟ اور کیوں؟ یہ کیا گھن چکر ہے؟

مریسا چھٹیوں کے بہانے کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔ اس کا یقین مزید پختہ ہو گیا تھا کہ ایبولا کے پیچھے کوئی نادیدہ انسانی ہاتھ ہے۔ نقب زنی کی واردات بھی اس کے نزدیک کوئی عمومی قسم کا حادثہ نہیں تھا۔

اگر نورس کے مارکھم سے تعلقات ہیں اور نورس نے اسے کہا تو معاملہ سیدھا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو گہری سازش ہے اور سازشی عناصر کے لیے صرف مریسا مسائل کھڑے کر رہی تھی۔ نورس اور کانگریس مین کا جوڑ فٹ نہیں بیٹھ رہا تھا۔ مریسا جتنا سوچتی، الجھتی جاتی۔ اسے تو کسی سازش کا پتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو اپنی ڈیوٹی کر رہی تھی۔ اس کی اب تک کی تحقیق و جستجو اسے شک کی طرف لے گئی تھی۔ اسے محض شک تھا کہ ایبولا کی پشت پر معاملہ کچھ اور ہے۔ کل گھر میں اس پر حملہ.... وہ خوش قسمت رہی جو بچ گئی لیکن چوبیس گھنٹے کے اندر مارکھم کے ذریعے حملہ؟ وہ اسے بھی ایک حملہ ہی سمجھ رہی تھی.... مریسا کی اوقات ہی کیا تھی جو کانگریس مین کو اس کا نام لے کر دخل اندازی کرنی پڑی۔ اس کا شک قیاس وگمان سے آگے بڑھ کر یقین کی سرحدوں کو چھو رہا تھا۔ وہ تو وائرس سے خوف زدہ تھی بلکہ عوام سمیت سبھی خوف زدہ تھے لیکن انسان برائی پر اُتر آئے تو وائرس سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔

کیا وہ ان خطرات سے نکل کر بیکٹیریا ڈپارٹمنٹ میں سکون سے بیٹھ جائے؟ نہیں، وہ اب پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ گھر والے حادثے اور کانگریس مین کی مداخلت نے اسے مشتعل کر دیا تھا۔ اس کا عزم پختہ ہو گیا تھا۔ تاہم اسے سر کو ٹھنڈا رکھتے ہوئے احتیاط سے پیش قدمی کرنی تھی۔ وہ اکیلی تھی۔ کمزور تھی۔ اس کا ہتھیار اس کا ذہن تھا۔ اگر یہ کوئی گہری سازش تھی تو یہ امر واضح تھا کہ آگے بڑھنے کی صورت میں اس کی جان کو خطرہ ہے۔ یعنی مریسا کو بدترین حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا تھا۔

اگر اس کا اندازہ غلط تھا تو بھی اسے ایبولا کا سراغ لگانا ہی تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے خود کو بستر کے حوالے کر دیا۔ کروٹیں بدلتی رہی۔ خیالات سے الجھتی رہی.... بالآخر اس نے فون اٹھا کر ڈیلٹا کا نمبر ملایا۔ اگلی فلائٹ پر ریزرویشن کرائی۔ مریسا واشنگٹن ڈی سی جانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

☆☆☆

ائرپورٹ سے مریسا نے جارج ٹاؤن کے ہوٹل میں چیک اِن کیا۔ فوراً بعد وہ کینن کانگریشنل آفس بلڈنگ پہنچی۔ اطلاعی بوتھ سے معلومات لے کر اس نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے۔ کچھ دیر بعد وہ بلڈنگ کے اندر تھی۔

وردی میں ملبوس گارڈ نے اسے میٹل ڈیٹیکٹر سے گزارا۔ اس کا پرس چیک کیا۔ مقصد معلوم کیا۔ مریسا نے مارکھم کا نام لیا... کانگریس مین کا آفس پانچویں منزل پر تھا۔

وہ بہ آسانی مارکھم کے آفس تک پہنچ گئی۔ دروازہ پوری طرح بند نہیں تھا۔ بغیر اطلاع، بغیر دستک یا بیل کے اس نے اندر قدم رکھ دیا۔ مریسا کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اس طرح کا سرپرائز شاید اس کے حق میں چلا جائے۔ شومیٔ قسمت مارکم شہر میں ہی نہیں تھا۔ سرپرائز کے چکر میں وہ غلطی کر بیٹھی تھی۔ مارکھم کی موجودگی کی تصدیق ضروری تھی۔ وہ اس کے بغیر ہی اٹلانٹا سے اڑان بھر کے واشنگٹن وارد ہو گئی۔ بہرحال اب تو کوئی اندھا تیر چلانا ہی تھا۔ مریسا نے مارکھم کے ایڈمن اسسٹنٹ سے ہی بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسسٹنٹ نے ہی بتایا تھا کہ مارکھم ہیوسٹن میں ہے۔ تین دن سے قبل اس کی واپسی ممکن نہیں۔ اسسٹنٹ کا نام ابرام تھا۔ ابرام کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ رہی ہو گی۔

''میرے لائق کوئی خدمت؟'' ابرام نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ مریسا کو اس کی مسکراہٹ مشکوک لگی۔

''کیا ہم پرائیویٹ ٹاک کر سکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں۔'' ابرام نے سیکریٹری کی جانب دیکھا اور مریسا کو اندرونی دفتر میں لے آیا۔ جو دراصل مارکھم کا چیمبر تھا۔ مریسا نے سرسری نظر کمرے پر ڈالی۔ مہاگنی کی بڑی سی ڈیسک پر ایک جانب چھوٹا امریکی پرچم موجود تھا۔ ڈیسک کے عقب میں دیوار پر فریم شدہ مختلف تصویریں آویزاں تھیں۔

''میں ڈاکٹر مریسا بلوم ہوں۔'' مریسا نے بیٹھتے ہی سادگی سے کہا۔ ''کیا تم نے پہچانا؟''

''نہیں، کیا ہم پہلے ملے ہیں؟'' ابرام نے دوستانہ

انداز میں سوال کیا۔

''شاید نہیں ملے۔''

''کیا تم ہیوسٹن سے آئی ہو؟''

''نہیں، اٹلانٹا سے۔'' مریسا نے بغور اسے دیکھا۔

''میرا مطلب ہے سی۔ڈی۔سی سے۔'' مریسا نے پھر اس کے چہرے پر کوئی ردِعمل کھوجنے کی سعی کی۔

''سی۔ڈی۔سی۔'' ابرام نے حروف دہرائے۔

''کیا تم آفیشل وزٹ پر ہو؟''

''نہیں۔'' مریسا نے تسلیم کیا۔ ''مارکھم کا سی۔ڈی۔سی سے خاص تعلق ہے۔ میں چھٹی پر آئی تھی۔ سوچا مل کر نئی معلومات حاصل کروں۔''

''خاص تعلق والی بات عجیب سی ہے۔ کانگریس مین کا ہیلتھ کیئر سے متعلق تقریباً تمام شعبوں سے ہی تعلق ہے۔'' وہ بولا۔ ''ہیلتھ کیئر میں مارکھم نے کسی بھی دوسرے کانگریس مین سے زیادہ کام کیا ہے .... اس شعبے میں مارکھم نے متعدد قوانین منظور کروائے ہیں۔''

ابرام نے بتایا کہ کون سے اور کتنے بل مارکھم نے اسپانسر کیے یا کانگریس میں پیش کیے۔

''بہت خوب۔'' مریسا نے تعریف کی۔ ''مطلب یہ کہ مسٹر مارکھم یقیناً امریکی شعبۂ ادویات میں بھی گہری دلچسپی رکھتے ہوں گے؟''

''ہاں، یہ ایک نمایاں بات ہے۔''

''سی۔ڈی۔سی کے کون سے شعبے میں انہیں خاص دلچسپی ہو سکتی ہے؟''

''میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

مریسا کو کوئی اور سوال نہیں سوجھا۔

''میں مسٹر مارکھم سے ملنے کی کوشش کروں گی۔ اگر وہ جلد آ گئے۔'' مریسا نے بات گھمائی اور ابرام کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گئی۔

کیب حاصل کرنے کے بجائے وہ پیدل ہی چل پڑی۔ وہ خیالات میں غلطاں، بے مقصد رواں تھی۔ وہ کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی پوزیشن پہلے جیسی نہیں تھی۔ مارکھم کے لیے تین دن رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ابرام سے بات چیت کر کے اس نے غلطی تو نہیں کی۔ اس ملاقات سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگلا قدم؟ نئی سمت؟ واشنگٹن کا دورہ ضائع نہیں ہونا چاہیے .... دفعتاً اس کے ذہن میں ایک خیال برق بن کے چمکا۔

مریسا نے قریبی کیب کو اشارہ دیا۔ اندر بیٹھتے ہی وہ گویا ہوئی۔ ''فیڈرل الیکشن کمیشن۔ معلوم ہے کہاں ہے؟''

ڈرائیور ایک نوجوان سیاہ فام تھا۔ اس نے پلٹ کر کہا۔ ''لیڈی، اس شہر میں اگر کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے نہیں معلوم تو وہاں میں آپ کو مفت میں لے جاؤں گا۔''

''ویری گڈ۔'' وہ مسکرائی۔ کیب ڈرائیور کے غیر متوقع فقرے نے اس کا موڈ خاصا بہتر کر دیا تھا۔

پندرہ منٹ بعد کیب ایک عمارت کے سامنے رکی ہوئی تھی۔

''شکریہ۔'' مریسا کرایہ ادا کر کے عمارت کی جانب بڑھ گئی۔ وردی پوش گارڈ نے خاص توجہ نہیں دی۔ البتہ مریسا کو ایک رجسٹر پر دستخط کرنے پڑے۔ اندر جانے کے بعد اسے اندازہ نہیں تھا کہ کس ڈپارٹمنٹ کا نام لے۔ تاہم وہ پہلی منزل پر پہنچی۔ جہاں چار عدد خواتین مختلف میزوں پر مصروفِ کار تھیں۔ ایک نے نگاہ اٹھائی اور مدد کی پیشکش کی۔

''کانگریس اراکین کی انتخابی مہم کے لیے فنڈ کے ذرائع پبلک ریکارڈ میں شامل ہیں۔ کیا میں ٹھیک سمجھ رہی ہوں؟'' مریسا دوستانہ انداز میں مسکرائی۔

''یقیناً ایسا ہی ہے۔'' خاتون اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''آپ کو کس میں دلچسپی ہے؟ اخراجات میں یا فنڈ کے ذرائع میں؟''

''ذرائع۔ چندہ وغیرہ۔''

''کانگریس مین کا نام بتایئے۔''

''مارکھم۔ کلیون مارکھم۔'' مریسا پیش کی گئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ خاتون نے ایک طرف گول میز پر ترتیب سے رکھے فولڈرز میں سے ایک فولڈر منتخب کیا۔ پھر وہ ایک بڑے سے مائیکرو فلم کیسٹ ریک کے سامنے رکی۔ دو منٹ میں اس نے مطلوبہ فلم حاصل کی اور مائیکرو فلم ریڈر کے ساتھ لگا دی۔

''الیکشن کا سال بتایئے؟'' اس نے سوال کیا۔

''سابقہ الیکشن۔'' مریسا نے اندازاً پچھلے الیکشن کا حوالہ دیا۔ اسے پورا یقین نہیں تھا کہ اس طرح وہ نورس اور مارکھم کے مابین کوئی کڑی ملا لے گی یا پھر مارکھم اور سی۔ڈی۔سی کے مابین کچھ مل جائے گا۔ نورس کا نام ملنے کی اسے امید نہیں تھی۔ کیونکہ نورس کوئی متمول شخص نہیں تھا۔

خاتون نے اسے مائیکرو فلم ریڈر کو آپریٹ کرنے کا سادہ سا طریقہ بتایا۔ کاپی حاصل کرنے کے لیے مریسا کو معمولی ادائیگی کرنی ہو گی۔ مریسا نے شکریہ ادا کیا اور اٹھ کر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔

وہ توجہ کے ساتھ اسکرین پر نمودار ہونے والے نام اور پتے پڑھ رہی تھی۔ فلم ریڈر چلنے کی ہلکی سی آواز وہاں گونج رہی تھی۔

مریسا کو جلد ہی اندازہ وہ گیا کہ مارکھم کو مالی استحکام دینے والوں کا تعلق صرف ریاست ٹیکساس سے نہیں تھا بلکہ دائرۂ کار وفاقی سطح تک چلا گیا تھا۔ دوسری بات مریسا نے نوٹ کی، چندہ دینے والوں کی کثیر تعداد ڈاکٹرز کی تھی۔ یہ امر اس لیے انوکھا نہیں تھا کہ مارکھم کا بیشتر کام طبی شعبے سے متعلق تھا۔

حسبِ توقع نورس کا نام اسے نظر نہیں آیا۔ مریسا نے ادائیگی کر کے پوری لسٹ کی نقل حاصل کرلی۔ شکریہ ادا کیا اور واپسی کی راہ پکڑی۔ کیب ہائر کر کے ہوٹل کا پتا بتایا پھر عقبی نشست پر نیم دراز ہوگئی۔

وہ سکون سے لسٹ کا مطالعہ کررہی تھی۔ انفرادی ناموں کے بعد کارپوریٹ سیکٹرز کے نام تھے۔ ان میں تیل کی کمپنیاں بھی شامل تھیں۔ مریسا نے انفرادی نام چھوڑ کر کارپوریٹ سیکٹر کو دیکھا۔ اس کی نگاہ جس نام پر اٹکی، وہ تھا۔ ’’فزیشنز کانگریس پولیٹیکل ایکشن کمیٹی۔‘‘

مریسا کو تعجب ہوا۔ PAC نے دیگر کمپنیوں کے علاوہ تیل کی کمپنیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

یہ PAC کیا بلا ہے؟ مریسا کے ذہن میں سوال ابھرا۔ اس نے نئے سرے سے لسٹ کا جائزہ لیا۔ انفرادی ناموں کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ دفعتاً کاغذ اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے رہ گئے۔ وہ غیر یقینی کیفیت میں ایک نام کو گھور رہی تھی۔ مریسا کی نگاہ اس نام پر جم گئی ڈاکٹر رالف ہمپسٹن۔

رالف، مارکھم پر اثر انداز ہوسکتا ہے لیکن مریسا کے نزدیک اس کا امکان صفر تھا۔ وہ مریسا کا اچھا دوست اور ہمدرد تھا۔ جہاں تک رقم کا سوال تھا۔ رالف اس کی بخوبی استطاعت رکھتا تھا۔ اس کا رہن سہن اور لگژری اسٹائل مریسا دیکھ چکی تھی۔

رالف سی۔ڈی۔سی کے علاوہ اپنا نجی اسپتال بھی چلاتا تھا۔ اگرچہ مریسا کو پھر بھی اس کے ٹھاٹ باٹ کبھی کبھی غیر معمولی محسوس ہوتے۔ مریسا کو وہ دعوت بھی یاد تھی۔ جب وہ پہلی مرتبہ رالف کے شاندار گھر میں گئی تھی اور میزبان کے فرائض انجام دیے تھے۔ وہاں علاقے کے چنیدہ افراد مدعو تھے۔ سب کا تعلق طبی شعبے سے تھا۔ وہ تمام متمول طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض اوقات مریسا کو رالف کی گفتگو میں قدامت پرستی کا عنصر پریشان کرتا۔ کیونکہ یہ انداز اس کے رہن سہن اور اسٹائل سے متصادم تھا۔

وہ ابتدائی شاک سے سنبھل گئی۔ اس کے ذہن نے رالف کو مشکوک افراد میں شامل کرنے سے انکار کردیا تھا۔ بہرکیف کارپوریٹ سیکٹر میں PAC نامی ادارہ مریسا کے ذہن میں چبھ رہا تھا۔ کیب ہوٹل پہنچ کر رکی تو مریسا خیالات کے حصار سے باہر نکل آئی۔

☆☆☆

ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ مریسا کی نگاہ ہوٹل کی لابی سے گزرتے وقت نیوز اسٹینڈ پر پڑی۔ وہ جیسے منجمد رہ گئی۔ اس کی نظر واشنگٹن پوسٹ کی شہ سرخی سے بندھی ہوئی تھی۔

’’ایبولا کی واپسی۔‘‘

مریسا نے ذیلی سرخی پڑھی اور پرس کھول کر اسٹینڈ کی طرف لپکی۔ اخبار خرید کر اس نے سیڑھیوں کا رخ کیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے تفصیل پڑھنا شروع کی۔

اینگلٹن میں افراتفری پھیل چکی تھی۔ وہ پڑھتی رہی۔ سی۔ڈی۔سی سے رابطہ کیا گیا تھا۔ اخبار میں نورس کے بیان کا حوالہ موجود تھا جس کے مطابق گھبرانے کی بات نہیں تھی۔ نیز گزشتہ تین تجربوں کے بعد سی۔ڈی۔سی وائرس کو قابو کرنے میں طاق ہوچکی تھی۔

کیا وائرس کو قابو کرنا ہی مسئلے کا حل ہے؟ مریسا نے خود سے سوال کیا۔ ایبولا کی خون آشامی کو فنا کرنے والا کوئی نہیں؟ کیا ایبولا کو اسپتال تک محصور کر دینے کے بعد سی۔ڈی۔سی کی ذمے داری ختم ہوجاتی ہے؟ اور یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟ اس طرح سی۔ڈی۔سی کب تک اپنی ساکھ بچا سکے گی؟

مریسا نے اندرونی صفحات دیکھے۔ ایک تصویر میں برسن اسپتال کے باہر پولیس کی رکاوٹ نظر آرہی تھی۔ اسے فونکس کی بربادی یاد آگئی۔ مریسا نے اخبار ایک طرف رکھ دیا۔ وہ باضابطہ چھٹی پر تھی۔ تاہم وہ بہت پہلے ایبولا کے ساتھ وابستہ ہوچکی تھی۔ اس کے پاس دوسری کوئی چوائس نہیں تھی۔ یہاں سے وہ سی۔ڈی۔سی کی ٹیم سے پہلے جائے واردات پر پہنچ سکتی تھی۔ مریسا نے ضروری اشیا جمع کرنا شروع کردیں۔

☆☆☆

برسن اسپتال کے باہر اس کی مڈبھیڑ حسبِ توقع پولیس سے ہوگئی۔ مریسا نے سی۔ڈی۔سی کے کارڈ کی

جھلک دکھائی اور بہ آسانی اسپتال میں داخل ہوگئی۔ پچھلے تین اسپتالوں کی طرح برسن اسپتال بھی جدید خطوط پر استوار تھا۔

لابی میں خاصے لوگ جمع تھے۔ تاہم فونیکس کی طرح افراتفری نہیں تھی۔ انفارمیشن بوتھ سے مریسا نے اطلاع حاصل کی۔ آئیسولیٹڈ یونٹ چھٹی منزل پر تھا۔ وہ چھٹی منزل پر اُتری تو ایک نرس نے حفاظتی لباس فراہم کردیا۔ نرس نے پوچھنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ وہ یہاں کیا کررہی ہے۔ مریسا نے سکون محسوس کیا۔ حفاظتی اشیا اور ماسک کے ساتھ اس کی پہچان مشکل تھی۔

''معاف کرنا۔ سی۔ڈی۔سی کا کوئی ڈاکٹر موجود ہے؟'' مریسا نے اسی نرس سے سوال کیا۔

''وہ لوگ ایک گھنٹا قبل یہاں سے گئے ہیں۔ شاید ایڈمن میں مل جائیں۔'' جواب ملا۔ مریسا کو حیرت ہوئی کہ ٹیم پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔

''کوئی بات نہیں۔ تینوں مریضوں کی کیا کیفیت ہے؟''

''تین نہیں۔ اب سات مریض ہیں۔'' نرس نے کہا پھر جھجکتے ہوئے مریسا کی شناخت معلوم کی۔

''میرا تعلق سی۔ڈی۔سی سے ہے۔'' مریسا نے نام ظاہر کرنے سے احتراز کیا اور خود اعتمادی کے ساتھ نرسز اسٹیشن کی جانب چل پڑی۔ نرس بھی اس کے ہمراہ تھی۔

''مریضوں کے چارٹ یہاں ہیں یا کمروں میں؟''

''ہمارے پاس ہیں۔'' ایک عمر رسیدہ نرس نے جواب دیا۔

''کیسا حال ہے، مریضوں کا؟''

''بہت بُرا۔ ہم چوبیس گھنٹے ڈیوٹیاں بدل کر بھرپور کوشش کررہے ہیں۔ ڈاکٹرز بھی انتھک کام کررہے ہیں مگر صورتِ حال بگڑتی ہی جارہی ہے۔ ہماری ہر کوشش ناکام ہے۔'' نرس کے تاثرات مایوسی کے آئینہ دار تھے۔

مریسا ان کی فرسٹریشن کو بخوبی سمجھ سکتی تھی۔

''تم میں سے کسی کو علم ہے؟ پہلا مریض کون تھا؟''

''ڈاکٹر ایلکسی۔'' معمر نرس نے ہی جواب دیا اور ایک چارٹ نکال کر مریسا کو دیا۔

مریسا نے بہ سرعت چارٹ کا جائزہ لیا۔ مطلب کی ایک ہی چیز اسے نظر آئی۔ پہلا مریض نہ صرف ڈاکٹر تھا بلکہ ماہرِامراضِ چشم تھا۔ پھر وہی ماہرِ چشم؟

مریسا وہاں کتنی دیر ٹھہرنے کی ہمت کرسکے گی؟ خود اسے اندازہ نہیں تھا۔ کسی بھی وقت سی۔ڈی۔سی کے کسی رکن سے مڈبھیڑ ہوسکتی تھی۔ اس نے آنکھوں پر حفاظتی گاگلز چڑھائے۔ چہرہ تقریباً چھپ گیا تھا۔ بعدازاں وہ نرس کی رہنمائی میں ڈاکٹر ایلکسی کے کمرے میں داخل ہوگئی۔

''کیا ڈاکٹر ایلکسی ہوش میں ہیں؟'' مریسا نے وہاں موجود اسپیشل ڈیوٹی نرس سے سوال کیا۔

''وہ ایک منٹ ہوش میں ہوتے ہیں۔ اگلے منٹ نیم بے ہوش۔'' نرس کی آواز میں بے بسی نمایاں تھی۔

مریسا نے مریض کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر ایلکسی کی تمام ظاہری علامات چیخ رہی تھیں کہ وہ موت کے منہ میں ہے۔

''ڈاکٹر ایلکسی۔'' مریسا نے قریب ہوکر پکارا۔

مریض نے سلوموشن میں سر کا زاویہ تبدیل کیا۔

''آپ میری آواز سُن رہے ہیں؟''

ایلکسی نے اثبات میں سر کو خفیف سی جنبش دی۔

''کیا آپ نے حال ہی میں افریقہ کا سفر کیا تھا؟''

مریض ڈاکٹر نے سر کی جنبش سے نفی میں جواب دیا۔

''آنکھوں کی سرجری سے متعلق چند مہینے پہلے ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کا انعقاد سان ڈیاگو کے ایک ہوٹل میں ہوا تھا۔ کیا آپ نے وہاں شرکت کی تھی؟''

''ہاں۔'' جواب ملا۔ تاہم آواز بہت کمزور و نحیف تھی۔ کیا نورس کا خیال ٹھیک تھا؟ مریسا نے پریشانی سے سوچا۔

''ڈاکٹر ایلکسی۔'' مریسا نے احتیاطاً تیسرا سوال کیا۔ ''کیا لاس اینجلس، سینٹ لوئیس یا فونیکس میں آپ کا کوئی دوست یا شناسا ہے؟ اگر کوئی ہے تو کیا آپ حال ہی میں اس سے ملے تھے؟''

جواب ندارد۔ ڈاکٹر ایلکسی پر غشی کا حملہ ہوا تھا۔ وہ واپس بے ہوشی کی حالت میں چلا گیا۔ مریسا اس کے زردی مائل چہرے کو تک رہی تھی۔ اس کی بائیں آنکھ کے نیچے زخم نما خراش تھی۔ وہ خراش مریسا نے اولین سوال سے قبل ہی نوٹ کرلی تھی۔

مریسا رک کر دوبارہ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کرسکتی تھی۔ ایک سوال ضروری تھا۔ وہ سوال مریسا نے نرس سے پوچھ لیا۔ نرس مریض کا بلڈ پریشر چیک کرنے والی تھی۔ وہ جواب دینے کے لیے رُکی۔

''مسز ایلکسی نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر پر لٹیروں نے حملہ کیا تھا۔'' نرس نے کہا۔ ''یہ زخم اسی حملے کی نشانی ہے۔''

مریسا جواب سُن کر بُری طرح چونک اٹھی۔

قبل اس کے مریسا کچھ اور کہتی، کمرے میں لگا اسپیکر بیدار ہوگیا۔ ''نرس میری، کیا سی۔ڈی۔سی کا کوئی ڈاکٹر وہاں موجود ہے؟'' اسپیکر سے آواز آئی۔

نرس میری نے اسپیکر کو پھر مریسا کو دیکھا اور قدرے بلند آواز میں جواب دیا۔ ''ہاں، ایک ڈاکٹر یہاں ہے۔''

انٹرکام کنکشن پر مریسا نے دوسری جانب کسی عورت کو بولتے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''شی از دیئر۔'' پھر کسی مرد کی آواز آئی۔ ''کچھ مت بولو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔''

رفتار نبض کے ساتھ مریسا کے بدن میں لہو کی گردش تیز ہوگئی۔ اس نے نورس کی آواز پہچان لی تھی۔ مریسا نے اطراف میں نظر دوڑائی۔ جیسے راہ فرار ڈھونڈ رہی ہو۔ وہ ایک بدنما سچویشن سے دوچار تھی۔ مریسا جانتی تھی کہ اس کے پاس منٹ سے بھی کم وقت ہے۔ اتنی دیر میں تو وہ باہر نکل کر حفاظتی اشیا بھی نہیں اتار سکتی تھی۔ نہ وہ نرس سے باہر نکلنے کا دوسرا راستہ دریافت کرسکتی تھی جو کہ بظاہر اسے دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا۔

باہر راہداری میں قدموں کی آہٹ اُبھری۔

''اوکھلی میں سر دیا ہے تو بھگتو۔'' اس نے خود سے کہا۔ ''کیا کرنا چاہیے؟''

ذہن نے فیصلہ صادر کیا۔ ''سامنا کرو۔''

اسی وقت نورس کمرے میں داخل ہوا۔ مریسا اعتماد کے ساتھ پلٹی۔ دونوں ایک بار پھر روبرو تھے۔

مریسا کو احساس تھا کہ اب تک متعدد اصول توڑ چکی ہے۔ نورس کی جانب سے کڑوا ردعمل متوقع تھا۔ نورس نے آتے ہی اس کا بازو پکڑ لیا۔ وہ خاصا برافروختہ دکھائی دے رہا تھا۔

''تم کیا سمجھتی ہو خود کو؟'' وہ چیخ پڑا۔ ''یہاں کیا کررہی ہو؟''

''کسی اور کا نہیں تو مریض کا احترام کرو۔'' وہ بازو چھڑا کر باہر نکل گئی۔ مریسا نے آنکھوں سے گاگلز ہٹا دیے۔ نورس اس کے پیچھے تھا۔ مریسا نے ہڈ، گاؤن اور گلوز بھی اتار دیے۔ اشیا کو نرسز اسٹیشن پر چھوڑ دیا۔ نورس بھی یہی کررہا تھا۔

مریسا، اسٹیشن سے ذرا آگے چلی گئی۔

''اتھارٹیز کو چیلنج کرکے تم اپنا کیریئر بنا رہی ہو؟'' وہ غصے سے بولا۔ ''تم نے کھیل سمجھا ہوا ہے؟''

''میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ دھیمی چال سے سیڑھیوں کی طرف چل دی۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟'' نورس کی آواز بلند ہوگئی۔ وہ آگے بڑھا۔ مریسا کو بازو سے پکڑ کر گھمایا۔ ''کیا چاہتی ہو تم؟''

دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔

دل کے دور افتادہ گوشے میں کوئی ٹیس اٹھی۔ مریسا چند لمحے خاموش رہی۔

''میرا مطلب تھا، بعد میں بات کریں گے۔ تم اس وقت بہت غصے میں ہو۔''

''کیا مطلب میں پاگل ہوگیا ہوں؟ غور سے سنو۔ صبح میں سب سے پہلے موریسن کو فون کروں گا۔ اس کو کہوں گا کہ چھٹی کے بجائے تمہیں جبری رخصت پر بھیج کر غیر حاضری لگا دی جائے۔ اگر وہ نہ مانا تو میرا مطالبہ ہوگا کہ فریقین کا مؤقف سننے کے لیے کمیٹی بٹھائی جائے۔'' نورس نے سنجیدہ دھمکی دے ڈالی۔

مریسا نے بمشکل خود کو قابو کرتے ہوئے کہا۔ ''میرے لیے یہ بہت اچھا ہوگا۔ اوپر تلے ہونے والی بربادی اور اموات کی حقیقت کیا ہے؟ کیوں تم اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتے؟ یہ سلسلہ کہاں جا کر ختم ہوگا؟ اس کے لیے کمیٹی کے سامنے ہیئرنگ ہونی چاہیے۔ اس کے بعد حقیقت سامنے آنے کا امکان روشن ہوجائے گا۔''

''نکل جاؤ یہاں سے یا میں تمہیں اٹھا کر پھینکوں۔'' نورس آپے سے باہر ہوگیا۔

''زحمت نہ کرو، میں جا رہی ہوں۔''

☆☆☆

مریسا، اسپتال سے نکل گئی تھی۔ اس کا بدن لرز رہا تھا۔ اس قسم کے تصادم سے اسے نفرت تھی۔ بالخصوص نورس کے ساتھ۔ وہ دو انتہاؤں کے درمیان ٹوٹ رہی تھی۔ ایک انتہا مریسا کا غصہ تھا۔ جسے وہ جائز سمجھتی تھی۔ دوسری انتہا احساسِ جرم کے ساتھ بے عزتی اور بے بسی کی کیفیت ۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ ایبولا کے پُراسرار حملوں کی حقیقت کے قریب ہے۔ تاہم اسے کوئی ٹھوس ثبوت ہاتھ نہیں آرہا تھا۔

نورس کے ساتھ حالیہ مڈبھیڑ نے اسے جذباتی طور پر منتشر کردیا تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ برمن اسپتال جا کر اصول شکنی کی مرتکب ہوئی ہے اور زمینی حقائق نورس کے اشتعال کی وضاحت کرتے ہیں۔ نورس کو جائز حق حاصل تھا کہ مریسا کو باہر کردے۔ مریسا صرف نورس کو بتانا چاہتی تھی کہ انڈیکس کیسز کیوں رہزنی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کے

بعد وہ ایبولا کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ وہ تبادلۂ خیال کرنا چاہتی تھی۔ اپنے شبہات اور تجزیے پیش کرنا چاہتی تھی۔ کیوں ملتے جلتے اسپتال میں ہی ایبولا سر اٹھاتا تھا؟ کیوں ہر انڈیکس کیس اسپتال کا ہی ڈاکٹر ہوتا تھا؟ کیوں کانگریس مین نے مریسا کا نام لے کر مداخلت کی؟ وہ PAC کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتی تھی لیکن اب اس کشیدہ مڈبھیڑ کے بعد.... مریسا ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

مریسا نے اٹلانٹا واپس جانے کا فیصلہ کرلیا۔

پہلے پے فون کے ذریعے اس نے رالف سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے فوراً جواب آیا۔ یوں لگا جیسے وہ مریسا کا ہی انتظار کررہا تھا۔ رالف نے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی استفسار کیا کہ وہ کہاں غائب ہے۔ رالف کو اطلاع کیوں نہیں دی۔

''واشنگٹن گئی تھی۔ اب پنسلوینیا میں ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''واپس اٹلانٹا آرہی ہوں۔''

''کیا تم پنسلوینیا، ایبولا کی وجہ سے گئی تھیں؟''

''ہاں۔'' وہ بولی۔ ''تم سے آخری بار بات کرنے سے اب تک بہت کچھ ہو چکا ہے۔ لمبی کہانی ہے۔ یہاں نورس کے ساتھ جھڑپ ہوگئی۔ میرا خیال ہے کہ میری جاب ختم ہونے والی ہے۔ شاید اب مجھے کوئی اور جاب تلاش کرنی پڑے۔''

''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' رالف نے تسلی دی۔ یونیورسٹی اسپتال میں اپنی جاب پکی سمجھو۔ فلائٹ نمبر بتاؤ۔ میں تمہیں ائرپورٹ سے لے لوں گا۔ میں تمہارے کارنامے سننے کے لیے بے چین ہوں۔''

''شکریہ لیکن میں نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔''

''جو کچھ بھی ہے۔ میں تمہاری طویل اسٹوری سننے کے لیے تیار ہوں۔''

''میں گھر آنے سے پہلے سی۔ڈی۔سی جاؤں گی۔ نورس کی واپسی سے قبل مجھے کچھ کرنا ہے۔'' مریسا نے کہا۔

''تمہارا ارادہ مجھے کچھ معقول نہیں لگتا۔ آخر تم کس چکر میں ہو؟''

''کچھ خاص نہیں۔ میں ایک بار پھر MCL میں جانا چاہتی ہوں۔''

''لیکن تمہارے پاس اجازت نامہ نہیں ہے۔'' رالف نے اعتراض کیا۔

''کچھ نہ کچھ کرلوں گی۔''

''میرا مشورہ ہے کہ تم سی۔ڈی۔سی سے دور رہو۔ تمہاری مشکلات کا آغاز ہی MCL میں جانے کی وجہ سے ہوا تھا۔''

''ہاں، کسی حد تک یہ بات ٹھیک ہے۔ تاہم میں بہت آگے بڑھ چکی ہوں۔ پُراسرار ایبولا افیئر نے مجھے پاگل کردیا ہے۔ یہ میرے اعصاب پر سوار ہے۔''

''او کے، جو تمہیں ٹھیک لگے۔ وہاں جانے سے پہلے مجھ سے ملتیں تو اچھا ہوتا۔''

''میں کوشش کروں گی۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ۔''

چند ساعت سکوت رہا۔ اس دوران مریسا نے ہمت کر کے سوال کر ہی ڈالا۔

''رالف؟''

''ہاں، کہو۔''

''کیا تم کانگریس مین مارکھم کو جانتے ہو؟''

دوسری جانب معاً چند سیکنڈ کے لیے خاموشی رہی۔

''میں جانتا ہوں۔''

''رالف، تم اس کے سیاسی معاملات میں مالی امداد کرتے رہے ہو؟''

''کتنا عجیب اور غیر متعلقہ سوال کررہی ہو؟''

''پلیز بتاؤ۔ تم نے کبھی ایسا کیا ہے؟''

''ہاں۔ میں یہ کام کرتا رہا ہوں۔ طبی معاملات میں اس کی گہری دلچسپی کے باعث میں مارکھم کو پسند کرتا ہوں۔''

''تھینک یُو، رالف۔ میں پہنچتی ہوں۔'' مریسا نے بے خیالی میں فون بند کردیا۔

☆☆☆

مریسا نے ائرپورٹ سے کہیں اور جانے کے بجائے، ٹیڈ کی رہائش گاہ کا رخ کیا۔

ٹیڈ نے حیرت آمیز مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

''تم یہاں؟''

''اس گھر کے مالک کو دیکھنا تھا۔ اندر بلاؤ گے یا یہیں کھڑی رہوں؟''

''سوری۔'' ٹیڈ نے خجالت سے مسکرا کر قدم پیچھے ہٹایا۔ ''میں نے کتنی بار تمہیں فون کیا۔ تم کہاں چلی گئی تھیں؟''

''باہر۔'' مریسا نے مبہم جواب دیا۔

''میں نے سنا تھا کہ تمہارا ٹرانسفر کردیا گیا ہے...پھر افواہ اڑی کہ تم چھٹی پر ہو۔ آخر معاملہ کیا ہے؟''

''کاش مجھے پتا ہوتا کہ معاملہ کیا ہے۔'' مریسا

صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔ ٹیڈ کی پالتو بلی اچھل کر مریسا کی گود میں آ گئی۔

''پنسلوینیا میں ایبولا نے حملہ کیا ہے؟'' مریسا نے رسان سے پوچھا۔

''ہاں، ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔''

''تمہارے پاس کوئی آئیڈیا ہے کہ میرا ٹرانسفر کیوں کیا گیا؟''

''شاید نورس نے درخواست کی ہو۔'' ٹیڈ نے خیال ظاہر کیا۔

''غلط، کانگریس مین مارکھم نے ڈاکٹر موریسن کو براہِ راست فون کیا تھا جو کمیٹی سی۔ڈی۔سی کے بجٹ کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ مارکھم اس کا اہم رکن ہے۔ لہٰذا موریسن نے اس کی ہدایت یا حکم پر عمل کرنا ہی تھا.... لیکن کتنی عجیب اور غیر معمولی بات ہے۔ میں محض ایک EIS آفیسر ہوں۔''

ٹیڈ متعجب دکھائی دیا۔ وہ کچھ نروس بھی ہو گیا تھا۔

''یہ سب میرے لیے پریشان کن ہے۔ تم میری اچھی دوست ہو۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں تمہارے اردگرد بڑھتی جا رہی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی نقصان ہو۔ نہ میں ملوث ہونا چاہتا ہوں۔'' ٹیڈ نے احتیاط سے الفاظ کا انتخاب کیا۔

''میں تمہیں ملوث نہیں کرنا چاہتی۔ بس تھوڑا سا تعاون درکار ہے اسی لیے میں غلط وقت پر یہاں آئی ہوں۔''

ٹیڈ مزید نروس ہو گیا۔ ''پلیز مجھے مزید کوئی اصول، کوئی ضابطہ توڑنے کے لیے نہ کہنا۔''

''MCL میں صرف چند منٹ گزاروں گی۔''

''نہیں، اب یہ بہت رسکی معاملہ بن گیا ہے۔''

''نورس اٹلانٹا میں نہیں ہے۔ اس وقت کوئی اور بھی موجود نہیں ہوگا۔'' مریسا نے ٹیڈ کو آمادہ کرنے کی کوشش جاری رکھی۔

ٹیڈ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ مریسا کو ادراک ہوا کہ اس بار ٹیڈ ساتھ نہیں دے گا۔ مریسا نے اصرار ترک کر دیا۔

''اوکے ٹیڈ۔ میں تمہاری پوزیشن سمجھ سکتی ہوں۔''

''واقعی؟'' ٹیڈ نے حیرت کا اظہار کیا۔ اتنی جلدی وہ اپنا ارادہ ترک کر دے گی۔ بہرحال ٹیڈ نے سکون کا سانس لیا۔

''ہاں، واقعی۔'' وہ خوش دلی سے مسکرائی۔ ''چھوڑو اس موضوع کو۔ اگر کچھ پلا دو تو کوئی اصول شکنی نہیں ہوگی۔''

''کیوں نہیں۔'' ٹیڈ کھڑا ہو گیا۔ ''کیا پسند کرو گی؟ بیئر، وہائٹ وائن یا کچھ اور؟''

''بیئر ٹھیک ہے۔''

ٹیڈ کچن میں غائب ہو گیا۔ ریفریجریٹر کھلنے کی آواز آئی۔ مریسا فوراً اٹھی اور پنجوں کے بل چلتی ہوئی دروازے کے قریب شیلف تک پہنچی۔ وہاں دو عدد پاس رکھے تھے۔ مریسا نے پھرتی سے ایک اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں منتقل کیا۔ ٹیڈ کی واپسی سے قبل وہ صوفے پر براجمان ہو چکی تھی۔

ٹیڈ بیئر کے ساتھ آلو کے چپس بھی لایا تھا۔

مریسا نے ٹیڈ کی تسکین کے لیے اس کی تازہ ریسرچ کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی۔ تاہم خود اس کے خیالات کہیں اور بھٹک رہے تھے۔

مریسا نے وقفے وقفے سے جمائیاں لینی شروع کر دیں۔

''تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔'' ٹیڈ نے کہا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے جا کر سونا چاہیے۔ تمہاری باتیں دلچسپ اور متاثر کن ہیں، کل سنوں گی۔'' وہ کھڑی ہو گئی۔ ہاتھ ملا کر مریسا نے دروازے کا رخ کیا۔ دل میں اسے افسوس تھا کہ وہ ٹیڈ کو دھوکا دے رہی ہے۔ دوسری جانب ٹیڈ کو ملال تھا کہ وہ مریسا کی فرمائش پوری نہ کر سکا۔ وہ گلاس ہاتھ میں لیے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ دروازہ بند کرنے سے پہلے مریسا نے پلٹ کر ہاتھ ہلایا پھر دروازہ بند ہو گیا۔

ٹیڈ وہیں کھڑا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مریسا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بیئر ختم کرنے کے لیے اس نے گلاس اوپر کیا، نگاہ دروازے سے پھسل کر شیلف پر پڑی۔ نظر شیلف پر تھی۔ خیال کہیں اور۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ شیلف پر ایک کارڈ موجود نہیں ہے۔

ٹیڈ نے گلاس ٹیبل پر رکھا۔ پہلے جیبوں کی تلاشی لی پھر آگے بڑھ کر شیلف کو کھنگالا۔ ایکسٹرا پاس غائب تھا۔ ٹیڈ نے کمرے کی تلاشی لینا شروع کی پھر اچانک ٹھٹک گیا۔ ''اوہ نو۔'' وہ بڑبڑایا۔ اسے خیال آیا کہ مریسا کیوں اتنی آسانی سے MCL کے دورے سے دستبردار ہو گئی تھی۔

وہ دروازے کی طرف لپکا۔ بیرونی دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ دیر ہو گئی تھی۔ سڑک دور دور تک سنسان تھی۔ وہ واپس اندر بھاگا۔ گھڑی دیکھی اور فون اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔

مریسا کے بڑھتے قدموں کو روکنے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے یا نہیں... حیرت انگیز واقعات پر مشتمل ناول کا دوسرا حصہ آئندہ ماہ پڑھیے

ایبولا

امجد رئیس

بیماریاں اور صحت بخش زندگی غرض ہر شے قبضۂ قدرت میں ہے... بیماری ہے تو اس کا توڑ بھی کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتا ہے... اہمیت اس کی تلاش و کھوج کی جستجو کی ہے... ڈینگی، کرونا وائرس... کانگو وائرس اور نیگلیریا جیسے نت نئے خوفناک وائرس... جن کے نام بھی کبھی نہیں سُنے تھے... جواب سننے میں آرہے ہیں... جاسوسی کے اولین صفحات پر روبن کُک کے بیسٹ سیلرز ناولز میں سے بہترین کا انتخاب... نت نئے موڑ اختیار کرتی کہانی میں اچانک ہی خون ریزی شروع ہوجاتی ہے... انسان جیسے خوفناک وائرس کے ہاتھوں معصوم عوام اور باصلاحیت ڈاکٹر مسلسل موت کے شکنجے میں جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایکشن... سنسنی اور تحیّر کے اس طلسماتی ماحول سے تعلق رکھنے والی ایک پری وش ڈاکٹر کے درست اندازوں اور تحقیق و جستجو کا پُرتجسس احوال... اس کی سرغراسی... مشاہدات اور تجربات نے بالآخر اسے ان راہوں پر ڈال دیا... جہاں تلخ حقائق کے ساتھ قدم قدم پر موت کے ہرکارے اس کی تاک میں تھے...

مریسا سی ڈی سی جاتے ہوئے سوچ رہی تھی، کہیں نورس نے گارڈز کو اس کے... ڈپارٹمنٹ کے بارے میں مطلع نہ کر دیا ہو۔

تاہم ایسا نہیں تھا۔ وہ کارڈ کی جھلک دکھا کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ بطور حفظِ ماتقدم اس نے پہلے اپنے آفس کا رخ کیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے روشنی کی اور چند منٹ تک اپنی ڈیسک کے عقب میں کرسی پر بیٹھی رہی۔ ڈیسک پر تین لفافے پڑے تھے۔ دو دواساز کمپنیوں کی جانب سے تھے۔ تیسرے نے مریسا کی توجہ جذب کر لی۔ جس پر ''لیب انجینئرنگ اِن ساؤتھ بینڈ'' کی مہر لگی تھی۔

مریسا نے لفافہ چاک کر کے پرچہ برآمد کیا۔ یہ ایک سیلز لیٹر تھا۔ جس میں مریسا کی دلچسپی کے لیے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ نیز مریسا کی انکوائری کے جوابات بھی دیے گئے تھے۔

اس میں بتایا گیا تھا کہ اس قسم کے ہڈز، کسٹمر کی فرمائشی ضرورت اور ہدایات کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ یعنی یہ ''کسٹم بلٹ'' ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی ضرورت اور مرضی کے مطابق بنوانے کے لیے ضروری ہے کہ کسٹمر کی اپنی آرکیٹکچرل فرم ہو۔ ایسی فرم کے لیے لازم ہے کہ وہ ہیلتھ کیئر

کے شعبے میں خصوصی تعمیراتی تجربہ رکھتی ہو۔ آخر میں مریسا کے اہم ترین سوال کا جواب دیا گیا تھا۔ جواب کچھ یوں تھا: ''لیب انجینئر نگ'' کو آخری آرڈر گزشتہ برس پروفیشنل لیب سے ملا تھا۔ یعنی PL ان گریسن جارجیا۔

مریسا نے دیوار پر لگے US کے نقشے پر نظر ڈالی۔ پھر ایک دراز سے جارجیا کا روڈ میپ نکالا۔ گریسن ایک چھوٹا ٹاؤن تھا۔ اٹلانٹا سے مشرق کی سمت جائیں تو چند گھنٹے میں وہاں پہنچا جاسکتا تھا۔ نقشہ اس نے واپس رکھ دیا۔ لیب انجینئر نگ کا خط جیب میں ڈالا اور کھڑی ہوگئی۔

آفس سے نکلتے وقت وہ سوچ رہی تھی کہ گریسن جیسی مضافاتی اور غیر معروف جگہ پر کون ہے؟ جوٹائپ تھری بیا ہڈ جیسی ہائی پروفیشنل اشیا استعمال کر رہا ہے؟ بیا فلٹریشن سسٹم اس نے ٹیڈ کے ہمراہ MCL میں... دیکھا تھا۔ باتوں کے دوران میں بیاسسٹم کے بارے میں معلومات لی تھیں اور خاموشی سے ایک خط ''لیب انجینئر نگ'' کو روانہ کر دیا تھا۔

وہ جانے پہچانے راستوں سے ہوتی ہوئی MCL کی جانب رواں دواں تھی۔ اسے خاص امید نہیں تھی... کہ ''لیب انجینئر نگ'' سے کوئی مثبت جواب آئے گا۔

وزنی فولادی دروازے میں مخصوص جگہ پر مریسا نے ٹیڈ کا کارڈ استعمال کیا۔ کوڈ نمبر اسے ازبر تھا۔ 39-23-43 پنچ کرتے ہی لاک کھلنے کی مدھم سی کلک سنائی دی۔

مضطرب دل کے ساتھ اس نے اندر قدم رکھا۔ رفتارِ قلب میں ازخود اضافہ ہوگیا تھا۔ ماحول میں جراثیم کش ادویات کی شناسا بوبسی ہوئی تھی۔ ٹیڈ کی نقل کرتے ہوئے اس نے سرکٹ بریکرز کو چھیڑا۔

مریسا ٹیڈ کی نقل کرتے ہوئے MCL میں آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ دو مرتبہ پہلے ٹیڈ کے ساتھ یہاں آچکی تھی اس لیے اسے MCL کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ البتہ وہ تنہا تھی۔ یہ جگہ اس کے نزدیک ''ایوانِ دہشت'' تھی۔ وہ قدرے خوف محسوس کر رہی تھی۔ ہراس کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ قطعی غیر قانونی طور پر وہاں داخل ہوئی تھی۔ وہ ہمت مجتمع کر کے MCL کے مخصوص مراحل سے گزر رہی تھی۔

تمام حفاظتی انتظامات مکمل کر کے اس نے آخری دروازہ کھولا اور مرکزی لیب میں داخل ہوگئی۔ MCL کے مخصوص لباس میں اور ہوز پائپ کے ساتھ وہ کوئی خلائی مخلوق لگ رہی تھی۔

مریسا نے تمام روشنیاں آن نہیں کی تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ گئی۔ گزشتہ دورے میں اس نے کوڈز، نمبرز اور ترتیب ذہن نشین کر لیے تھے۔

یہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ تھی۔ ہر ٹرے میں ایک ہزار نمونے تھے۔ افریقہ والی ٹرے علیحدہ تھیں۔ ہر ٹرے میں پچاس وائل تھیں۔

مریسا نے نہایت احتیاط سے ٹرے نمبر 97 اٹھا کر ایک طرف کاؤنٹر پر رکھ دی۔ گھبراہٹ اور خوف کے باعث وہ کسی قدر گڑبڑا گئی۔ تاہم اس نے اپنے مطلب کی وائل (ٹیوب) کی تلاش جاری رکھی۔

بالآخر ایک وائل اس کے ہاتھ آگئی۔ جس کا نمبر E39 تھا۔ وائل خالی تھی۔

اس نے فیس ماسک کے عقب سے بغور خالی وائل کو دیکھا۔ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جہاں مریسا کا خدشہ درست نکلا وہیں اس کا جسم دہشت سے لرز اٹھا۔ وہ ایک ایسا راز دریافت کر چکی تھی جس کے بعد اس کی زندگی واضح طور پر خطرے میں پڑ گئی تھی... شدید خطرے میں۔

یہ حد درجہ ہولناک انکشاف تھا کہ ایبولا کی خفیہ پناہ گاہ سی ڈی سی میں تھی۔ کوئی خوفناک سازش تھی۔ کوئی شک نہیں رہا تھا کہ ایبولا جیسے خون آشام، ناقابلِ علاج وائرس کو انسانی ہاتھ استعمال کر رہے تھے۔

مریسا سکتے کے عالم میں ایبولا کی خالی وائل کو گھور رہی تھی۔ سازشی عناصر کون تھے؟ اور اگر ان کو مریسا کی کارگزاری کا علم ہو جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ وہ جو بھی تھے، پہلے ہی سیکڑوں انسانوں کو ایبولا کے ذریعے ہلاک کر چکے تھے تو مریسا کی کیا اوقات تھی۔

دفعتاً مریسا کی آنکھ کے کونے کو کسی حرکت کا احساس ہوا۔ اس کا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔ توجہ وائل پر سے ہٹ گئی۔ اندر آنے کے لیے فولادی دروازے کا پہیا گھوم رہا تھا۔ مریسا جیسے مفلوج ہو کر رہ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کہ کوئی اندر داخل ہونے والا ہے۔

لمحہ بھر کے لیے اسے مایوسی نے گھیرا پھر وہ متحرک ہو گئی۔ وائل واپس رکھ کر ٹرے اس نے جگہ پر رکھ دی۔

پہلا خیال اسے بھاگنے کا آیا لیکن وہاں بھاگنے کی جگہ کہاں تھی۔ پھر اسے چھپنے کا خیال آیا لیکن کہاں؟ اسے جانوروں کے سیکشن کا خیال آیا جہاں نیم تاریکی تھی۔ اتنے میں ائر ٹائٹ فولادی دروازہ کھل گیا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ دونوں نے مخصوص پلاسٹک سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ایک لمبا تڑنگا تھا، دوسرا پستہ قد۔ پستہ قد لیب سے شناسا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی کو ائر ہوز پلگ رن

کرنے کا طریقہ بتایا۔

مریسا کا دل پسلیوں کے پنجرے کو ہتھوڑے کے مانند کوٹ رہا تھا۔ نہایت معمولی امکان تھا کہ وہ دونوں سی ڈی سی کے ڈاکٹرز ہوں اور کسی کام سے وہاں اچانک آن پہنچے ہوں... یہ معمولی خوش فہمی بھی فوراً دور ہوگئی۔ دونوں سیدھے مریسا کی جانب آرہے تھے۔ اس وقت مریسا نے نوٹ کیا کہ پستہ قد کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ دراز قامت کا ایک ہاتھ مصنوعی انداز میں کہنی سے مڑا ہوا تھا۔

آہ... مریسا کو گھر پر ہونے والا حملہ یاد آگیا۔ بے ساختہ اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ قاتلوں کے نرغے میں تھی۔

بدقت تمام اس نے خود کو سنبھالا اور اپنا ائر ہوز پائپ، پلاسٹک سوٹ سے الگ کر دیا اور بھاگتی ہوئی جانوروں کے سیکشن میں گھس گئی۔ لمبا آدمی قریب آچکا تھا۔ وہ اپنے شکار پر جھپٹا جس وقت وہ مریسا کو پکڑنے والا تھا، ائر پائپ کی لمبائی ختم ہوگئی۔ وہ جھٹکا کھا کر رکا۔ مریسا پھرتی سے جانوروں کے پنجروں کے درمیان روپوش ہوگئی۔ مختلف جانوروں نے غل بپا کر دیا۔

مریسا لیب کی محدود جگہ میں پھنس گئی تھی۔ توجہ بٹانے کے لیے اس نے بندروں کے پنجرے کھولنے شروع کر دیے۔

ائر پائپ کی موجودگی میں اب اس کی سانس بھاری ہونے لگی تھی۔ بندر خوخیاتے ہوئے باہر نکل پڑے۔

مریسا نے رخ بدل کر اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ اس کی نگاہ نیم تاریکی سے آشنا ہوگئی۔ شاید قسمت تھی کہ اسے ایک ائر پائپ نظر آگیا۔ اس نے پائپ پلگ ان کر کے گہرے گہرے سانس لیے۔

یہ امر واضح تھا کہ دراز قامت لیب میں پہلی بار آیا تھا لیکن مریسا کے لیے اس میں کوئی واضح سبقت پنہاں نہیں تھی۔

وہ پنجروں کے درمیان اپنی دانست میں مناسب جگہ پر چھپ گئی۔ اسے بندروں کی جانب سے بھی دھڑکا لگا ہوا تھا۔

ایک انسانی سایہ مریسا کی پوشیدہ جگہ کی طرف آرہا تھا۔ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ سایہ اسے دیکھ چکا ہے یا نہیں۔ مریسا ہمت کر کے دبکی رہی مگر اس کا اندازہ غلط نکلا، سایہ قریب آگیا تھا اور واضح انسانی شبیہ میں ڈھل گیا۔ نکل بھاگنے کی مہلت نہیں تھی۔ مریسا کی گردن کا رُواں رُواں کھڑا ہوگیا۔ سانس خود بخود رک گئی۔ پھر بھی اس نے ائر پائپ الگ کیا اور پنجروں کے درمیان دور جانے کے لیے حرکت کی۔

اسی وقت اس آدمی نے مریسا کا بایاں بازو جکڑ لیا۔ مریسا کی مزاحمت طاقتور گرفت کے مقابلے میں قطعی غیر اہم تھی۔ مریسا نے اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی لیکن واضح طور پر پہچاننے میں ناکام رہی۔

''اب وہ کیا کرے؟ کیا آخری وقت آگیا ہے؟ دفعتاً اس کی نگاہ قاتل کے شانے کے عقب میں سرخ رنگ کے لیور پر پڑی جس پر ایمرجنسی لکھا ہوا تھا۔

لیور استعمال کرنے کے کیا نتائج نکلیں گے، یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ مایوسی کے عالم میں مریسا نے آزاد ہاتھ سے سرخ لیور کھینچ ڈالا۔ بیک وقت دو چیزیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ایک زوردار الارم کی آواز، دوسرے اس علاقے میں فینولک ڈس انفیکٹ کے شاور کی برسات شروع ہوگئی۔ دھند کے بادل چھانے لگے اور نگاہ کی رسائی تقریباً زیرو ہوگئی۔

قاتل نے اچانک افتاد سے بدحواس ہو کر مریسا کا بازو چھوڑ دیا۔ مریسا نے پنجروں کے نیچے گھس کر کرالنگ شروع کر دی۔ وہ اندازے سے مرکزی لیب کی طرف جارہی تھی۔ کچھ دور جا کر وہ باہر نکل کر قدموں پر کھڑی ہوگئی۔ ڈس انفکیٹ شاور کی برسات رکتی نظر نہیں آرہی تھی۔ غالباً ضروری تھا کہ کوئی اس لیور کو واپس جگہ پر کر دے۔

مریسا کی سانس پھر بوجھل ہونا شروع ہوگئی۔ اسے تازہ ہوا کی ضرورت تھی۔ وہ ہانپتی ہوئی مرکزی لیب تک پہنچ گئی۔ اسے امید تھی کہ دوسرا آدمی، پہلے کی مدد کے لیے جانوروں کے سیکشن میں ہونا چاہیے۔

مریسا نے پہلے ائر پائپ منسلک کر کے سانس بحال کی۔ جانوروں کے سیکشن سے اسے پریشان کن آوازیں سنائی دیں۔ اگرچہ یہ مدھم تھیں۔ تاہم اس نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ ہوا کی کمی کا شکار ہوگئے ہیں، قبل اس کے کہ انہیں مخصوص ائر پائپ ملتا، مریسا نے تمام روشنیاں گل کر دیں۔ دوسرے سیکشن سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ غالباً کوئی پنجرے سے ٹکرا گیا تھا۔

وہ کسی نہ کسی طرح ڈس انفیکٹنگ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی۔ اتفاق سے فینولک شاور، جانوروں کے سیکشن میں پہلے ہی مل چکا تھا۔ لہٰذا اس نے شاور لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگلے کمرے میں حتی الامکان تیزی سے اس نے پلاسٹک ڈریس کے علاوہ تمام حفاظتی اشیا الگ کیں اور اپنا عام لباس زیب تن کر لیا۔ اس کے دماغ میں ابھی تک چنگاریاں سے بھری ہوئی تھیں۔ دھڑکنیں بے اعتدالی کا شکار تھیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ موت کے منہ سے واپس نکل آئی ہے۔ مریسا نے مہیب فلٹر سسٹم بھی آف کر دیے۔ وہ جہاں سے گزرتی روشنیاں آف کر دیتی۔

ڈاکٹر ہوتے ہوئے اسے ان بے رحم قاتلوں سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ اس نے وانٹیلیشن سسٹم بھی بند کر دیا۔ وہ MCL سے نکل چکی تھی۔ بدن اب بھی لرز رہا تھا۔

سیکیورٹی گارڈ ڈیسک پر تھا۔ مریسا نے خود پر قابو پایا۔ وہ کسی کو اطلاع دے رہا تھا کہ بائیولوجیکل الارم کسی طرح آن ہوگیا ہے۔ مریسا سائن کر کے آگے بڑھ گئی۔

"ہے... یو۔" گارڈ کی آواز آئی۔ پہلا خیال مریسا کو آیا کہ بھاگ لے۔ باہر نکلنے کے لیے اسے زیادہ فاصلہ طے نہیں کرنا تھا۔

"تم نے وقت نہیں لکھا۔" گارڈ کی آواز آئی۔ مریسا دوڑ لگاتے لگاتے تھم گئی۔

"اوہ سوری۔" وہ پلٹی اور رجسٹر پر وقت تحریر کر دیا۔

باہر نکلتے ہی وہ کار کی جانب دوڑی۔

اسے بہت سارے سوالات کے جواب مل گئے تھے۔ چند سوال تشنہ تھے کہ MCL سے ایبولا چرانے والوں کا تعلق سی ڈی سی سے تھا یا وہ کوئی اور تھے؟ سی ڈی سی کے مخصوص اسٹاف کے علاوہ کوئی اور MCL میں نہیں جا سکتا تھا۔ معاً اسے حماقت کا احساس ہوا۔ بدحواسی میں وہ رجسٹر پر MCL میں داخل ہونے والے دونوں قاتلوں کے دستخط اور نام دیکھنا بھول گئی تھی۔ "کوئی" نہیں چاہتا تھا کہ یہ راز فاش ہو اسی لیے وہ ایک بار پھر بال بال بچ گئی تھی۔ وہ کون تھا؟ یا تھے؟

ان دونوں کا کیا ہوگا، وہ کیا بیان دیں گے؟ تاہم بیان مریسا کے خلاف ہی جائے گا کہ وہ ویسے بھی غیر قانونی طور پر MCL میں داخل ہوئی تھی۔ مریسا کو یقین تھا کہ جلد ہی پولیس اسے تلاش کرنا شروع کر دے گی۔ اس نے رالف کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

مریسا کا سوٹ کیس ابھی تک کار میں ہی تھا۔ اس نے فی الفور قریبی موٹیل کا رخ کیا۔ کمرا حاصل کرتے ہی مریسا نے سب سے پہلے رالف کو فون ملایا۔ وہ غالباً سو رہا تھا۔ پانچویں گھنٹی پر اس کا جواب موصول ہوا۔ آواز بھی خمار آلود تھی۔

"رالف، میں ہوں... مریسا۔"

"ہاں، پہچان لیا۔ کہاں ہو؟ ابھی تک مجھ سے نہیں ملیں؟"

"میں مشکل میں ہوں، بہت مشکل میں۔ اس وقت تمام باتیں نہیں بتا سکتی۔" مریسا نے کہا۔ "مجھے ایک اچھے وکیل کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ تم کسی کو جانتے ہو؟"

"او میرے خدا۔" رالف کی آواز سے نیند کا خمار غائب ہوگیا۔ "بہتر ہے اب سب کچھ بتاؤ، میں [illegible]"

"نہیں، میں نہیں اس مصیبت میں [illegible] چاہتی۔" وہ بولی۔ "معاملات بہت بگڑ گئے [illegible] اتھارٹیز سے بھی رابطہ [illegible] کر سکتی [illegible] مفرور کی سی ہے۔" وہ [illegible] انداز میں [illegible]

"تم یہاں [illegible] پاس [illegible] آ جاؤ۔ یہاں تم خود کو محفوظ پاؤ گی۔"

"شکریہ۔ فی الوقت [illegible]"

"میں ہر قسم کی مدد کے لیے تیار ہوں، تم ہو کہاں پر؟" رالف نے یقین دہانی کراتے ہوئے سوال کیا۔

"میں رابطے میں رہوں گی پھر شکریہ۔ تم ایک اچھے دوست ہو۔ وقت کم ہے، میں رابطہ کروں گی۔" مریسا نے کچھ بتائے بغیر فون بند کر دیا۔

بڑی ہمت کر کے اس نے ٹیڈ کا نمبر ملایا۔ کارڈ کی بابت وہ ٹیڈ سے معذرت کرنا چاہتی تھی۔ کئی بار گھنٹی بجی، مریسا کے اعصاب جواب دے گئے۔ اس نے لائن کاٹ دی۔ "سونے دو اسے۔" اس نے دل ہی دل میں کہا اور بستر پر بیٹھ کر اپنے کشیدہ اعصاب کو تھپکیاں دینے لگی۔

بات کہیں سے کہیں جا نکلی تھی۔ دوسری مرتبہ وہ بال بال بچی تھی۔ مریسا نے گہری سانس لی اور جیب سے گریسن کی "لیب انجینئرنگ" کا خط نکالا۔

☆☆☆

بُری طرح نڈھال ہونے کے باوجود وہ سکون کی نیند سے محروم رہی۔ ڈراؤنے خواب اسے ہراساں کرتے رہے۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ اس نے آنکھ کھول دی۔ واش روم سے نکل کر اس نے اٹلانٹا جنرل اینڈ کانٹی ٹیوشن کی کاپی منگوائی۔

اس میں سی ڈی سی کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مریسا نے ٹی وی پر صبح کی نشریات دیکھنی شروع کیں۔

خبروں کے دوران سی ڈی سی میں ایک ٹیکنیشن کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی۔ جسے ایموری یونیورسٹی اسپتال میں ابتدائی طبی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا تھا۔

اس کے فوراً بعد مریسا نے اسکرین پر نورس کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آواز پتھرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق مذکورہ حادثہ ایمرجنسی سیفٹی سسٹم میں خرابی کے باعث رونما ہوا تھا اور اب صورتِ حال پوری طرح قابو میں ہے۔ آخر میں نورس نے ڈاکٹر مریسا بلوم کا نام لے کر بتایا کہ حادثے سے ڈاکٹر مریسا کا تعلق ہے اور سی ڈی سی کو

ڈاکٹر مریسا کی تلاش ہے۔

کہیں بھی MCL کا ذکر نہیں تھا۔

نورس کا چہرہ غائب ہوگیا۔ میزبان کی شکل دوبارہ دکھائی دی۔ وہ عوام سے اپیل کررہی تھی کہ کسی کے پاس ڈاکٹر مریسا کی کوئی اطلاع ہو تو وہ اٹلانٹا پولیس سے رابطہ کرے۔ دس سیکنڈ بعد اسکرین پر مریسا کی تصویر کی نمائش کردی گئی۔

عالم پریشانی میں اس نے ٹی وی بند کردیا۔ وہ حقیقتاً مفرور کی حیثیت اختیار کرچکی تھی۔ کم از کم اٹلانٹا میں وہ ایک ''وانٹڈ پرسن'' تھی۔

مریسا نے تیزی سے اپنی اشیا اکٹھی کرنی شروع کردیں۔ سستی دکھانے اور سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ رات کے ڈیوٹی کلرک کے پاس مریسا کا پورا نام لکھا ہوا تھا اچھا ہی ہوا کہ وہ گھوڑے بیچ کر سونے میں ناکام رہی تھی۔ فوری طور پر سی ڈی سی سے موٹیل پہنچنے کا فیصلہ بھی درست ہی رہا۔ اسے اب تیز قدمی کے ساتھ درست فیصلے کرنے تھے، قبل اس کے کہ دن چڑھتا اور بات پھیل جاتی۔

علی الصبح اس نے کمرا چھوڑ دیا۔ ڈیوٹی کلرک ابھی رات والا ہی تھا۔ مریسا کی کشتیاں جل چکی تھیں۔

''ہیوائے نائس ڈے۔'' کلرک نے اتنا ہی کہا۔

مریسا نے راستے میں ہاورڈ جانسن پر ڈونٹس کے ساتھ کافی چڑھائی۔ تھوڑا انتظار کرکے وہ بینک پہنچ گئی۔ ڈرائیو اِن ونڈو پر اس نے چہرہ ایک سائڈ پر رکھا اور بیگ ٹٹولنے کے بہانے رخ نیچے کی جانب رکھا۔ کیشیئر نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ حسبِ عادت مشینی انداز میں کام کررہا تھا۔ مریسا نے اپنی بچت کا بیشتر حصہ نکال لیا۔ یہ چار ہزار چھ سو پچاس ڈالرز تھے۔

شاہراہ انٹراسٹیٹ 78 پکڑ کر اس نے ریڈیو آن کردیا۔ کار مناسب رفتار سے گریسن، جارجیا کی سمت دوڑ رہی تھی۔ یہ ایک لمبی ڈرائیو تھی۔

وہ گریسن ٹاؤن میں داخل ہوئی تو شہری علاقے سے کٹ چکی تھی۔ وہاں مرکزی سڑک کے علاوہ ذیلی سڑکیں تقریباً خالی تھیں۔ اس نے ایک فوڈ اسٹور اور ہارڈ ویئر اسٹور دیکھا۔ ایک بینک برانچ، ایک پرانا مووی تھیٹر، لگتا تھا کہ عرصے سے بند پڑا ہے۔ مریسا نے گاڑی کی رفتار کم کردی۔ اس کی متلاشی آنکھیں یہاں وہاں چکرا رہی تھیں۔ پروفیشنل لیب (PL) کہاں ہوسکتی ہے؟ پولیس کے پاس وہ جانہیں سکتی تھی۔

یوٹرن سے اس نے گاڑی گھمائی اور ایک سال خوردہ سائن بورڈ کے پاس رک گئی۔ بورڈ پر یو ایس پوسٹ آفس لکھا تھا۔ مریسا گاڑی سے اتر گئی۔

''پروفیشنل لیب؟ ہاں، وہ برج روڈ سے آگے ہے۔'' مریسا کی انکوائری پر جواب ملا۔ ''واپس جاؤ، فائر ہاؤس سے دائیں مڑ کر پارسن کریک سے بائیں مڑ جانا۔ آگے ''پروفیشنل لیب'' ہے۔ وہاں کچھ نہیں ہے۔ لیب کے علاوہ گائے بھیڑیں مل سکتی ہیں۔'' جواب دینے والے نے اضافی فقرہ چست کیا۔

''مطلب ویران جگہ ہے۔'' مریسا مسکرائی۔ ''کیا ہورہا ہے وہاں پر؟''

''میری بلا سے۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں، بل وغیرہ وقت پر دے دیتے ہیں۔ اتنا کافی ہے میرے لیے۔''

''اوکے، شکریہ۔''

مریسا واپس گاڑی میں آگئی اور بتائے ہوئے راستے پر چل پڑی۔ پارسن کریک کے بعد سڑک کے اطراف سے فٹ پاتھ بھی غائب تھی۔ سڑک پائن کے جنگل میں داخل ہورہی تھی۔ مریسا کار آگے بڑھاتی رہی۔ اچانک درختوں سے نکل کر سڑک پر پھیل کر پارکنگ ایریا میں تبدیل ہوگئی۔ مریسا نے وہاں ایک وین دیکھی جس پر پروفیشنل لیب اِنک لکھا ہوا تھا۔ دوسری گاڑی کریم کلر کی ایک مرسڈیز تھی۔ مریسا نے اپنی ہنڈا، وین کے برابر لگا دی۔ وہ ایک شاندار عمارت کے سامنے کھڑی تھی۔

عمارت کی چھتوں پر بکثرت آئینے لگے ہوئے تھے جن میں پائن کے درختوں کا عکس نظر آرہا تھا۔ اطراف میں پائن کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

مریسا داخلی دروازے کی جانب گئی۔ اسے دروازے کی گھنٹی کہیں نظر نہ آئی۔ مریسا نے دروازہ کھینچ کر دیکھا پھر اسے دھکا دیا۔ دونوں کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ اس نے پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر گھنٹی تلاش کی۔ ''یہ کیا ماجرا ہے؟'' وہ بڑبڑائی۔

اس نے کئی بار دستک دی۔ تاہم آواز اتنی بلند نہیں تھی کہ وسیع عمارت میں کسی کو متوجہ کرنے کا سبب بنتی۔ مریسا نے ادھر سے توجہ ہٹا کر دائیں بائیں دیکھا۔ پھر ایک کھڑکی کی طرف چل دی۔ بند کھڑکی پر دونوں ہتھیلیوں سے پیالہ بنا کر اندر جھانکنے کی ناکام کوشش کی۔ وہاں سے ہٹ کر اس نے مزید آگے جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن معاً ایک آواز نے اس کے قدم پکڑ لیے۔

''یہ پرائیویٹ پراپرٹی ہے۔'' آواز کرخت اور جارحانہ تھی۔ وہ ایک گٹھے ہوئے بدن کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ لباس نیلے رنگ کا تھا۔ ''تمہیں پتا ہے کہ تم قانون شکنی کی مرتکب ہو رہی ہو۔'' نیلے لباس والے نے کہا۔

مریسا نے مجرمانہ انداز میں ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیے۔ اس کا ذہن تیزی سے کوئی مناسب جواب تلاش کرنے کی کوشش میں تھا۔ یہ صحیح تھا کہ اس نے نجی املاک پر بلا اجازت قدم رکھا تھا۔

''تم نے وہ اشارہ نہیں دیکھا؟'' اس نے ہاتھ سے پارکنگ میں ایک بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں تنبیہ کا نوٹس لگا تھا۔

''جا... جی۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''دراصل میں ڈاکٹر ہوں۔'' وہ ہچکچائی۔ ڈاکٹر ہونا کوئی معقول جواز نہیں تھا۔ ''یہاں وائرل لیب کی موجودگی نے مجھے اکسایا۔ وائرل امراض کی تشخیص میں مجھے دلچسپی ہے۔ شاید تم لوگوں کے پاس نئی معلومات ہوں۔''

''تم نے کیسے سوچا کہ یہ کوئی وائرل لیب ہے؟'' نیلے کپڑوں والے نے الٹا سوال کیا۔

''میں نے سنا تھا۔''

''تم نے غلط سنا تھا۔'' اس نے خشک لہجے میں کہا۔ یہاں بیکٹیریا یا بائیولوجی پر کام ہوتا۔ بہتر ہے کہ تم روانہ ہو جاؤ ورنہ مجھے پولیس کو کال کرنی پڑے گی۔'' اس نے مریسا کو دھمکی دی۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' مریسا نے کہا۔ ''میں واقعی معذرت خواہ ہوں۔ تم لوگوں کے کام میں خلل انداز ہونے کا قطعی کوئی خیال نہیں تھا۔ اگر ممکن ہے تو کیا میں لیب دیکھ سکتی ہوں؟''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔'' لکا سا جواب ملا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں پھر معذرت کرتی ہوں۔''

مریسا اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ وہیں کھڑا دیکھتا رہا۔ جب تک کار درختوں میں غائب نہیں ہو گئی۔ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔ مطمئن ہونے کے بعد وہ مڑا۔ وہ دروازے کے قریب پہنچا تو کسی آٹو میکنزم کے تحت دروازہ خود ہی کھل گیا۔

وہ آدمی کوریڈور سے گزرتا ہوا ایک لیب میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک سمت میں ڈیسک موجود تھی جبکہ مخالف سمت میں ایئر ٹائٹ اسٹیل ڈور تھا۔ ڈور، سی ڈی سی میں [illegible] MCL کے اسٹیل ڈور سے مشابہ تھا۔ ڈور کے پیچھے سوسی لیب تھی۔ جہاں ٹائپ 3 بائیو [illegible] پر کام کر رہا تھا۔

ڈیسک پر موجود [illegible] آدمی نے سر اٹھایا۔

''تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میں اسے سنبھال لیتا۔'' ڈیسک پر موجود آدمی نے [illegible] اور [illegible] شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ آنکھوں میں بھی پانی آ گیا۔

''پال، تھوڑی عقل استعمال کرو۔'' نیلے لباس والے نے سرد آواز میں کہا۔ ''تمہیں نہیں معلوم لڑکی کی موجودگی کا کس کس کو پتا ہے؟'' اس [illegible] پر موجود فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور [illegible]

''ڈاکٹر [illegible] آفس'' دوسری جانب سے مترنم آواز آئی۔

''ڈاکٹر سے بات کراؤ۔''

''معذرت خواہ ہوں۔ ڈاکٹر، ایک مریض کے ساتھ ہیں۔''

''جی، مجھے پروا نہیں ہے اگر ڈاکٹر کسی کے ساتھ بھی موجود ہیں... پھر بھی میری... بات کراؤ۔'' نیلے کپڑوں والا غرایا۔

''ایک منٹ، پلیز۔''

اس نے گردن موڑ کر ڈیسک کے عقب میں بیٹھے ہوئے آدمی کو مخاطب کیا۔ ''پال، کاؤنٹر سے میرے لیے کافی لاؤ۔''

پال نے آنکھوں سے رومال ہٹایا۔ ڈیسک پر ہاتھ جما کر اس نے خود کو کرسی سے اٹھایا۔ پال ایک کیم شحیم آدمی تھا۔ اس کا ایک ہاتھ کہنی کے جوڑ سے آگے مصنوعی تھا۔ نوجوانی میں ایک پولیس والے نے اس کے سینے میں گولی اتارنے کی کوشش کی تھی۔ پال کی قسمت تھی کہ بچ گیا۔ تاہم نصف ہاتھ سے اسے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔

''کون ہے؟'' لائن پر ڈاکٹر جیکسن کی آواز آئی۔ آواز میں ناگواری کا عنصر تھا۔

''ہیبر لنگ۔'' نیلے لباس والے نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ہیبر لنگ۔''

''ہیبر لنگ، میں نے تمہیں یہاں آفس میں فون کرنے کے لیے منع کیا تھا۔'' ڈاکٹر جیکسن نے یاد دہانی کرائی۔

''مریسا بلوم یہاں آئی تھی۔'' ہیبر لنگ نے جیکسن کی یاد دہانی کو نظر انداز کر دیا۔ ''وہ کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی کہ میری نظر پڑ گئی۔''

''[illegible] بلوم آئی ہے؟''

''ہاں، بلوم آئی ہے۔''

''[illegible] لیب کے بارے میں کیسے پتا چلا؟''

''میں نہیں جانتا۔ نہ مجھے اس کی پروا ہے۔''

ہیبر لنگ نے خشک لہجے میں کہا۔ ”وہ یہاں آئی تھی اور اب میں تم سے ملنے ٹاؤن آرہا ہوں۔ لڑکی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔“

”نہیں، یہاں مت آنا۔“ جیکسن کی آواز میں اضطراب در آیا۔ ”میں خود وہاں آتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے لیکن آج کی تاریخ میں آنا۔“

”پانچ بجے سے پہلے پہنچ جاؤں گا۔“ جیکسن نے فون پٹخ دیا۔

☆☆☆

مریسا کو بھوک ستانے لگی۔ اس نے گریسن ٹاؤن میں ہی لنچ کا فیصلہ کیا۔ لنچ کے دوران میں اس کا ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔ وہ سی ڈی سی جا سکتی تھی نہ برنن اسپتال... اس نے لیب انجینئرنگ کا خط نکالا۔ لے دے کر اس کے پاس ایک پتا باقی بچا تھا جس کا ذکر لیب انجینئرنگ والوں نے مریسا کے خط کے جواب میں کیا تھا یعنی پروفیشنل لیب (PL) وہ لیب تک پہنچ بھی گئی تھی۔ آخر PL میں سپر اسپیشل ہیپا فلٹریشن سسٹم کیوں استعمال ہو رہا ہے؟

سی ڈی سی کی MC لیب (MCL) میں تو ہیپا سسٹم، ٹائپ-3 کی وجہ ظاہر و باہر تھی لیکن یہاں مضافاتی علاقے میں موجود ”پروفیشنل لیب“ میں ”ہیپا سسٹم“ کا کیا کام ہے؟ اس سوال کے جواب میں بہت کچھ پوشیدہ تھا لیکن وہ جواب کیونکر حاصل کرے۔

پروفیشنل لیب کی عمارت مریسا کو کسی قلعے کی طرح لگی تھی۔ وہاں داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ مریسا کو یقین تھا کہ نیلے لباس والے نے ”بیکٹیریا یا بائیولوجی“ کے بارے میں جھوٹ بولا تھا لیکن وہ اب کیا کر سکتی ہے؟ اسے خیال آیا کہ رالف کو فون کرے۔ رالف نے یقیناً کسی وکیل کا بندوبست کیا ہوگا۔ وکیل کے لفظ کے ساتھ ہی مریسا کے ذہن میں ایک خیال سرسرایا۔ اس نے جلدی جلدی کھانا پینا ختم کیا اور ادائیگی کر کے باہر نکل گئی۔ پروفیشنل لیب کی پارکنگ میں جو وین اس نے دیکھی تھی۔ اس پر نام کے آگے ”اِنک“ (Inc) لکھا ہوا تھا۔ یعنی ان کارپوریٹڈ۔

کچھ دیر بعد وہ ایک بار پھر پوسٹ آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ اس مرتبہ اس کی مڈبھیڑ کسی اور آدمی سے ہوئی۔ مریسا کے سوال کے جواب میں اس نے ٹاؤن میں ایک وکیل کی نشاندہی کر دی۔

دس منٹ بعد مریسا وکیل کے دفتر کے سامنے تھی۔ اس نے بیرونی دروازے کی پلیٹ پر وکیل کا نام پڑھا۔ رونالڈ

دانت

فلوریڈا میں ایک امریکی خاتون نے پاکستانی سیاح کے گلے میں خوب صورت مالا دیکھی تو پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

”یہ حسین مالا کس چیز سے بنی ہوئی ہے؟“

”مگرمچھ کے دانتوں سے تراشی گئی ہے۔“

”بہت پیاری ہے۔“ امریکی عورت بولی۔ ”تم لوگوں کے لیے مگرمچھ کے دانت اسی طرح قیمتی ہوتے ہیں جیسے ہمارے لیے موتی۔“

”نہیں......“ سنجیدگی سے کہا گیا۔ ”ہر کس و ناکس سیپی کھول کر موتی نکال سکتا ہے لیکن مگرمچھ کا جبڑا چیر کر اس کے دانت حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔“

امریکا سے آفتاب احمد کی سوغات

ڈیوس، اٹارنی۔

اندر سفید قمیص اور بو ٹائی میں جو شخص تھا، اس کے چہرے پر عینک تھی۔ بال کنپٹیوں پر سے سفید ہو چلے تھے۔

”کیا مدد کر سکتا ہوں؟“ اس نے سوال کیا۔

”مسٹر ڈیوس؟“ مریسا نے سوالیہ نظر ڈالی۔

”یس۔“ اس نے کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

مریسا بیٹھ گئی۔ ایک طائرانہ نظر کمرے پر ڈالی پھر ڈیوس کو دیکھا۔ وہ منتظر اور ہمہ تن گوش تھا۔

”مجھے کارپوریٹ لاء سے متعلق چند سوالات کے جواب درکار ہیں۔ کیا میں ٹھیک جگہ پر آئی ہوں؟“

”ممکن ہے۔ آپ سوال بتائیے؟“ ڈیوس نے عینک درست کی۔

”اگر کوئی کارپوریشن، ان کارپوریٹڈ ہے۔“ مریسا نے کہنا شروع کیا۔ ”اور میں یا کوئی اور ایسی کارپوریشن کے مالکان کے نام جاننا چاہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اور کیا یہ ممکن ہے؟“

ڈیوس نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکا دیں۔ ”ممکن ہے اور نہیں بھی۔“ وہ مسکرایا۔

مریسا خاموش رہی۔

”اگر کمپنی، پبلک کارپوریشن ہے تو تمام اسٹاک ہولڈرز کے بارے میں جاننا بہت دشوار ہے تاہم اگر کمپنی پارٹنرشپ کی بنیاد پر ہے تو پھر یہ آسان کام ہوگا۔“ ڈیوس نے وضاحت کی۔

”پارٹنرشپ کی بنیاد پر کیا آسانی ہوگی؟“ مریسا نے

سوال کیا۔

''بہت آسان۔'' وہ بولا۔ ''تمہیں اٹلانٹا کے اسٹیٹ ہاؤس میں سیکریٹری سے ملنا ہوگا۔ وہ کارپوریٹ ڈویژن کے بارے میں بتائے گی یا بتائے گا۔ ڈویژن میں تم کلرک کو کمپنی کا نام بتاؤ گی اور کام ہوجائے گا۔ وہاں تم یہ بھی معلوم کرسکتی ہو کہ کمپنی کون سی ریاست میں لسٹڈ ہے۔''

''تھینک یو۔'' مریسا کو امید کی کرن نظر آئی، ساتھ ہی وہ سوچ رہی تھی کہ اسے پھر اٹلانٹا جانا پڑے گا۔ تاہم تاریک سرنگ کے سرے پر اسے روشنی دکھائی دینے لگی۔

''مسٹر ڈیوس، آپ کی فیس؟''

ڈیوس نے بایاں ابرو اچکایا۔ ''صرف اتنا ہی ہے تو بیس ڈالر۔''

مریسا نے فیس ادا کی اور وہاں سے نکل گئی۔

اس کی سرخ ہنڈا کار ایک بار پھر اٹلانٹا کی سمت دوڑ رہی تھی۔ مریسا کو دھڑکا صرف پولیس کا تھا۔

چار بجے وہ واپس اٹلانٹا پہنچ چکی تھی۔ اٹلانٹا میں تادیر رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ تاہم بدقسمتی سے اسٹیٹ ہاؤس کے کارپوریٹ ڈویژن میں پہلے ہی قطار لگی ہوئی تھی۔ چاروناچار مریسا کو انتظار کرنا پڑا۔

وہ بمشکل اپنی بے صبری کو قابو کرکے اپنی باری کی منتظر تھی۔ پہچان لیے جانے کا خدشہ اسے پریشان کررہا تھا۔ بالآخر اس کا نمبر آہی گیا۔

''میں کیا کرسکتا ہوں؟'' سفید بالوں والے کلرک نے سوال کیا۔

''مجھے ایک کارپوریشن کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔ اس کا نام 'پروفیشنل لیب' ہے۔'' مریسا نے کلرک کو بتایا۔

''لوکیشن؟''

''گرینن، جارجیا۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''اوکے۔'' کلرک نے کمپیوٹر کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں۔

''ٹھیک ہے۔ گزشتہ برس اِن کارپوریشن عمل میں آئی تھی۔''

''پارٹنرشپ ہے یا پبلک کارپوریشن؟'' مریسا نے سوال کیا۔

''لمیٹڈ پارٹنرشپ، سب چیپٹر۔'' کلرک نے کہا۔

''کیا مطلب ہے اس کا؟''

''ٹیکس سے متعلق ہے۔'' جواب ملا۔ ''اگر کمپنی کو نقصان ہوتا ہے تو پارٹنرز ذاتی حیثیت میں نقصان پورا کر سکتے ہیں۔ ان کے بعد انفرادی طور پر ... لکھے ہیں۔''

''پارٹنرز کے نام مل سکتے ہیں؟'' مریسا نے بے چینی محسوس کی۔

''بالکل۔'' کلرک کی نظریں اسکرین پر تھیں۔ ''جوشوا جیکسن، رالف ہیلر...''

''ایک سیکنڈ۔ میں لکھنا چاہوں گی۔'' مریسا نے قلم سنبھالتے ہوئے قطع کلامی کی۔ اس نے پھرتی سے دونوں نام قلمبند کیے۔ ''اوکے۔'' مریسا نے کلرک کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

''بیکر کے بعد سنکلیر ٹائی مین، جیک کراس، گستاف سوانسن، ڈان موڈی، ٹرینٹ گڈرج اور PAC۔''

''PAC؟'' مریسا کے ذہن میں گھنٹی بجی۔

''فزیشن ایکشن کانگریس۔'' کلرک نے وضاحت کی۔

''کیا ایک علیحدہ ادارہ، لمیٹڈ پارٹنر کمپنی کا حصہ بن سکتا ہے؟''

''لیڈی، میں وکیل نہیں ہوں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ یہ ممکن ہے۔ یہاں لاء فرم کا نام بھی ہے۔ کوپر، ہوجز، اینڈ میک کوئن لن۔''

''کیا وہ بھی پارٹنر ہیں؟''

''نہیں۔'' کلرک نے جواب دیا۔ ''لاء فرم، سروس ایجنٹ ہے۔''

مریسا نے کلرک کے انکار پر لاء فرم کا نام کاٹ دیا۔ کلرک کا شکریہ ادا کرکے وہ تیزی سے روانہ ہوگئی۔ اس نے سکون کی سانس اس وقت لی جب وہ پارکنگ گیراج میں اپنی کار میں جا کے بیٹھی۔ کار، مریسا کے لیے گوشۂ عافیت بن چکی تھی۔

اندر بیٹھ کر اس نے بریف کیس کھولا اور کانگریس مین مارھم کے انتخابی ڈونرز کی فہرست برآمد کی۔ فزیشن ایکشن کانگریس (PAC) کا نام وہ بھولی نہیں تھی۔ مارھم کو پیسہ دینے والوں میں PAC کا نام سرِفہرست تھا۔

ایک طرف PAC کاروباری کمپنی میں شراکت دار تھی تو دوسری جانب وہ الگ حیثیت میں ایک قدامت پسند سیاست داں کی ری الیکشن مہم میں رقم لگارہی تھی۔

مریسا نے دلچسپی کے ساتھ پروفیشنل لیب کے مالکان کے نام فہرست میں تلاش کرنے شروع کیے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ سارے نام فہرست میں موجود تھے۔

وہ سوچ میں ڈوب گئی۔ ایبولا پس منظر میں چلا گیا تھا۔ پتنگ کسی اور ہی سمت اڑ رہی تھی۔ کوئی چیستاں تھا، پراسرار تھی، معما تھا، مریسا کی چھٹی حس شور مچارہی تھی کہ وہ کسی ہوشربا انکشاف سے قریب تر ہے تاہم درمیان میں گہری دھند حائل تھی۔

وہ قدم بہ قدم آگے بڑھ رہی تھی۔ کڑی سے کڑی مل رہی تھی لیکن منظر دھواں دھواں تھا۔ تصویر صاف نظر نہیں آرہی تھی۔ PAC کا نام اس نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ PAC اور...PL، دونوں نام کانٹوں کی طرح مریسا کے ذہن میں چبھ رہے تھے۔ PL (پروفیشنل لیب) کا تو وہ دیدار کر آئی تھی۔ مالکان کے نام اور پتے بھی اسے مل گئے تھے۔ لیکن PAC کے بارے میں وہ قطعی اندھیرے میں تھی۔ معاً اس نے کاغذات واپس بریف کیس میں بند کیے اور کار سے باہر آگئی۔ وہ تیز قدمی کے ساتھ دوبارہ عمارت میں داخل ہورہی تھی۔

چند منٹ بعد مریسا ایک بار پھر قطار میں لگی ہوئی تھی۔ اس مرتبہ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

اس نے اسی کلرک سے PAC کے بارے میں معلومات مانگیں، 30 سیکنڈ بعد اسے جواب ملا۔

”نوتھنگ، کچھ نہیں ہے۔ نام میں پہلے بتا چکا ہوں۔ یہ نام پروفیشنل لیب کے پارٹنرز میں شامل ہے۔“

”کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں؟ کیا PAC کا وجود نہیں ہے؟“

”ضروری نہیں ہے کہ ایسا ہو۔ میرا مطلب ہے کہ وہ جارجیا میں لسٹڈ نہیں ہے۔“ کلرک بولا۔

مریسا نے چند سوالات اور کیے۔ تاہم وہ مزید کچھ معلوم کرنے میں ناکام رہی۔

کچھ دیر بعد وہ واپس کار کے اندر تھی اور اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ PAC کے معاملے میں اسے ایموری میڈیکل اسکول کی لائبریری سے استفادہ کرنا چاہیے۔ تاہم مریسا نے یہ خطرناک خیال مسترد کر دیا۔ لائبریری جانے کا مطلب سی ڈی سی کی حدود میں قدم رکھنا تھا۔

اس نے AMA (امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن) سے رجوع کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔ اگر AMA سے بھی معلومات نہ ملیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ PAC ایک فرضی نام ہے۔

مریسا نے گہری سانس لی اور ائرپورٹ کا رخ کیا۔

اب وہ تھکن محسوس کررہی تھی۔

☆☆☆

جوشوا جیکسن کی سیڈان، پروفیشنل لیب کی سمت بھاگ رہی تھی۔ اس کا موڈ خاصا برہم تھا۔ وہ لیب سے دور رہنا چاہتا تھا لیکن ہیبر لنگ کو ٹاؤن میں دیکھنا بھی اسے گوارا نہ تھا۔

ہیبر لنگ، روز بروز ناقابل اعتبار ہوتا جارہا تھا۔ اسے ہائر کر کے جیکسن نے زندگی کی بدترین غلطی کی تھی۔ ہیبر لنگ وہ شخص تھا کہ اگر اسے پٹاخہ چلانے کو کہا جاتا تو وہ نیوکلیئر وار کی باتیں کرنے لگتا۔ وہ بوتل کے جن کی طرح تھا جو بوتل سے نکلنے کے بعد قابو سے باہر ہوجاتا ہے۔ جیکسن اور اس کی ٹیم ہیبر لنگ کی بدمعاشی کے سامنے بے بس ہوتی جارہی تھی۔ سی ڈی سی کے تجربے کے باعث جیکسن نے اسے چُنا تھا اور آج تک پچھتا رہا تھا۔

پارکنگ میں جیکسن نے مرسیڈیز کے ساتھ اپنی گاڑی روکی۔ کریم کلر کی مرسیڈیز، ہیبر لنگ کی تھی۔ جیکسن کے علم میں تھا کہ ہیبر لنگ نے مرسیڈیز خریدنے کے لیے لیب کے فنڈز میں خرد برد کی تھی۔ رقم کا ضیاع... عیاشی۔ وہ بڑبڑاتا ہوا گاڑی سے اُترا۔

پروفیشنل لیب کی شاندار عمارت پر نظر ڈالی۔ جیکسن ہی بہتر جانتا تھا کہ اس قلعے کو کھڑا کرنے میں کتنا کثیر سرمایہ لگا تھا اور یہ سب کچھ PAC نے ڈاکٹر آرنلڈ ہیبر لنگ کے لیے کیا تھا۔ وہی ہیبر لنگ ایک دردِ سر بن چکا تھا۔ ہیبر لنگ ایک جنونی تھا۔ قطعی ناقابلِ اعتبار۔

جیکسن کے قریب جاتے ہی دروازہ ازخود کھل گیا۔

”میں کانفرنس روم میں ہوں۔“ اسپیکر سے ہیبر لنگ کی آواز آئی۔

کانفرنس روم میں دبیز قالین کے وسط میں ایک میز تھی۔ میز کے دونوں طرف آمنے سامنے دو بڑے سائز کے بیش قیمت صوفے موجود تھے۔ ایک صوفے پر تین افراد بیٹھ سکتے تھے۔

ہیبر لنگ اور جیکسن دونوں ظاہری اعتبار سے بھی ایک دوسرے کی ضد دکھائی دیتے تھے۔ جیکسن چھریرے بدن کا دراز قامت شخص تھا۔ لباس بھی سادہ لیکن نفیس تھا۔

”ہیلو، ڈاکٹر جیکسن۔“ ہیبر لنگ نے کھڑے ہوکر مصافحہ کیا۔ جیکسن سر ہلا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

”وہ لڑکی یہاں تک کیسے پہنچی؟ کیا جانتی ہے؟ قطع نظر ان سوالات کے اسے فوری طور پر ٹھکانے لگانا پڑے گا۔“

ہیبر لنگ نے گویا فیصلہ سنایا۔
''تم اپنی باری لے چکے ہو۔ ایک بار نہیں بلکہ دو بار۔'' جیکسن نے رکھائی سے کہا۔ ''اور دونوں بار تم ناکام رہے۔ تمہارے ناکارہ آدمی کچھ نہ کرسکے۔ لڑکی کے گھر سے بھی انہیں بے نیلِ مرام بھاگنا پڑا۔ مزید یہ کہ ایک روز قبل سی ڈی سی میں بھی پانچ فٹ کی لڑکی منہ پر تھوک کر نکل گئی۔''
''کوئی پروا نہیں۔ اس مرتبہ میں اپنا جادو جگاؤں گا۔ وہ بچ نہیں سکتی۔ تم او کے کرو۔''
''بہت خوب۔ تمہارا جادو میں دیکھ چکا ہوں۔ تمہیں بہت شوق ہے، ایبولا سے کھیلنے کا۔'' جیکسن نے طنز کیا۔
''کیا حرج ہے۔ وہ متاثرہ اسپتالوں میں جاتی رہی ہے۔ کسی کو شک نہیں ہوگا۔'' ہیبر لنگ نے اطمینان سے کہا۔
جیکسن کا ضبط جواب دے گیا۔ ''اٹلانٹا میں ایبولا کا حملہ برداشت نہیں کروں گا۔'' جیکسن کی آواز بلند ہوگئی۔
''میں وائرس سے خوف زدہ ہوں۔ میری فیملی بھی اٹلانٹا میں ہے۔ لڑکی کا مسئلہ میرے اوپر چھوڑ دو، میں سنبھال لوں گا۔''
''اوہ، کیوں نہیں۔'' ہیبر لنگ نے دانت نکالے۔
''یہی کہا تھا، پہلے بھی یہی کہا تھا۔ اس کا ٹرانسفر کرا دیا تھا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ وہ یہاں سیر سپاٹے کرتی پھر رہی ہے۔ پورے ''پروجیکٹ'' کے لیے وہ خطرہ بن چکی ہے۔ اسے ختم کرنا ناگزیر ہے۔''
''تم یہاں کے باس نہیں ہو۔'' جیکسن نے کڑوے لہجے میں کہا۔ ''تم نے خطرناک حد تک من مانی کی ہے۔ لڑکی اگر خطرہ بن گئی ہے تو اس کی وجہ بھی تم خود ہو۔ اگر تم خود کو اصل پلان تک محدود رکھتے اور انفلوئنزا وائرس استعمال کرتے تو کسی قسم کی ہلچل نہ ہوتی۔ ہم سب اس وقت سے نہ صرف پریشان ہیں بلکہ مشکلات کا شکار ہیں جب سے تمہاری خودسری ہمارے علم میں آئی۔ ایبولا وائرس استعمال کرنے سے قبل تم نے کس کو اعتماد میں لیا تھا؟ کسی سے اجازت لی تھی؟'' جیکسن کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔
''بہت خوب۔ سب پریشان ہیں۔ وہی پرانا شکوہ۔'' ہیبر لنگ کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ ''مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ رشتر اسپتال بند ہونے کی اطلاع ملنے پر تم بہت خوش تھے۔ عوام کے اندر نجی اسپتالوں کا بڑھتا ہوا اثر و اعتماد PAC کے لیے تکلیف دہ تھا۔ PAC کا مقصد اس اعتماد کو نقصان پہنچانا تھا۔ میں نے اس سے بڑھ کر کام کیا۔ ایبولا وائرس نے اسپتال ہی بند کرا دیا۔ اگر میں اصل منصوبے سے جڑا رہتا تو میرے کئی برس فیلڈ ریسرچ اور لیب ریسرچ میں ضائع ہو جاتے۔ میں نے کوئی زیادہ انحراف نہیں کیا۔ اپنا وقت بچایا اور PAC کی توقعات سے بڑھ کر حاصل کیا۔ شاید تمہیں ایبولا کی جان لیوا [illegible] پر افسوس ہے۔''
جیکسن دانت پیستا رہا۔ ہیبر لنگ کو گھور رہا تھا۔ وہ حتمی نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ اس کا واسطہ ایک خطرناک ذہنی مریض سے پڑ گیا ہے۔ جیکسن کے دل میں نفرت کی لہر اٹھی۔ بدقسمتی سے بہت تاخیر ہو چلی تھی۔ اب ''پروجیکٹ'' بند کرنا انتہائی دشوار تھا۔ PAC کی ایگزیکٹو کمیٹی نے جب پروجیکٹ کی ابتدا کی تھی، اس وقت منصوبہ بندی نہایت سادہ محسوس ہوئی تھی۔ ہیبر لنگ جیسے زہریلے آدمی نے انفلوئنزا وائرس کی جگہ خاموشی سے ایبولا وائرس متعارف کرا کے نت نئی دشواریاں کھڑی کر دی تھیں۔ سونے پر سہاگا، ہیبر لنگ کو تشویش تھی نہ ہی کوئی شرمندگی۔
جیکسن کے ذہن نے اشارہ دیا کہ اشتعال سے کچھ حاصل نہ ہوگا، اس نے ایک گہری سانس لے کر خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔
''میں تمہیں درجنوں بار مطلع کر چکا ہوں کہ PAC ناخوش ہے۔ میرے ساتھی، سیکڑوں ہلاکتوں پر سخت بد کے ہوئے ہیں۔ ہمارے منصوبے میں یہ اموات شامل نہیں تھیں اور تم شروع سے اس بات سے آگاہ ہو۔''
''بکواس۔'' ہیبر لنگ نے بلاتامل کہا۔ ''کیا انفلوئنزا وائرس سے اموات نہیں ہوتی؟ شاید تعداد کم ہوتی، تم لوگ کتنی برداشت کر سکتے ہو؟ دس، پچاس، سو یا سو سے زیادہ... اور ان اموات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو تم جیسے امیر کبیر ڈاکٹرز کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ جب تم سرجری کے دوران غلطی کرتے ہو یا غیر ضروری سرجری کے بعد خاموشی سے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہو یا اپنے اسپتالوں میں اناڑی ڈاکٹرز کو تمام سہولیات کے ساتھ پریکٹس کی اجازت دیتے ہو۔''
''یہ سب جھوٹ ہے۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔'' جیکسن چلا اٹھا۔ اس کی برداشت کی حد ختم ہوگئی تھی۔
''تم نہیں بھی کرتے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بہت سی جگہوں پر ایسا ہوتا ہے۔'' ہیبر لنگ ترکی بہ ترکی جواب دے رہا تھا۔ ''کہیں گردے کی جگہ پتا نکال دیا جاتا ہے، کہیں سرجری کے بعد دستانہ، روئی وغیرہ پیٹ میں چھوڑ دی جاتی ہے... کہیں غلط تشخیص ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے، ایسا بہت کم ہوتا ہو لیکن تم لوگ خود کیا کر رہے ہو؟ اگر ''ایبولا''

میری غلطی تھی تو انفلوئنزا وائرس کا منصوبہ کس نے بنایا تھا۔ کیا اس کے پسِ پردہ اصل محرک معاشی مفادات کا حصول نہیں تھا۔۔۔ ڈاکٹرز کی تعداد مریضوں سے بڑھ گئی تھی۔ اچھے منافع بخش اسپتال تم لوگوں کی آنکھوں میں کھٹک رہے تھے جن کے مالکان غیر ملکی تھے۔ شاید تم لوگوں کو غیر ملکی مالکان سے دشمنی نہ ہو۔ لیکن ان کی کارکردگی اور شہرت، تم لوگوں کی مارکیٹ خراب کر رہی تھی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟ میں نے صرف اس لیے تعاون کیا کہ تم لوگوں نے مجھے اس لیب کی سہولت فراہم کی تھی۔'' ہیبر لنگ کی آواز سے زہر ٹپک رہا تھا۔ ''تم لوگ جو چاہتے تھے، وہ میں نے کر کے دکھا دیا۔ فرق صرف طریقۂ کار کا تھا۔''

''لیکن ہم نے تمہیں رکنے کا حکم دیا تھا۔'' جیکسن کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ ''رشٹر اسپتال کی تباہی کے فوراً بعد ہم نے تمہیں روک دیا تھا لیکن تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے، یہ ہمیں نہیں معلوم تھا۔''

''ہاں نیم دلی کے ساتھ منع کیا گیا تھا۔ تم حاصل کردہ نتائج سے خوش تھے۔ پانچ سال میں پہلی مرتبہ PAC اور تم طبی میدان میں اپنے حریفوں سے آگے نکلنے کی پوزیشن میں آ رہے تھے۔ ممکن ہے تم لوگوں کو تھوڑا بہت افسوس یا پریشانی رہی ہو مگر مجموعی طور پر سب خوش تھے۔ میں نے ثابت کر دیا کہ ایبولا بہترین بائیولوجیکل ہتھیار ہے۔ اس کا توڑ اور علاج موجود نہیں ہے۔ باوجود اس کے میں نے ثابت کر دیا کہ مخصوص علاقے اور آبادی میں اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بعدازاں محصور بھی کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر جیکسن، ہم دونوں خسارے میں نہیں رہے۔ فضول بحث لاحاصل ہے۔ مسئلہ صرف اس لڑکی کا ہے جسے جلد از جلد ٹھکانے لگانا ہے۔''

''میں تمہیں آخری بار آرڈر دیتا ہوں کہ ایبولا کا استعمال نہیں ہوگا۔''

ہیبر لنگ نے متاثر ہوئے بغیر قہقہہ بلند کیا اور آگے کی جانب جھک کر بولا۔ ''ڈاکٹر جیکسن! تم حقائق کو نظرانداز کر رہے ہو۔ PAC اب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ مجھ پر حکم چلا سکے۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو نا؟'' وہ مکاری سے مسکرایا۔ ''ہاں اگر تم مجھے اس لڑکی کے معاملے میں فری ہینڈ دیتے ہو تو میں سوچوں گا کہ تمہاری کون کون سی باتیں مان جاؤں۔''

جیکسن کا دل کر رہا تھا کہ اٹھ کر ہیبر لنگ کا گلا دبا دے۔ وہ تلملا کر رہ گیا۔ اتنا تو وہ سمجھ رہا تھا کہ PAC کے ہاتھ پاؤں بندھے [illegible]

''ٹھیک ہے [illegible] کی کارکردگی [illegible] کرو گے، مجھے مت بتانا۔ دوسری بات اٹلانٹا میں ایبولا [illegible] نہیں ہو گا۔'' جیکسن کھڑا ہو گیا۔

''فائن۔'' ہیبر لنگ پُرسکون ہو گیا۔ ''تم اس طرح بہتر سمجھتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گا۔ بہرحال میں اتنا نامعقول نہیں ہوں۔''

''ایک اور بات ذہن میں رکھو۔ آئندہ آفس فون مت کرنا۔ گھر پر کر دو یا پرائیویٹ لائن استعمال کرو۔''

''ایسا ہی ہو گا۔'' ہیبر لنگ نے سعادت مندی کا مظاہرہ کیا۔

تاہم جیکسن کے دماغ میں چنگاریاں بھر گئی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں ہیبر لنگ کی شان میں انوکھی مغلظات ایجاد کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔

☆☆☆

اٹلانٹا سے شکاگو، فضائی رہ گزر پر اکثر رش رہتا تھا۔ مریسا کو بھی نصف گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ اس نے ڈک فرانس کا ناول خرید لیا۔ تاہم وہ توجہ مرکوز کرنے میں ناکام رہی۔ مریسا نے ناول چھوڑ کر ٹیڈ کو فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اب تک ٹیڈ سے معذرت نہیں کر پائی تھی۔

''دس از مریسا۔'' رابطہ ہوتے ہی اس نے کہا۔ ''میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہو۔''

''میں غصے میں ہوں۔''

''میں معذرت خواہ ہوں اور۔۔۔''

''تم میرے گھر سے MCL میں رسائی کا کارڈ لے گئیں۔''

''ٹیڈ، میں دل سے شرمندہ ہوں۔ آئی ایم سوری۔'' میں جب تم سے ملوں گی تو ایک ایک بات بتا دوں گی۔''

''تم دراصل MCL میں گئی تھیں۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟'' ٹیڈ کی آواز میں خفگی تھی۔

''ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔''

''مریسا تمہیں پتا ہے کہ لیب میں کتنے تجرباتی جانور مر چکے ہیں اور ایک بندے کو ایموری ایمرجنسی میں ہینڈل کیا گیا؟''

''لیب میں دو آدمی آئے تھے۔ وہاں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔''

''کیا کہہ رہی ہو؟''

''ٹیڈ! میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم

میری بات پر یقین کرو گے۔''

''میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا یقین کروں، کیا نہ کروں؟ آخر سب کچھ تمہارے ساتھ ہی کیوں ہو رہا ہے؟''

''ایبولا کی وجہ سے۔ کیونکہ میں اس لہورنگ اسرار کا پردہ چاک کرنے والی ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ لیب میں زخمی ہو کر ایمرجنسی میں پہنچنے والا آدمی کون تھا اور یہ کہ اس رات لیب میں دوسرا آدمی کون تھا؟''

''میں نہیں سمجھتا کہ یہ ممکن ہے۔ کیونکہ ہماری دوستی اب سب کے علم میں آچکی ہے۔ کوئی مجھے کچھ نہیں بتائے گا۔ میں اس لیے محفوظ ہوں کیونکہ میں نے ہر بار سچ بیانی سے کام لیا۔ اس کا مقصد محض اپنی جان یا نوکری بچانا نہیں تھا بلکہ واحد بہتر حل یہی تھا۔''

''ٹیڈ، میں سمجھتی ہوں۔''

''تم کہاں پر ہو؟''

''ائر پورٹ۔''

''تم پر حملہ ہوا۔ میں یقین کر لیتا ہوں لیکن بھاگنے سے مزید نقصان ہوگا۔'' ٹیڈ نے کہا۔

''میں بھاگ نہیں رہی ہوں۔ شکاگو میں AMA کے صدر دفتر جا رہی ہوں۔ وہاں مجھے ایک ادارے کے بارے میں معلومات کرنی ہے۔ اس کا نام فزیشن ایکشن کانگریس ہے۔ شاید تم نے نام نہ سنا ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ PAC تمام بحران کی ذمے دار ہے۔''

''مریسا، میرا خیال ہے کہ تمہیں واپس سینٹر آجانا چاہیے۔ تم خاصی مصیبت میں ہو۔''

''میں جانتی ہوں۔ تاہم میں جو کچھ کرنے جا رہی ہوں، وہ زیادہ اہم ہے۔ کیا تم اتنی مہربانی نہیں کر سکتے کہ بائیو سیفٹی کے دفتر چلے جاؤ۔''

''کیوں؟''

''یہ معلوم کرنے کہ رات میرے علاوہ کون دو آدمی وہاں داخل ہوئے تھے؟''

''مریسا! کیا تم نہیں سمجھتی ہو کہ کارڈ کے غیاب اور تمہارے MCL میں جانے کے بعد میری پوزیشن کتنی نازک ہو گئی تھی؟''

''ٹیڈ! میں سمجھتی ہوں لیکن اگر تم...'' مریسا کی بات ادھوری رہ گئی۔ ٹیڈ نے فون رکھ دیا تھا۔ مریسا نے سلوموشن میں ریسیور واپس رکھ دیا۔ وہ ٹیڈ کو کوئی الزام نہیں دے سکتی تھی۔

اس نے گہری سانس لے کر گھڑی کی جانب دیکھا پھر رالف کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر رالف کی آواز آئی۔

''مائی گاڈ، مریسا! تم کیا کرتی پھر رہی ہو؟ تمہارا نام شام کے اخبار میں ہے۔ پولیس تمہیں ڈھونڈ رہی ہے۔''

''ہاں مجھے اندازہ ہے۔'' وہ بولی۔ ہوائی سفر کا ٹکٹ خریدتے وقت مریسا نے اپنا نام استعمال نہیں کیا تھا۔ ادائیگی بھی نقد کی تھی۔ ''رالف! تم نے کسی وکیل کا انتظام کیا؟''

''آئی ایم سوری۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ ایمرجنسی ہے اور صورت حال اتنی بگڑ جائے گی۔''

''ایمرجنسی ہے۔ تاہم میں دو ایک دن کے لیے یہاں سے جا رہی ہوں۔ اس دوران میں تم کوئی وکیل نظر میں رکھو۔ اگر تمہارا شناسا ہو تو اچھا ہوگا۔''

''ٹھیک ہے مگر ہو کیا رہا ہے؟ اخبار میں تفصیل موجود نہیں تھی۔''

''میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں تمہیں کسی الجھن میں نہیں ڈالنا چاہتی۔''

''الجھن یا پریشانی کی کیا بات ہے۔ مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں۔ اگر تم یہاں آجاؤ تو سکون سے بات ہو جائے گی۔ وکیل کا انتظام بھی ہو جائے گا۔'' رالف نے اصرار کیا۔

''رالف! شکریہ۔ لیکن اس وقت ممکن نہیں ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کیا تم نے کبھی فزیشن ایکشن کانگریس کا نام سنا ہے؟'' مریسا نے اس کی پیشکش کو نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

''نہیں۔'' رالف نے کہا۔ ''مریسا، پلیز بہتر ہے کہ تم یہاں آجاؤ۔ کوئی حل نکل آئے گا۔ اس طرح بھاگتے رہنے سے تمہاری پوزیشن مزید خراب ہوتی جائے گی۔''

روانگی کا اعلان ہو رہا تھا۔ مریسا نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ''میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں مذکورہ ادارے کی معلومات کے لیے AMA سے رابطہ کرنے جا رہی ہوں۔'' اس نے تیزی سے کہا۔ ''کل پھر کال کروں گی۔''

☆☆☆

شکاگو میں مریسا کو پامز ہاؤس نامی ہوٹل میں کمرا مل گیا۔ وہاں مریسا نے کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے کا رسک اٹھا لیا۔

ہر چیز بھلا کر وہ ایک لمبی نیند کے لیے بستر پر چلی گئی۔ صبح وہ تازہ دم تھی۔ روم سروس کو ناشتے کا آرڈر دے کر اس نے ٹی وی آن کیا اور واش روم میں چلی گئی۔

وہ اس وقت ڈرائیر سے بال خشک کررہی تھی جب اس نے اینکر پرسن کو ایبولا کی بات کرتے سنا۔ ہیئر ڈرائیر چھوڑ کر وہ عجلت میں کمرے میں واپس آئی۔

وہ توقع کررہی تھی کہ پنسلوینیا کی صورت حال کو اپ ڈیٹ کیا جارہا ہوگا۔ تاہم ایسا نہیں تھا۔ مریسا پلکیں جھپکانا بھول گئی۔ ''نیو یارک سٹی'' میں روزن برگ اسپتال پر ایبولا کے حملے کی خبر چل رہی تھی۔ شہر میں افراتفری پھیل گئی تھی۔ میڈیا نے پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ جس کے باعث دہشت میں اضافہ ہورہا تھا۔

مریسا کے اعصاب کشیدہ ہو گئے۔ اس کے اندازے کے مطابق ابھی پنسلوینیا کا معاملہ پوری طرح نمٹا نہیں تھا کہ ایبولا نیو یارک سٹی میں نمودار ہوگیا تھا۔

تاہم اسے اب ایبولا کے تعاقب میں نہیں جانا تھا۔ نہ ہی وہ جاسکتی تھی۔ اسے اپنی لائن پر چلنا تھا اور وہ پُر امید تھی۔ اس نے ناشتے کے بعد تیار ہونے میں زیادہ وقت نہیں لیا۔ AMA کا ہیڈ آفس ''رش اسٹریٹ'' پر تھا۔ بریف کیس ساتھ لے کر وہ روانہ ہوگئی۔

وہاں پہنچ کر مریسا نے انفارمیشن بوتھ کا رخ کیا۔ جہاں سے اس نے پبلک ریلیشن آفس کی ڈائریکشن حاصل کی۔ پی سی آفس میں ایک سیکریٹری کو جب وہ اپنی ضرورت سے آگاہ کررہی تھی، اسی وقت جے فرینک نامی ڈائریکٹر وہاں سے گزرا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹکا۔ پھر مریسا کو اپنے دفتر میں مدعو کیا۔ وہ چمکیلی آنکھوں والا ایک ہنس مکھ شخص تھا۔ مریسا نے اس کے انداز میں دوستی اور خلوص کی جھلک دیکھی۔ فرینک کی شخصیت کچھ شناسا سا معلوم ہورہی تھی۔ تاہم مریسا اسے شناخت کرنے میں ناکام رہی۔

دفتر میں فرینک نے اس کے لیے کافی منگوائی اور مسکراتے ہوئے مریسا کی یادداشت پر اعتراض کیا۔ مریسا نے ایک بار پھر اسے پہچاننے کی کوشش شروع کردی۔

''ہائی اسکول کے کاؤنسلر کو بھول گئیں۔'' فرینک نے ہنستے ہوئے اس کی مدد کی۔ مریسا کے ذہن نے تیز رفتاری سے ماضی میں سفر کیا۔ وہ بھی خوش دلی سے مسکرائی۔

''جیمس فرینک۔'' اسے یاد آگیا۔

فرینک نے سر ہلایا۔ پانچ منٹ بعد وہ ایک دوسرے سے متعارف ہوکر بے تکلف ہو چکے تھے۔ مریسا نے جلد ہی مطلب کی بات شروع کردی۔

''میں نے یہ نام نہیں سنا۔'' فرینک نے پُرسوچ انداز میں فزیشن ایکشن کانگریس (PAC) کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی۔ ''تمہیں یہ نام کہاں سے ملا؟''

''یہ نام ایک کانگریس مین کی کنٹری بیوشن لسٹ پر ہے۔'' مریسا نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ میں تقریباً تمام پولیٹیکل ایکشن کمیٹیز کو جانتا ہوں۔ رکو، دیکھتے ہیں کمپیوٹر کیا کہتا ہے؟'' فرینک کی کرسی دائیں جانب گھوم گئی۔ اس نے PAC کا نام کی بورڈ کے ذریعے پنچ کیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی تھیں۔'' وہ بولا۔ ''فزیشن ایکشن کانگریس پولیٹیکل ایکشن کمیٹی عرف PAC یہاں موجود ہے۔ یہ ایک علیحدہ فنڈ کے طور پر رجسٹر ہے۔''

''کیا مطلب ہوا؟''

''ذرا ٹیکنیکل معاملہ ہے۔'' فرینک نے کان کی لو کو مسلا۔

''دراصل تمہاری PAC مختلف اراکین کے اشتراک پر مبنی ادارہ ہے۔ جسے تم ان کارپوریٹڈ آرگنائزیشن کہتی ہو۔ ایک ہی بات ہے مگر اس میں ایک کمیٹی علیحدہ فنڈ کی نگراں ہے جو سیاسی مہم کے لیے سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس کو سپورٹ کرتی ہے؟''

''میں ٹھیک طرح نہیں سمجھی۔ تاہم ایک نام میرے پاس ہے، جس کو یہ سپورٹ کرتے ہیں۔'' مریسا نے مارکھم کا نام بتایا۔ فرینک سر ہلا کر کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہوگیا۔

''مارکھم کے نام کے ساتھ کئی اور نام ہیں۔ سب کنزرویٹو ہیں۔ یعنی یہ ایک مخصوص بازو ہے۔''

''دایاں بازو؟''

''یقیناً۔'' فرینک نے تصدیق کی۔ ''میں اندازہ لگا سکتا ہوں کہ دایاں بازو DRGs کو گرانے کی کوشش کررہا ہے۔ انہوں نے غیر ملکی میڈیکل گریجویٹس کو بھی محدود کیا ہے۔ اس کے لیے بل پاس کرایا گیا HMO کی سبسڈی کو روک دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ فیڈرل الیکشن کمیشن میں ایک دوست ہے۔ اس سے بات کرنی پڑے گی۔ کیا خیال ہے؟''

''ہاں، ضرور، میں مشکور رہوں گی۔''

''مزید کافی ہونی چاہیے؟'' فرینک مسکرایا۔

''کیوں نہیں۔ مزید شکریہ بھی۔'' مریسا نے مسکراہٹ لوٹائی۔ فرینک ہنسنے لگا۔ اس نے بیل بجائی پھر فون پر نمبر ملانے لگا۔

وفاقی الیکشن کمیشن میں دوست سے رابطے پر اس نے گپ شپ سے آغاز کیا۔ بعدازاں گفتگو PAC کی جانب

موڑ دی۔ مریسا بے قراری سے فرینک کی بات چیت سن رہی تھی۔ معاً اس نے میز پر پڑے نوٹ پیڈ سے ایک پرچہ پھاڑا۔ اس پر کچھ لکھ کر پرچہ اس نے فرینک کی جانب کھسکا دیا۔

فرینک نے ایک نظر مریسا کی تحریر پر ڈالی۔ کاغذ پر لکھا تھا: PAC کے مالکان، بورڈ آف ڈائریکٹرز، ہوم آفس وغیرہ...؟

فرینک نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش دی اور اشارے سے قلم مانگا۔ فون پر بات کرتے ہوئے اس نے کاغذ کی پشت پر لکھنا شروع کیا۔

بات ختم کر کے اس نے انگوٹھا اوپر کیا اور کاغذ واپس مریسا کو دے دیا۔ مریسا نے اس کی تحریر پڑھنا شروع کی اور دنگ رہ گئی۔ فرینک نے لکھا تھا: بورڈ آف ڈائریکٹرز... پریذیڈنٹ، جوشوا جیکسن۔ ایم ڈی، وائس پریذیڈنٹ راڈ بیکر۔ ایم۔ ڈی، ٹریژرر۔ سنکلیئر ٹائی مین۔ ایم ڈی، سیکریٹری، جیک کراس۔ ایم ڈی ڈائریکٹرز: گستاف سوانسن، ڈان موڈی، ٹرینٹ گڈریج۔

مریسا نے بریف کیس کھول کر پروفیشنل لیب کے پارٹنرز کی فہرست نکالی۔ فہرست میں وہی نام تھے جو فرینک نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھے تھے۔

☆☆☆

مریسا AMA کی بلڈنگ سے نکلی تو اس کا ذہن چکرا رہا تھا۔ نیا انکشاف، نئے سوالات الٹرا اسٹرز روبیٹو، فزیشن ایکشن کانگریس جیسا ادارہ پروفیشنل لیب سے کیا تال میل رکھتا ہے۔ ایک ایسی لیب جہاں انتہائی جدید اور مخصوص آلات استعمال ہو رہے تھے جن کی ضرورت مہلک وائرسوں پر تجربات کے لیے پڑتی ہے۔

پروفیشنل لیب کے کرتا دھرتا وہی نام تھے جو PAC کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تھے۔ صورتِ حال مزید پُراسرار ہو گئی تھی۔ ڈور کچھ اور الجھ گئی تھی۔

گردوپیش سے بے نیاز مریسا، خیالات میں غلطاں و پیچاں چل رہی تھی۔ اس دوران کئی افراد سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ تاہم وہ بے خبری کے عالم میں خیالات میں ڈوبی رہی۔

ایبولا نے ہر مرتبہ مخصوص پرائیویٹ گروپس میں سر اٹھایا۔ انڈیکس کیس ہر بار ایک ڈاکٹر تھا۔ جو متاثرہ پرائیویٹ گروپ سے تعلق رکھتا تھا یا اسی گروپ کے مالکان میں سے تھا۔ فرینک سے ملاقات کے بعد مریسا نئے اشارے پر غور کر رہی تھی۔ ہر انڈیکس کا نام ظاہر کرتا تھا کہ وہ باہر سے آ کر امریکا میں سیٹ ہوا تھا۔ جیسے ڈاکٹر رشتر، ڈاکٹر زبیر سکی یا ڈاکٹر الیکسی وغیرہ...

انڈیکس کیسز، ایبولا کی خون آشامی کی نذر ہونے سے قبل رہزنی کا شکار ہوئے تھے۔ صرف فونیکس کو استثنا حاصل تھا۔ مریسا کو اب بھی یقین تھا کہ فونیکس کی تباہی فوڈ کی مرہونِ منت تھی۔ ایبولا کو کسی طرح کینٹین میں کسٹرڈ کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا مگر کیسے؟

دفعتاً آنکھ کے کونے سے اس نے چارلس جورڈن شوز دیکھے۔ جورڈن شوز، مریسا کی کمزوری تھے۔ جوتے ایک دکان کے ڈسپلے میں رکھے تھے۔ شیشے کی دوسری جانب دیگر برانڈ بھی موجود تھے۔ خیالات کی غوطہ زنی ختم ہو گئی۔ وہ یکلخت رک گئی۔ اس کے عقب والا راہ گیر تقریباً ٹکرا ہی گیا تھا۔ اس نے سنبھل کر مریسا کو گھورا۔ تاہم مریسا کی توجہ اپنے پسندیدہ جوتوں کی طرف تھی۔

وہیں کھڑے کھڑے اسے خیال آیا کہ نیویارک سٹی میں بھی یقیناً کسی نجی اسپتال کا ڈاکٹر ہی انڈیکس کیس ہو گا جسے مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے لوٹ مار کی آڑ میں زخمی کیا گیا ہو گا... مریسا نے سوچا کہ اسے نیویارک جانے کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔

اس نے ہوٹل جانے کا قصد کیا اور دائیں بائیں نگاہ دوڑائی۔ اچانک خوف نے اسے گرفت میں لینا شروع کر دیا۔ تمام واقعات، اتفاقات اور انکشافات، بائی چانس نہیں تھے۔ اس پر گھر میں حملہ، ٹرانسفر... MCL میں حملہ... سب کسی گہری سازش کی نشاندہی کر رہے تھے معاً یہ خوش فہمی تحلیل ہو گئی۔ اسے احساس ہوا کہ خود اس کی زندگی شدید خطرات سے دوچار ہے۔

وہ چونکنا ہو گئی۔ ہر کوئی اسے دشمن نظر آ رہا تھا، اس کی جان کا دشمن۔ مریسا نے اطراف میں موجود افراد کو گہری نظر سے دیکھا۔ وہ اب تک اپنی ذات کے تحفظ کو بھلائے بیٹھی تھی۔

اس نے بیس فٹ کے فاصلے پر ایک آدمی کو ونڈو شاپنگ کرتے دیکھا۔ مریسا کو لگا کہ وہ اس کے تعاقب میں ہے۔ اسے رکتا دیکھ کر خود بھی ونڈو کے ساتھ رک گیا ہے۔ مریسا نے شک دور کرنے کے لیے سڑک کراس کی۔ اسے خدشہ تھا کہ وہ بھی پیچھے آئے گا۔ تاہم ایسا نہیں ہوا۔ مریسا ایک کافی شاپ میں داخل ہو گئی۔ چائے کا آرڈر دے کر اس نے خود کو پُرسکون کرنے کی سعی کی۔ اس نے کھڑکی کے

قریب والی ٹیبل منتخب کی تھی۔ جس آدمی پر اسے شک ہوا تھا، وہ کیب پکڑ کر روانہ ہوچکا تھا۔

مریسا اب بھی شیشے کے پار جائزہ لے رہی تھی۔ شاید اس کی چھٹی حس نے خطرے کا اعلان کر دیا تھا یا اس کا وہم تھا۔ مریسا نے چائے کا کپ اٹھایا۔ لیکن کپ کو ہونٹوں تک پہنچنا نصیب نہیں ہوا۔ کپ والا ہاتھ خلا میں معلق رہ گیا۔ وہ حلیے سے بزنس مین لگ رہا تھا۔ ہاتھ میں بریف کیس تھا۔ دوسرا ہاتھ کہنی کے جوڑ سے آگے متواتر ایک غیر فطری زاویے پر مڑا ہوا تھا۔

مریسا کا دل بہت زور سے دھڑکا۔ پلک جھپکتے ہی وہ اپنے گھر پہنچ گئی۔ جہاں اس پر حملہ ہوا تھا۔ وہ شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔ بریف کیس کے بارے میں ٹیڈ نے بتایا تھا۔ بلاشبہ یہ وہی حملہ آور تھا۔ مریسا کا ہاتھ خفیف سا کانپا۔ اس نے کپ نیچے رکھ دیا۔

اس نے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں کرلیا۔ اس نے امید کی کہ یہ اس کی تخیلاتی پرچھائیاں ہیں۔ مریسا نے اپنی آنکھیں مسلیں۔ ایک منٹ بعد اس نے سانس روک کر شیشے سے باہر جھانکا۔ بریف کیس والا غائب تھا۔

مریسا نے چائے ختم کی اور باہر آگئی۔ وہ نروس ہو چکی تھی بار بار سمت تبدیل کر رہی تھی۔ اس کا اپنا بریف کیس وقتاً فوقتاً ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہو رہا تھا۔ وہ خود کو شانے پر سے عقب میں جھانکنے سے نہ روک سکی۔ وہی آدمی اس کی طرف آرہا تھا۔ مریسا لرز اٹھی۔ اس نے سراسیمگی کے عالم میں سمت بدل کر سڑک پار کی اور کن انکھیوں سے دیکھا۔ مصنوعی ہاتھ والا بھی سڑک عبور کر رہا تھا۔

مریسا کا خوف اور بدحواسی بڑھ رہی تھی۔ وہ پتا نہیں کس طرف نکل آئی تھی۔ شاید لوکل اسٹیشن تھا۔ اس کے قریب ٹرین کا سلائڈنگ ڈور کھلا۔ وہ اندھا دھند اندر داخل ہوگئی۔ اسے یہی سمجھ آیا کہ وہ ہجوم میں رہے۔ مضطرب دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔

مریسا، مسافروں میں راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ وہ آگے بڑھتی ہوئی دوسری کار میں چلی گئی تھی۔ اچانک اس کے پیر جیسے برف کے ہوگئے۔ وہی آدمی کچھ فاصلے پر موجود تھا۔

اس مرتبہ مریسا نے اس کی شکل نمایاں طور سے دیکھ لی۔ اس کا چہرہ اس کی مجرمانہ فطرت کا عکاس تھا۔ وہ دروازے کے قریب ہوگئی۔ اس کا ارادہ تھا کہ جاسوسی فلموں کے مانند آخری لمحات میں ٹرین چھوڑ دے گی۔ تاہم اسے اپنے فلمی منصوبے پر عمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ٹرین نے معمولی جھٹکا لیا اور روانہ ہوگئی۔ مریسا نے سنبھلنے کے لیے قریبی پول پر ہاتھ ڈال دیا۔ کھڑے ہوئے مسافروں میں لہر سی پیدا ہوئی اور مصنوعی ہاتھ والا نظر سے اوجھل ہوگیا۔

مریسا نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ سینے میں دل بری طرح اچھلا۔ وہ بہت قریب تھا۔ اس کا صحیح ہاتھ اسی پول پر تھا۔ مریسا نے بدک کر ہاتھ واپس یوں کھینچا جیسے پول میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ مریسا نے اسے پول چھوڑ کر کھانستے دیکھا۔ اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں گیا۔

مریسا کے اعصاب جواب دے گئے۔ خوف و دہشت سے زیر بار اس نے چیخنا شروع کر دیا۔ اس نے ہجوم میں سے نکلنا چاہا لیکن ناکام رہی۔ چیخوں نے دم توڑ دیا۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ بیشتر مسافر مریسا کو گھور رہے تھے۔

مریسا کا دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ریل کار میں موجود ایک پولیس افسر مسافروں کو چیرتا ہوا وہاں آن دھمکا۔ یقیناً اس نے مریسا کی چیخیں سن لی تھیں۔

''کیا، تم ٹھیک ہو؟'' افسر نے بلند آواز میں سوال کیا۔

''یہ آدمی میرا پیچھا کر رہا ہے۔'' مریسا نے اشارے سے بتایا۔

پولیس افسر نے کاروباری ملبوس میں بریف کیس والے کو دیکھا۔

''کیا خاتون ٹھیک کہہ رہی ہے؟'' اس نے پوچھا۔

اس آدمی نے نفی میں سر ہلایا۔ ''میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پتا نہیں کیا مسئلہ ہے؟''

''کیا تم شکایت لکھواؤ گی؟'' افسر نے مریسا کی طرف دیکھا۔

ٹرین پھر آہستہ ہو رہی تھی۔ ''نہیں۔'' وہ بولی۔ ''یہ مجھ سے دور رہے تو مجھے شکایت لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اگر لیڈی پریشان ہیں تو میں خوشی سے اتر جاتا ہوں۔'' اس آدمی نے پیشکش کی۔ ٹرین رک رہی تھی۔ افسر نے مریسا کو دیکھا۔

''ہاں، میں بہتر محسوس کروں گی۔'' مریسا نے کہا۔

کچھ اور لوگ بھی اتر رہے تھے۔ وہ آدمی بھی شانے

اچکا کر اُتر گیا۔

''ٹھیک ہے؟''پولیس افسر نے استفسار کیا۔

''ہاں، تمہارا شکریہ۔'' مریسا کی جان میں جان آئی۔ چند منٹ بعد ٹرین پھر چل پڑی۔

اگلی بار ٹرین رکی تو مریسا بھی اُتر گئی۔ کیب ہائر کر کے اس نے ہوٹل پامز ہاؤس کا نام لیا اور سیٹ سے ٹیک لگا کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس نے خود کو نہ سنبھالا اور اسی طرح خوف و دہشت کا شکار رہی تو جلد ہی ماری جائے گی۔ وہ بہت آگے بڑھ چکی تھی۔ واپسی کی گنجائش نہیں تھی۔ نہ وہ پسپائی اختیار کرنا چاہتی تھی۔ اس کا اثاثہ دماغ تھا۔ اسے دماغ حاضر رکھنا تھا۔

ہوٹل پہنچتے ہی اس نے کمرے کا رخ کیا۔ شکاگو میں کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے اس نے غلطی کی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ یہاں بھی اصل نام استعمال نہ کرتی اور ادائیگی بھی کیش کی شکل میں کرنی چاہیے تھی۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے پرس اور بریف کیس ڈیسک پر رکھا اور واش روم کی طرف چلی۔ آنکھ کے کونے سے اس نے اجنبی حرکت محسوس کی اور اضطراری طور پر غوطہ لگایا۔ اس کے باوجود اس کے شانے پر پڑنے والی ضرب نے اسے زمین بوس کر دیا۔ وہ جڑواں بستروں کے قریب جا گری۔

موجودہ صورتِ حال، ٹرین سے زیادہ بدتر تھی۔ تاہم اس نے دہشت کو حاوی نہیں ہونے دیا۔ مریسا لڑنے مرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

اس نے پھرتی سے بستر کے نیچے لوٹ لگائی۔ لیکن اس کا اسکرٹ حملہ آور کی گرفت میں آ گیا۔ اس نے مریسا کو باہر گھسیٹنا چاہا۔ مریسا نے پلٹ کر دیوانہ وار لاتیں چلائیں۔ تھڈ کی آواز کے ساتھ کوئی دھاتی شے فلور پر گری۔

گن۔ مریسا کے ذہن میں یہی خیال آیا اور خوف کی لہر حملہ آور ہوئی۔

اجنبی گری ہوئی گن کی طرف متوجہ ہوا۔ اس دوران مریسا کروٹیں بدلتی ہوئی دوسرے بیڈ کے نیچے چلی گئی جو دروازے سے قریب تھا۔

حملہ آور نے پہلے بیڈ کے نیچے دیکھا۔ پھر تیزی سے گھوم کر دوسرے بیڈ کی طرف آیا۔ مریسا کو پکڑنے کے لیے اسے گھٹنوں کے بل بیٹھنا پڑا۔ وہ مزید جھکا۔ اس کے بڑے سے پنجے نے مریسا کی ٹانگ ٹخنے سے پکڑ لی۔ بے ساختہ مریسا چلا اٹھی۔ اس روز وہ دوسرا موقع تھا جب اس نے شور مچایا۔

شکار اور شکاری کے مابین رسّاکشی جاری تھی۔ شکاری نے غراتے ہوئے گن بستر پر چھوڑی اور مریسا لات چلا کر دوبارہ پہلے والے بستر کے نیچے چلی گئی۔ وہ رکی نہیں بلکہ باہر نکل کر دروازے کی طرف لپکی۔ حملہ آور بستر کے اوپر تھا۔ مریسا دروازہ کھول چکی تھی۔ جب وہ چھلانگ مار کر آیا اور شکار کے بال پکڑ لیے۔ وحشیانہ انداز میں مریسا کو گھما کر واپس اندر پھینکا۔ وہ وال مرر سے ٹکرا کر گری۔ شیشہ بھی چکنا چور ہو گیا۔ وہ ٹرین والے کو پہچان چکی تھی۔ سر جھٹک کر اس نے دھندلی نظر صاف کی۔

حملہ آور نے دائیں بائیں دروازے سے باہر دیکھا اور دروازہ بند کر دیا۔ مریسا اٹھ کر واش روم کی طرف بھاگی۔ وہ بستر پر پڑی گن اٹھانا نہیں بھولی تھی۔

وہ اندر گھس کے دروازہ تقریباً بند ہی کر چکی تھی۔ جب حملہ آور بیرونی دروازہ بند کر کے باتھ روم کے دروازے تک پہنچ گیا۔ مریسا نے ایک ٹانگ کموڈ پر جما کر پوری طاقت سے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ حملہ آور نے مصنوعی بازو پھنسا کر دروازہ بند ہونے سے روکا۔ کہنی کے جوڑ سے آگے اس کا ہاتھ غیر قدرتی انداز میں حرکت کر رہا تھا۔ تندرست ہاتھ سے زور لگاتے ہوئے اس نے اپنا نیم معذور ہاتھ شانے تک اندر گھسیٹر دیا۔ زور کے پیچھے اس کے جسم کی طاقت بھی تھی۔ دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

دروازہ بند کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ مریسا اس کی قوت کے آگے کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ زندگی اور موت کا کھیل ہے جس میں دشمن کا پلہ بہت بھاری تھا۔ ڈو اور ڈائی کے تحت اس نے ہاتھ میں موجود گن کو دیکھا اور اس کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ متغیر ہو گیا۔ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

اس کے ہاتھ میں گن نہیں تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے انوکھے ہتھیار کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ویکسی نیشن گن تھی۔

دروازہ لحہ بہ لحہ کھلتا جا رہا تھا۔

مریسا کے ذہن میں شرارہ سا لپکا۔ وہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ اس کے ہاتھ میں درحقیقت کیا چیز ہے اور حملہ آور اس کے ساتھ کیا کرنے جا رہا تھا۔ حقیقت کا ادراک ہوتے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔

حملہ آور کسی بھی وقت اندر گھسنے والا تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ بھی اندر آ گیا تھا۔ مریسا نے شدید نفرت کے عالم میں اندھا دھند ویکسی نیشن گن اس کے صحت مند بازو پر رکھی اور دباتی چلی گئی۔ چیخ بلند ہوئی مگر اس مرتبہ آواز مردانہ تھی۔ آنا

فاباً دروازے پر سے دباؤ ختم ہوا اور دونوں ہاتھ بھی غائب ہوگئے۔

مریسا ہانپ رہی تھی۔ بھاگتے قدموں کی آواز آئی۔ کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا، حملہ آور افراتفری میں دوڑتا ہوا نکل گیا۔

مریسا لڑکھڑاتی ہوئی بستر تک آئی۔ فضا میں فینولک ڈس انفیکٹ کی مخصوص بو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ اسے رتی بھر شبہ نہیں تھا کہ وہ ویکسی نیشن گن کے ذریعے حملہ آور کے خون میں ایبولا منتقل کر چکی ہے۔ وہ مریسا کو گولی مارنے کے لیے پیچھے نہیں لگا ہوا تھا بلکہ اسے ایبولا کے حوالے کرنے آیا تھا۔ مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دہشت نے پھر اسے جکڑنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے ہی قاتل کے جسم میں ہولناک وائرس منتقل کر چکی تھی۔ یعنی وہ اب ایک قاتل تھی۔ بلکہ ایبولا کی ایک اور وبا پھیلنے کے امکانات روشن ہوگئے تھے۔

قاتل کے اس طرح اچانک فرار نے مریسا کے تمام اندازوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔

"سنبھالو خود کو اور نکلو یہاں سے۔" ذہن نے آواز دی۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ویکسی نیشن گن کو نہایت احتیاط سے ایک پلاسٹک بیگ میں منتقل کیا۔ ویسٹ باسکٹ میں اسے ایک اور پلاسٹک بیگ مل گیا۔ دوسرا بیگ اس نے پہلے والے پلاسٹک بیگ پر چڑھا کر اچھی طرح بند کر دیا۔ وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔ پولیس کو کال کرے یا نہ کرے۔ نہیں معاملہ الجھ جائے گا۔ پولیس کیا کرے گی؟ وہ لوگ الٹا اسے پکڑ کر اٹلانٹا پولیس کے حوالے کر دیں گے۔

مریسا نے ضروری اشیا سمیٹیں۔ پلاسٹک بیگ اٹھایا پھر دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازے سے جھولتی تختی کو پلٹ دیا۔ اب تختی پر "ڈونٹ ڈسٹرب" لکھا نظر آ رہا تھا۔

وہ نارمل انداز میں ہاؤس کیپنگ کی طرف چل دی۔ وہاں ایک خاتون مصروف کار تھی۔ وہ بھی چند منٹ بعد چلی گئی۔ مریسا کو وہاں اپنے مطلب کی چیز تو نہ ملی۔ تاہم لائی سول (Lysol) کی ایک بوتل ہاتھ آ گئی۔ اس نے پلاسٹک بیگ کو لائی سول کی مدد سے اچھی طرح ڈس انفیکٹ کیا۔ بعدازاں اسی محلول سے اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ احتیاطی تدابیر کے طور پر فی الحال وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

مریسا لابی میں نکل آئی۔ یہاں دیگر مہمانوں کی موجودگی میں وہ خود کو بہتر اور محفوظ خیال کر رہی تھی۔ تاہم اس کی اندرونی حالت ازحد ابتر تھی۔

پہلا کام اس نے یہ کیا کہ الینوائے اسٹیٹ اپی ڈمیالوجسٹ کا نمبر ملایا۔ تعارف کرائے بغیر اس نے مختصر بات کی۔ "پامز ہاؤس، شکاگو کا روم نمبر 2410، میں ایبولا کا خطرہ ہے۔" جواب سنے بغیر اس نے فون بند کر دیا۔

اب مریسا نے ٹیڈ کا نمبر ملایا۔ مریسا کی آواز میں ہسٹریائی کیفیت محسوس کر کے، ٹیڈ کی سرد مہری ہوا ہوگئی۔

"کیا ہنگامہ آرائی ہے؟ مریسا تم ٹھیک تو ہو؟"

"تمہیں میرے دو کام کرنے ہیں۔" مریسا نے اس کے سوالات نظر انداز کر دیے۔ "اگرچہ میں نے تمہیں بہت پریشان کیا ہے لیکن میں قسم کھاتی ہوں کہ یہ میری آخری درخواست ہے۔ میرے پاس اور کوئی چوائس نہیں ہے۔ لاس اینجلس کی وبا کے متعلق، کنویلنٹ سیرم کی ایک وائل فوراً چاہیے۔ تم کوریئر سروس سے روانہ کر سکتے ہو۔ کیرول بریڈ فورڈ کے نام پر بھیجنا، جو نیویارک کے پلازا ہوٹل میں مقیم ہے۔"

"وہ کون ہے؟"

"پلیز، میرے پاس وقت بہت کم ہے۔" مریسا کی آواز بھرا گئی۔ "دوسرا احسان یہ کرو، میں ایک پارسل تمہیں بھیج رہی ہوں۔ پلیز، اس کو کھولنا مت۔ اسے MCL میں لے جا کر چھپا دینا۔"

"صرف اتنا ہی کرنا ہے؟"

"ہاں، کیا تم مدد کرو گے؟"

"او کے، میں یہ کر سکتا ہوں۔"

"میں چند روز میں رابطہ کروں گی اور سب بتا دوں گی۔"

"تم ٹھیک ہو؟" ٹیڈ کی آواز میں تشویش تھی۔

"پتا نہیں پھر کال کروں گی۔"

مریسا نے تیسرا نمبر ملایا۔ وہ ہوٹل پلازا میں کیرول بریڈ فورڈ کے نام سے کمرا ریزرو کروا رہی تھی۔ کیرول، کالج کے زمانے میں مریسا کی روم میٹ رہ چکی تھی۔ اٹلانٹا سے شکاگو آتے وقت بھی مریسا نے یہی نام استعمال کیا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے لابی میں موجود افراد کا بغور جائزہ لیا۔

اس نے یہاں کریڈٹ کارڈ استعمال کیا تھا۔ لہٰذا اُسے رسمی انداز میں چیک آؤٹ کرنے کی ضرورت نہیں

تھی۔

وہ ہوٹل سے نکل کر فیڈرل ایکسپریس کے دفتر پہنچ گئی۔ وہاں اس نے بتایا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے اور ایک اہم ویکسی نیشن... اسے اٹلانٹا روانہ کرنی ہے۔ عملے نے اس کی مدد کی۔ پلاسٹک بیگ کو مضبوط دھاتی باکس میں محفوظ کر دیا گیا۔ مریسا نے ٹیڈ کا پتا لکھوایا اور ادائیگی کر کے باہر آ گئی۔ کیب کے ذریعے وہ ائرپورٹ کی طرف روانہ ہوگئی۔

بیک سیٹ پر وہ بیماری کی مخصوص و ممکنہ علامات کو پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایبولا سے اتنا قریبی ٹاکرا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اسے امید تھی کہ اگر خدانخواستہ مرض کی کوئی علامت ظاہر ہونے سے پیشتر وہ ٹیڈ کا بھیجا ہوا سیرم استعمال کر لیتی ہے تو رہے سہے خدشات ختم ہو جائیں گے۔

ائرپورٹ تک پہنچنے میں ابھی دیر تھی۔ مریسا نے گہری گہری سانسیں لے کر پشت سے ٹیک لگا دی۔ دماغ کو ٹھنڈا رکھتے ہوئے اس نے نئے سرے سے حالات کا تجزیہ کیا۔

یہ امر یقینی تھا کہ وہ سازشی عناصر کے بہت قریب ہے۔ اتنے قریب کہ وہ اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ دوسری چیز، اسے ایک ٹھوس ثبوت ہاتھ لگ چکا تھا۔ تیسرے، انڈیکس کیسز پر رہزنی کے دوران اسی قسم کی گن استعمال کی جاتی رہی تھی۔ مریسا کے نزدیک APC کا کردار مشکوک نہیں رہا تھا بلکہ بھیانک ''سازش'' میں APC مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔

مصنوعی ہاتھ والے کو کیسے علم ہوا کہ وہ شکاگو میں ہے؟ یہ ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جو سی ڈی سی اٹلانٹا کی MCL میں مریسا کو قتل کرنے آیا تھا۔ دونوں سوالات کے جوابات کے لیے مریسا کا ذہن ٹیڈ کی طرف جا رہا تھا۔ ٹیڈ پر شک کرنا اس کے لیے ایک دشوار مرحلہ تھا۔ تاہم منطقی سوچ و بچار... بار بار ٹیڈ کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ ٹیڈ کو گمشدہ کارڈ کا پتا چلا ہوگا تو لازمی اس نے نورس کو فون کیا ہوگا۔ وہ بھی جانتا تھا کہ مریسا فوراً اسی رات MCL میں جانا چاہتی تھی اگر ٹیڈ نے ایسا کیا تو ممکن ہے اس نے اپنے ہاتھ صاف رکھنے کی کوشش کی ہو لیکن دونوں حملہ آور اسی رات MCL میں کیونکر وارد ہوئے؟ ٹیڈ یہ بھی جانتا تھا کہ مریسا شکاگو جا رہی ہے۔ تاہم یہ ممکن نہیں تھا کہ ٹیڈ اس کے پیچھے قاتلوں کو لگا دیتا۔ نہ ہی نورس سے یہ توقع کی جا سکتی تھی۔

مریسا کا ذہن قلابازی کھانے لگا۔ اسے ایک ہی خیال ستا رہا تھا کہ ایبولا گن اسے اپنی ملکیت میں رکھنی چاہیے تھی۔ کیب ائرپورٹ پہنچ چکی تھی۔

مریسا ٹکٹ خرید کر بغیر کسی پریشانی کے سیکیورٹی سے گزر گئی۔ دورانِ انتظار اس نے رالف کو فون کیا۔ وہ وکیل کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔

رابطہ ہونے پر مریسا کے ہیلو کہنے سے پہلے ہی رالف بول اٹھا۔ ''امید ہے کہ تم اٹلانٹا واپس آ گئی ہو۔''

''جلد پہنچوں گی۔'' مریسا نے یقین دہانی کروائی۔

''شکاگو میں امریکن ٹرمینل پر ہوں نیویارک جانا ہے۔ وہاں سے اٹلانٹا پہنچوں گی۔ وکیل کے بارے میں کچھ بتاؤ؟''

''میں نے چھان بین کے بعد ایک بندوبست کیا ہے۔'' رالف نے بتایا۔ ''اس کا نام مک کوئن لن ہے۔ کافی تیز بندہ ہے وہ سنبھال لے گا۔''

''تم سے یہی امید ہے، شکریہ رالف۔''

''مریسا، میں فکرمند ہوں آخر تم یہ بھاگ دوڑ ختم کر کے واپس اٹلانٹا کیوں نہیں آ جاتیں؟ تم از کم یہاں تم اکیلی نہیں ہوگی۔''

''وعدہ کرتی ہوں جلدی واپس آؤں گی۔''

''پلیز واپس آ جاؤ۔''

''رالف، بس چند روز اور۔'' مریسا نے درخواست کی۔

''اوکے ڈیئر۔'' وہ بولا۔ ''اپنا خیال رکھنا۔''

''تھینکس۔'' مریسا نے فون بند کر دیا۔

فون بند کرنے کے بعد بھی مریسا کا ہاتھ ریسیور پر تھا۔ رالف سے بات کر کے وہ ہمیشہ بہتر محسوس کرتی تھی۔ ایک اچھے دوست کی رفاقت کا احساس فزوں تر ہو جاتا تھا۔

☆☆☆

فضائی سفر کے دوران میں مریسا کی ملاقات ڈینی نامی شخص سے ہوئی، وہ ایک باتونی شخص تھا اور شکاگو سے ہی سوار ہوا تھا۔ اس کی بہن ہوائی میں ڈاکٹر تھی۔

تاہم مثبت تاثر لینے کے باوجود مریسا نے اسے اپنا اصل نام بتانے کی غلطی نہیں کی۔ نیویارک پہنچنے پر دونوں کی راہیں جدا ہوگئیں۔

بکنگ کے باوجود کیرول کے نام سے مریسا نے پلازا ہوٹل کا رخ نہیں کیا۔ اس کے بجائے اس نے پلازا ہوٹل کے قریب ایسکس ہاؤس میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں اس نے اپنی ہائی اسکول کی سہیلی لزا کینڈرک کا نام استعمال کیا تھا۔

☆☆☆

جارج، ایوی رینٹ اے کار کے کاؤنٹر پر کھڑا تھا وہ لگیج ایریا میں موجود مسافروں پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ جارج کو ہائر کرنے والوں نے اسے مینڈک کا نک نیم دے رکھا تھا۔ مینڈک کی عرفیت کا تعلق اس کی ظاہری شخصیت سے نہیں بلکہ اس کے بے مثال صبر کی خوبی سے تھا۔ وہ اپنا کام غیر معمولی صبر و سکون کے ساتھ سرانجام دینے کا عادی تھا۔ بالکل مینڈک کی طرح۔ جو گھنٹوں شکار کے قریب آنے کے انتظار میں خاموش اور ساکن ایک ہی حالت میں بیٹھا رہتا ہے۔

لیکن جارج کو ائرپورٹ پر اپنی خاص صفت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ وہاں تھوڑی دیر کے لیے آیا تھا۔ اطلاع کے مطابق لڑکی کی فلائٹ شکاگو سے پانچ یا چھ بجے وہاں پہنچ جانی تھی۔ پانچ بجے والی فلائٹ پہنچ چکی تھی۔

جارج کو معمولی الجھن درپیش تھی لڑکی کا جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ مبہم تھا۔ عمر تقریباً تیس سال، خوب صورت، چھوٹا قد، گہرے بھورے بال۔

عموماً جارج کے پاس ہدف کی تصویر ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ تصویر حاصل کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔ معاً کاؤنٹر سے کہنی اٹھا کر وہ سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس نے لڑکی کو دیکھ لیا تھا، لڑکی سوٹ کیس کھینچ رہی تھی۔

☆☆☆

چھوٹے قدموں کے ساتھ جارج اس قطار کی جانب چل دیا جو کیب کے حصول کے لیے آنے والے مسافر بنا رہے تھے۔ وہ مزید تصدیق کے لیے لڑکی کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔

''خوب صورت'' کا لفظ اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ لڑکی نمایاں طور پر حسین تھی۔ قد پانچ فٹ تھا شاید ایک آدھ انچ زیادہ رہا ہو۔ بالوں کی رنگت بھی حلیے کے مطابق تھی۔

جارج حیران تھا کہ اس نازک حسین گڑیا نے شکاگو کے ہوٹل میں پال جیسے تجربہ کار اور جاندار بندے کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جارج کے ذہن میں خیال آیا کہ شاید لڑکی مارشل آرٹ کی ماہر ہے کوئی کنگ فو اسٹار ٹائپ کی چیز ہے۔ جارج، شکاگو کے ہوٹل میں ہونے والے ڈرامے کی جزئیات سے بے خبر تھا۔

کیب اسٹینڈ کے مخالف سمت ایک اور کیب کھڑی تھی۔ جارج سڑک پار کر کے اس کیب میں جا بیٹھا۔

''دیکھ لیا اسے؟'' کیب ڈرائیور نے گردن گھما کر جارج کو دیکھا۔

''جیک گاڑی اسٹارٹ رکھو۔'' جارج نے جواب دینے کے بجائے حکم جاری کیا۔ وہ دونوں چار سال سے ایک کے لیے کام کر رہے تھے اور اب تک کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ جارج نے ہی پرائیویٹ کار کے بجائے کیب کو ترجیح دی تھی۔

''وہ دیکھو لڑکی کیب میں بیٹھ رہی ہے۔'' جارج نے اشارے سے نشان دہی کی۔ ''اس کی کیب کی چھت پر ڈینٹ پڑا ہے۔ تعاقب آسان رہے گا۔ اسے آگے نکلنے دو۔''

جیک، جارج کی ہدایات کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ چالیس منٹ کے کامیاب تعاقب کے بعد لڑکی کی کیب ایسکس ہاؤس کے سامنے رکی۔ جیک نے ہوٹل سے پچاس فٹ دور اپنی کیب روک لی۔

''ہونہہ، وہ کہاں ٹھہری ہے، یہ تو معلوم ہوگیا۔'' جیک نے کہا۔

''مجھے تصدیق کرنے دو۔'' جارج بولا۔ ''رجسٹریشن دیکھ کر واپس آتا ہوں۔'' وہ کیب سے اتر گیا۔

☆☆☆

ہوٹل پامز ہاؤس میں جو کچھ ہوا، اسے اتنی جلدی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ مریسا پُرسکون نیند لینے سے قاصر رہی۔ وہ اب کبھی کسی ہوٹل میں اطمینان سے نہیں رہ سکے گی۔ پامز ہاؤس میں قاتلانہ حملہ ایک بھیانک خواب کے مانند اس کی یادداشت میں محفوظ ہوگیا تھا۔

ہر آہٹ، ہر کھٹکا اس کے خوف اور خدشات کو بیدار کر دیتا تھا۔ ایبولا کے مرض کی علامتوں کا خوف بھی گاہے بگاہے مریسا کے ذہن میں سر اٹھاتا۔ رات میں اس نے کئی مرتبہ اپنا ٹمپریچر چیک کیا۔ کچی پکی نیند کے بعد وہ صبح بیدار ہوئی تو اسے پھر بخار کا خیال آیا، اس نے نبض چیک کی۔

مریسا نے واش روم سے نکل کر ناشتے کا آرڈر دیا۔ ناشتے کے ساتھ نیویارک ٹائمز کی اعزازی کاپی بھی موجود تھی۔

فرنٹ پیج پر ایبولا سے متعلق آرٹیکل تھا۔ نیویارک میں مریضوں کی تعداد گیارہ تک بڑھ گئی تھی۔ ایک مریض چل بسا تھا جس کا نام گریش مہتا تھا۔ وہی پہلا مریض تھا اور متاثرہ اسپتال میں ڈاکٹر تھا۔ جبکہ پنسلوینیا میں چھتیس مریض تھے، سترہ اموات ہو چکی تھیں۔

مریسا نے دس بجے کے بعد سے وقتاً فوقتاً پلازا ہوٹل فون کرنا شروع کیا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ کیرول کے نام پر اٹلانٹا سے کوئی پارسل موصول ہوا یا نہیں۔

گیارہ بجے کے بعد اسے اپنی مطلوبہ خبر مل گئی اور مریسا نے ایسکس ہاؤس سے نکلنے کی تیاری شروع کر دی۔ ٹیڈ کے لیے اس کے دماغ میں شک بیٹھ چکا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ٹیڈ نے سیرم بھیجا ہے یا پارسل خالی ہے؟

شک کو یقین میں بدلنے کے لیے یا شک کو مٹانے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیے۔ مریسا کا ذہن صاف نہیں تھا۔ اسے چانس لینا ہی تھا مخصوص سیرم اس کی ضرورت تھی۔ اس نے صرف پرس ساتھ لیا اور محفوظ طریقہ کار سوچتی ہوئی باہر نکلی۔ اسے یہی سمجھ آیا کہ کیب استعمال کرے اور خود کو پبلک کے درمیان رکھے۔

☆☆☆

جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بظاہر اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس قسم کی سچویشن اس کی پسندیدہ تھی۔ مینڈک کے مانند سکون سے شکار کا انتظار کرو۔ کافی کے ساتھ وہ صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لڑکی تمام دن بھی کمرے میں بند رہتی، تب بھی وہ مینڈک کی طرح صبر سے صرف انتظار کرتا۔ یہی اس کی سب سے نمایاں خوبی تھی۔

ہاؤس ڈیٹیکٹیو کی جانب سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کا اندیشہ نہیں تھا۔ اس کا معزز انداز و حلیہ ہی ایسا تھا۔ جارج نے ارمانی کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ پاؤں میں مگرمچھ کی کھال سے بنے بیش قیمت جوتے تھے۔ کلائی پر رولیکس چمک رہی تھی۔

بارہ بجے کے قریب اس نے اپنے ہدف کو ایلیویٹر سے نکلتے دیکھا۔ وہ اس رخ پر بیٹھا تھا کہ بہ آسانی نظر میں آئے بغیر گھومتے ہوئے شیشے کے دروازے سے باہر نکل جائے۔ وہ جوگنگ کے انداز میں جیک کی کیب تک پہنچا۔ وہ کیب میں بیٹھا تو جیک نے لڑکی کو ہوٹل سے نکلتے دیکھا۔

''بیوٹی۔'' جیک بڑبڑایا۔ جارج کو دیکھتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی تھی۔ کیب کی عقبی نشست پر بھی کوئی شخص براجمان تھا۔

''تمہیں یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر مریسا بلوم ہے؟'' عقبی نشست سے استفسار کیا گیا۔ اس کا نام الفانسے ہک مین تھا۔ بیشتر شناسا اسے ''ایل'' بولتے تھے۔ وہ مشرقی جرمنی میں پلا بڑھا تھا۔ آنکھیں نیلے رنگ کی اور بال بھورے تھے۔ وہ اپنی عمر سے کم دکھائی دیتا تھا۔ چہرہ نوجوانوں کے جیسا تھا۔

''حلیے اور دیگر اطلاعات کے مطابق وہی ہے۔'' جارج نے ایل کے سوال کا جواب دیا۔ ''تاہم ہوٹل میں نام اس نے لزا کینڈرک لکھوایا ہے۔''

''وہ بہت ہوشیار ہے یا پھر بہت خوش قسمت۔'' ایل نے تبصرہ کیا۔ ''ہمیں بہت احتیاط کرنی ہے۔ ہیبر لنگ کے مطابق یہ گڑیا نما لڑکی سارا معاملہ چوپٹ کر سکتی ہے اور میں ہیبر لنگ کے سامنے کوئی بُری خبر لے کر نہیں جانا چاہتا اسی لیے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔''

مریسا کی کیب مشرق کی سمت جا رہی تھی۔ جیک دو گاڑیوں کو درمیان میں رکھ کر تعاقب کر رہا تھا۔

☆☆☆

ڈرائیور منتظر تھا، جبکہ مریسا گھوم کر ایسکس ہاؤس کے داخلی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے ڈرائیور کو پلازا ہوٹل کے بارے میں بتایا۔

پلازا ہوٹل پہنچ کر مریسا نے ہدایت دی۔ ''تم یہیں رکو گے، میں چند منٹ میں واپس آتی ہوں۔ یہ پانچ ڈالر اضافی رکھو۔''

کیب، ہوٹل کے دروازے سے تیس فٹ کے فاصلے پر تھی۔ مریسا جب تک ہوٹل میں داخل نہیں ہوگئی، ہر قدم پر اسے دھڑکا لگا رہا۔

ہوٹل میں آ کر اس نے لابی کراس نہیں کی بلکہ جیولری ڈسپلے کے سامنے رُک گئی۔ زیورات دیکھنے کے بہانے وہ شیشے کے عکس میں جائزہ لے رہی تھی۔ کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

بے قابو دھڑکنوں کے ساتھ لابی کراس کر کے وہ فرنٹ آفس پر پہنچی۔

پارسل کی درخواست پر جب اس کی شناخت طلب کی گئی تو مریسا کو ہوش آیا۔ وہ کنفیوز ہوگئی۔ اس نے وقتی طور پر معذرت کی۔ کاؤنٹر کی دوسری جانب کئی لڑکے لڑکیاں تھیں۔ مریسا کے سامنے لڑکی تھی۔

''کوئی بات نہیں، آپ اپنے کمرے کی چابی دے دیجیے۔'' لڑکی شائستگی سے مسکرائی۔

''اوہ، میں نے ابھی چیک اِن نہیں کیا ہے۔ مجھے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔''

''آپ پہلے چیک اِن ہو جائیے۔ میں بھی مجبور ہوں۔ آپ سمجھ سکتی ہیں یہ ذمے داری کی بات ہے۔'' لڑکی نے کہا۔

''او کے، کیوں نہیں۔'' مریسا نے مسکرانے کی کوشش

کی۔ تاہم اس کا اعتماد متزلزل ہو گیا تھا۔

مریسا رجسٹریشن ڈیسک کی طرف چلی گئی۔ وہ کریڈٹ کارڈ استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پروسیس اسے کچھ پیچیدہ لگا۔ بہر حال جیسے تیسے نمٹا کر اس نے ہدایت کے بموجب کیش جمع کرایا۔

بالآخر کمرے کی چابی حاصل کر کے وہ اسی لڑکی کے پاس واپس آئی۔ چند منٹ بعد فیڈرل ایکسپریس کا پارسل اس کی تحویل میں تھا۔ وہ ایلیویٹر کی جانب چل پڑی۔ پھر وہاں سے رخ اس نے باہر کی جانب موڑ دیا۔ چلتے چلتے اس نے پارسل کا ریپر پھاڑ کے ٹریش کین کی نذر کیا۔ پیکٹ سے سیرم کی وائل نکال کر جیب میں رکھ لی۔ وہ ہوٹل سے باہر نکلی تو خاصی مطمئن تھی۔

اس نے سڑک کی دونوں جانب دیکھا۔ فٹ پاتھ پر رش تھا۔ دن چڑھنے کے باعث خوب روشنی تھی۔ مریسا کی کیب اپنی جگہ موجود تھی۔ وہ تیز قدموں کے ساتھ کیب کی طرف چل دی۔ عقبی نشست کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر گردن گھما کر اطراف کا جائزہ لیا۔ آس پاس بھی افراد موجود تھے۔ اس نے کیب کا دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر بیٹھنے ہی والی تھی کہ بدن میں لہو کی گردش جیسے تھم گئی۔

مریسا سکتے کی حالت میں جھکی ہوئی اپنی جانب اٹھی گن کی نال کو گھور رہی تھی۔ وہ آدمی عقبی نشست کے ساتھ نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے بال بھورے تھے۔ اور وہ ایک دشوار حالت میں نشست کے ساتھ لیٹا تھا۔ تاہم انتظار ختم ہو گیا تھا۔ اس نے گن سیدھی رکھتے ہوئے، اٹھنے کی کوشش کی۔

بے اختیار مریسا کی ہسٹریائی چیخ فضا میں گونجی۔ وہاں رش کی وجہ سے ہلکا سا شور پھیلا ہوا تھا۔ نسوانی چیخ کے ساتھ ہی یکلخت شور، سکوت میں تبدیل ہو گیا۔ ریوالور بدست نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر اسے کچھ بولنے کا موقع نہیں ملا۔ چیخ کے ساتھ ہی مریسا کا سکتہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے کیب کا دروازہ پوری طاقت سے دوبارہ بند کر دیا۔ دھماکے کے بجائے پٹاخے جیسی آواز آئی اور کیب ڈور کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ تاہم مریسا جبلی طور پر دروازہ بند کرتے ہی پیچھے کی سمت متحرک ہو چکی تھی۔ گولی شیشے میں سے گزر کر کدھر گئی، اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔ وہ اندھا دھند اسی جانب بھاگی۔ وہ زندگی میں پہلی بار اتنا تیز بھاگی تھی۔ وہ لاعلم تھی کہ موقع ملتے ہی ڈرائیور بھی راہِ فرار اختیار کر گیا تھا۔ وہ بونٹ کی جانب سے ہوتا ہوا، مریسا کی مخالف سمت میں دوڑا تھا۔

مریسا نے بھاگتے ہوئے عقب میں دیکھا۔ حملہ آور راستہ بناتا ہوا آ رہا تھا۔ گن غالباً اس نے جیب میں رکھ لی تھی۔ پش کارٹس، پالتو کتے، بے بی کیریجز، عورتیں، مرد اور بچے... حملہ آور بھیڑ میں راستہ بناتے ہوئے مشکل میں تھا جبکہ مریسا، قد کاٹھ اور عورت ہونے کے ناتے بہتر پوزیشن میں تھی۔ وہ ہر ایک سے بے نیاز دھکم پیل کرتی نکل رہی تھی۔ تاہم گولی کا دھماکا سنائی نہیں دیا تھا اس لیے افراتفری نہیں پھیلی تھی۔ مریسا کو احساس تھا کہ وہ بھیڑ میں بھاگتے ہوئے زیادہ دیر محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ حملہ آور اکیلا ہے یا اس کے ساتھی بھی ہیں۔

وہ پلازا ہوٹل کی پارکنگ میں سے گزرتی ہوئی ایک پارک میں گھس گئی۔ جس کے مرکز میں فوارہ اچھل رہا تھا۔ اگرچہ وہ حواس باختہ ہو چکی تھی۔ تاہم اسے ادراک تھا کہ جو کچھ کرنا ہے، اسی کو کرنا ہے۔ اچانک پارک کی گرل کے دوسری طرف اسے ایک گھڑ سوار پولیس والا نظر آیا۔ وہ راستہ بناتی ہوئی گھڑ سوار کی طرف بھاگی۔ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ وہ حملہ آور کو بھی دھیان میں رکھے ہوئے تھی۔ جو پلازا کی پارکنگ میں پہنچ گیا تھا۔

پولیس والا دلکی چال کے ساتھ نکل گیا تھا۔ وہ مریسا کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ مریسا نے چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ ہر جانب نظر دوڑائی۔ حملہ آور قریب آتا جا رہا تھا۔ مریسا واپس فوارے کی جانب بھاگی اور لڑتی بھڑتی ہجوم میں گھس گئی۔ کئی احتجاجی آوازیں بلند ہوئیں۔

دفعتاً مریسا نے خود کو کئی سو افراد کے درمیان پایا۔ وہ دائرہ بنائے کھڑے تھے۔ درمیان میں جگہ خالی تھی۔ مرکز میں مضبوط اور لچکدار جسم والے تین عدد کالے پتلون بنیان میں، ریپ میوزک پر بریک ڈانس کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ مریسا کی خوف زدہ ہرنی جیسی وحشت زدہ آنکھیں تینوں سے لڑیں۔ سیاہ فام رقص کنندگان کی آنکھوں میں غصے کی جھلک تھی۔ مریسا نے ان کے شو میں مداخلت کی تھی۔

تاہم کالوں کے پسینے میں دمکتے بدن میوزک کی لہروں پر متحرک رہے۔ اس سے پہلے کہ مریسا پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ کوئی قدم اٹھاتی، حملہ آور بھیڑ میں سے نمودار ہوا۔ اسے بھی توقع نہیں تھی کہ بھیڑ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ مریسا کو کچھ نہیں سوجھا تو وہ رقص کرتے ہوئے کالوں کی طرف بھاگی۔ ڈانسرز کا ردھم ٹوٹ گیا۔ حملہ آور رکتے

رکتے بھی کالوں کے قریب آ گیا۔ مریسا اس کی دیدہ دلیری پر حیران رہ گئی۔ وہ اتنے لوگوں کے سامنے گن نکال رہا تھا۔ اس کے تاثرات اشتعال کے باعث بگڑ گئے تھے۔ کالوں کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ نفرت دکھائی دی۔

کیا وہ پاگل ہو گیا ہے؟ اس بھیڑ میں گولی چلائے گا؟ مریسا نے سوچا۔ غیر ارادی طور پر اس نے سانس روک لی۔ حملہ آور گن سیدھی کر رہا تھا۔ ہجوم میں چند عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دی۔ وہ ایک ناقابلِ یقین منظر تھا۔ سب کچھ چند سیکنڈ میں وقوع پذیر ہوا۔ ہلچل مچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایک سیاہ فام رقاص کی ماہرانہ ٹانگ چلی اور گن فضا میں قوس بناتی ہوئی ہجوم میں جا گری۔ بھیڑ کائی کے مانند چھٹی...

حملہ آور بھی کوئی دیوانہ لڑاکا تھا۔ اس نے بھی ایڑی پر گھوم کر فضا میں کک چلائی۔ رقاص نے اس کی ٹانگ بازو پر روکی، لیکن نیچے گر پڑا۔ کالوں کی ٹیم میں تین اور بھی تھے۔ جو سائڈ لائن پر ڈانس کا لطف اٹھا رہے تھے۔ تینوں عقب سے حملہ آور پر ٹوٹ پڑے۔ ایک نیچے پڑا تھا۔ باقی دو سامنے سے لپکے... خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا۔

موقع غنیمت جان کر مریسا نے بھیڑ میں ڈبکی لگائی۔ ایک منٹ کے اندر وہ پارک سے باہر تھی۔ گزرتی کیب کو اشارہ کر کے وہ اس میں سوار ہو گئی۔ روزن برگ اسپتال کا نام لے کر اس نے پلٹ کر شیشے سے باہر دیکھا۔ فوارے کے پاس ہجوم بڑھ گیا تھا۔ گھڑ سوار پولیس والا پھر نظر آ رہا تھا۔

مریسا نے گہری سانس لے کر نشست سے ٹیک لگائی اور رومال نکال کر پسینہ خشک کرنے لگی۔ رفتارِ قلب ابھی تک بے قابو تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ سب کیونکر ہوا؟ ٹیڈ کے اوپر مریسا کا شک پختہ ہو گیا۔ سیرم کے حصول کا مقصد بھی زیرو ہو گیا تھا۔ اب وہ خود کو اس کا انجکشن نہیں لگا سکتی تھی۔

ٹیڈ پر شک پختہ ہونے کے باوجود مریسا نے صدمہ محسوس کیا۔ وہ مخصوص گن بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ ایبولا کی مخصوص گن حفاظتی اقدامات کے تحت بنائی گئی ہوگی تاکہ اسے استعمال کرنے والا محفوظ رہے۔ مریسا کے لیے اس مفروضے پر یقین کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں تھا۔

اول اسے خیال آیا کہ روزن برگ کلینک نہ جائے لیکن اگر وہاں اسے اپنے مطلب کا کلیو مل گیا تو تمام شکوک رفع ہو جائیں گے۔ وہاں اس کی آمد کی کسی کو توقع بھی نہیں ہوگی۔ نہ قاتلوں کو اور نہ سی ڈی سی والوں کو۔

مریسا نے روزن برگ کلینک سے ایک بلاک دور کیب رکوالی۔ باقی راستہ اس نے پیدل طے کیا۔ یہ بھی ایک شاندار اسپتال تھا۔ باہر ایک موبائل ٹی وی وین اور متعدد پولیس اہلکار نظر آ رہے تھے۔

مریسا، حسبِ سابق سی ڈی سی کا کارڈ دکھا کر بہ سہولت نکل گئی۔ لابی میں افراتفری تھی۔ مریسا پوری طرح چوکس تھی۔ اس کی توقع کے مطابق روزن برگ غیر ملکی HMO کی فہرست میں شامل تھا۔ دوسرے سوال کا جواب حاصل کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ ''انڈیکس کیس'' ہلاک ہو چکا تھا۔

''ڈاکٹر کوٹ روم'' سے اسے ایک سفید کوٹ مل گیا۔ کوٹ پہن کر وہ واپس لابی مین آ گئی۔ معاً وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔ اس کی نظر ڈاکٹر لینی پر پڑی۔ قسمت ساتھ دے رہی تھی۔ ڈاکٹر لینی دوسری جانب مڑ گیا۔ مریسا نے اندازہ لگایا کہ وہ اسپتال سے باہر جا رہا تھا۔ وہ نروس ہو گئی۔ کہیں، نورس سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے مگر خطرہ مول لے کر وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جا سکتی تھی۔

ڈائریکٹری کی مدد سے اس نے معلوم کیا کہ پیتھالوجی ڈپارٹمنٹ چوتھی منزل پر تھا۔

☆☆☆

''میں کیا مدد کر سکتی ہوں؟''

''میں ڈاکٹر ہوں، میرا تعلق سی ڈی سی سے ہے۔'' مریسا نے سیکریٹری کو جواب دیا۔ ''سی ڈی سی کا کوئی ڈاکٹر یہاں ہے؟''

''مجھے ڈاکٹر اسٹیورٹ سے معلوم کرنا پڑے گا۔'' سیکریٹری اٹھتے ہوئے بولی۔ ''وہ یہیں آفس میں ہے۔''

اس اثنا میں خود ڈاکٹر اسٹیورٹ وہاں آ گیا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور باریش آدمی تھا۔ ''میں حاضر ہوں۔'' وہ بولا۔ ''سی ڈی سی کی ٹیم تیسری منزل پر آئسولیشن وارڈ میں ہے۔'' اس نے اطلاع فراہم کی۔

''ڈاکٹر، شاید تم میری مدد کر سکو۔'' مریسا نے کہا اور تعارف سے اجتناب برتا۔ ''ایبولا کی تباہ کاری کا آغاز لاس اینجلس سے ہوا تھا۔ اور جب سے ہی میں اس پر کام کر رہی ہوں۔ بدقسمتی سے نیویارک پہنچنے میں مجھے تاخیر ہو گئی۔ اولین مریض، یعنی ڈاکٹر مہتا، زندگی کی بازی ہار گیا ہے؟''

''ہاں، آج صبح۔''

''اگر مائنڈ نہ کرو تو کیا میں چند سوالات پوچھ سکتی

ہوں؟''

''ابھی آٹوپسی نہیں ہوئی ہے۔'' ڈاکٹر اسٹیورٹ نے کہا پھر سیکریٹری کی جانب مڑا۔ ''ہیلن! تم کرٹ کو تلاش کرو۔'' یہ کہہ کر وہ مریسا کو اپنے خوب صورت آفس میں لے آیا۔

''ڈاکٹر! یقیناً تم ڈاکٹر مہتا سے واقف ہو گے؟'' مریسا نے بالمقابل نشست سنبھالی۔

''بہت اچھی طرح۔'' اسٹیورٹ نے تاسف سے سر ہلایا۔ ''وہ ہمارا میڈیکل ڈائریکٹر تھا۔ ہمارا بہت بھاری نقصان ہوا ہے۔'' بعدازاں، اسٹیورٹ نے وضاحت کی کہ مہتا اسٹاف اور مریضوں میں کتنا مقبول تھا اور روزن برگ کی ساکھ میں اس کا کتنا بڑا ہاتھ تھا۔''

''مہتا نے طبی تعلیم کہاں حاصل کی تھی؟''

''میرا خیال ہے کہ وہ بمبئی سے تعلیم مکمل کر کے آیا تھا۔'' اسٹیورٹ نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے اتنا یقین ہے کہ اس نے لندن میں رہائش اختیار کی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ بمبئی سے آنے کے بعد لیکن یہ ایک غیر متعلق سوال معلوم ہوتا ہے؟''

''دراصل مجھے تجسس تھا کہ وہ غیر ملکی میڈیکل گریجویٹ تھا۔'' مریسا نے کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''

''شاید نہ پڑے۔ یا شاید یہ سوال اہم ہے کیونکہ ایبولا کے گزشتہ تمام حملے، ابتدا میں غیر ملکی ڈاکٹرز پر ہوئے تھے۔''

اسٹیورٹ کے لیے یہ نئی اطلاع تھی۔ اس نے تعجب کا اظہار کیا۔

''میرا خیال ہے کہ یہاں کا زیادہ تر اسٹاف غیر ملکی میڈیکل گریجویٹس پر مشتمل ہو گا۔'' مریسا نے یقین کے ساتھ رائے زنی کی۔

''یقیناً۔'' اسٹیورٹ نے تصدیق کی۔ ''تمام HMOs نے غیر ملکی گریجویٹس بھرتی کیے ہیں۔''

دروازہ کھلا اور ایک جوان آدمی اندر داخل ہوا۔

''یہ کرٹ وینڈری ہے۔'' اسٹیورٹ نے کہا۔

مریسا نے ہچکچاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

''ڈاکٹر مریسا کو آٹوپسی کے بارے میں کچھ معلومات درکار ہیں۔'' اسٹیورٹ نے مقصد بتایا۔

''دراصل ابھی کارروائی مکمل نہیں ہوئی ہے۔'' کرٹ نے نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔ ''بہرحال، اب تک جو ڈیٹا ہم نے حاصل کیا ہے، وہ میں بتا سکتا ہوں۔''

''درحقیقت میں بیرونی علامتوں کے متعلق متجسس ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''بیرونی علامتوں میں کوئی ایسی چیز جو عمومی نوعیت کی نہ ہو... میرا مطلب ہے کہ جس کا تعلق مرض کی علامتوں سے نہ ہو؟''

''میں سمجھا نہیں؟''

''میرا مطلب ''ٹراما'' سے ہے... کوئی حادثاتی علامت؟'' مریسا نے وضاحت کی۔

''تم نے کیسے اندازہ لگایا؟'' کرٹ نے حیرت کا اظہار کیا۔ ''میں بھول گیا تھا۔ مریض کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔''

''کتنی پرانی بات ہو گی؟''

''چھ سات یا پھر دس دن۔'' کرٹ نے جواب دیا۔

''کیا چارٹ میں اس کا ذکر ہے؟''

''ایمان داری کی بات ہے کہ میں نے ناک کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ کیونکہ یہ تصدیق ہو گئی تھی کہ وہ ایبولا کی گرفت میں ہے اور مہلک وائرس کی وجہ سے ہی اس کی موت واقع ہوئی۔''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔'' مریسا نے کہا۔ ''کیا میں چارٹ دیکھ سکتی ہوں۔''

''کیوں نہیں۔'' مثبت جواب ملا۔

چارٹ میں، مریسا کوئی اہم نکتہ دریافت نہ کر سکی سوائے اس کے کہ ڈاکٹر مہتا ای این ٹی اسپیشلسٹ تھا۔ ٹوٹی ہوئی ناک کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ کرٹ نے پیشکش کی کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، اگر اس میں کوئی خاص بات ہے۔

مریسا نے تشکر آمیز انداز میں سر ہلایا اور ناک کے مختلف زاویوں سے لیے گئے پولورائڈ شاٹ دیکھنے لگی۔ یہ شاٹ ڈاکٹر مہتا کے کولیگ نے لیے تھے، جو خود بھی ENT سرجن تھا۔

کرٹ نے دو، تین کالز ملانے کے بعد اطلاع فراہم کی کہ ڈاکٹر مہتا، مرض کا شکار ہونے سے قبل بدقسمتی سے رہزنوں کے ہاتھوں زخمی ہوا تھا۔

مریسا کو 95 فیصد یقین تھا کہ اسی قسم کا جواب ملے گا۔ کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ ایبولا کے حملے مکروہ انسانی منصوبہ بندی کا حصہ تھے۔ مریسا کے بدن میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ تاہم اس نے اوسان بحال رکھتے ہوئے سوال جاری رکھے اور ڈاکٹر مہتا کی باڈی دیکھنے کی خواہش ظاہر

کی۔

حفاظتی اقدامات کے ساتھ وہ کرٹ کے ہمراہ آٹوپسی روم میں داخل ہوئی۔ اس نے بغور لاش کا جائزہ لیا۔ مریسا کی نگاہ ران کی خون آلود خراش پر جم گئی۔ خون خشک ہو چکا تھا۔

''یقیناً تم نے اس کا نوٹس لیا ہوگا۔'' مریسا نے خراش کی جانب اشارہ کیا۔ وہ دائرہ نما خراش تھی۔ ویسی ہی خراش یا نشان، مریسا نے ڈاکٹر رشٹر کی ران پر دیکھا تھا اس نے تصور کیا کہ ہتھیار نما ویکسی نیشن گن کا دہانہ اور دائرہ نما ران کے نشان میں مطابقت تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے کرٹ کو دیکھ رہی تھی۔

''دورانِ علاج دیگر ڈاکٹرز نے یقیناً اس نشان کو نظرانداز نہیں کیا ہوگا۔ میں تو اب قصائی نما کام کر رہا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''تاہم میرے پاس تمام پولورائڈز موجود ہیں۔'' اس نے تصاویر نکال کر تاش کے پتوں کے مانند پھیلائیں۔

مریسا نے تصاویر دیکھیں۔ ''کیا میں یہ تصویر رکھ سکتی ہوں؟'' اس نے ران کے نشان والی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

کرٹ نے نگاہ اٹھائی۔ ''کیوں نہیں تم اور تصاویر بھی لے سکتی ہو، ہمارے پاس کافی تعداد ہے۔''

مریسا نے شکریے کے ساتھ مخصوص تصویر کے ساتھ ایک اور تصویر بھی جیب میں رکھ لی۔ دوسری تصویر اس نے تو خوامخواہ ہی اٹھائی تھی۔

کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر تھا۔ گن تو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ مریسا نے مصافحہ کر کے روانگی کا اشارہ دیا۔

''میں یہ معلوم کرنا چاہ رہا تھا کہ...'' انٹرکام سسٹم نے اسے بات پوری کرنے کا موقع نہیں دیا۔ انٹرکام پر بتایا جا رہا تھا کہ کرٹ کے لیے لائن پر کال ہے۔ وہ انٹرکام کی جانب متوجہ ہوگیا۔

کیا اتفاق تھا مریسا کا جسم سنسنا اٹھا۔ جتنا اس نے سنا وہ بہت تھا۔ ''ڈاکٹر مریسا بلوم سے بات مکمل کر کے آپ سے ملتا ہوں...'' دوسری آواز نورس کی تھی۔

آگے اس نے کیا سنا اور کیا کہا مریسا کو جاننے کی ضرورت نہیں تھی، اس نے فوراً راہِ فرار اختیار کی جتنی دیر میں کرٹ کو مریسا کی غیر معمولی روانگی کا احساس ہوتا، وہ کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔ پھرتی کے ساتھ اس نے حفاظتی اشیا سے جان چھڑائی اور جوگنگ کے انداز میں ایلیویٹر کی طرف چلی گئی۔ اسی اثنا میں عقب سے کرٹ کی حیرت زدہ پکار سنائی دی، مریسا نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ایلیویٹر کے ساتھ فائر ایگزٹ کی سیڑھیاں تھیں۔ مریسا کا دماغ برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ اگر نورس تیسری منزل پر تھا تو وہ وقت بچانے کے لیے سیڑھیوں کا انتخاب کرے گا۔

مریسا نے ڈاؤن بٹن پش کیا اور دس سیکنڈ بعد ایلیویٹر میں داخل ہوگئی۔ اندر ایک لیب ٹیکنیشن پہلے ہی موجود تھا۔ دروازہ ابھی کھلا ہوا تھا۔ وہ بے قراری سے بار بار بٹن دبا رہی تھی۔ نورس کسی بھی لمحے وارد ہونے والا تھا۔

''ایمرجنسی؟'' ٹیکنیشن نے مریسا کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے سوال کیا۔ مریسا نے سر ہلانے پر اکتفا کیا اور اسی وقت دروازہ بند ہوگیا۔ نیچے کی جانب سفر شروع ہو چکا تھا۔

تیسری منزل پر لفٹ رکی۔ چند افراد اندر آئے مریسا، چھوٹے قد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید پیچھے دب گئی۔ ایک سفید بالوں والے ٹیکنیشن سے اس نے کیفے ٹیریا کے بارے میں سوال کیا۔

اسپتال کا سامنے والا دروازہ استعمال کرنے میں خطرہ تھا۔ لنچ ٹائم تھا اور وہ کیفے ٹیریا کے ہجوم میں زیادہ محفوظ تھی۔

ایلیویٹر سے نکلتے ہی اس نے ٹیکنیشن کے بتائے ہوئے کوریڈور کا رخ کیا اور ذرا دیر میں کیفے ٹیریا میں جا گھسی۔ وہ رکی نہیں بلکہ راستہ بناتی ہوئی سیدھی کچن میں چلی گئی۔ وہاں موجود اسٹاف میں سے کئی ایک سوالیہ نگاہیں اٹھیں۔ تاہم کسی نے زبان نہیں کھولی۔

مریسا، عقبی دروازے سے میڈیسن ایونیو پر نکل آئی۔ اس نے فوراً ہی کیب نہیں پکڑی۔ نصف بلاک کا فاصلہ شمال کی جانب طے کیا پھر مشرق کی سمت مڑ گئی۔ تعاقب سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے پارک ایونیو سے کیب حاصل کی، منزل پر پہنچنے سے قبل ہی اس نے کیب چھوڑ دی اور ایک سپر مارکیٹ میں داخل ہوگئی۔ وہاں سے نکل کر اس نے تھرڈ ایونیو سے دوسری کیب ہائر کی اور ایسکس ہاؤس پہنچ گئی۔

اس کے کمرے کے باہر ڈونٹ ڈسٹرب کی تختی اسی طرح موجود تھی۔ اگرچہ وہ اعتماد محسوس کر رہی تھی تاہم شکاگو میں ہونے والے خوف ناک حملے کی دہشت پوری طرح محو نہیں ہوئی تھی۔ وہ قدرے ہچکچائی اور دروازہ کھول دیا۔

اسے تقریباً یقین تھا کہ اب تک کسی کو نہیں معلوم کہ وہ یہاں فرضی نام سے مقیم ہے۔ محتاط انداز میں اندر داخل ہو کر اس نے کرسی پھنسا کر دروازہ آدھا کھلا رہنے دیا۔

کمرے کی تلاشی لی بیڈ کے نیچے جھانکا۔ کپ بورڈ چیک کیا باتھ روم کا جائزہ لیا۔ ہر چیز جوں کی توں تھی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے کرسی ہٹا کر دروازہ بند کر دیا۔ اسے لاک کر کے تمام بولٹ اور چین جگہ پر فکس کی اور بستر پر جا گری۔ کچھ دیر بعد اٹھ کر باتھ روم میں گئی۔ فریش ہو کر دوبارہ بستر پر گری تو دو منٹ میں وہ سو چکی تھی۔

☆☆☆

روم سروس کے ذریعے صبح اس نے بھرپور ناشتا کیا پھر خیالات میں گم ہو گئی۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ ایک ہی بات ذہن میں آ رہی تھی کہ رالف کے ذریعے وکیل سے رابطہ کر کے تمام پتے اس کے سامنے رکھ دے اور بتا دے کہ دائیں بازو کے فزیشنز کا ایک گروپ پرائیویٹ کلینکس اور اسپتالوں میں ایبولا کے ذریعے حملے کر رہا ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ HMO پر عوام کا اعتماد ختم ہو جائے۔ مریسا کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا تاہم امکان تھا کہ وکیل اسے کسی سیف ہاؤس میں وقتی طور پر منتقل کرنے کے بعد اس کی بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں چھان بین شروع کر دے۔ وکیل کے لیے یہ ایک بہت بڑا کیس تھا۔ اپنے وسائل اور تجربے کے بل بوتے پر وہ کچھ نہ کچھ نکال ہی لے گا۔

مریسا پہلے ہی بہت زیادہ خطرات مول لے چکی تھی، قسمت اچھی تھی کہ اب تک زندہ تھی۔ تاہم زندگی کے ناقابلِ فراموش واقعات و حادثات سے گزر کر وہ بہت کچھ سیکھ بھی چکی تھی۔ وکیل سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد مریسا پُرسکون ہو گئی۔

اس نے فون قریب کیا اور رالف کے آفس کا نمبر ملایا۔ اسے حیرت ہوئی جب سیکریٹری کے ذریعے اس کا رابطہ فوراً ہی رالف کے ساتھ کرا دیا گیا۔

''میں فکر مند تھا اسی لیے میں نے عملے کو تمہارے بارے میں خاص ہدایات دے رکھی تھیں تاکہ تمہیں رابطہ کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔'' رالف کی آواز آئی۔

''تم ایک بہت اچھے دوست ہو رالف۔'' مریسا نے کہا۔ رالف کی ہمدردی و فکرمندی نے اسے متاثر کیا تھا۔ اسے لگا کہ وہ کسی بچے کے مانند ہے اور رونے والی ہے۔ تاہم اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''تم آج واپس آ رہی ہو؟''

مریسا نے ایک گہری سانس لی اور ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ ''رالف، کیا آج وکیل سے بات ہو سکتی ہے؟'' اس کی آواز معا لرز اٹھی۔

''تم ٹھیک تو ہو؟'' رالف کی آواز میں تشویش تھی۔

''آئی ایم او کے۔''

''نہیں، آج ممکن نہیں ہے۔ وہ شہر سے باہر ہے۔ کل کسی وقت اس کی آمد متوقع ہے۔'' اس نے بتایا۔

''بری خبر ہے۔'' مریسا نے منہ بنایا۔

''تم ٹھیک ہو نا؟ پلیز تم یہاں آ جاؤ۔''

''رالف، میرے ساتھ خطرناک حادثات پیش آئے ہیں۔''

''کیسے حادثات؟''

''میں فون پر نہیں بتا سکتی۔'' مریسا نے کہا۔ اسے علم تھا کہ ایسی کسی کوشش کے دوران میں وہ بچوں کی طرح رو پڑے گی۔

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے... تم فوراً یہاں آ جاؤ'' رالف نے مشورہ دیا بلکہ زور دے کر کہا۔

''ہاں، شاید یہی ٹھیک ہے۔''

''شاید نہیں بلکہ یقیناً تمہیں یہاں آ جانا چاہیے۔''

مریسا اثبات میں جواب دینے ہی جا رہی تھی کہ دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ ایک بار پھر دستک ہوئی۔

''مریسا کہاں ہو؟'' رالف کی مضطرب آواز آئی۔

''ایک منٹ، کوئی دروازے پر ہے۔'' وہ بولی۔ ''لائن پر رہنا۔'' مریسا نے ریسیور سائڈ پر رکھا اور دھڑکتے بھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کی طرف گئی۔

''کون ہے؟''

''مس کینڈرک کے لیے ڈیلیوری ہے۔'' جواب ملا۔

مریسا نے دروازہ کھولا لیکن چین جگہ پر رہنے دی۔ دروازے میں معمولی خلا پیدا ہوا۔ مریسا نے بیل مین کو کھڑے دیکھا جس کے ہاتھ میں سفید کاغذ میں ملفوف ایک بڑا پیکٹ تھا۔

''ایک منٹ رکو۔'' وہ یہ کہہ کر تیزی سے پلٹی اور فون اٹھا کر رالف کو آگاہ کیا۔ ''میں دوبارہ فون کرتی ہوں۔''

''وعدہ؟''

''ہاں... وعدہ۔''

مریسا واپس ہوئی۔ نیم دروازے سے باہر کا جائزہ

لیا۔ بیل مین مخالف دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔
کون ''مس کینڈرک'' کے نام پر یہاں کیا بھیج سکتا ہے؟ مریسا کی دوست ''ویسٹ کوسٹ'' میں آرام سے رہ رہی تھی۔
''کیا ہے اس میں؟''
''پھول۔'' بیل مین نے جواب دیا۔
مریسا پُرسوچ انداز میں پھر فون کی طرف گئی اور ڈیسک کو فون ملا کر تصدیق چاہی۔ جواب مثبت تھا۔ مریسا نے کچھ اطمینان محسوس کیا اور فون بند کر دیا۔ وہ ایک بار پھر دروازے پر تھی۔
''میں معذرت خواہ ہوں۔'' وہ بولی۔ ''تم خیال مت کرنا پیکٹ دروازے کے پاس چھوڑ دو میں چند منٹ میں لے لوں گی۔''
''نو پرابلم میڈم۔'' اس نے پیکٹ رکھا، ہیٹ کو چھوا اور روانہ ہو گیا۔
مریسا نے چین ہٹا کر دائیں بائیں جھانکا اور پیکٹ اٹھا کر دروازہ اچھی طرح لاک کر دیا۔ اس نے کاغذ پھاڑ کر پیکٹ کھولا موسمِ بہار کے خوش نما پھول نہایت خوب صورت انداز میں سجے ہوئے تھے۔
پھولوں کے ساتھ ایک لفافہ رکھا تھا۔ جس پر اس کی سہیلی کا نام ''لزا کینڈرک'' لکھا تھا۔
مریسا نے لفافے میں سے ایک تہ شدہ کارڈ برآمد کیا، کارڈ پر ''مریسا بلوم'' لکھا تھا۔
مریسا کے دل نے جیسے ایک دھڑکن مس کر دی۔ اس نے سانس روک کر کارڈ پڑھنا شروع کیا۔
''ڈیئر ڈاکٹر مریسا!
شاندار کارکردگی پر مبارک باد قبول کریں۔ بلاشبہ ہم سب متاثر ہوئے ہیں یقیناً ہم پھر آئیں گے لیکن یہ آپ کے معقول رویے پر منحصر ہے۔ ظاہر ہے ہمیں ہر بات کا علم ہے لیکن ہم آپ کو اکیلا چھوڑ دیں گے، بھول جائیں گے اگر آپ وہ طبی آلہ واپس کر دیں جو آپ نے شاید عاریتاً لیا ہے۔
خیر خواہ''
مریسا کے ہاتھ واضح طور پر کانپ رہے تھے۔ خوف کے اندھیرے نے اس کے وجود کو نگلنا شروع کیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ خوش رنگ پھول نہیں، زہریلے بچھو ہوں۔

معاً اس کا سکتہ ٹوٹ گیا افراتفری اور بدحواسی میں اس نے سامان سمیٹنا شروع کیا۔ الماری کی درازیں کھول کر اس نے چند چیزیں نکالیں اشیا اٹھاتے اٹھاتے معاً وہ ایک بار پھر جم سی گئی۔ وہ ہاتھوں میں موجود ذاتی اشیا کو گھور رہی تھی جن کو اس نے وہاں نہیں رکھا تھا۔
اس کا ابتدائی اندازہ غلط تھا کہ کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ وہ خطرناک لوگ پہلے ہی اس کے کمرے کی تلاشی لے چکے تھے۔
''اوہ گاڈ۔'' مریسا نے سر تھام لیا۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔ نکلو یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ وہ باتھ روم کی طرف بھاگی۔ وہ کاسمیٹکس کو اندھا دھند بیگ میں ٹھونس رہی تھی۔
اچانک اس کے خوف زدہ ذہن نے اشارہ دیا، وہ ٹھٹک گئی۔ کارڈ کی تحریر کے مطابق وہ لوگ ابھی تک ویکسی نیشن گن سے محروم تھے یعنی... یعنی ٹیڈ ملوث نہیں تھا۔ نہ ٹیڈ کو اور نہ ہی کسی اور کو پتا تھا کہ وہ فرضی نام سے ایسکس ہاؤس میں ٹھہری ہوئی ہے۔ ایک ہی راستہ تھا کہ وہ شکاگو ائرپورٹ سے ہی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔
جتنی جلد ممکن ہو، مریسا کو ایسکس ہاؤس سے نکل جانا چاہیے۔ اس نے بدحواسی میں جو کچھ جمع کیا تھا، اسے سوٹ کیس میں بھر دیا لیکن سوٹ کیس نے اس بے تکی پیکنگ پر بند ہونے سے انکار کر دیا۔ وہ سوٹ کیس پر بیٹھ کر اسے بند کرنے کے لیے زور لگانے لگی۔
مریسا کی بہکی نظر پھولوں پر پڑی۔ دفعتاً ذہن میں جھماکا ہوا۔
''آہ... وہ اسے دہشت زدہ کر کے باہر نکالنا چاہتے تھے باہر نکلتے ہی وہ سیدھی ان کے شکنجے میں جا پھنستی جو وہ چاہتے تھے۔ مریسا بالکل وہی کر رہی تھی۔
اس نے سوٹ کیس چھوڑ دیا اور بستر پر بیٹھ کر ذہن کو پُرسکون کرنے کی سعی شروع کر دی۔ اس وقت اس کا سب سے قیمتی اثاثہ اور ہتھیار اس کا ذہن تھا اور وہ اپنے واحد ہتھیار کو بار بار کند کر رہی تھی۔ تلاشی کے دوران انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ مریسا کو ایک فی صد شک نہیں تھا کہ وہ اب اسے بدحواسی کے عالم میں باہر نکالنا چاہتے تھے۔ وہ پھولوں کو گھور رہی تھی۔ بدمعاش قاتلوں کی چال وہ انہی پر الٹا دے گی۔
پھولوں نے جو دہشت پھیلائی تھی وہ ان کے لیے اس سے کہیں زیادہ افراتفری پھیلائے گی۔ مریسا نے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکالی، وہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ

سکریٹری جیک کراس نیویارک کا رہائشی ہے۔

426 ایسٹ 84 اسٹریٹ۔ مریسا نے پتا یاد کرلیا۔

وہ فیصلہ کرچکی تھی کہ جیک کے گھر ایک غیر اعلانیہ وزٹ کرے گی۔ ممکن ہے کہ گروپ کے تمام ڈاکٹرز کو اصل کہانی کا علم نہ ہو۔ اس بات پر یقین کرنا مشکل تھا کہ مخصوص گروپ میں شامل تمام ڈاکٹرز ایبولا کی خون آشامی سے خوش ہوں یا اس معاملے میں سب ہم خیال ہوں۔

دوسرے یہ کہ مریسا کی یہ ناقابلِ یقین حرکت کسی کے سان وگمان میں نہ ہوگی اور جو کھلبلی مچے گی، اس کے تصور سے ہی وہ بے اختیار مسکرا اٹھی۔

جو منصوبہ اس کے ذہن میں تشکیل پارہا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ پہلے یہاں سے بحفاظت نکلنے کا بندوبست کرے۔

مریسا اٹھی اور منیجر کو فون ملایا۔ اس نے برہم آواز میں شکایت کی کہ فرنٹ آفس ڈیسک سے اس کے کمرے کا نمبر اس کے سابقہ بوائے فرینڈ کو فراہم کیا گیا جو اسے پہلے بھی پریشان کرتا رہا ہے۔

''یہ ناممکن ہے۔'' منیجر بوکھلا سا گیا۔ ''یہ ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔''

''مجھے نہیں پتا، نہ میں بحث کے موڈ میں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوچکا ہے۔ وہ ایک پُرتشدد شخص ہے۔ میرے لیے خوامخواہ کی پریشانی کھڑی ہوگئی ہے اور میں خوف زدہ ہوں۔'' مریسا نے آواز مزید بلند کردی۔

''میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں؟'' منیجر کی آواز میں پریشانی تھی۔

''کس نے یہ حرکت کی ہے؟ یہ تمہارا مسئلہ ہے فی الوقت تم مجھے دوسرا کمرا فراہم کرو۔'' مریسا کی آواز میں درشتگی تھی۔

''میں خود ہینڈل کرتا ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔''

''ایک اور بات۔'' مریسا کی برہمی برقرار تھی۔ ''اس کے بال بھورے ہیں، آنکھیں نیلی ہیں دیکھنے میں ایتھلیٹ لگتا ہے۔ ناک اونچی ہے اگر وہ نظر آئے تو اپنے اسٹاف کو الرٹ رکھو۔''

''آپ بے فکر ہوجائیں۔'' منیجر نے جواب دیا۔

☆☆☆

ایل نے آخری کش لے کر سگریٹ کا ٹوٹا ایک جانب اچھال دیا۔ کیب میں جھانکا جہاں جارج پُرسکون انداز میں بیٹھا تھا۔ انتظار کرنے میں جارج کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔

ایل نے سڑک کے پار ایسکس ہاؤس کو دیکھا۔ جیک اندر لابی میں تھا۔ ایل کو یقین تھا کہ لڑکی، جیک کی نظروں میں آئے بغیر ہوٹل کا عقبی راستہ استعمال نہیں کرسکتی۔

پھول ملتے ہی لڑکی اڑتی ہوئی ہوٹل سے نکلے گی۔ اس بارے میں ایل حد سے زیادہ پُریقین تھا اور ا[illegible] ہونا بھی چاہیے تھا لیکن اب اس کی سوچ میں حیرت کا عنصر در آیا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ''لڑکی سپر اسمارٹ [illegible]''

ایل نے گھڑی دیکھی اور دوسری سگریٹ نکال [illegible] کیب میں جھانکا۔ جارج کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ ایل نے مسکرانے کی کوشش کی تاہم اپنے تناؤ کو پوشیدہ رکھنے میں ناکام رہا۔ مزید برآں جارج کا مخصوص سکون، ایل کو اور ہیجان میں مبتلا کررہا تھا۔

گن واپس ملنے تک وہ صرف لڑکی کا تعاقب کرسکتے تھے۔ ان کی توقعات کے قطعی برعکس وہ ابھی تک ہوٹل میں تھی۔

''کیا وقت ہوگیا؟'' ایل سگریٹ پر سگریٹ سلگا رہا تھا۔

اچانک رند بلانوش، بدمستوں کا ایک ٹولہ جھومتا جھامتا قہقہہ بار، خرمستیوں میں مگن ہوٹل سے نمودار ہوا۔ ٹولے کے اراکین نے تیز رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ جن پر ان کے ناموں کے ٹیگ نمایاں تھے۔ آنکھوں پر پلاسٹک سن وائزر موجود تھے۔ ناموں کے ٹیگ کے ساتھ سانپ کالوگو بنا ہوا تھا غالباً یہ بادہ نوش گروپ چھٹی پر تھا۔

ہوٹل کے قریب لیموزین گاڑیوں کی ایک قطار تھی۔ ڈور مین کے اشارے پر ٹولہ گاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑیوں کے دروازے کھلنے لگے۔

ایل نے بے چینی سے جارج کے شانے پر ہاتھ مارا۔ وہ ہوٹل کے ریوالونگ ڈور کی جانب اشارہ کررہا تھا۔ ویسا ہی ایک اور لیکن زیادہ نفوس کا ٹولہ ہاؤ ہو کرتا باہر آرہا تھا۔ بڑے ٹولے کے دو افراد نے ایک خاتون کو، جو ویسے ہی حلیے میں تھی سنبھالا ہوا تھا۔ موصوفہ نے یقیناً اوقات سے زیادہ چڑھا رکھی تھی۔

جارج آنکھیں سکیڑ کر خاتون کو تاڑ رہا تھا۔ ذرا دیر میں وہ بھی دیگر افراد کے ساتھ ایک لیموزین میں غائب ہوگئی۔

جارج، ایل کی طرف مڑا۔ ''کچھ کہہ نہیں سکتا، اس کے بال مختلف رنگت کے تھے۔ یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔''

''میں بھی پہچان نہیں سکا۔'' ایل نے جھلا کر ایک اور سگریٹ سلگائی تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد ایل دوڑ کر کیب میں گھس گیا۔

''تعاقب کرو دوسری گاڑی یہی رک کر دیکھے گی اگر وہ باہر نکلتی ہے۔'' اس نے حکم جاری کیا۔

☆☆☆

مریسا نے لیموزین میں سے عقب میں جھانکا۔ وہ ہوٹل کے داخلی دروازے کو تک رہی تھی۔ اس گروپ میں شامل ہونے کے لیے منیجر نے اس کی مدد کی تھی۔ کہانی وہی نامعقول ایکس بوائے فرینڈ کی تھی۔ آنکھ کے کونے سے اس نے کیب پارکنگ کی جانب سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا جو دوڑتا ہوا وہاں کھڑی کیب میں بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں ایک بس نے درمیان میں آکر منظر چھپالیا۔

مریسا سیدھی ہوکر بیٹھ گئی اسے یقین تھا کہ تعاقب شروع ہوچکا ہے۔ تاہم وہ پُرسکون تھی پیچھا کرنے والے قریباً ایک بلاک پیچھے تھے۔ جیسے ہی لیموزین نے ففتھ ایونیو کا موڑ کاٹا' مریسا نے شور مچادیا۔ وہ ڈرائیور کو رکنے کے لیے کہہ رہی تھی۔

مریسا نے منہ بنایا ہوا تھا جیسے قے کرنے والی ہے۔ ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ رکتے رکتے وہ دروازہ کھول کر کود گئی اور ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کیا۔ اس نے کندھے اچکا کر لیموزین آگے بڑھادی۔

مریسا سامنے موجود بڑے سے بک اسٹور میں داخل ہوگئی۔ وہ زیادہ اندر نہیں گئی تھی اور ایک کتاب اٹھا کر شلف کی آڑ سے شیشے کے باہر دیکھنے لگی۔ اس نے تعاقب کرنے والی کیب کو تیزی سے موڑ کاٹ کر لیموزین کے پیچھے جاتے دیکھا۔ عقبی نشست پر وہ بھورے سر کی جھلک دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

☆☆☆

وہ مکان نیویارک کے لگژری ہاؤس سے مختلف تھا۔ کسی قدیم طرز کے قلعے کے مانند۔ اس کی تنگ کھڑکیوں میں بل کھاتی ہوئی آہنی گرلز نصب تھیں۔ سامنے کے دروازے کو آہنی گیٹ کے ذریعے تحفظ دیا گیا تھا۔ قلعہ نما، کئی منزل بلند تھا مریسا سڑک کی دوسری جانب سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے حیران کن فیصلے کے مضمرات کا تخمینہ بھی جوڑ رہی تھی۔

نہایت کم امکان تھا کہ ڈاکٹر کراس اپنے گھر نما اسپتال یا اسپتال نما گھر میں اس کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔ مریسا نے اطراف کا جائزہ لیا اور سڑک پار کی۔ رک کر پھر دائیں بائیں دیکھا پھر سیڑھیاں طے کرکے گیٹ تک پہنچ گئی۔ گیٹ کھلا تھا اس کے عقب میں چوبی دروازہ تھا۔

مریسا نے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ ایک منٹ کے انتظار کے بعد اس نے دوبارہ بٹن کو پش کیا۔

''یس؟'' دروازہ اچانک کھلا۔ ایک خاتون سوالیہ نظروں سے مریسا کو دیکھ رہی تھی۔

''میں ڈاکٹر کراس سے ملنا چاہتی ہوں۔'' مریسا کی آواز مستحکم اور لہجہ بااختیار تھا۔

''آپ نے پہلے سے وقت لیا ہے؟''

''نہیں۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''ڈاکٹر کو بتاؤ کہ میں یہاں ایمرجنسی میں PAC کے معاملے میں بات کرنے آئی ہوں۔ اتنا کافی ہے۔''

خاتون کے چہرے پر اُلجھن ہویدا تھی۔ مریسا کے انداز کو دیکھ کر وہ نام پوچھنا بھی بھول گئی۔

چند منٹ بعد دروازہ کھلا۔ خاتون نے مریسا کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ مریسا، اس کی رہنمائی میں آگے بڑھتی رہی اور ایک لائبریری تک جا پہنچی۔ خاتون نے اسے لائبریری میں انتظار کرنے کے لیے کہا اور خود باہر چلی گئی۔ مریسا، لائبریری کا جائزہ لینے لگی۔ وہ حیرت انگیز طور پر پُراعتماد تھی۔

''انتظار کی زحمت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔'' ایک مسکین سی آواز نے مریسا کو متوجہ کیا۔

مریسا نے پلٹ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ ڈاکٹر کی شخصیت، تاثرات اور آنکھیں مریسا کے ذہن میں جو تصویر بنارہی تھیں، وہ بالکل مختلف تھی۔ وہ کسی رخ سے PAC کی گندگی کا حصہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

''معذرت مجھے کرنی چاہیے۔'' مریسا نے کہا۔ ''میں نے غلط وقت پر آپ کو پریشان کیا۔'' مریسا نے شائستگی اختیار کی۔

''کوئی بات نہیں' بیٹھ جاؤ۔ میں کس کام آسکتا ہوں؟'' ڈاکٹر کراس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

مریسا نے آگے جھک کر ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ ''میرا نام مریسا ہے۔ ڈاکٹر مریسا بلوم۔'' مریسا نے بغور ڈاکٹر کو دیکھا۔ تاہم اسے ڈاکٹر کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی یا تو وہ مریسا کے نام سے ہی بے خبر تھا یا پھر بہت بڑا اداکار تھا۔

مریسا نے تعارف کو مزید آگے بڑھایا۔ ''میں سی ڈی

سی میں EIS آفیسر ہوں۔'' مریسا کی نگاہیں بدستور ڈاکٹر کے چہرے پر تھیں۔ مریسا نے اس کی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے دیکھا۔

''میری ملازمہ نے بتایا تھا کہ تم PAC کے بارے میں بات کرنے آئی ہو۔'' ڈاکٹر کی آواز کا ابتدائی نرم تاثر بدل گیا۔

''ٹھیک بتایا تھا۔'' مریسا بولی۔ ''میں پہلے یہ جاننا چاہوں گی کہ آپ کے علم میں ایسی سرگرمیاں ہیں جو سی ڈی سی کے لیے تشویش کا باعث بن رہی ہوں؟''

''کس کی سرگرمیاں؟''

''PAC کی۔''

اس مرتبہ ڈاکٹر کراس کے جبڑے بھنچ گئے۔ اس نے ایک طویل سانس کھینچ کر خود پر قابو پایا اور بولنا شروع کیا۔ ''PAC، امریکن میڈیسن کی ساکھ کو بچانے کی کوشش کررہی ہے جس کو بعض عوامل سے خطرہ ہے۔ PAC کا مقصد .... شروع سے یہی ہے۔''

''یہ ایک نوبل کاز ہے۔'' مریسا نے اعتراف کیا۔ ''لیکن PAC یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے کن خطوط پر کام کررہی ہے یا کیا ذرائع استعمال کررہی ہے؟''

''PAC، سمجھ دار قانون سازی کرنے والوں کو سپورٹ کررہی ہے۔'' اس نے مختصر جواب دیا۔

''ڈاکٹر، بدقسمتی سے آپ کی آدھی بات ٹھیک لگتی ہے لیکن PAC اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کررہی ہے جس پر سی ڈی سی کو تشویش ہے اور یہ تشویش بجا ہے۔'' مریسا نے پیش قدمی کی۔ ''میں درحقیقت آپ کی شخصیت سے متاثر ہوں اور یہ بات کہنا چاہتی تھی لیکن اس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ PAC غیر قانونی اور خطرناک ذرائع کا سہارا لے رہی ہے۔''

''میرے خیال میں مزید گفتگو کی گنجائش نہیں ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔'' ڈاکٹر کھڑا ہوگیا۔

''مجھے یقین ہے کہ مختلف مقامات پر بار بار ایبولا جیسے ہولناک وائرس سے جو ہلاکتیں ہورہی ہیں، اس کی ذمے دار PAC ہے اور آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ PAC کے ذمے داران کے لیے یہ کتنی تباہ کن ثابت ہوگی۔'' مریسا نے لہجہ قدرے سخت کرلیا۔ وہ خود بھی کھڑی ہوگئی۔

''بکواس، ناقابلِ یقین۔'' ڈاکٹر ٹھٹک گیا۔

''میرے پاس تمام کاغذات ہیں۔ میں PAC کے تمام آفیسرز کو جانتی ہوں۔ گرے سن، جارجیا میں پروفیشنل لیب سے ثبوت حاصل کرچکی ہوں کہ وہ لوگ ہیپا فلٹر سسٹم خرید چکے ہیں جو خطرناک وائرس پر تجربات کرنے کے لیے حفاظت کے نقطۂ نظر سے خاص قسم کی لیب میں استعمال ہوتا ہے۔ ایسا سسٹم صرف سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب میں اس کی موجودگی کا کیا مطلب ہے؟ میرے پاس وہ ویکسی نیشن گن بھی ہے جس کے ذریعے انڈیکس کیسز میں ایبولا کو متعارف کروایا جاتا ہے۔'' مریسا نے آخری کیل بھی ٹھونک دی۔

ڈاکٹر کے چہرے پر پہلے بوکھلاہٹ نظر آئی پھر اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ ''گیٹ آؤٹ۔'' وہ برافروختہ نظر آنے لگا۔

''بخوشی۔'' مریسا نے جواب دیا۔ ''تاہم مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسی معقول شخصیت غالباً انجانے میں اس چکر میں الجھ گئی ہے کاش آپ بات کو سمجھ لیں۔'' مریسا چل پڑی۔

ڈاکٹر اپنی جگہ کھڑا تھا۔ مریسا کچھ دور جاکر رک گئی۔ ''آپ کا شکریہ آپ نے ملاقات کے لیے وقت دیا۔'' مریسا نے اظہار تشکر کیا۔ ''آپ کو ڈسٹرب کرنے پر میں معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ PAC کے ان چند آفیسرز میں سے ایک ہیں جو اس ہارر مووی کا اینڈ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ مجھے خوشی ہوگی شاید آپ گواہ بن کر اس بھیانک ڈرامے کو روک دیں۔ ایسا ہوسکتا ہے مجھے امید ہے۔ گڈ ڈے، ڈاکٹر کراس۔''

مریسا نارمل قدموں کے ساتھ واپس جارہی تھی اگرچہ اس کا دل پُرشور انداز میں دھڑک رہا تھا، ذہن کہہ رہا تھا۔ ''بھاگو۔''

اگر اس کا اندازہ غلط اور ڈاکٹر یا کسی اور آدمی نے اسے دبوچ لیا تو اس کی لاش اس قلعہ نما اقامت گاہ میں دفن ہوگی۔

عقب میں کوئی آہٹ نہیں تھی۔ مریسا نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر ہکا بکا کھڑا ہے۔ ملازمہ کی ہمراہی میں وہ باہر نکل گئی۔ سڑک پار کرتے ہی اس نے دوڑ لگائی اور ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوگئی۔

☆☆☆

کچھ دیر بعد ڈاکٹر کراس کے حواس بحال ہوئے۔ اس کے بدترین خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آگئی تھی۔ اس کی گن دوسری منزل پر موجود تھی۔ اسے خود کو ہلاک کرلینا چاہیے یا پھر وکیل سے بات کرے۔ گواہ بننے کے بعد کتنی

بچت ہے؟ بدحواسی نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کرلی تھی بالآخر وہ تھکے تھکے قدموں سے چل کر ڈیسک تک پہنچا اور دروازہ کھول کر ایڈریس بُک نکالی۔ وہ اٹلانٹا کال کررہا تھا۔

دوسری جانب سے جوشوا جیکسن کی آواز آئی۔ ''کیا بات ہے ڈاکٹر جیک کراس؟''

ڈاکٹر نے مریسا کی آمد کا احوال بتایا۔ ''جوشوا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ لاس اینجلس کے بعد ایبولا سامنے نہیں آئے گا لیکن ایسا نہیں ہوا پھر تم نے کہا کہ دوسری بار یہ حادثاتی طور پر ہوا ہے لیکن یہ بھیانک سلسلہ مزید آگے بڑھ گیا ہے۔ PAC گلے گلے اس دلدل میں اُتر گئی ہے یہ...''

''آرام سے ڈاکٹر آرام سے ... پُرسکون رہو۔'' جوشوا کی آواز آئی۔

''کون ہے یہ مریسا بلوم؟''

''کیوں پوچھ رہے ہو؟''

''بہت خوب بتایا تو' وہ یہاں آئی تھی اور ایبولا کی وباؤں کی ذمے داری PAC کے سر پر تھوپ گئی ہے۔''

''وہ جھوٹ بول رہی ہے۔''

''اس کے پاس ثبوت ہیں۔'' ڈاکٹر کراس نے کہا۔

''کیا وہ تمہارے گھر پر ہے؟'' جوشوا نے سوال کیا۔

''اتنی احمق نہیں ہے، وہ جا چکی ہے۔ آخر وہ ہے کون؟''

''سی ڈی سی کی ایپی ڈیمیالوجسٹ ہے۔ خوش قسمت ہے، ورنہ ہیبر لنگ اب تک اس سے جان چھڑا چکا ہوتا۔'' جوشوا نے بتایا۔

''صورتِ حال انتہائی خراب ہوچکی ہے۔ میں تمہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ میں اس پروجیکٹ کے ہی خلاف تھا جبکہ بات اس وقت تک صرف انفلوئنزا وائرس تک تھی۔'' ڈاکٹر کراس کی آواز میں ناگواری کے ساتھ پریشانی تھی۔

''وہ تم سے کیا چاہتی تھی؟'' جوشوا جیکسن نے سوال کیا۔

''کافی پینے آئی تھی۔'' ڈاکٹر کراس نے بھڑک اٹھا۔

''پلیز ڈاکٹر سب ٹھیک ہوجائے گا۔ تم پُرسکون رہو۔''

''میں حیران ہوں کہ وہ یہاں پہنچی کیسے؟ اس سے بڑھ کر اس کے پاس اتنی معلومات کہاں سے آگئیں؟''

''بات کریں گے اس پر تم یہ بتاؤ، وہ تم سے کیا چاہ رہی تھی؟''

''وہ مجھے ڈرا رہی تھی اور اس نے اچھا خاصا ہوم ورک کررکھا ہے۔ اس کے پاس PAC کے تمام آفیسرز کے نام اور پتے ہیں نیز وہ باری باری سب کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔''

''کیا اس نے بتایا تھا کہ اب وہ کس طرف جائے گی؟''

''لگتا ہے کہ تم لوگ شروع سے اسے احمق خیال کررہے ہو۔ جب ہی وہ اچھی خاصی مصیبت بن چکی ہے۔ بھلا وہ مجھے کیوں بتائے گی کہ اب وہ کس جانب روانہ ہورہی ہے؟''

''تم کیوں اتنے پریشان ہورہے ہو؟''

''بات پریشانی سے بڑھ کر ہے تم جانتے ہو کہ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر ٹائی مین، مجھ سے زیادہ اس پروجیکٹ کے خلاف تھا۔ ذرا سوچو کہ اگر اس نے ٹائی مین سے ملاقات کرلی تو کیا ہوگا؟'' ڈاکٹر کراس نے حقیقی خطرے کا اظہار کیا۔

''گھبرانے کی بات نہیں ہے۔'' جوشوا نے پھر دلاسا دیا۔ ''میں تمہاری پریشانی سمجھ سکتا ہوں۔ اگر بات بگڑ بھی گئی ہے تو ہیبر لنگ وائرل لیب کو صاف کردے گا۔ کسی ناگہانی کی صورت میں وہاں صرف کم خطرناک وائرس اور بیکٹیریا اسٹڈی کی لیب ہی دریافت ہوسکے گی۔ اسی دوران میں اسے لڑکی کے عزائم کی اطلاع کردیتا ہوں۔ وہ کچھ نہ کچھ کرلے گا... ہم اسے ڈاکٹر ٹائی مین تک نہیں پہنچنے دیں گے۔''

''جوشوا، وہ لڑکی فتنہ ہے۔ وہ خود ایک وائرس ہے۔ تم کیا سمجھ رہے ہو کہ ایک نازک سی لڑکی تن تنہا اتنا سب کچھ کرسکتی ہے بغیر کسی پروٹیکشن اور سہارے کے؟''

''تمہیں شاید پتا نہیں ہے کہ وہ تنہا ہے۔ پولیس اسے تلاش کررہی ہے اور سی ڈی سی بھی اس کی ہمنوا نہیں ہے۔''

''میں سمجھا نہیں؟'' ڈاکٹر کراس نے تعجب کا اظہار کیا۔ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟''

''لمبی بات ہوجائے گی پھر بتاؤں گا' میری بات کا یقین کرو۔ ہم اسے جلد پکڑ لیں گے وہ کوئی فتنہ نہیں ہے بس قسمت کی دھنی ہے اور کچھ جنونی ہے بہرحال ہم سے بھی کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اب تم آرام کرو۔ میں رابطہ کروں گا۔'' جوشوا نے بات ختم کرنے کا اشارہ دیا۔

ڈاکٹر کراس نے فون رکھ دیا۔ اس کا اعصابی تناؤ کچھ کم ہوگیا تھا۔ تاہم اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صبح اپنے اٹارنی کو فون

کرے گا۔ اسے معلومات رکھنی ضروری تھی کہ وعدہ معاف گواہ بننے کی صورت میں کیا فوائد یا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆

مریسا کی کیب لانگ آئی لینڈ ایکسپریس وے پر تھی۔ وہ پرس میں سے PAC کے آفیسرز کی فہرست نکال کر پڑھ رہی تھی۔ اس کا پہلا وزٹ کامیاب رہا تھا۔ اگرچہ اسے مکمل آگاہی نہیں تھی کہ وہاں سے نکلنے کے بعد کیا ہلچل مچی تاہم اس کے خیال میں اس نے اپنا کام صفائی سے کیا تھا۔ یہ بھی اتفاق ہی رہا کہ پہلی مڈبھیڑ ہی شریف النفس ڈاکٹر سے ہوئی تھی۔

فہرست کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ اس کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے کوئی منطق نہیں ہے کہ اب اسے کس سے ملنا چاہیے؟ اسے قریب ترین ڈاکٹر کی طرف جانا چاہیے تھا۔ یہ آسان تھا لیکن اس میں خطرہ بھی تھا کیونکہ اس کے پیچھے جو خطرناک افراد لگے ہوئے تھے، وہ بھی یہی توقع کررہے ہوں گے کہ اس کا اگلا وزٹ قریبی ڈاکٹر کا مسکن ہی ہونا چاہیے۔ مریسا نے دھوکا دینے کے لیے بعید ترین ڈاکٹر کے نام پر نشان لگایا۔ سان فرانسسکو کا ڈاکٹر سنکلیئر ٹائی مین۔

اس نے کیب ڈرائیور کو تبدیل شدہ پروگرام سے آگاہ کیا اور کینیڈی ائرپورٹ چلنے کے لیے کہا۔

ائرپورٹ پر اس نے کیش کی صورت میں ادائیگی کی، فرضی نام استعمال کیا اور نیوز اسٹینڈ سے اخبار خریدلیا۔

صورتِ حال ہی کچھ ایسی بن گئی تھی کہ وہ رالف کو ایسکس ہاؤس سے دوبارہ فون نہیں کرسکی تھی۔ مریسا نے ائرپورٹ سے اس کا نمبر ملایا۔

''میں تمہیں آخری بار معاف کررہا ہوں۔'' رالف کی آواز میں تکدر تھا۔ ''وہ بھی اس صورت میں کہ تم فوراً واپس آجاؤ۔''

مریسا کو واقعی افسوس تھا۔ اس نے احتیاط سے الفاظ کا چناؤ کیا۔ ''میری خواہش ہے کہ میں آج تم سے مل سکوں لیکن...''

''مجھے مت بتانا کہ تم نہیں آسکتیں۔'' رالف کی آواز سے پتا نہیں چلا کہ وہ ناراض ہے یا مایوس۔ ''کل دوپہر کو تمہیں اٹارنی کوئن لن سے ملنا ہے، میں نے انتظام کردیا ہے...''

''رالف، پلیز اس ملاقات کو ملتوی کرنا پڑے گا۔ نہایت اہم معاملہ درپیش ہے اور مجھے ہر صورت سان



بی پڑوسن! کیا مجھے دس انڈے اور آدھا کلو گوشت ادھار مل سکتا ہے

فرانسسکو جانا ہے۔ میں اس وقت یہاں سے تمہیں تفصیل نہیں بتاسکتی۔ بات طویل ہوجائے گی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس روز میں مجبور تھی، تمہیں دوبارہ فون نہیں کرسکی۔ مجھے یقین ہے کہ تم معاف کردو گے۔''

''مریسا، آخر کیا تماشا ہورہا ہے؟ تم کہاں کہاں ماری پھررہی ہو؟'' رالف کی آواز میں فرسٹریشن نمایاں ہوگیا۔

''رالف مجھے تمہاری پریشانی کا احساس ہے۔ تمہارے احساسات مجھے سہارا دیتے ہیں لیکن سب کچھ انڈر کنٹرول ہے۔ میں جو کچھ کررہی ہوں، وہ اٹارنی میک کوئن لن...'' اچانک وہ رک گئی۔ میک کوئن لن؟ اسے معاً یہ نام شناسا سا لگا تھا۔ اس نے دماغ پر زور دیا لیکن ناکام رہی۔ اس نے یہ نام کہاں سنا تھا یا اس کا وہم ہے۔

''کیا ہوا؟'' رالف نے استفسار کیا۔

''میں کہہ رہی تھی کہ جو کچھ میں کررہی ہوں، وہ اٹارنی کے کام کے لیے ازحد مددگار ثابت ہوگا، مجھ پر بھروسا کرو۔''

''میرا دماغ چکرا گیا ہے، سمجھ نہیں آتا کیا کہوں، ہر مرتبہ تم آتے آتے غائب ہوجاتی ہو یا بات ادھوری چھوڑ دیتی ہو۔'' رالف کی آواز میں مایوسی جھلک رہی تھی۔

''مجھے جہاز میں سوار ہونا ہے۔ میں ہر ممکن کوشش کروں گی کہ جلد ہی تمہیں فون کروں۔''

رالف خاموش رہا۔ مریسا نے فون رکھ دیا۔ اس نے گہری سانس لی۔ رالف حساس تھا اور واقعی مریسا کی جانب

سے فکر مند تھا لیکن وہ ابھی اٹلانٹا واپس نہیں جا سکتی تھی۔

☆☆☆

"اپنی بکواس بند کرو۔" ایل بھنّا اٹھا۔ جیک چپ ہوگیا۔ جیک اور ایل کیب میں تھے جبکہ جارج ایسکس ہاؤس کی لابی میں بیٹھا تھا۔ ایل کو احساس تھا کہ لڑکی ان سب کو غچا دے کر نکل گئی ہے۔ وہ لکی ہے یا نہیں تاہم ہوشیار ضرور تھی۔ وہ لوگ واپس ایسکس ہاؤس آ گئے تھے۔

واپس آ کر اس نے جیک کو ہوٹل میں بھیجا کہ وہ چیک کرے آیا مس کینڈرک کی رجسٹریشن موجود ہے یا نہیں... رجسٹریشن موجود تھی۔

ایل خود اندر گیا اور لڑکی کے کمرے کے پاس سے گزرا، کمرا خالی تھا اور اس کی صفائی کی جا رہی تھی مزید براں یہ ہوا کہ ہاؤس ڈیٹیکٹیو نے منیجر کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق اسے پہچان لیا اور وارننگ دے ڈالی کہ وہ لڑکی کا پیچھا چھوڑ دے۔

ایل دنگ رہ گیا۔ لڑکی نے اسے بدمعاش سابقہ بوائے فرینڈ کی حیثیت دے کر منیجر سے شکایت کر دی تھی۔

"مکار حسینہ۔" وہ بڑبڑایا۔ بہرحال اسے ہوٹل سے نکلنا پڑا۔ اس کی پیشہ ورانہ حس کہہ رہی تھی کہ چڑیا اڑ گئی ہے اور وہ لوگ وہاں محض وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ بڑبڑاتا ہوا دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔ اسے شک ہونے لگا کہ لڑکی ڈاکٹر ہے بھی یا نہیں یا کوئی اور معاملہ ہے۔

اس نے فی الفور ہیبر لنگ کو فون ملایا۔ پہلا سوال ہی یہ کیا کہ لڑکی کون ہے ڈاکٹر یا ایف بی آئی ایجنٹ؟

ہیبر لنگ نے سخت جواب دیا۔ "احمقانہ سوال ہے، اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش مت کرو۔ پانچ فٹ قد کی 100 پونڈ کی چھوکری تم مسٹنڈوں کو متواتر چکر دے رہی ہے۔ میں نے تمہیں ریمبو کو پکڑنے نہیں بھیجا ہے۔ PAC تم لوگوں پر ہزاروں ڈالرز فی یوم خرچ کر رہی ہے اور اب ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا ہے۔ کہاں دفن ہوگئی تم لوگوں کی پیشہ ورانہ مہارت؟"

"اس کی قسمت اچھی ہے۔" ایل کی آواز لٹک گئی۔

"تاہم وہ عام ڈاکٹروں سے زیادہ ہوشیار ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔" ہیبر لنگ نے تڑخ کر کہا۔ "صاف بولو کہ وہ پھر تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ کہاں ہے وہ اس وقت؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔" ایل نے مردہ دلی سے جواب دیا۔

"شاندار... بہت اچھے۔" ہیبر لنگ نے کھلا مضحکہ اڑایا۔ "میں یہاں بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ ڈاکٹر کراس کے گھر پہنچ گئی تھی اور اسے اچھا خاصا خوف زدہ کر کے نکل گئی ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ PAC کے ہر آفیسر سے ملے گی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کا معاملہ سب سے نازک ہے۔ دفع ہو جاؤ اور اسے ٹائی مین تک نہ پہنچنے دو۔" ہیبر لنگ نے فون پٹخ دیا۔

ریسیور ابھی تک ایل کے کان سے لگا ہوا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے ابھی ابھی کیا سنا ہے، آہستہ آہستہ اس نے ریسیور نیچے رکھ دیا۔ اس کی غلط فہمی دور ہو چکی تھی کہ وہ ایک آسان شکار کے پیچھے ہے۔

☆☆☆

وہ لوگ سان فرانسسکو کے سینٹرل ٹرمینل میں تھے۔ امریکن فلائٹ قبل ازیں ڈیڑھ گھنٹے ڈلاس میں رکی تھی پھر لاس ویگاس میں تاخیر ہوئی۔

جیک کے ہاتھ میں بریف کیس اور بریف کیس میں ویکسی نیشن گن تھی۔ اسی گن کے ذریعے ڈاکٹر مہتا کو رہزنی کی آڑ میں ایبولا وائرس منتقل کیا گیا تھا۔ ان سب کا حلیہ خاصا بگڑ چکا تھا۔ شیو اور شاور کا موقع بھی نہیں ملا تھا اور سوٹ بھی سلوٹوں سے پُر تھے۔

موجودہ سچویشن کے بارے میں ایل جتنا سوچتا، مزید فکر مند ہو جاتا۔ لڑکی چار شہروں میں سے کہیں بھی ہو سکتی تھی، یہ کوئی سیدھا صاف نشانہ نہیں تھا۔ اگر وہ بروقت ہاتھ آ بھی گئی تو وہ ویکسی نیشن برآمد کیے بغیر اسے ٹھکانے نہیں لگا سکتے تھے۔ اس نے نقشہ نکالا۔ ٹائی مین ایک غیر معروف علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔

☆☆☆

مریسا فیئر مونٹ ہوٹل میں رکی تھی۔ صبح ساڑھے سات بجے اس کی ویک اپ کال تھی۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ غور کر رہی تھی کہ اگر ٹائی مین، ڈاکٹر کراس کے برعکس ثابت ہوا تو مشکل ہو جائے گی۔

کمرے میں پہنچنے والا ناشتا شاندار تھا۔ پھل چھیلنے کے لیے ایک خوب صورت تیز دھار چھری بھی موجود تھی جس کا منقش دستہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ ناشتا کرتے ہوئے وہ ٹائی مین کے ایڈریس کے بارے میں متفکر تھی۔ ڈاکٹر کراس سے ملاقات کے بعد بہت ممکن تھا کہ ٹائی مین تک اطلاع پہنچا دی گئی ہو اگر ایسا ہوا تو وہ اچانک وزٹ کے ذریعے ڈاکٹر ٹائی مین کو چونکانے میں ناکام رہے گی، وہ پہلے سے ہی تیار

ہوگا۔

مریسا نے فیصلہ کیا کہ گھر کے بجائے ڈائریکٹ اس کے دفتر میں ملاقات کی جائے۔ یہ زیادہ بہتر اور محفوظ راستہ ہوگا۔ ایک تو مریسا کا تعاقب کرنے والے توقع کر رہے ہوں گے کہ وہ ڈاکٹر کراس کے مانند ٹائی مین سے گھر پر ملاقات کرے گی۔ دوسرے اگر ٹائی مین مجرمانہ فطرت کا نکلا تو اپنے آفس میں مریسا کے خلاف کسی جارحانہ حرکت سے پرہیز کرے گا۔

یلو پیجز کے ذریعے اس نے ٹائی مین کی میڈیکل پریکٹس کا مقام معلوم کرلیا۔ مریسا نے آفس فون کر کے شہر میں اس کی موجودگی کی تصدیق کی۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آفس 8.30 سے قبل نہیں کھلے گا۔

مریسا نے تیاری مکمل کر کے پھر آفس فون کیا تو علم ہوا کہ ڈاکٹر کی آمد تین بجے متوقع ہے۔ ٹائی مین کو سان فرانسسکو جنرل اسپتال میں ایک سرجری نمٹانی تھی۔

مریسا، فون رکھ کر سوچ میں پڑگئی۔ تین بجنے میں بہت وقت تھا۔ اس کے شکاری کہاں ہوں گے، اسے علم نہیں تھا۔ صرف اتنا پتا تھا کہ ڈاکٹر کراس کے ذریعے انہیں خبر ہوگئی ہوگی کہ مریسا PAC کے دیگر آفیسرز سے بھی ملاقات کرے گی۔ ان کے لیے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ دوسری ملاقات کس سے کرے گی۔

مریسا نے آفس جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا احتیاطاً جنرل اسپتال میں مڈبھیڑ اور بھی زیادہ بہتر تھی۔ کمرا چھوڑنے سے بیشتر اس نے دروازے کی پیشانی پر ڈونٹ ڈسٹرب کا نشان آویزاں کردیا۔ نیویارک کے مقابلے میں وہ یہاں بہتر محسوس کر رہی تھی۔ پیچھا کرنے والوں سے وہ کافی آگے تھی۔

سان فرانسسکو جنرل اسپتال کی عمارت متاثر کن تھی۔ اسپتال میں داخل ہوکر پہلے اس نے ڈاکٹرز لاکر روم تلاش کیا وہاں سے اس نے ایک اسکرب سوٹ منتخب کیا۔ اس وقت ایک اٹینڈنٹ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

''کس قسم کی مدد؟'' اس نے سوال کیا۔

''میں ڈاکٹر بلوم ہوں۔'' وہ لفظ مریسا گول کرگئی۔

''میں یہاں ڈاکٹر ٹائی مین کی سرجری کے مشاہدے کے لیے آئی ہوں۔''

''میں آپ کو ایک لاکر اسائن کر دیتا ہوں۔'' اس نے ایک چابی، مریسا کے حوالے کی جس پر نمبر پڑا تھا۔

مریسا نے شکریہ ادا کیا اور کچھ دیر بعد مخصوص لباس میں باہر آگئی۔ اب اس کا رخ سرجیکل لاؤنج کی جانب تھا۔

لاؤنج میں تقریباً 20 افراد تھے۔ کوئی گپ لگا رہا تھا، کوئی کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور کوئی اخبار میں کھویا ہوا تھا۔ بعض کی نظریں ٹی وی پر تھیں۔

مریسا، سیدھی گزرتی چلی گئی۔ ذرا دیر بعد وہ آپریٹنگ ایریا میں تھی۔ اس نے ہڈ اور ماسک لگایا۔ دستانے چڑھائے پھر کمرے میں آویزاں شیڈولنگ بورڈ کو پڑھنے لگی۔ ٹائی مین کے نام کے آگے روم نمبر 11 لکھا تھا۔

''یس؟'' ایک نرس اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ڈاکٹر ٹائی مین۔''

''روم نمبر 11۔'' نرس نے اشارہ کیا۔

''یس، میں نے دیکھ لیا ہے۔'' مریسا نے کہا اور شکریہ ادا کر کے کوریڈور میں چل پڑی۔ آپریٹنگ رومز، کوریڈور کے دونوں جانب تھے۔

روم نمبر 11 میں پانچ افراد تھے۔ بے ہوش کرنے والے ڈاکٹر کا رخ ٹیبل پر موجود مریض کے سر کی جانب تھا۔ ایک موبائل نرس احکامات کے انتظار میں ایک جانب اسٹول پر بیٹھی تھی۔ مریسا کو دیکھ کر وہ اس کی جانب آئی۔

''کیس میں کتنا وقت لگے گا؟''

''45 منٹ۔'' نرس نے جواب دیا۔ ''ڈاکٹر ٹائی مین تیز اور اپنے کام کے ماہر ہیں۔''

''ان میں ڈاکٹر ٹائی مین کون ہے؟''

نرس کے چہرے پر استعجاب کا عکس نظر آیا۔ ''وہ دائیں جانب۔'' اس نے جواب دیا۔ ''تم کون ہو؟''

''ڈاکٹر کی دوست، اٹلانٹا سے۔'' مریسا نے کہا اور مریض کے سر کی جانب چلی گئی وہاں سے وہ ٹائی مین کا مکمل جائزہ لے سکتی تھی۔

اسے اندازہ ہوا کہ نرس نے حیرانگی کا تاثر کیوں دیا تھا۔ ڈاکٹر ٹائی مین سیاہ فام تھا۔

''عجیب تضاد ہے۔'' اس نے سوچا۔ اس کے خیال میں PAC کے تمام آفیسرز عمر رسیدہ کھلاڑی تھے اور رنگت کے معاملے میں متعاصب جبکہ ڈاکٹر ٹائی مین کی شخصیت میں دونوں عناصر مفقود تھے۔

وہ اسکرین پر آپریشن کی اندرونی جزئیات دیکھنے لگی۔ ٹائی کے ہاتھ کسی مشین کے مانند متحرک تھے۔ اس کی مہارت اور ہاتھوں کی حرکت قابلِ دید تھی۔ یہ ٹیلنٹ تھا جسے سکھایا نہیں جاسکتا تھا یہ خداداد صلاحیت تھی۔ ایسی بے عیب صلاحیت طویل تجربے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔

☆☆☆

''اسٹارٹ کرو منحوس گاڑی کو۔'' ایل نے کڑوی آواز میں کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سیل فون تھا، وہ ساسولیٹو میں ہل سائڈ پر ٹائی مین کے گھر پہنچ گئے تھے۔ تاہم وہاں ٹائی مین ملا نہ ہی لڑکی کا کچھ اتا پتا تھا۔ جیک نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

''کہاں چلوں؟'' اس وقت کم سے کم بولنا ہی بہتر تھا، ایل مشتعل ہو چکا تھا۔

''واپس شہر۔'' ایل نے بھی خشک لہجے میں مختصر جواب دیا۔

''ٹائی مین کے آفس سے کیا خبر ملی؟'' جارج نے استفسار کیا۔ جیک چاہتا تھا کہ وہ خاموش رہے تاہم اسے کچھ بولنے کی ہمت نہیں پڑی۔

''ڈاکٹر کو اچانک ایمرجنسی میں سان فرانسسکو جنرل اسپتال سرجری کے لیے جانا پڑا۔'' ایل نے جواب تو دیا تاہم غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ ہیبر لنگ نے بھی اسے خاصی جھاڑ پلائی تھی۔ اس گڑیا... جیسی لڑکی سے ایل کو نفرت ہو چلی تھی۔

''ٹائی مین کو ایک سرجری اپنے آفس میں صبح ساڑھے سات بجے کرنی تھی۔ سان فرانسسکو جنرل سے وہ تین بجے تک لوٹے گا۔''

''یعنی ہم نے ٹائی مین کو مس کر دیا ہے۔'' جارج نے نتیجہ اخذ کیا۔ اس کی آواز میں بھی ناگواری کا عنصر تھا۔

''وہ ہمارے یہاں پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹا قبل نکل چکا تھا۔ واٹ اے ویسٹ آف ٹائم۔'' ایل غرایا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک اور گاڑی درکار ہے، ہمیں دونوں طرف نگاہ رکھنی پڑے گی۔ جتنی جلدی ہماری ٹائی مین سے ملاقات ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔''

☆☆☆

مریسا کے پاس خاصا ٹائم تھا اور وہ پُراعتماد تھی۔ ڈاکٹر ٹائی مین کو وہ پہچان چکی تھی۔ وہ آپریٹنگ روم سے نکل آئی اپنے عام لباس میں واپس آنے کے بعد وہ واپس سرجیکل لاؤنج میں آ کر ڈاکٹر ٹائی مین کا انتظار کرنے لگی۔ تیس پینتیس منٹ بعد ٹائی مین آپریٹنگ روم سے برآمد ہوا، اس کی چال بھی باوقار تھی۔ ڈاکٹر سے زیادہ وہ کسرتی جسم والا کوئی جوان کھلاڑی معلوم ہوتا تھا۔

باہر آنے کے بعد ٹائی مین نے ایک طرف رکھی مشین سے کافی کپ لبریز کرنا شروع کیا۔ مریسا نے اپنی نشست چھوڑ دی۔

''میں ڈاکٹر مریسا بلوم ہوں۔'' اس نے قریب پہنچ کر تعارف کروایا۔ متلاشی نگاہیں، ٹائی مین کے تاثرات پر تھیں۔ ٹائی مین کا چہرہ مردانہ کشش کا حامل تھا۔ مونچھیں نفاست سے تراشی گئی تھیں آنکھوں میں اداسی کا غیر مبہم تاثر تھا، اس نے مریسا کو دیکھا اور مسکرایا۔ اس کے تاثرات اور ردِعمل گواہ تھے کہ وہ مریسا کو نہیں جانتا۔

''میں آپ سے پرائیویٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔''

ٹائی مین نے سر کو خم دے کر اپنی طرف آتے اسسٹنٹ کو دیکھا وہ قریب پہنچ چکا تھا۔ ''میں تم سے تھوڑی بعد میں ملتا ہوں۔'' ٹائی مین نے کہا۔ اسسٹنٹ سر ہلا کر وہاں سے ہٹ گیا۔

لاؤنج سے دو سوئنگ ڈورز سے دور... چند ٹیلی فون بوتھ نما چھوٹے کمرے بنے تھے۔ ٹائی مین، مریسا کو وہاں ایک بوتھ میں لے آیا۔ ''میں نے تمہیں آپریشن روم میں دیکھا تھا۔'' اس نے مریسا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہاں دو ہی کرسیاں تھیں۔

''ہاں اب بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟''

''مجھے کچھ حیرت ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟'' وہ ٹائی مین کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں اب تک سوالیہ تاثر کے ساتھ دوستانہ رنگ بھی تھا۔

''کیا نام بتایا تھا تم نے؟''

''ڈاکٹر مریسا بلوم۔''

''مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔'' وہ دھیمے سے ہنسا۔ ''میں واقعی تم کو نہیں پہچان سکا۔ مجھے بہت سے افراد سے ملنا پڑتا ہے۔'' وہ کافی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کیا ڈاکٹر کراس نے میرے بارے میں نہیں بتایا؟''

''مجھے یقین نہیں ہے کہ میں اس نام سے واقف ہوں۔''

''پہلا جھوٹ۔'' مریسا نے سوچا۔ ایک گہری سانس لی اور بغیر رکے وہی سب کچھ دہرا دیا جو اس نے ڈاکٹر کراس کے گوش گزار کیا تھا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی مریسا کی نگاہ ٹائی مین کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔ اگرچہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ نروس ہو گیا ہے۔ اس نے ٹائی مین کے ہاتھ میں کافی کا کپ چھلکتے دیکھا۔

''مجھے معمولی سا بھی آئیڈیا نہیں ہے کہ تم یہ کہانی مجھے

کیوں سٹپا رہی ہو؟'' ٹائی مین نے کپ رکھ کر اٹھنا شروع کیا۔ ''بدقسمتی سے مجھے ایک اور کیس نمٹانا ہے۔''

مریسا نے اپنی افتادِ طبع کے برعکس نرمی سے ٹائی مین کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا۔ ''میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ میں مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے بات ختم کرنے کا موقع دیں۔'' وہ بولی۔ ''آپ کو احساس ہو یا نہ ہو لیکن آپ اس خطرناک سازش کا حصہ بن چکے ہیں۔ میرے پاس معقول ثبوت موجود ہیں کہ جگہ جگہ ایبولا کی وبا کو پھیلانے کی ذمّے دار PAC ہے۔ آپ PAC میں شمولیت رکھتے ہیں۔ آپ سے مل کر مجھے شاک پہنچا ہے کہ آپ جیسا ہائی پروفائل پروفیشنل کا نام اس مکروہ دھندے میں موجود ہے...''

''تمہیں صدمہ ہوا ہے۔'' ٹائی مین پھر کھڑا ہو گیا۔ وہ کسی ٹاور کے مانند مریسا کے مختصر وجود پر جھکا ہوا تھا۔ ''مجھے حیرت ہے کہ اتنے غیر ذمّے دارانہ الزامات لگانے کے لیے تمہارے اندر ہمت کہاں سے آئی؟''

''یہ پبلک ریکارڈ کا حصہ ہے کہ آپ PAC کے افسران میں شامل ہیں۔ آپ کی پروفیشنل لیب میں شراکت داری ہے۔ لیب ان تمام ضروری لوازمات سے مزین ہے جو ایبولا جیسے خونخوار وائرس کو بخوبی ہینڈل کر سکتی ہے جبکہ یہ اختیار سی ڈی سی کے پاس ہے۔ پروفیشنل لیب قانون شکنی کی مرتکب ہو چکی ہے۔''

''مجھے امید ہے کہ تم نے اپنی خاصی بڑی انشورنس کروا رکھی ہوگی۔'' ٹائی مین کی آواز بلند ہو گئی۔ ''تمہیں میرے اٹارنی سے نمٹنا پڑے گا۔''

''گڈ۔'' مریسا نے کہا۔ ''مجھے امید ہے کہ آپ کا وکیل آپ کو ہماری سے تعاون کا مشورہ دے گا۔'' وہ کھڑی ہو گئی۔ ''آپ سے ملنے کے بعد میں یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ وائرس استعمال کرنے کی منظوری میں آپ جیسا سرجن شامل ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کے لیے ایک دہرا المیہ ہوگا کہ کسی اور کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آپ کو خوامخواہ بہت کچھ کھونا پڑے گا۔ ڈاکٹر ٹھنڈے دماغ سے سوچیے آپ کے پاس وقت کم ہے۔'' مریسا نے بوتھ چھوڑ دیا، اس کا تیر نشانے پر بیٹھا تھا۔ ٹائی مین کے تاثرات بدل چکے تھے اور وہ کسی کو فون ملانے جا رہا تھا۔

☆☆☆

''وہ رہی۔'' یہ ایل کی آواز تھی۔ جس نے جیک کے شولڈر پر ہاتھ مارا۔ وہ اسپتال کے سامنے سڑک کی دوسری جانب موجود تھی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ جارج ان کے عقب میں دوسری گاڑی میں موجود تھا۔ ایل نے مڑ کر جارج کو دیکھا۔ جارج نے انگوٹھا بلند کیا یعنی وہ مریسا کو اسپتال سے نکلتے دیکھ چکا تھا۔

''آج نہیں بچے گی، کتیا۔'' ایل نے دانت پیسے۔ مریسا کے کیب میں بیٹھتے ہی جیک نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور کیب سے پہلے روانہ ہو گیا۔ ایل نے عقب کے آئینے میں کیب کو دیکھا۔ کیب کے پیچھے جارج کی گاڑی تھی۔ وہ اپنے شکار کو مطلوبہ انداز میں گھیر چکے تھے۔

''اگر وہ جا رہی ہے تو یقیناً ٹائی مین سے مل چکی ہے۔'' جیک نے خیال آرائی کی۔

''کون پروا کرتا ہے۔'' ایل بولا۔ ''اب وہ ہماری گرفت میں ہے۔ اگر ہوٹل جاتی ہے تو کام اور آسان ہو جائے گا۔''

جارج کی گاڑی، مریسا کی کیب سے آگے نکل گئی اور جیک اپنی گاڑی عقب میں لے آیا۔

مریسا نے ہوٹل کا ہی رخ کیا تھا۔

''میں گاڑی میں ہوں، تم اس کا کمرا دیکھ کر آؤ۔'' ایل نے جیک کو ہدایت دی۔

مریسا ابھی کیب میں ہی تھی کہ جیک نے پھرتی کا مظاہرہ کیا اور ہوٹل کی لابی میں پہنچ کر ایک اخبار لے کر بیٹھ گیا۔ وہ اس رخ سے بیٹھا تھا کہ ہر آنے جانے والے پر نگاہ رکھ سکے۔ مریسا سیدھی فرنٹ ڈیسک پر گئی۔

باہر، ایل نے اسے ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ بے چینی سے جیک کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ جارج کے مانند سکون سے انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے ہی اس بوٹے قد والی لڑکی نے اس پر کافی قرض چڑھا دیا تھا۔

بالآخر اس کی بے تابی ختم ہوئی۔ جیک کی شکل نظر آئی۔ وہ تیز قدموں سے ایل کی جانب آ رہا تھا۔

''کیا رہا؟''

''وہ کمرا نمبر 1127 میں مقیم ہے۔'' جیک نے اطلاع دی۔

''ٹھیک ہے، اب تم یہاں بیٹھو۔'' ایل نے بتیسی کی نمائش کی اس کے مسوڑھے تک نظر آنے لگے تھے۔ جیک نے پہلی مرتبہ ایل کو اتنے بدنما انداز میں مسکراتے دیکھا تھا۔

ایل، جارج کی گاڑی کی طرف گیا۔ ''تم احتیاطاً اپنی گاڑی عقبی سمت لے جاؤ۔'' اس نے جارج سے فرمائش کی۔ ''میں اندر جا رہا ہوں۔''

ایل ہوٹل میں آ گیا۔ وہ فرنٹ ڈیسک پر گیا۔ سرسری نگاہ سے باکس نمبر 1127 تلاش کیا۔ جہاں چابیوں کا فالتو سیٹ موجود تھا۔ تاہم وہاں اتنے لوگ تھے کہ وہ چابیاں بغیر کسی ہنگامہ آرائی کے حاصل نہیں کرسکتا تھا۔

وہ ایلیویٹر کی طرف چلا گیا۔ گیارھویں منزل پر اس نے ہاؤس کیپنگ کارٹ تلاش کیا۔ جس پر صاف چادریں، تولیے، اسپرے اور صفائی کا دیگر سامان موجود تھا۔ وہ اسے سوئٹ کے باہر کھڑی مل گئی تھی۔ ایل نے ایک تولیا اٹھایا اسے بل دے کر ایک مضبوط موٹے رسے کی شکل دی۔ اطراف کا جائزہ لیا اور دبے قدموں سوئٹ میں داخل ہوگیا۔ اس کے اندازے کے عین مطابق سوئٹ خالی تھا۔ ایک ملازمہ گھٹنوں کے بل صفائی میں مشغول تھی۔ اس کے قریب ایک کین رکھا تھا۔

بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ایل نے عقب سے رسے نما تولیا ملازمہ کے گلے میں ڈال کر پھرتی سے... کسنا شروع کیا۔ ملازمہ کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی۔ اس کی سانس فوراً ہی بند ہوگئی تھی۔ ملازمہ نے معمولی جدوجہد کی، اس کا چہرہ سرخ ہوا پھر بیگنی رنگت اختیار کرگیا۔ پانچ منٹ کے اندر اندر وہ ختم ہو چکی تھی۔

ایل نے اس کی تلاشی لینا شروع کی اور چابیوں کا گچھا برآمد کرلیا جو تانبے کے رِنگ کے ساتھ منسلک تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا۔ ڈونٹ ڈسٹرب کا اشارہ اس نے دروازے کی ناب کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔

سامان کی ٹرالی کو دھکیل کر اس نے سیڑھیوں کے قریب اسٹور میں پہنچا دیا پیانو پلیئر کے مانند انگلیوں کو حرکت دی اور روم نمبر 1127 کا رخ کیا۔

☆☆☆

بستر پر جانے سے پہلے مریسا نے صبح کے بچے ہوئے پھل نکال کر ٹیبل پر رکھے اور چوبی دستے والے چاقو سے چھیل کر کھانے شروع کیے۔ وہ تھکن محسوس کر رہی تھی۔ بچی ہوئی اشیا اس نے ٹیبل پر ہی چھوڑ دیں اور بستر پر جا گری۔ وہ اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ سوچ ادھوری رہ گئی اور نیند نے اسے تھپکنا شروع کر دیا۔

آہنی کلک کی معمولی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ شاید اس کے لاشعور میں خوف چھپا تھا جس نے اسے بیدار کردیا۔

اسے یاد تھا کہ دروازے کے باہر اس نے ڈونٹ ڈسٹرب کا کارڈ لگایا ہوا تھا پھر وہ آواز کیسی تھی۔ اس کی نظریں دروازے پر جم گئیں جس کی گول ناب آہستگی سے گھوم رہی تھی۔

مریسا کو شکاگو کا جان لیوا حملہ یاد آیا۔ دہشت کی لہر بجلی کے کرنٹ کے مانند اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر فون کی جانب لپکی۔ وہ ابھی ریسیور اٹھا بھی نہ پائی تھی کہ ہلکے دھماکے کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ لاک کھلنے کے بعد دروازہ چین اور بولٹ کی مدد سے اٹکا ہوا تھا۔ اس لیے ایل نے شانے کی ضرب لگا کر اسے کھولا۔ چین لاک کی پلیٹ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ گئی تھی۔

ایل نے دروازہ بند کیا اور بروقت مریسا کو دبوچ لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ مریسا کی گردن پر تھے۔ وہ پاگل کتے کی طرح جھٹکے دے رہا تھا۔ اس نے مریسا کا چہرہ قریب کرلیا۔ ''کچھ یاد آیا؟'' وہ عالمِ وحشت میں غرایا۔ مریسا نے بھورے بالوں والے کو پہچان لیا جو پارک میں سیاہ فام ڈانسرز کے ہاتھوں پٹا تھا۔

''ویکسی نیشن گن کے بارے میں بتانے کے لیے تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ ہیں۔'' ایل کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے مریسا کی گردن پر سے موت کی گرفت کم کی۔ ''اگر اس دوران میں کچھ نہیں بتایا تو گردن توڑ دوں گا۔'' وہ خونی بھیڑیے کی طرح غرایا۔ اپنی دھمکی میں وزن پیدا کرنے کے لیے اس نے شدید جھٹکا دیا۔ اذیت کی لہر مریسا کی ریڑھ کی ہڈی تک میں اُتر گئی۔

وہ بمشکل سانس لے پا رہی تھی۔ اس نے بے اختیار اس کی مضبوط کلائیوں کو پکڑا۔ ایل نے جھلا کر اسے دیوار کی طرف پھینکا۔ مریسا کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار کے تصادم سے بچنے کے لیے مریسا نے اضطراری طور پر دونوں ہاتھوں سے عقب میں دیوار کا سہارا لیا۔ لیمپ، ٹیبل سے لڑھک کر فرش پر گر کر ٹوٹ گیا۔ کمرا اس کی نظروں میں گھوم رہا تھا۔ سر کی چوٹ نے اسے چکرا دیا تھا۔

''آخری موقع دے رہا ہوں۔'' ایل نے دانت کچکچائے۔ ''کہاں ہے ویکسی نیشن گن؟'' وہ مریسا کی جانب بڑھا۔

عقب میں مریسا کے ہاتھ سے انگلیاں ٹیبل پر پڑے تیز دھار چاقو سے مس ہوئیں۔ اس کے گھومتے ہوئے سر میں امید کی کرن جگمگائی۔ اس نے چاقو کا دستہ مضبوطی سے تھام لیا۔ ایل جارحانہ عزائم سے اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مریسا نے پوری طاقت کے ساتھ چاقو ایل کے پیٹ میں اُتار دیا۔

مریسا کو کوئی احساس نہ تھا کہ اس نے چاقو کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ دستے تک کہاں جا گھسا ہے؟ تاہم ایل نہ صرف رک گیا تھا بلکہ اس کا فقرہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور غیر یقینی کے واضح تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ کچھ بوکھلایا تھا اور شرٹ پر ابھرتے پھیلتے خون کے دھبّے کو دیکھ رہا تھا...

مریسا نے چاقو واپس کھینچ لیا۔ اسے امید تھی کہ دروازے کی راہ سے فرار کا موقع مل جائے گا۔ وہ دوڑ پڑی۔ چاقو ہاتھ میں تھا جس کا تیز دھار پھل سرخ رنگت اختیار کر چکا تھا۔ تاہم وہ ناکام رہی۔ ایل بھوکے درندے کے مانند اچھل کر آیا تھا، وہ رخ بدل کر باتھ روم کی طرف بھاگی۔ باتھ روم کا دروازہ بند ہونے سے قبل ایل نے ہاتھ پھنسا کر اسے بند ہونے سے روکا۔ مریسا نے اندھا دھند چاقو کا وار کیا۔ اس بار ایل کے حلق سے چیخ نما آواز برآمد ہوئی۔ اس نے زخمی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ مریسا نے تیزی سے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا اور باتھ روم فون اٹھایا لیکن نمبر ڈائل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایل، پاگل ہو گیا تھا۔ اس کا اشتعال انتہا کو چھو رہا تھا۔ دھماکا ہوا اور پورے کا پورا دروازہ ٹوٹ کر باتھ روم میں جا گرا۔ مریسا کو فون چھوڑنا پڑا۔ ریسیور کورڈ کے ساتھ لٹکتا رہ گیا۔ وہ ایک بار پھر زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھی۔ اس نے دیوانہ وار ایل کے پیٹ میں چاقو کے وار کیے۔ تاہم یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہر چیز نظر انداز کر کے مریسا کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس کا چہرہ کسی خونی جانور کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا۔ غضب، اشتعال اور اشتعال کی شدت نے اذیت کے تاثر کو پسپا کر دیا تھا۔

چاقو نظر انداز کر کے اس نے مریسا کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے گھما کر سنک پر پھینکا۔ مریسا ایک اور وار کرنے میں ناکام رہی۔ ایل نے اس کی نازک کلائی پکڑ کر دیوار سے ٹکرائی۔ دوسری، تیسری کوشش کے بعد مریسا چاقو چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔ چھوٹا سا ہتھیار فرش پر جا گرا۔ ایل کا لباس خاصا خون آلود ہو چکا تھا۔ مریسا، اس کی سخت جانی پر ششدر تھی۔ ایل، مریسا کو بے بس سمجھ کر چاقو اٹھانے کے لیے جھکا۔ مریسا نے لٹکتے ہوئے ریسیور کی کورڈ تھامی اور بچی کھچی طاقت جمع کر کے ریسیور گھما کر ایل کے سر کی پشت پر بجایا۔ ریسیور ٹوٹ گیا۔ ایل کھڑا ہوتے ہوتے تھا لیکن دوبارہ سیدھا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

مریسا کو مایوسی نے گھیر لیا۔ ایل کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن نشے میں لگ رہا تھا۔ نیلی آنکھوں کی پُتلیاں اوپر گھوم گئیں پھر وہ فلمی انداز میں سلوموشن میں دھڑام سے ٹب کے اندر جا گرا۔ اس کا سر ٹب کے لٹو نما نلکوں میں ایک سے ٹکرایا۔ اس آخری ضرب نے اسے بے حرکت کر دیا۔

مریسا اس کے دوبارہ اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی، وہ ڈاکٹر تھی۔ اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ ایل ناکارہ ہو چکا ہے۔ اگر اسے جلد ہی طبی امداد نہ ملی تو محض جریانِ خون ہی تیزی سے اسے موت کی سرحد پار کروا دے گا۔ اس کا سر بھی خون آلود ہو چکا تھا۔ اس کی ناک بھی ٹب میں گرنے سے زخمی ہو گئی تھی۔

مریسا کا پورا بدن بُری طرح لرز اٹھا۔ دل سینے میں ڈھول بجا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایل تنہا نہیں ہوگا، اس نے باہر نکل کر پرس دبوچا اور دوڑ لگا دی۔ ایلیویٹر کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر اس نے عقبی راستے کو ترجیح دی۔

عقبی جانب سے نکلنے کے لیے اسے دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترنی تھیں۔ اسی نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور وہیں کھڑی رہی، وہ کیبل کار کا انتظار کر رہی تھی۔ جو کچھ دیر بعد آتی دکھائی دی۔ مریسا بھرپور پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کیبل کار میں سوار ہو گئی۔ اگر کوئی عقبی سمت کی نگرانی کر رہا تھا تو وہ مریسا کو اس انداز میں نکلتے نہ دیکھ سکے گا تاہم مریسا کا اندازہ غلط تھا۔

کیبل کار دوبارہ حرکت میں آئی۔ مریسا بھیڑ کے درمیان چلی گئی اور پلٹ کر ہوٹل کے عقبی دروازے کو دیکھا وہاں سے کوئی باہر آتا دکھائی نہ دیا۔

☆☆☆

جارج کو یونہی مینڈک کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ مریسا کی جھلک نہ دیکھ پاتا لیکن جارج نے دیکھ لیا، یہ الگ بات ہے کہ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ اس نے فوراً جیک کو فون ملایا۔

''کیا ایل بھی ساتھ نکلا ہے؟'' جیک نے جھٹ سوال کیا۔

''نہیں۔''

''اوہ گاڈ، کوئی گڑبڑ ہے... لیکن یہ کیسے ہو گیا؟''

''تم کیبل کار کا پیچھا کرو، میں ہوٹل ... جاتا ہوں۔'' جارج نے ہدایت کی۔

''اوکے۔'' جیک نے جواب دیا۔

☆☆☆

کیبل کار نے موڑ کاٹا۔ اور فیئر مونٹ ہوٹل اوجھل ہو گیا۔ مریسا اپنے اعصاب کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئی

اچانک اسے خون کا خیال آیا اس نے اپنے لباس کا جائزہ لیا، کپڑے بظاہر صاف ہی دکھائی دے رہے تھے۔

بعدازاں کرایہ ادا کر کے وہ ایک خالی ہونے والی نشست پر بیٹھ گئی۔ جان لیوا کشمکش کے بعد اس کا بدن کئی جگہ سے دکھ رہا تھا۔ خاص طور پر گردن زیادہ متاثر ہوئی تھی حتیٰ کہ گردن پر سیاہی مائل نیلاہٹ اُجاگر ہوگئی تھی۔

ذہن دوبارہ خیالات میں غلطاں ہوگیا۔ مریسا نے بہت احتیاط کی تھی پھر وہ کیسے اس تک پہنچ گئے۔ ایک ہی وجہ اس کی سمجھ میں آئی یقیناً وہ لوگ ڈاکٹر ٹائی مین کی نگرانی کر رہے تھے۔

مریسا کا اعتماد متزلزل ہوگیا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں ہی رک کر پولیس کا سامنا کرنا چاہیے تھا۔ اسے لگا کہ وہ ایک مشتبہ مفرور کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ رالف کے مشورے اور تشویش اسے صحیح لگنے لگی۔ صورتِ حال مزید بگڑ گئی تھی اب وہ دو افراد کی قاتل تھی۔ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ رالف کے پاس جائے اور اس کے وکیل سے بات کرے۔ PAC کے مزید ڈاکٹرز سے ملنے کا خیال اس نے دل سے نکال دیا۔ وہ بار بار موت کو جل نہیں دے سکتی تھی۔ وہ اکیلی تھی، بے وسیلہ تھی۔ صورتِ حال بھی بگڑی ہوئی تھی بلکہ بگڑتی ہی جا رہی تھی۔

کیبل کار کی رفتار کم ہو رہی تھی، اس نے اترنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ چائنا ٹاؤن کے قریب اُتری تھی۔ اس نے گہری سانس لے کر گردن مسلی، وہ ہچکچاتی ہوئی چائنیز ریسٹورنٹ میں چلی گئی۔

سرخ رنگ کے مخصوص ریشمی لباس میں ایک عورت نمودار ہوئی اور شائستگی سے اطلاع دی کہ ریسٹورنٹ کھلنے میں ابھی نصف گھنٹا باقی ہے۔

''اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کا ریسٹ روم استعمال کرسکتی ہوں؟'' مریسا نے میٹھی آواز میں درخواست کی۔

چینی عورت نے غور سے مریسا کو دیکھا پھر مطمئن ہونے کے بعد اسے اندر لے گئی۔ پے فون کے ذریعے سب سے پہلے مریسا نے فیئر مونٹ ہوٹل فون کر کے بتایا کہ کمرا نمبر 1127 میں ایمبولینس کی ضرورت ہے۔ فون بند کر کے وہ پولیس کے متعلق سوچنے لگی پھر اس نے یہ خیال مسترد کردیا اور اٹلانٹا واپس جانے کا فیصلہ کرلیا۔ فیصلہ کر کے وہ اپنا حلیہ درست کرنے میں مصروف ہوگئی۔

☆☆☆

جیک درجنوں بار جارج کو فون کرچکا تھا۔ جواب آرہا تھا نہ ریکارڈنگ' جیک سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے؟ ایل اور جارج کو بہت پہلے گاڑی میں واپس ہونا چاہیے تھا۔ مریسا کا تعاقب وہ کامیابی سے کررہا تھا۔ وہ اس حد تک مطمئن تھا کہ لڑکی اس کی نظر میں ہے کہ وہ چینی ریسٹورنٹ سے فاصلے پر گاڑی میں بیٹھا تھا۔

لڑکی جب ریسٹورنٹ سے نکل کر کیب میں سوار ہوئی تو وہ بھی گاڑی اسٹارٹ کرچکا تھا۔ تاہم ایک گھنٹے بعد وہ بے بسی سے ہاتھ مل رہا تھا۔ جب لڑکی، نان اسٹاپ ڈیلٹا فلائٹ کے ذریعے اٹلانٹا روانہ ہونے والی تھی۔ اسے ٹکٹ خریدنے کا خیال آیا لیکن ایل اور جارج ابھی تک غائب تھے اور وہ اٹلانٹا جانے کا فیصلہ ایل کی مرضی کے بغیر نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اب تک پچاس سے زیادہ مرتبہ فون پر رابطے کی کوشش کرچکا تھا، یہ کیا معما ہے، اس کا ذہن الجھ گیا تھا۔

واپس ہوٹل فیئر مونٹ جانے کے علاوہ اسے کچھ سجھائی نہیں دیا۔ ہوٹل کی طرف روانہ ہوتے ہوئے اس نے ایک بار پھر جارج کا نمبر ملایا، اسے امید نہیں تھی تاہم جارج کی آواز سن کر وہ چونک اٹھا۔

''تم دونوں کہاں غائب ہو؟ نمبر ملا ملا کر میری انگلی گھس گئی ہیں۔''

''جیک، مسئلہ ہوگیا ہے۔'' اس کی آواز پہلی مرتبہ دبی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ ''ایل لڑکی کے ہاتھوں خاصا زخمی ہوچکا ہے۔''

''کیا...'' جیک چلّا اٹھا۔ اسے ساعت کا دھوکا معلوم ہوا۔

''لڑکی کے پاس چاقو تھا... ایل اسپتال میں ہے۔''

جیک کا دماغ گھوم گیا۔ اس نے اضطراری طور پر سر پکڑ لیا پھر گھبرا کر اسٹیئرنگ سنبھالا۔

''مجھے یقین نہیں آرہا تاہم یہاں اطلاع یہ ہے کہ لڑکی جہاز میں سوار ہوکر اٹلانٹا روانہ ہوچکی ہے اور میرا دماغ چکرایا ہوا ہے کہ اب کہاں سر پھوڑوں؟''

''ایل بری طرح زخمی ہے، میں خود حیران ہوں۔''

''اوہ گاڈ، ہم کہاں پھنس گئے ہیں۔'' جیک پھر سر پکڑتے پکڑتے رہ گیا۔ ''چڑیا جیسی لڑکی، ایل کا یہ حال کرے گی اوہ جارج میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔''

''ایک اور بری خبر ہے۔'' جارج کی آواز آئی۔

''اس سے زیادہ بُری خبر کیا ہوسکتی ہے؟''

''ایل نے ہوٹل کی ایک ملازمہ کو قتل کردیا ہے اور اس پر کیس بن چکا ہے... کچھ تاخیر ہوجاتی تو خود ایل بھی مقتول ملازمہ کے ساتھ ہی ہوتا۔'' جارج نے دھماکا کیا۔

جیک گنگ رہ گیا۔
''تم کہاں ہو؟'' جارج نے سوال کیا۔
''فری وِنے پر ہوں، ائرپورٹ سے نکل رہا ہوں۔''
''واپس جاؤ اور اٹلانٹا کے دو ٹکٹوں کا بندوبست کرو۔ اب یہ خالصتاً ذاتی معاملہ بن گیا ہے۔ ایل کا قرض چکانا پڑے گا۔''

☆☆☆

مریسا نے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔
''میگزین یا اخبار؟'' اٹینڈنٹ نے استفسار کیا۔
''اخبار، نیویارک ٹائمز۔''
''او کے میم۔''
مریسا، ائرپورٹ پر خاصی خوف زدہ تھی کہ کہیں کوئی ناگہانی نہ ہوجائے۔ اب وہ بلندیوں پہ تھی اور بہتر محسوس کر رہی تھی۔
مریسا نے اخبار کے صفحے پلٹنے شروع کیے۔ وہ اپنے مطلب کی خبریں اور رپورٹس دیکھ رہی تھی۔ فلاڈیلفیا میں اموات 58 کے ہندسے کو چھو رہی تھیں۔ نیویارک 49 لیکن نیویارک میں مزید مریضوں کی آمد جاری تھی۔ اخبار کے ذریعے ہی اسے معلوم ہوا کہ روزن برگ اسپتال دیوالیہ ہوچکا ہے۔ ایبولا پر ایک آرٹیکل الگ سے موجود تھا۔ آرٹیکل کے ساتھ ایپی ڈیمیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کی تصویر چسپاں تھی۔ مریسا نے دلچسپی سے نام پڑھا۔ ڈاکٹر احمد فخری، تحریر کے مطابق ایبولا کی متعدد وباؤں کے سلسلے میں احمد فخری سی ڈی سی کا وزٹ کرنے والا تھا۔ WHO نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ صورتِ حال یونہی رہی تو ایبولا وائرس، اٹلانٹک کے پار جا پہنچے گا۔
مریسا نے آنکھیں بند کرلیں۔ احمد فخری، مریسا کی مدد کرسکتا تھا۔ رالف کے وکیل کے ذریعے وہ احمد فخری سے بھی مل سکتی تھی۔

☆☆☆

ساڑے نو بجے، سے کے دروازے کی گھنٹی گنگنائی، اس نے حیرت سے گھڑی دیکھی۔ کون ہوسکتا ہے، اس نے اٹھ کر سائڈ پینل سے باہر جھانکا اور بھونچکا رہ گیا۔ باہر مریسا کھڑی تھی۔
''مریسا۔'' وہ بے یقینی سے بڑبڑایا اور تیزی سے دروازہ کھولا۔ مریسا کے عقب میں ایک کیب دور ہوتی جارہی تھی۔
مریسا بلا ارادہ اس سے لپٹ گئی۔ وہ زاروقطار رو رہی تھی۔
''اوہ... مریسا سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' رالف نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ ''تم نے مجھے کال کیوں نہیں کی۔ میں تمہیں ائرپورٹ سے لے لیتا۔''
محفوظ پناہ گاہ میں آتے ہی مریسا کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے تھے۔ رالف اسے تسلیاں دیتا ہوا کاؤچ تک لے آیا۔ وہ مریسا کا سر سہلا رہا تھا۔ اس نے مریسا کے آنسو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسی کوئی بھی کوشش مریسا کی رقت میں اضافہ کردیتی۔
دس منٹ میں دھیرے دھیرے اسے قرار آہی گیا۔ آنسو، ہچکیوں میں اور ہچکیاں سسکیوں میں تبدیل ہوئیں، بالآخر اس کے بدن کی لرزش ختم ہوئی اور وہ بات کرنے کے قابل ہوگئی۔
رالف کی نگاہ فون پر تھی لیکن اس وقت مریسا کے قریب سے اٹھنا ٹھیک نہیں تھا، نہ وہ اسے اٹھنے دیتی۔
''تم کچھ پی لو، بولو کیا لے کر آؤں؟''
مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔
''وائن لاؤں بہترین شارڈونی ہے۔'' مریسا نے مضبوطی سے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ پانچ منٹ اور گزر گئے۔ رالف نے ایک گہری سانس لی۔
''تمہارا سامان کہاں ہے؟''
مریسا نے جواب نہیں دیا اور جیب سے ٹشو نکال کر چہرہ صاف کرنے لگی۔
''کچن میں، چکن بھی ہے۔'' رالف نے پھر کوشش کی۔ آخر مریسا نے لب کشا کیے۔
''کچھ دیر بیٹھے رہو، میں بہت ہراساں ہوں۔''
''تم مجھے فون کردیتیں اور تمہاری گاڑی کہاں ہے؟''
''رالف لمبی داستان ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری واپسی کی خبر کسی کو ملے۔''
رالف نے ایک ابرو اوپر چڑھایا۔ ''یعنی تم یہیں رکو گی؟''
''اگر تم مائنڈ نہ کرو۔''
''کیسی باتیں کر رہی ہو اگر تم چاہو تو چل کر تمہارے گھر سے تمہاری کچھ اشیا لے کر آجاتے ہیں۔''
''نہیں... نہیں آج رات کہیں نہیں جاؤں گی۔ ایسا کرنا ہوتا تو میں پہلے ٹیڈ کے ذریعے وہ پیکٹ حاصل کرتی جو اس نے میرے لیے MCL میں کہیں رکھا ہوا ہے۔ میں صبح

پہلے وکیل سے ملوں گی میرا جیل سے باہر رہنا ضروری ہے۔"

"آہ تم نے خود کو کس مصیبت میں ڈال لیا ہے۔ اگر چاہو تو کچھ بتاؤ، تمہارے ساتھ کیا بیتی؟"

"ہاں سب بتا دوں گی۔ مجھے کچھ کھا لینا چاہیے۔"

"کیوں نہیں، میں چکن تیار کرتا ہوں۔"

"اوہ نو، شکریہ میں آملیٹ بنا لیتی ہوں۔"

"جیسا تم چاہو مجھے ایک فون کرنا ہے۔" وہ حوصلہ افزا انداز میں مسکرایا۔

مریسا، کچن میں چلی گئی وہ پہلے بھی کچن دیکھ چکی تھی۔ جب جنوری میں رالف نے گھر پر پارٹی رکھی تھی۔ گھر کی مناسبت سے کچن بھی شاندار تھا۔ اس نے طائرانہ نظر کچن پر ڈالی اور ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ انڈوں کے ساتھ اس نے بریڈ سے چند سلائس الگ کیے۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے رالف سے تو پوچھا ہی نہیں کہ وہ بھی کچھ لینا پسند کرے گا یا نہیں۔ مریسا نے اسے پکارنا چاہا پھر رک گئی۔ وسیع و عریض گھر میں اسے چیخنا پڑتا۔ ورنہ آواز رالف تک نہ پہنچ پاتی۔ اس نے انڈے نیچے رکھے اور انٹرکام کی طرف متوجہ ہوگئی۔

مریسا نے انٹرکام کونسول پر بٹن دبائے۔ اسے ٹھیک کمبی نیشن کا علم نہیں تھا۔

"ہیلو ہیلو۔" کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس نے کئی کمبی نیشن ملا کر دیکھے دفعتاً اسے رالف کی آواز سنائی دی، وہ اس کا نام لیتے لیتے تھم گئی۔

"وہ سان فرانسسکو میں نہیں ہے۔" رالف کہہ رہا تھا۔ "وہ یہاں میرے گھر پر ہے۔"

وقفہ...

"جیکسن، مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ اٹلانٹا سے باہر کیا کرتی رہی ہے وہ یہاں ہسٹریائی کیفیت میں آئی تھی۔ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ اس نے کوئی پیکٹ ٹیڈ کے ذریعے سی ڈی سی کی خاص لیب میں رکھوایا ہے۔ سنو میں زیادہ بات نہیں کر سکتا، مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے۔"

وقفہ

"فکر مت کرو وہ یہیں ہے لیکن تم لوگ جلد از جلد پہنچو۔"

وقفہ

"نہیں، نہیں یہاں اس کی موجودگی کا کسی کو نہیں پتا۔"

وقفہ

"ہاں ہاں مجھے سو فی صد یقین ہے۔ بائے۔"

مریسا نے کاؤنٹر ٹاپ کا سہارا لیا۔ یوں لگا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔ کانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں دل... دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔ شدید صدمے کے باعث اسے زوردار چکر آیا وہ گرتے گرتے بچی۔

آہ... کون ہے اس کے ساتھ، جس کو وہ شروع سے اچھا دوست سمجھتی رہی، وہ بھی درندوں کی ٹولی میں شامل تھا۔

جیکسن... جیکسن PAC کا ہیڈ جوشوا جیکسن وہ اس روز اسی گھر میں پارٹی میں موجود تھا۔

"اوہ گاڈ۔" مریسا نے چھت کی طرف دیکھا۔ وہ لوگ اٹلانٹا آرہے ہیں اور رالف کچن کی طرف آرہا ہے۔

رالف دوست نہیں، وہ سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔ برق کے مانند شروع سے لے کر اب تک۔ رالف کی تمام باتیں ایک سیکنڈ میں اس کے ذہن میں گھوم گئیں۔ مریسا کو متعدد سوالات کے جوابات مل گئے۔

خوف، دہشت اور نفرت... شدید نفرت۔ مرنا ہی ہے تو وہ ایسے نہیں مرے گی، نفرت نے خوف و دہشت کو پسپا کرنا شروع کیا۔

اس نے انڈے توڑ کر بیسن میں ڈالے خول کے چند چھوٹے ٹکڑے بھی پین میں گر گئے۔ اسی وقت رالف کچن میں نمودار ہوا۔ مریسا نے دوسرا انڈا توڑ کر پین میں ڈالا اور پھینٹنا شروع کیا۔

"اچھی خوشبو آرہی ہے۔" وہ خوش دلی سے بولا۔ اس نے گلاس ایک طرف رکھا اور مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھا، مریسا تقریباً اچھل پڑی۔

"اوہ ہو... تم ابھی تک گھبرائی ہوئی ہو، میں کس طرح تمہیں پُرسکون کروں؟"

مریسا خاموش رہی۔ اس کی بھوک اڑ چکی تھی۔ تاہم اس کے ہاتھ متحرک رہے۔ سلائس ٹوسٹر میں ڈالے جام اور مکھن نکالا گاہے گاہے وہ رالف پر بھی نظر ڈال لیتی تھی۔ قیمتی ریشمی شرٹ، طلائی کف لنکس۔

اس کے جسم پر موجود ہر چیز شاندار مکان کی بیش قیمت اشیا سے مطابقت رکھتی تھی۔ سب کچھ ایک ایسے متمول ڈاکٹر کی نمائندگی کرتا تھا جسے نہ صرف اپنے پیشے میں مسابقت کا سامنا تھا بلکہ مارکیٹ کے بدلتے ہوئے اطوار اس کے لیے مسائل کھڑے کر رہے تھے۔

وہ PAC کا ایک اہم رکن تھا جو سی ڈی سی کے قلب میں بیٹھا تھا۔ مریسا کا دوست نہیں، جانی دشمن۔

آہ... کتنا بڑا دھوکا کھایا تھا اس نے۔ ٹیڈ پر خوامخواہ

شک کیا۔ نورس سے بدظن ہوئی جہاں رومینس کی ابتدا میں ہی اس سے چوک ہوگئی یا نورس سے ہی غلطی ہوئی تھی۔ دونوں کے درمیان فاصلے بڑھ گئے تھے لیکن وہم تھا یا خواب تھا۔ آس تھی، چبھن تھی دل بھی ایک فتنہ گر ہے۔ خود ہی ساقی، خود ہی بادہ اور خود ہی پیمانہ... دل... نہیں سوزِ دل خود شمع اور خود ہی پروانہ تھا۔ دل کی بستی بے سوز وصدا تھی نہ مہ ومہر، نہ رنگ و طرب بس اک پرتو خیال، دل کے کسی گوشے میں نہاں تھا۔ پس پردہ مقصودِ تمنا موجود تھی یا شاید محض خود فریبی تھی۔ آشفتہ سری تھی، نہیں نیرنگیٔ بے خودی تھی... نہیں شوق کی کافری تھی ... نہیں کوئی طلسم تھا، راز تھا، دیوانگی تھی، مستی تھی۔

مریسا نے اک آہِ سرد کھینچی روبرو اجل آخر نورس کا خیال کیوں آیا۔ کیا اختتام قریب ہے؟

''کہاں کھوگئی ہو؟'' رالف کی آواز اسے کچن میں واپس لے آئی۔

''میں بنالیتا تمہاری طبیعت ناساز لگ رہی ہے۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔'' اس نے نرمی سے کہا۔

''ہاں شاید۔'' مریسا نے آہستہ سے کہا۔ ''بس بن گیا ہے۔''

وہ کانگریس مین کا سپورٹر تھا۔ مریسا کو اسی وقت ہوشیار ہوجانا چاہیے تھا۔ اُف کیسی بھیانک غلطی تھی۔ وہ ٹیڈ نہیں بلکہ رالف تھا جسے ہر مرتبہ فون پر پتا چل جاتا تھا کہ مریسا کہاں پر ہے۔ رالف کے وکیل سے ملنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ اسے یاد آگیا کہ ایک بار اٹارنی کا نام اسے کیوں چبھا تھا۔ کوئن لن نہیں بلکہ کوپر ہوچ اینڈ مک کوئن لن لا فرم PAC کے لیے خدمات انجام دیتی تھی۔

مریسا، چوہے دان میں آن پھنسی تھی۔ قاتل ٹولے کے ہاتھ بہت لمبے تھے۔ یہ ہاتھ ٹوٹنے والے تھے اگر رالف بھی ان میں شامل نہ ہوتا۔ جان پر کھیل کر مریسا نے تن تنہا ان لمبے مضبوط ہاتھوں کو تقریباً توڑ ہی ڈالا تھا۔

سب کچھ ادراک ویقین، وہم وگماں سے پرے تھا۔ سازش کی جڑیں اتنی گہری ہوں گی، اسے یہ خیال کیونکر آسکتا تھا۔ کانگریس مین کا اہم رول تھا جو سی ڈی سی کا بجٹ کنٹرول کرتا تھا۔

خیالات کا ایک برق رفتار بھنور تھا جو ذہن میں چکرا رہا تھا۔ کون مریسا پر یقین کرے گا؟ ایک ٹھوس ثبوت تھا جو کمزور کڑیاں بھی ملا دیتا ہے۔ ویکسی نیشن گن اور دشمنوں کو پتا چل گیا تھا کہ گن کہاں ہے۔ گن سامنے آئے گی نہ مریسا کی موت یا غیاب کی حقیقت سے پردہ اٹھے گا۔

مریسا کے تصور نے ایل کی تصویر کشی کی جو رالف کے مکان میں گھس رہا تھا۔ بے اختیار اس کے ہاتھ سے کانٹا گر گیا۔ اس نے کانٹا اٹھالیا۔ ایل، سان فرانسسکو کے ہوٹل میں باتھ روم کا دروازہ توڑ کر اندر آ گیا تھا کانٹا پھر گر گیا۔ وہ لرز اٹھی پھر جھکی لیکن فوراً سیدھی ہوگئی۔ یوں لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔

''بس بہت ہوگیا۔'' رالف نے اس کا بازو پکڑا۔ ''تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے، آرام کرو۔ کھانے سے زیادہ تمہیں دوا کی ضرورت ہے۔'' وہ اسے لیونگ روم میں لے آیا۔

نفرت کی موج پھر اُچھلی۔ اسے ہر صورت یہاں سے نکلنا ہے وہ آخری سانس تک لڑے گی۔ مہینوں کی جاں گسل تگ وتاز کے بعد وہ ایسے ہی ہتھیار نہیں ڈالے گی۔

''فی الحال میرے خیال میں صرف خواب آور دوا کافی ہے۔ صبح اٹھوگی تو فریش ہوگی، میں ابھی لے کر آیا۔''

''اوکے۔'' مریسا نے کہا اور رالف سیڑھیاں طے کرکے بالائی منزل پر چلا گیا۔ مریسا نے نئے سرے سے کمر کسی اور کھڑی ہوگئی۔ گاڑی کے بغیر وہ مکان سے نکل بھی جاتی تو دوبارہ جلد ہی پھنس جاتی۔ پہلے اس نے فون اٹھایا لیکن ڈائل ٹون مفقود تھی یعنی رالف پوری طرح محتاط تھا۔

مریسا نے تیزی سے اس کی مرسیڈیز کی چابیاں ڈھونڈنی شروع کیں۔ کچن باتھ روم مختلف کیبنٹ کی درازیں۔ کم وقت میں اس نے خیال کے مطابق تلاشی لی۔ کچھ چابیاں اسے نظر بھی آئیں۔ تاہم مطلوبہ چابی کے حصول میں وہ ناکام رہی۔ وہ ایک ڈیسک کی دراز کھول رہی تھی کہ اچانک رالف واپس آگیا۔

''مریسا کیا چاہیے؟''

اضطراب کو دباتے ہوئے وہ پلٹی۔ رالف اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گلاس دوسرے میں شاید کوئی گولی دبی تھی۔

''میں نے سوچا کہ شاید کوئی ٹرینکولائزر آس پاس ہی مل جائے۔'' اس نے اوسان بحال رکھے۔

''کچن میں ہے لیکن وہ پین کلر ہے۔''

''اوہ تو تم کیا لائے ہو؟'' مریسا نے رالف کی بند مٹھی کو دیکھا۔

''ڈالمین ہے۔'' اس نے مٹھی کھولی اور کیپسول مریسا کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ کیپسول آدھا سرخ اور آدھا نیم سفید رنگ کا تھا۔

''ڈالمین؟''

''ہاں یہ تمہیں سکون پہنچائے گی اور نیند بھی اچھی آئے گی۔'' رالف نے جواب دیا۔

''یہ مجھے سوٹ نہیں کرتی۔'' مریسا نے کیپسول واپس کردیا۔

''پھر... ویلیم ٹھیک ہے؟''

''ہاں، ویلیم ٹھیک رہے گی۔''

''ابھی لایا۔'' رالف واپس چل پڑا۔

مریسا نے تلاشی کا عمل پھر شروع کردیا۔ اس کی بے قراری بڑھ گئی تھی۔ اس مرتبہ مریسا نے سماعت قدموں کی آہٹ پر رکھی ہوئی تھی اسی لیے بروقت جگہ پر واپس آگئی۔

''یہ لو۔'' رالف نے نیلے رنگ کی گولی اس کے حوالے کی۔

''دس ملی گرام؟ زیادہ نہیں ہے؟'' مریسا نے اعتراض کیا۔

''تم خاصی پریشان ہو دس ملی گرام مناسب رہے گی۔'' رالف نے پانی کا گلاس اٹھا کر اسے دیا۔

''بیٹھ جاؤ۔'' مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لمحہ بھر کے لیے بیٹھتے بیٹھتے رالف کی نگاہ ہٹی اور مریسا نے گولی منہ میں ڈالنے کے بجائے جیکٹ کی جیب میں گرادی۔ رالف نے اس کی طرف دیکھا تو وہ گلاس منہ سے لگا چکی تھی۔ مریسا گلاس واپس کرتے ہوئے مسکرائی۔ رالف کی آنکھوں طمانیت کی ہلکی سی جھلک، مریسا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

''کچھ کھاؤ گی؟''

''نہیں ویلیم کے اوپر مناسب نہیں ہے۔'' وہ بولی۔

''ڈرنک چلے گی؟''

''میں بناتی ہوں۔'' وہ خوامخواہ ہنسی۔

''میرے لیے اسکاچ۔'' رالف مطمئن نظر آرہا تھا۔

مریسا نے اسے وال کلاک پر نظر ڈالتے دیکھا۔ مریسا کو احساس تھا کہ وقت کم ہے اور گاڑی کی چابیوں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ وہ متواتر سوچ رہی تھی کہ چابیاں کہاں ہوسکتی ہیں۔ وہ بار کاؤنٹر کی طرف چل دی۔ خیال آیا کہ براہِ راست چابیاں مانگ لے لیکن اس میں خطرہ ہی خطرہ تھا مریسا کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔

اس نے عمداً رالف کے لیے عمومی مقدار سے زیادہ اسکاچ انڈیل دی۔ پشت رالف کی جانب تھی، اس نے گولی نکال کر اس کے دو ٹکڑے کیے پوری گولی ذائقہ بدل سکتی تھی، اسے خطرہ تھا کہ گولی اسکاچ میں حل پذیر نہیں ہوگی۔ مریسا نے احتیاط سے بوتل کے ساتھ رگڑ کر نصف گولی کو پاؤڈر کی شکل میں بدل دیا اگرچہ سفوف قدرے موٹا تھا تاہم اِس سے بہتر تھا کہ وہ نصف گولی ویسے ہی جام میں ڈال دیتی۔

''میں مدد کروں؟'' عقب سے رالف نے پیشکش کی۔

''نہیں، بس لا رہی ہوں۔'' مریسا نے اپنے گلاس میں برانڈی لی اور دونوں جام لے کر پلٹی دفعتاً ایک خیال نے اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑادی۔ گاڑی کی چابیاں اس نے پینٹ کی جیب میں تو نہیں رکھی ہوئیں۔ اس نے بمشکل دوبارہ اس خیال کو رد کیا، براہِ راست چابیوں کے بارے میں پوچھ لے۔

ایک ہی حل تھا اگرچہ خطرہ تھا لیکن کم کم مگر اس کے لیے مریسا کو جو کرنا پڑتا، وہ اس نے پہلے کبھی سوچا نہیں تھا۔ کم از کم رالف کے لیے نہیں اور اب ان حالات میں تو یہ ایک نہایت کڑوا گھونٹ تھا بہرصورت یہ کڑوا گھونٹ اسے نگلنا ہی تھا۔

وہ نشیلی آنکھوں کے ساتھ بیٹھی اور رالف کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔ رالف نے عالمِ حیرت میں جام منہ سے لگایا۔ مریسا کو غور سے دیکھا۔ وہ آپے میں نہیں تھی۔ برانڈی چھوڑ کر وہ مزید قریب ہوگئی اور ایک ہاتھ رالف کی ران پر رکھ دیا۔ رالف نے سنسنی محسوس کی اور جلدی سے ایک گھونٹ بھرا۔

''رالف... ف...'' مریسا کی آواز بہکنے لگی اور ہاتھ رالف کی پینٹ پر پیچھے چلا گیا۔

''تت... تم... بہت اچھے ہو۔'' دوسرا ہاتھ اس نے رالف کی گردن میں حمائل کردیا۔

''اوہ، سوئٹ مریسا۔'' رالف کو یقین کرنا ہی پڑا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے بھی گلاس ایک طرف رکھ دیا۔ پتلون کی عقبی جیب میں ہی چابیاں محسوس کرتے ہی مریسا جبر کر کے رالف سے لپٹ ہی گئی۔

اتنی قربت، وارفتگی... اسکاچ تو رالف پر کیا اثر کرتی۔ مریسا کے معطر حسنِ جہاں سوز اور خود سپردگی نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ مریسا نے خود کو بدقت تمام اس حرکت کے لیے آمادہ کیا تھا۔ مریسا کا ہاتھ اس کی پتلون کی عقبی جیب پر تھا۔

''اوہ... پلیز گاڈ۔'' اس نے دعا کی اور دو انگلیاں جیب میں ڈال دیں۔ اسے نہیں پتا تھا کہ رالف گردوپیش سے بے نیاز ہوچکا تھا۔ وہ مریسا کے چہرے سے یہاں وہاں سے طلسمی رنگ چرانے میں کھویا ہوا تھا۔ کہیں سے رنگ کہیں سے مٹھاس وہ جیکسن اینڈ کمپنی کو بھی بُھلا بیٹھا تھا۔

مریسا کی انگلی کی رِنگ سے ٹکرائی اور اس نے آہستگی سے چابیاں نکال کر اپنی جیب میں منتقل کرلیں۔

رالف لحظہ بہ لحظہ بے قابو ہوتا جارہا تھا۔ مریسا کو بروقت اسے روکنا تھا، دل کڑا کرکے اس نے ایک بڑا معرکا سرکرلیا تھا۔

''ڈارلنگ۔'' وہ اچانک چہرہ ایک طرف ہٹا کر بولی۔ ''تمہارے ساتھ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مگر وہ گولی کیسی تھی؟ میں یکدم ہی بہک گئی، مجھے سوجانا چاہیے۔''

رنگین سپنا ٹوٹ گیا تھا۔ وہ سپنا نہیں جادو تھا۔ رالف کی آنکھیں خمار آلود تھیں۔

''ہاں سوجاؤ۔ یہیں سوجاؤ میرے پاس۔''

''مگر بعد میں تمہیں مجھے اٹھا کر اوپر کمرے تک پہنچانا پڑے گا۔'' مریسا نے فنکاری سے خود کو الگ کرلیا۔ ''مجھے خود کمرے تک جانا چاہیے۔''

''تم نہیں چاہتیں کہ میں تمہارے ساتھ رہوں؟''

رالف کی آواز میں امید تھی، آرزو تھی، تشنگی تھی۔

''ڈارلنگ تم ہمیشہ میرے ساتھ ہو اور رہو گے۔ تم بہت اچھے ہو تاہم اس وقت میں سوجاؤں تو بہت اچھا رہے گا۔'' وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

''لباس تبدیل نہیں کرو گی؟''

''رالف، میری آنکھیں بند ہوئی جارہی ہیں۔''

''اوکے، کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میں یہیں ہوں۔'' رالف نے بجھی ہوئی آواز میں کہا۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی مریسا پنجوں کے بل چلتی ہوئی قریب ترین کھڑکی سلائڈ کرکے بالکونی میں اُتر گئی۔ اس نے پورا دھیان رکھا ہوا تھا کہ معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہو۔ موسمِ بہار کی خاموش رات تھی، ہوا بند تھی۔ آسمان کے تارے، بالکونی میں اترنے والے چاند کا مشاہدہ کررہے تھے۔ اونچے درختوں کی قطار سیاہی مائل بھوتوں کے مانند تھی دور سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ فوراً بعد مریسا کی سماعت سے کسی کار کے انجن کی آواز ٹکرائی۔

مریسا نے تیزی سے اپنی پوزیشن کا جائزہ لیا۔ وہ اسفالٹ سے پندرہ فٹ بلندی پر تھی۔ اتنی بلندی سے کودنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ پورچ کی ترچھی چھت بھی بالکونی سے فاصلے پر تھی۔ بالکونی کی نچلی سطح سے چوکور ستون نما ڈنڈے سے افقی سمت میں آگے نکلے ہوئے تھے۔ یہ ایک قسم کا آرائشی ڈیزائن تھا۔

مریسا ہمت کرکے بالکونی پر چڑھی اور ایک ستون پر لیٹ گئی۔ وہ انچ انچ کرکے رینگتی ہوئی آگے جارہی تھی۔

تاہم اس کا اندازہ غلط نکلا۔ ستون کے سرے سے پورچ کی چھت اب بھی دس فٹ دور تھی۔ اس نے واپس پیچھے کی جانب کھسکنا شروع کیا۔ یہ عمل آگے جانے سے زیادہ دشوار تھا۔ تاہم وہ کسی نہ کسی طرح واپس بالکونی میں آگئی۔ اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی، وہ وہیں لیٹ کر آسمان کے تاروں کو گھورنے لگی۔

جس کار کے انجن کی آواز اس نے سنی تھی، وہ ڈرائیووے میں کھڑی تھی۔ وہ خاموش لیٹی رہی۔ نیچے سے آوازیں آنا شروع ہوگئی تھیں پھر خاموشی چھاگئی غالباً رالف دروازہ کھول کر انہیں اندر لے گیا تھا۔

مریسا کی سانس بحال ہوئی تو وہ واپس کمرے میں آگئی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ دبے قدموں ہال وے میں آگئی۔ یہاں اسے رالف کی آواز سنائی دی۔ تاہم وہ اتنی بلند یا قریب نہیں تھی کہ وہ کچھ سمجھ سکتی۔

مریسا، عقبی سیڑھیوں کی طرف جانے کی کوشش کررہی تھی۔ وہ کئی تاریک کمروں کے پاس سے گزری۔ کئی موڑ کاٹے اس کی حسِ سماعت پوری طرح بیدار تھی۔ وہ دوسری منزل کے ایسے مقام پر آگئی جہاں سے نیچے کچن کی روشنی نظر آرہی تھی۔

آوازوں کے ساتھ قدموں کی آہٹیں بھی اُبھر رہی تھیں۔ وہ بوکھلا گئی۔ دل بھی زخمی پرندے کے مانند پھڑ پھڑایا۔ آوازوں کی سمتیں مختلف تھیں۔ مریسا نے گھبرا کر اپنا ارادہ بدل دیا اور تیسری منزل کی سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا۔ وہ بلا آواز تیزی سے تیسری منزل پر پہنچ گئی۔

وہاں رکنے کے بجائے وہ چھت پر پہنچ گئی۔ اسے فائر اسکیپ کی تلاش تھی۔ وہ نفسیاتی طور پر بلندی سے خوف کھاتی تھی لیکن اس وقت جان پر بنی ہوئی تھی۔ تمام تر ہمت جمع کرکے اس نے فائر اسکیپ کی آہنی سیڑھی پر قدم رکھ دیا۔ وہ بچوں کے مانند قدم بہ قدم نیچے جارہی تھی ابھی وہ دوسری منزل تک ہی پہنچی تھی کہ شور شرابے کا آغاز ہوا۔

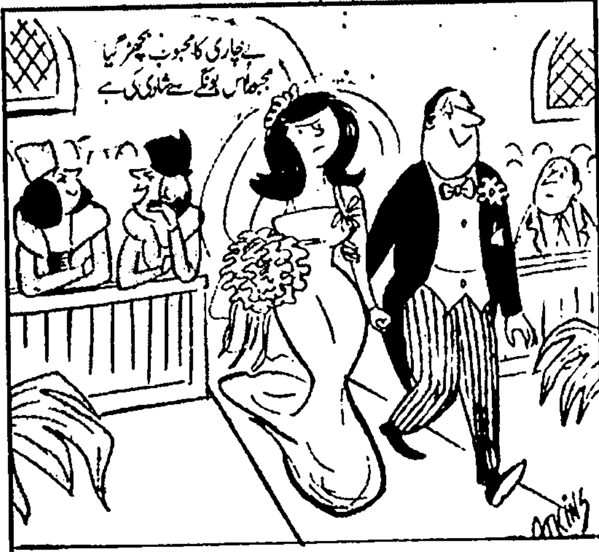
بلند آوازیں، دروازوں کے کھلنے بند ہونے کا شور مکان میں روشنی بڑھنے لگی۔ تاریک کمروں کے سوئچ بھی آن کردیے گئے تھے صاف عیاں تھا کہ مریسا کے فرار کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔

مریسا نے اپنے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے قدرے تیزی سے اترنا شروع کیا۔ اس کی تلاش ابھی گھر کے اندر ہی جاری تھی۔

سیڑھی گھاس کے قطعے سے اوپر ہی ختم ہوگئی تاہم یہ اتنی بلندی نہیں تھی کہ وہ کود نہ سکتی۔ سیڑھی کا آخری ڈنڈا پکڑ کر وہ لٹکی تو زمین اس کے پیروں سے چند فٹ ہی دور تھی۔
مریسا نے آہنی سیڑھی کا آخری ڈنڈا چھوڑ دیا۔

☆☆☆

جیسے ہی اس کے قدموں نے گھاس کو چھوا، وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی گرگئی۔ تاہم دوبارہ اٹھنے میں اس نے لمحہ ضائع نہیں کیا تھا۔ وہ پوری رفتار سے گیراج کی جانب دوڑی۔
قاتلوں کا ٹولہ گھر کے اندر ہی تھا لیکن کسی بھی وقت وہ باہر آنے والے تھے۔ مریسا دعا مانگ رہی تھی کہ گیراج لاک نہ ہو جیسے ہی وہ گیراج میں داخل ہوئی قدرے فاصلے پر مکان کی جانب سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔
اندر رالف کی قیمتی مرسڈیز، سیڈان موجود تھی۔ مریسا کے اعصاب تنے ہوئے تھے، سانس پھولی ہوئی تھی دروازہ کھول کر وہ اندر گھس گئی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے چابی اگنیشن میں لگا کر گھمائی۔ اسٹیئرنگ کے پیچھے مختلف پینلز کے انڈیکیٹرز روشن ہوگئے۔ تاہم انجن اسٹارٹ نہیں ہوا۔ رالف کے ساتھ ماضی میں اس نے ایک بار مرسڈیز ڈرائیو کی تھی۔ اس نے ذہن کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔
مریسا کو رالف کی ہدایات یاد آئیں۔ لگژری کار میں وزنی ڈیزل انجن لگا تھا مخصوص نارنجی رنگ کا انڈیکیٹر بجھے گا تو کار اسٹارٹ ہوگی۔ مریسا نے سوئچ لگا رہنے دیا اور بے چینی سے انڈیکیٹر کو گھورنے لگی، اسے باہر سے دوڑتے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ نارنجی اشارے نے آنکھ بند کرلی اور مریسا نے سیلف لگایا۔ ساتھ ہی پھرتی سے اس نے ڈور لاک پر ہاتھ مارا۔ چاروں دروازوں کے آٹو لاک ہوگئے۔ طاقتور ڈیزل انجن ہلکی سی غراہٹ کے ساتھ بیدار ہوگیا۔ عقبی آئینے میں گیراج ڈور کے قریب کوئی سایہ لہرایا۔ مریسا نے ایکسیلیٹر دبایا۔ انجن کی غراہٹ بلند ہوگئی۔ کسی نے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کے بند شیشے پر گھونسے بازی کی۔ مریسا نے ریورس گیئر میں آکر ایکسیلیٹر دبایا۔ لمحوں کا کھیل تھا، وہ کار میں نہ ہوتی تو کھیل ختم ہو چکا تھا۔ وہ ڈرائیونگ ٹیسٹ نہیں دے رہی تھی زندگی کی بازی کھیل رہی تھی۔ خلافِ معمول وہ پیڈل دباتی چلی گئی۔ وزنی لمبی مرسڈیز بپھرے ہوئے درندے کے مانند اچھلی، لہرائی اور بلند غراہٹ کے ساتھ پیچھے کی طرف بھاگی۔ مریسا کو جھٹکا لگا۔ پشت نشست گاہ سے چپک گئی۔ اس نے پوری طاقت سے اسٹیئرنگ جکڑا ہوا تھا۔ عقب میں دو افراد گیراج کا دروازہ بند کرنے کی



حماقت میں مصروف تھے۔ بدمست ہاتھی کی مشتعل یلغار نے انہیں دائیں بائیں اچھلنے پر مجبور کر دیا۔ مریسا نے جیکسن کی گاڑی کے قریب بریک لگائے تاہم مرسڈیز گاڑی کو ٹکر مار چکی تھی۔ دھماکا ہوا۔
مریسا نے گیئر باکس فارورڈ میں شفٹ کیا۔ اس دوران لمحاتی وقفے کا فائدہ اٹھا کر کوئی مرسڈیز کے بونٹ پر چڑھ گیا تھا۔ مرسڈیز نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ غالباً اس کا عقبی حصہ جیکسن کی گاڑی میں الجھ گیا تھا۔ مریسا نے اوسان بحال رکھے۔ دوبارہ ریورس میں گئی اور بھاری مرسڈیز کو پیچھے پھینکا۔ اس مرتبہ مرسڈیز نے دوسری گاڑی کو تقریباً روند ہی ڈالا۔ اس بار دھماکے کی آواز بلند تھی۔
مریسا پھر فارورڈ میں آئی اور پیڈل دباتی چلی گئی۔
گاڑی نے اوپر تلے دو جھٹکے لیے، دوسرا جھٹکا، الجھا ہوا عقبی دامن چھڑانے کا تھا۔ بونٹ پر چڑھے ہوئے بدمعاش کو گاڑی نے مردہ مرغی کی طرح جھٹک دیا تھا۔
مرسڈیز کمان سے نکلے تیر کی طرح پرواز کرگئی۔
مریسا کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔

☆☆☆

''بھول جاؤ، جیک۔'' جیکسن مجروح گاڑی کے نیچے سے نکلا اور ہاتھوں پر سے گریس کے دھبے صاف کرنے لگا۔
''لونڈیا نے تمہاری گاڑی کا ریڈی ایٹر تباہ کر دیا ہے اور بھی زخم لگا گئی ہے۔ پانی بھی لیک ہوگیا ہے۔ گاڑی اسٹارٹ بھی ہوگئی تو کسی کام کی نہیں۔'' اس نے جیکسن کو بتایا۔
جیکسن نے بگڑے ہوئے تاثرات کے ساتھ ناشائستہ تبصرہ کیا اور مشتعل انداز میں ہیمر لنگ کو گھورا۔
''ایئرپورٹ پر تم لوگوں کا انتظار کرنے کے بجائے اگر

میں سیدھا یہاں آتا تو ایسا نہ ہوتا۔'' جیکسن نے تلخی سے کہا۔

''ہونہہ... جیک اور جارج کے بغیر تم کیا تیر چلاتے۔ وہ تو یہاں سب کے منہ پر تھوک کر چلی گئی۔''

ہیبر لنگ نے تیوریاں چڑھائیں۔

''تم میری دوسری گاڑی استعمال کر سکتے ہو لیکن وہ ٹو سیٹر ہے۔'' رالف نے پیشکش کی۔

''وہ ہاتھی لے گئی ہے بکرے کے ساتھ ہم اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔'' جارج نے تبصرہ کیا۔ ''ہم اسے پکڑ ہی نہیں سکتے۔'' اس نے فیصلہ سنا دیا۔

''کیا مطلب؟'' جیکسن غرایا۔

''بعض باتیں سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں یا بہت دیر سے سمجھ میں آتی ہیں، نہ وہ ڈاکٹر ہے نہ لڑکی ہے۔''

''چڑیل ہے؟'' جیک نے پوچھا۔

''چڑیل ہے، بلا ہے، پھلاوا ہے... یہ نہیں پتا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔''

''وجہ؟''

''وجہ نہیں پتا۔''

''پھر ایسے ہی بولے جا رہے ہو؟''

''ایل کا جو حال ہوا تھا۔ ایک بار نہیں دو بار اس کی منطق بتا دو۔''

خاموشی۔

''ایبولا گن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی، وجہ بتا دو؟''

خاموشی۔

''MCL میں دو آدمی مل کر اسے قابو میں نہیں کر سکے وضاحت کر دو؟''

''ولیم کھا کر بے ہوش پڑی تھی پھر کیا ہوا وجہ بتا دو؟''

خاموشی... سکوت۔

''مزید یہ...''

''بس بس۔'' جیکسن نے ہاتھ اٹھایا۔ ''سیدھا بولو تم پیچھے ہٹ رہے ہو۔''

''میں پیچھے نہیں ہٹتا۔'' جارج نے دانت پیسے۔ ''لیکن ہم اسے نہیں پکڑ سکتے۔''

''پھر...؟''

''پھر یہ کہ میں ساتھ ہوں۔''

''تمہاری بکواس سمجھ میں نہیں آئی۔'' ہیبر لنگ نے کڑوی آواز میں کہا۔

''میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔'' جارج کی آواز پُرسکون تھی۔

''کوئی آئیڈیا؟'' جیکسن نے جارج کو نظرانداز کر کے رالف سے سوال کیا۔

''وہ پولیس کے پاس نہیں جائے گی۔'' رالف بولا۔ ''اب وہ ہر کسی سے خوف زدہ ہے۔ ہر ایک پر شک کرے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ ایبولا گن کے حصول کے لیے اکیلی سی ڈی سی جائے گی، یہ ہمارا آخری چانس ہوگا۔''

☆☆☆

مریسا کو فرار ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ اس کی گھبراہٹ کم ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بے مقصد اِدھر اُدھر چکرا رہی تھی۔ اس نے متعاقبین کو ذہن میں رکھتے ہوئے اندھا دھند بہت سارے موڑ کاٹے پھر ایک گیس اسٹیشن پر رک گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں آنکلی ہے۔ شیشہ نیچے کر کے اس نے معلومات کیں۔ جواب دینے والا مرسیڈیز کے عقبی متاثرہ حصے کو دیکھ رہا تھا۔ تاہم اس نے کسی تبصرے سے احتراز کیا۔ بہرحال ایموری یونیورسٹی کے بارے میں گیس اسٹیشن والے نے الٹا سیدھا کچھ نہ کچھ بتا ہی دیا۔

مریسا نے شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی جدوجہد کے بعد سی ڈی سی کی عمارتوں کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے رفتار کم کر دی تھی۔ وہ ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔ کیا اسے خود کسی اچھے وکیل کو تلاش کرنا چاہیے۔

اس کے ذہن میں عالمی ادارۂ صحت کے ڈاکٹر احمد فخری کا نام بار بار سر اٹھا رہا تھا۔ وہ پیچ ٹری پلازا میں ٹھہرا ہوا تھا لیکن کیا وہ اس کی کہانی پر یقین کرے گا یا نورس اور سی ڈی سی کے کسی اور افسر سے رابطہ کرے گا۔

اس کے خوف زدہ ذہن میں گاہے گاہے منطقی خیال آ رہے تھے کہ پہلے ویکسی نیشن یا ایبولا گن پر قبضہ کیا جائے گا۔ اس کے پاس واحد ٹھوس ثبوت وہی گن تھی۔ ٹیڈ کا کارڈ ابھی تک اس کے پاس محفوظ تھا۔ اگرچہ اس بات کا احتمال تھا کہ سیکیورٹی والے اسے اندر داخل نہ ہونے دیں۔

بالآخر دل کڑا کر کے اس نے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا اور پراعتماد انداز میں سی ڈی سی کی حدود میں داخل ہو گئی۔

سامنے والے دروازے پر اسے گارڈ نظر آیا۔ وہ ایک ڈیسک کے عقب میں بیٹھا کوئی ناول پڑھ رہا تھا۔ مرسیڈیز کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ مریسا نے نچلا ہونٹ چبایا اور کار سے اتر گئی۔ اس نے اپنی چال اور تاثرات کو نارمل رکھا ہوا تھا۔

اس نے کچھ کہے بغیر لاپروائی سے قلم اٹھا کر سائن اِن بک پر نام لکھا پھر گارڈ کو دیکھا مریسا کو توقع تھی کہ وہ کچھ

بولے گا تاہم وہ سستی سے مریسا کو دیکھ رہا تھا۔ غالباً اس کی توجہ ناول کی طرف سے نہیں ہٹی تھی۔

''کیا پڑھ رہے ہو؟'' وہ مسکرائی۔

''ڈیکمیس۔'' وہ بولا۔

مریسا، مرکزی ایلیویٹر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی نسوانی حس بتا رہی تھی کہ گارڈ کی نگاہ اس کی پشت پر ہے۔ اس نے مطلوبہ فلور کا بٹن دبایا اور مڑ کر دیکھا۔ گارڈ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مریسا، ایلیویٹر میں داخل ہوئی۔ ایلیویٹر کا دروازہ بند ہوتے ہی گارڈ کی سستی ختم ہوگئی۔ اس نے ڈیسک پر موجود فون اٹھایا۔

''بہت اچھے، جیروم۔ بہت عمدہ۔'' نورس نے بھرائی ہوئی آواز میں گارڈ کی تعریف کی، آواز سے نورس تھکا ہوا بیمار لگ رہا تھا۔ ''ہم پہنچ رہے ہیں اور کسی بھی فرد کو اندر مت جانے دینا۔ غور سے سنو کسی بھی صورت میں کسی اور کو اندر مت جانے دینا۔'' نورس نے تاکید کرتے ہوئے فقرہ دہرایا۔ ''اپنے دونوں بندوں کو چوکس کردو۔''

''باس آپ بے فکر ہوجائیں۔'' جیروم نے مستعدی سے جواب دیا۔

☆☆☆

مریسا ایلیویٹر سے نکلی۔ کچھ دیر دونوں ایلیویٹر کے انڈیکیٹر کی نگرانی کرتی رہی۔ دونوں ساکت تھے۔ عمارت میں خاموشی کا راج تھا۔ بعدازاں اس نے پھرتی سے پیش قدمی شروع کردی۔ اس کی منزل MCL لیب تھی۔

MCL میں پہنچ کر اس نے تمام حفاظتی اقدام کیے۔ وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں ٹیڈ اپنی ذاتی اشیا رکھتا تھا۔ دل ہی دل میں وہ دعا گو تھی کہ اس کا مطلوبہ پیکٹ ٹیڈ نے کسی اور جگہ نہ چھپایا ہو۔

اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ پیکٹ اسے باآسانی مل گیا۔ ''شکریہ ٹیڈ۔'' وہ بڑبڑائی۔ مزید یقین کرنے کے لیے اس نے پیکٹ کی تحریر دیکھی۔

ٹیڈ کے نام اس نے اپنی ہینڈ رائٹنگ پہچان لی تھی۔ پیکٹ اس نے نئے گاربیج بیگ میں منتقل کیا۔ واپسی پر اس نے تمام حفاظتی سامان الگ کیا۔ کپڑے تبدیل کیے فلٹر سسٹم آف کیا اور باہر نکل گئی۔ اب ڈاکٹر فخری یا اتھارٹی میں سے کسی ایسے شخص سے ملنے کا وقت تھا جو قابلِ اعتماد ہو۔ کپڑے تبدیل کرنے سے قبل وہ فینولک ڈس انفیکٹ کے شاور میں مخصوص وقت گزارنا نہیں بھولی تھی۔

پیکٹ حاصل کر کے مریسا ہیجانی کیفیت میں آگئی تھی۔

☆☆☆

نورس بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اس نے عین سی ڈی سی کے داخلی دروازے کے سامنے بریک لگائے۔ پہیوں کی چیخ بلند ہوئی۔ گاڑی پھسلی اور ترچھی ہو کر رک گئی۔

گارڈ جیروم، گلاس ڈور کے ساتھ چوکس کھڑا تھا۔ نورس نے کچھ پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔ جیروم کی خاموشی بتا رہی تھی کہ مریسا عمارت میں ہے۔ تینوں اندر داخل ہوگئے۔ نورس دوڑتا ہوا ایلیویٹر کی طرف گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

نورس نے تیسری منزل کا بٹن دبا دیا۔

☆☆☆

مریسا وائرلوجی ڈیپارٹمنٹ کے پاس سے گزری ہی تھی کہ مرکزی عمارت کا دروازہ اچانک کھلا اور تین آدمی نمودار ہوئے۔ مریسا لٹو کے مانند گھوم کر واپس بھاگی۔

''مریسا... رک جاؤ۔'' کوئی چیخا۔

مریسا کو ساعت کا دھوکا معلوم ہوا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔

''اوہ گاڈ... کیا وہ بھی اس کے تعاقب میں ہے؟''

وہ ایک کھلے دروازے میں گھسی اور اسے بند کردیا۔ دائیں جانب ایلیویٹر تھا بائیں جانب سیڑھیاں۔ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

نورس دروازہ کھول کر اندر گھسا تو ایلیویٹر کا اشارہ بتا رہا تھا کہ مریسا لابی کے لیول پر ہے۔ تینوں سیڑھیوں کی طرف لپکے۔

مریسا جانتی تھی کہ نورس زیادہ دور نہیں ہے۔ گارڈ کو الرٹ کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ وہ اپنی رفتار کم نہیں کرسکتی تھی۔ گارڈ جیروم ڈیسک پر تھا۔ اول تو اسے گمان نہیں تھا کہ مریسا اکیلی واپس آئے گی اور وہ بھی اس انداز میں، جب تک اس کی توجہ پوری طرح ناول سے ہٹتی مریسا اڑتی ہوئی اس کے قریب سے گزر گئی۔ جیروم بھونچکا کھڑا تھا۔ تاہم اس نے وزنی پسٹل نکال لیا تھا اور مرسڈیز کے قریب گھات لگائے دونوں ساتھیوں تک بذریعہ وائرلیس نورس کی آخری ہدایت پہنچا دی تھی۔

جب تک وہ مریسا کو زبردستی روکنے کا فیصلہ کرتا، وہ رالف کی کار تک پہنچ چکی تھی۔

عقب میں چیخ و پکار بلند ہوئی۔ مریسا نے مرسڈیز میں گھس کر پیکٹ ایک طرف ڈالا اور دروازہ بند کر کے

اسٹیئرنگ سنبھالا۔ اسی وقت مریسا کی سانس رُک گئی۔ پسنجر سیٹ خالی نہیں تھی۔ عقبی نشست پر بھی کوئی موجود تھا۔ سب سے خوف ناک وہ بڑا سا ریوالور تھا جس کا رخ مریسا کی جانب تھا۔

مریسا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ چہرہ سفید پڑ گیا۔ اس نے گھومنا چاہا لیکن جسم میں جان نہیں تھی۔ مسامات نے پسینہ اگل دیا۔ آنکھوں میں نمکین پانی اتر آیا۔ حسین چہرے پر کرب اور اذیت کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس نے ایک بے آواز سسکی لی۔ یہ تھا اختتام مہینوں کی بھاگ دوڑ، جان لیوا کشمکش کا دی اینڈ... پیشے سے دیانت اور وابستگی کا انجام۔

مدھم روشنی میں اس نے دھندلی نظر سے ریوالور والے کا چہرہ دیکھا، ایک آواز آئی۔ ''گڈ بائے۔'' دھماکا ہوا، وقت کی گردش رک گئی۔ کائنات میں کچھ نہ تھا... گھور اندھیرے کے سوا۔

☆☆☆

مریسا کو ہوش آیا تو کوئی اسے پکار رہا تھا۔ وہ کسی نرم چیز پر لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔

''کیا میں زندہ ہوں؟'' اس کے ذہن نے پہلا سوال کیا۔

''مریسا... مریسا...'' آواز پھر سنائی دی۔

مریسا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔ نگاہ چھت پر گئی پھر پتلیوں نے آہستہ سے گردش کی۔ سی ڈی سی کا کمرا اس نے پہچان لیا تھا۔ کمرے میں کافی لوگ آجا رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں اس کے ہوش و حواس بحال ہو رہے تھے۔ وہ ریوالور والا کہاں گیا؟ اس نے سوچا اسے یقین آتا جا رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

''مریسا...'' وہی آواز پھر آئی۔ آواز میں درد تھا۔ مریسا کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ نورس کی آواز تھی۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

وہ رنگین خواب تھا یا دلکش تصورات تھے۔ عجب نیرنگیٔ حیرت تماشا تھی۔ غالباً اظہارِ تمنا سے غمِ پنہاں تک دشوار مراحل طے ہوچکے تھے۔ وہ محبوب نظر، آفتِ جاں پر تفکر انداز میں اس پر جھکا ہوا تھا۔ سیاہ آنکھیں، غم و خوف سے مزید سیاہ ہوگئی تھیں۔ مریسا پلکیں جھپکانا بھول گئی۔

نورس کا اندازِ نظر بدلا ہے یا مزاجِ غم؟ یا اخفائے غمِ عشق اب منظور نہیں۔ کیا وقتِ اظہار آن پہنچا... وہ مقناطیسی آنکھوں کی سیاہی میں غوطہ زن تھی۔

''مریسا تم ٹھیک ہو؟'' اس نے پھر لب کشائی کی۔

مریسا نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا اور مسکراہٹ دبائی۔ رابطہ نطق وزباں کیا جواب دوں؟

''کچھ بولو، گھورے جا رہی ہو۔''

وہ چپ رہی۔ مفہوم تیری نظر کا پالوں تو کہوں۔ حسنِ یقین پر مسکرالوں تو کہوں یا خود ہی بتادو کہ سر بکف و نغمہ بلب کیا بیتی... میں کیا کہوں؟ مسحور جمال کرتے ہو، آنکھوں آنکھوں میں دل لیے جاتے ہو اور پوچھتے ہو، حال کیا ہے۔ کیوں کہوں کہ نظارۂ طلب ہے جانِ نظارہ... تسکین نظر سے، شوق بے پایاں تک، دیدۂ حیراں کو حیراں ہونے دو۔

''مریسا، کیا محسوس ہو رہا ہے؟'' وہ اس کے نفی میں سر ہلانے پر مزید زار و زبوں نظر آیا۔ مریسا اندر ہی اندر لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کیوں آج نوائے درد ہے ہوش طلب؟ اس نے بے آواز نورس سے سوال کیا۔ کہاں معدوم ہوئی بے رخی و بے اعتنائی۔

''کچھ تو بولو۔'' اس نے بے قرار ہوکر مریسا کے شانے پر ہاتھ رکھ لیا پھر چونک کر ہاتھ ہٹایا۔ ''سوری۔'' شاید اسے ماضی کی حرکت یاد آگئی تھی۔ مریسا بے اختیار ہوگئی۔ کشمکش بیم و رجا معدوم ہوگئی۔ اس نے نورس کا ہاتھ پکڑ کر واپس شانے پر رکھ لیا۔

''سوری کیوں؟'' اس کے لبوں پر مسکراہٹ کی کلی پھوٹی۔ ''اتنی دور سے سوالات کیے جا رہے ہو؟'' مریسا کے چہرے پر شرارت ناچ رہی تھی۔

نورس کی آنکھوں میں تحیر نے انگڑائی لی۔ وہ کئی سوالات کے جواب پا گیا۔ مسکرا کر سیدھا ہوا تاہم ہاتھ مریسا کے شانے پر ہی رہنے دیا۔

''ڈر بٹھادیا ہے تم نے سینے میں، ورنہ قریب سے جواب حاصل کرلیتا۔''

''اور درد بٹھادیا تھا تم نے دھڑکنوں میں، ورنہ اتنی دیر خاموش نہ رہتی۔'' مریسا نے ترنت جواب دیا۔

☆☆☆

''ہمیں بہت دیر سے اندازہ ہوا کہ آخر ہوا کیا ہے اور تم کیوں اپنی تحقیقات پر اَڑی ہوئی ہو؟'' نورس، مریسا کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔ ''تمہارے تحفظ سے متعلق میں شدید پریشانی کا شکار رہا کیونکہ ہمیں ادراک ہوگیا تھا کہ تمہیں راستے سے ہٹا دیا جائے گا لیکن تم نے موقع ہی نہیں دیا کہ میں تم سے رابطے میں آتا۔'' میں نے ایف بی آئی کی

مدد حاصل کی۔ معاملہ نیشنل ایمرجنسی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

''میں اس غلط فہمی کا شکار رہی کہ تم مجھ سے بدظن ہو چکے ہو یا پھر سازش کا حصہ ہو۔'' مریسا کی آواز میں معذرت تھی۔

''مجھے یہ شک ہو چلا تھا کہ تم میرے بارے میں کس طرح سوچ رہی ہو۔'' نورس نے اظہارِ افسوس کیا۔ ''لیکن قصور میرا تھا میں سی ڈی سی کی ساکھ بچانے میں لگا رہا اور متواتر تمہارے نظریات اور خیالات کو رد کرتا رہا لیکن یقین کرو کہ اس میں میری کوئی بدنیتی شامل نہیں تھی۔''

مریسا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ''میرا خیال ہے کہ میں نے بھی تمہیں سمجھنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی اور متواتر اصول توڑنے میں لگی رہی۔''

اسی دوران میں ایک ملازم نے آ کر اسپتال کے بارے میں پوچھا۔

''اسپتال چلوگی؟'' نورس نے سوال کیا۔

''کیوں؟''

نورس سر کھجانے لگا۔ ''میرا مطلب ہے۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری۔''

''اب تو ٹھیک ہوئی ہوں البتہ تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔''

''وہ کیسے؟''

''بتا دوں؟'' مریسا نے اس کا ہاتھ دبایا۔

''یہاں پر؟'' نورس اس کے ذومعنی انداز پر حیران تھا۔

''چلو معاف کیا پھر سہی۔''

''تم بے ہوش کیوں ہو گئی تھیں؟''

''میں جس پوزیشن میں تھی، دھماکا ہوتے ہی یہی سمجھی کہ...''

''نہیں گولی ایف بی آئی کے آدمی نے چلائی تھی۔ انہیں میں پہلے ہی الرٹ کر چکا تھا۔ گارڈ بھی ایف بی آئی کا تھا۔ چار آدمی اور تھے۔ دو میرے ساتھ تمہیں بچانے کے لیے سی ڈی سی میں گئے تھے۔ باہر موجود باقی تینوں کو بشمول جیروم، ہدایت تھی کہ ہر قیمت پر تمہیں بچانا ہے۔''

''بڑی فکر تھی میری؟'' مریسا کی آنکھوں میں شرارت ناچی۔

''شروع سے تھی۔'' نورس خجل سا دکھائی دیا۔

☆☆☆

ڈاکٹر کاربونورا کے اصرار پر مریسا نے دو ہفتے کی چھٹی قبول کی۔ واپسی پر وہ سامان کھول رہی تھی۔ چھٹی کے دوران میں ورجینیا میں وہ اپنی فیملی سے بھی ملی تھی۔ جہاں اس کی خوب ہی خاطر تواضع کی گئی۔ واپسی پر ٹفی جیسا ایک کتا بھی اس کے حوالے کیا گیا۔ جس کا نام مریسا نے ٹفی 2 رکھ دیا۔

اچانک دروازے کی گھنٹی کی آواز گونجی۔ مریسا نے حیرت محسوس کی، کون ہوسکتا ہے۔ اس نے کسی کو بھی اپنی واپسی کی ٹھیک ٹھیک تاریخ نہیں بتائی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر حیرت سے نورس کو دیکھا۔ نورس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ مریسا نے ذہن پر زور دیا۔

''امید ہے کہ اس طرح اچانک وارد ہونے پر معذرت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' نورس مسکرایا۔ ''ڈاکٹر کاربونارا کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ تم واپس آ گئی ہو اور ڈاکٹر فخری تم سے ملنا چاہتے تھے۔ یہ ان کا امریکا میں آخری دن ہے۔ ڈاکٹر فخری آج رات جنیوا واپس چلے جائیں گے۔''

ڈاکٹر فخری نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ''میرے لیے یہ ایک اعزاز ہے۔'' وہ بولا۔ ''میں اس شخصیت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جس نے نامساعد حالات میں شاندار جاسوسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدترین سازش کا پردہ چاک کیا۔''

''اور ہماری مدد و تعاون کے بغیر۔'' نورس نے لقمہ دیا۔

مریسا نے گلابی چہرے کے ساتھ خجالت محسوس کی۔ اسے کوئی مناسب جواب نہیں سوجھا۔ ''شکریہ ڈاکٹر۔'' وہ احمد فخری کا ہاتھ تھام کر اتنا ہی کہہ سکی۔

''ہم نے سوچا کہ تمہیں حقائق بتائے جائیں۔'' اس نے کہا۔ ''پریس نے اختصار سے کام لیا ہے۔ تاہم پولیس اتفاق کرتی ہے کہ تم نامعلوم اطلاعات کی حق دار ہو۔''

''اوہ، نائس ... یقیناً مجھے خوشی ہوگی پلیز اندر آ جائیے۔''

وہ تینوں اطمینان سے بیٹھ گئے تو ڈاکٹر فخری نے ایک بار پھر اظہارِ تشکر کیا۔ ''ایبولا سے متعلق ہر آدمی گرفتار ہو چکا ہے۔ جس آدمی کو تم نے سان فرانسسکو میں زخمی کیا تھا، اس نے سرجری کے بعد ہوش میں آتے ہی ہیبر لنگ کو ذمے دار ٹھہرا دیا شاید اسے اپنی جان خطرے میں نظر آ رہی تھی کیونکہ ہوٹل میں ایک قتل کا مرتکب ہو چکا تھا۔''

''وہاٹ؟'' مریسا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

''تمہارے کمرے میں گھسنے سے قبل اس نے چابی کے حصول کے لیے اسی فلور پر ایک ملازمہ کو قتل کر دیا تھا۔''

مریسا جھرجھری لے کر رہ گئی۔

''تم نے فائٹنگ کب اور کہاں سیکھی؟'' نورس اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا۔ ''تمہارا قاتل خود تمہارے ہاتھوں

مقتول ہوتے ہوتے رہ گیا۔ وہ جیل میں رہنا چاہتا تھا۔ اس کے بیان کا ایک حصہ اس خطرے کو ظاہر کر رہا تھا کہ ہمبر لنگ اسے مروا دے گا۔ اس کا بیان کافی طویل تھا۔ وہ پولیس سے بھرپور تعاون کر رہا تھا۔ اسی میں اس کی بچت کا پہلو نکلتا تھا۔ تاہم زیادہ سے زیادہ وہ سزائے موت سے بچ جائے شاید۔"

"ہمبر لنگ کا کیا بنا؟" مریسا نے سوال کیا۔

"اسے گرینڈ جیوری کا سامنا ہے۔ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے جن میں قتل کی وارداتیں بھی شامل ہیں جو اس نے خود کیے یا کروائے۔"

"جس نے مجھ پر ایمبولا گن سے حملہ کیا تھا، کیا وہ زندہ ہے؟"

"ہاں، اسے بروقت سیرم انجکٹ کر دی گئی تھی تاہم کچھ عرصے بعد مرض کی پیچیدہ علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ وہ اسپتال میں ہے شاید ہی بچ پائے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔"

"تو میں بھی قاتل ہوئی؟"

"وہ تو تم شروع سے ہو۔" نورس رکتے رکتے بھی بول گیا۔

ڈاکٹر فخری دلچسپی سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ فخری کی موجودگی کی وجہ سے ہی مریسا نے نورس کے آخری فقرے کا جواب نہیں دیا بس گھور کر رہ گئی۔

"اور PAC کے دیگر افسران؟" مریسا نے ایک اور سوال کیا۔

"کئی ایک نے اسٹیٹ ایویڈینس کے طور پر گواہ بننے کی پیشکش کی ہے جس کے باعث تحقیقات اور تفتیش سہل تر ہو گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر ممبر اصل سازش سے بے خبر تھے یا پھر اس کے خلاف..."

"ڈاکٹر ٹائی مین کے بارے میں بتاؤ؟"

"تم نے اس سے مل کر جس دلیری کا مظاہرہ کیا، وہ قابلِ قدر ہے۔ ٹائی مین کی جان بہت آسانی سے چھوٹ جائے گی کیونکہ اس میں قوتِ فیصلہ تھی۔ اس نے فوری ردِعمل کا مظاہرہ کیا، اپنے وکیل سے رابطہ کرنے کے بعد اولین تعاون کی پیشکش اسی کی جانب سے آئی تھی۔"

"گروپ دیوالیا ہو چکا ہے کیونکہ سیکڑوں اموات ہوئیں تمام متاثرہ خاندانوں نے کیس فائل کر دیے ہیں۔" ڈاکٹر فخری نے بتایا۔ "نہ صرف PAC پر بلکہ ڈاکٹرز پر بھی انفرادی طور پر..."

"اور جوشوا جیکسن؟"

"ہمبر لنگ اور وہ مرکزی ملزم ہیں۔ دونوں کی کہانی ختم سمجھو۔"

"رالف؟" مریسا نے یک لفظی سوال کیا۔

"ہاں وہ ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ تاہم اس کے خلاف شواہد اتنے مضبوط ہیں کہ اب طویل عرصے تک سلاخوں کے پیچھے تجربات کرے گا۔"

"میں سمجھتی ہوں۔" مریسا نے گہری سانس لی۔ "تو آناً فاناً سب کچھ ختم ہو گیا۔"

"سب تمہاری مستقل مزاجی اور سرتوڑ محنت کے باعث ہوا جس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔"

"کیا تو جا سکتا ہے۔" مریسا کو ذومعنی فقرہ اچھالنے کا موقع مل گیا۔ اس مرتبہ نورس نے خاموشی اختیار کی اور بات بدلی۔

"تو سی ڈی سی کب واپس آ رہی ہو؟ MCL کی کلیئرنس تمہارے لیے تیار پڑی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی چاہو تو وہیں بستر لگا لو۔"

"میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا۔" وہ بولی۔ "میں پیڈیاٹرک کے شعبے میں واپسی کا سوچ رہی ہوں۔"

"واپس بوسٹن؟" نورس کا چہرہ لٹک گیا۔

"سی ڈی سی کے لیے یہ ایک بہت بڑا نقصان ہو گا۔" فخری نے تبصرہ کیا۔ "تم امریکا میں نہیں بلکہ بین الاقوامی ایپی ڈیمیالوجیکل ہیرو بن چکی ہو۔"

"میں نظرِ ثانی کے بارے میں غور کروں گی۔" مریسا نے وعدہ کیا۔ "تاہم اگر میں نے پیڈیاٹرک کا شعبہ واپس منتخب کیا تو میرا قیام اٹلانٹا میں ہی رہے گا۔" وہ رکی اور پھر گویا ہوئی۔ "لیکن میری ایک درخواست ہے؟"

"میں مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں۔" فخری نے کہا اور مریسا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

مریسا نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ کام صرف نورس ہی کر سکتا ہے کہ میں پیڈیاٹرک میں واپس جاؤں یا نہیں مجھے امید ہے کہ وہ ایک بار پھر مجھے ڈنر کی آفر کرے گا۔"

نورس بیٹھے بیٹھے لڑکھڑا گیا۔ اس کی نظر فخری کے الجھن زدہ تاثرات پر پڑی۔ نورس ہنسنے لگا۔ فخری کوئی بچہ نہیں تھا اس کے سامنے مریسا اپنے باس کو اتنی دیر سے نورس کہہ کر پکار رہی تھی۔ آخری جملے نے تو پردہ ہی اٹھا دیا تھا۔ فخری مسکراہٹ دباتا ہوا واش روم کے بہانے وہاں سے اٹھ گیا۔

نورس نے بے دھڑک مریسا کو گلے لگا لیا۔

مت سوچ وجۂ خرابی... عالم ہے تمام سرابی... ہوں
رندِ بلانوش، انڈیل اور انڈیل... نازو انداز ہے گلابی گلابی۔

فتنہ ساز

امجد رئیس

قدر و قیمت کی حامل وہی چیز ہوتی ہے جسے انسان نے خود کمایا ہو... جو اس کی اَن تھک محنت کا نتیجہ ہو... اس معالج کا شمار بھی اُن ذہین اور علم دوست افراد میں ہوتا تھا... جو اپنے مریضوں کے ساتھ ساتھ دوسرے بے شمار لوگوں کے زخموں پر پیار... محبت اور انسانیت کے پھائے رکھنے میں ماہر سمجھا جاتا تھا... مریض کو اپنے مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے معالج سے کھل کے فراخ دلی سے بات کرنی پڑتی ہے... اعتماد اور بھروسا کرنا پڑتا ہے... معالج کو بھی اپنے مریض پر اعتماد ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ اپنے بارے میں کہہ رہا ہے، وہ حقیقت ہے... ایک ایسے معالج کی مشکل جو اچانک ہی ایک کیس میں گرفتار ہو گیا... جھوٹ در جھوٹ... پُرپیچ کہانی کے اتار چڑھائو... وہ رہا ہونے کے بعد بھی اصل سچ کی تلاش میں بے قرار و بے کل تھا... یہ تلاش اسے موت کے جبڑوں تک لے گئی...

[illegible] سسپنس سے بھرپور [illegible] ذہن کے تخیل کی عجیب تر پرواز

دھما کا بارودی نہیں تھا۔ میرے سر میں ہوا تھا...... ڈھائی بجے......اس وقت میں محوِ خواب تھا......

''ہیلو؟'' کوئی جواب نہیں آیا۔

''ہیلو؟'' میں نے پھر کہا۔ بالآخر ایک نسوانی آواز میری سماعت سے ٹکرائی۔ میں پوری طرح بیدار ہوگیا۔

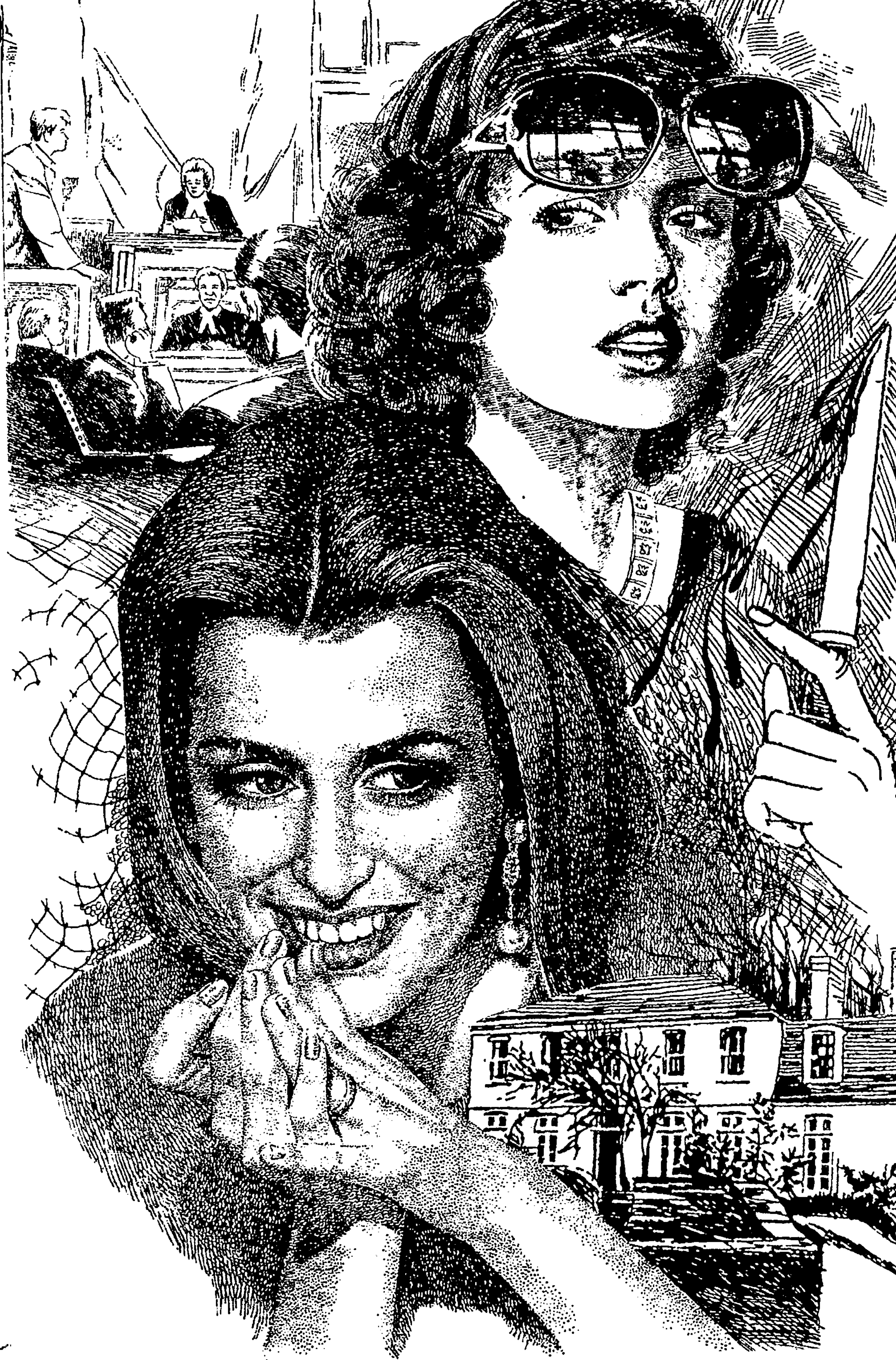
''میں نے کر دکھایا۔'' اس نے کمزور آواز میں کہا۔

''کیا کر دیا؟ کیا کہہ رہی ہو؟'' میں اچھل پڑا۔ ''کہاں ہو تم؟''

☆☆☆

نو بجے اعلیٰ عہدے پر فائز خاتون کو آنا تھا۔ دو مرتبہ کی طلاق یافتہ۔ اپنے شادی شدہ باس کے ساتھ اس کا افیئر چل رہا تھا۔ دس بجے، وہ چوری کے خبط میں مبتلا تھا اور احساسِ جرم سے بھی پریشان رہتا تھا۔ وہ چوری شدہ چیزیں اپنی تحویل میں نہیں رکھتا تھا۔ لہٰذا انہیں واپس رکھنے کے لیے مارکیٹ اور اسٹورز کے چکر لگانے پر مجبور تھا۔ گیارہ بجے کا وقت ایک موسیقار کا تھا جو جنسی کج روی سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔

بارہ سے دو بجے تک لنچ اور کاغذی کارروائی کا وقفہ اور پھر......



سوپ اوپیرا اداکار سے ملاقات جو ڈراموں کے کردار ادا کرتے ہوئے اپنی شناخت بھول گیا تھا۔ تین بجے پھر وقفہ اور چار بجے میرا آخری مریض۔ اس کا نام کیون ڈینیل تھا۔ وہ لکھاری بننے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ سات اسکرین پلے لکھ چکا تھا۔ جن میں سے ایک بھی فروخت نہیں ہوا تھا۔ اس کی جھلاہٹ، مایوسی سے ہوتی ہوئی نفرت میں بدل گئی تھی۔ ان افراد سے نفرت...... جنہیں وہ متاثر کرنا چاہتا تھا۔ اس کے نزدیک ہالی ووڈ میں بیمار اذہان مصروفِ کار تھے۔ ان کو معیاری فلم بنانے کی تمیز ہی نہیں تھی۔ میں پڑھے بغیر سمجھ سکتا تھا کہ اس نے کیسے اسکرین پلے لکھے ہوں گے۔

اکتوبر کا مہینہ تھا اور جمعرات کا دن۔ کیون میرے آفس میں آیا تو خلافِ معمول مسکرا رہا تھا۔ اس کے پاس اہم اطلاع تھی۔ ''آخرکار وہ معترف ہو گئے۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''میں ہالی ووڈ جا رہا ہوں۔ ڈیوڈ تمہارا کیا خیال ہے؟ مجھے جانا چاہیے؟''

بطور سائیکوتھراپسٹ میں محتاط تھا۔ ''کیا مجھے اجازت دینے کی ضرورت ہے یا تمہیں مجھ سے اجازت مانگنی چاہیے؟''

اس نے شانے اچکائے۔

''ہم اب تک جو گفتگو کرتے رہے ہیں۔'' میں دوبارہ گویا ہوا۔ ''اکثر و بیشتر اس کا محور تھا...... تم وہ واحد شخص ہو جس کی زندگی پر دوسروں کے بجائے تمہارا اپنا کنٹرول ہے۔ میرا مطلب یہ رہا ہے کہ تمہارے راستے میں تمہارے سوا دوسرا کوئی اور حائل نہیں ہو سکتا۔'' میں چار سال سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا...... بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ...... کہ تمہاری زندگی پر دوسروں کی نسبت تمہارا زیادہ کنٹرول ہے۔ مجھے وہ دن اسی نصیحت یا مشورے کی وجہ سے یاد رہ گیا۔ میرے خیال میں وہ ایک بہترین مشورہ تھا۔ بہت برا ہوا کہ میں غلطی پر تھا۔ مہلک غلطی...... بھیانک غلطی۔ کیون کے جانے کے بعد چار بجے کی جگہ خالی ہوئی اور ویٹنگ لسٹ میں نئے مریض نے اسے پُر کیا اور میرے مشورے یا فلسفے کو نہایت بے رحمی سے غلط ثابت کر دیا۔

☆☆☆

پیر کی صبح میں آفس پہنچا تو ایک مختصر پیغام میرا منتظر تھا۔ یہ ممکا عرف میلا کی جانب سے تھا۔ ممکا زیک زبان میں ماں کو کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ بے اولاد تھی۔ تاہم میں اسے ممکا پکارتا تھا اور وہ اس طرح بلائے جانے پر خوش ہوتی تھی۔ وہ تحفہ تھی۔ آل راؤنڈر تھی۔ میری سیکریٹری تھی، بک کیپر تھی۔ انشورنس کمپنی کے ساتھ رابطہ کار کے فرائض انجام دیتی تھی۔ کسی وقت وہ پراگ میں سکونت پذیر تھی۔ نازی اور رشیا کی غارت گری دیکھ چکی تھی۔

وہ میرے لیے اپائنٹمنٹ کا شیڈول بھی مرتب کرتی تھی۔ خط و کتابت کی دیکھ بھال، بلز وغیرہ...... گویا ہر شے۔ میں سیشن کے دوران کال وصول نہیں کرتا تھا۔

''ڈیوڈ، فہرست کے مطابق اب کیون کی جگہ نیا مریض اس کا نام سام کینٹ ہے۔ جمعرات کے دن چار بجے۔'' یہ ممکا کا پیغام تھا۔ میں نے ڈائری میں نوٹ کرلیا۔

جمعرات، چار بجے میں سام سے ملنے کے لیے تیار تھا۔ ڈیسک سے اٹھ کے میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ استقبالیہ میں نظر دوڑا کے میں گڑبڑا گیا۔ خاتون سیاہ شولڈر بیگ کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ اس نے گھٹنوں تک لمبا برسات سے بچنے والا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس کے کالر کھڑے تھے۔ سرمئی رنگ کی بیس بال کیپ سر پر تھی۔

''میں معذرت خواہ ہوں۔'' میں نے کہا۔ ''تم کون......''

''میں ہوں...... سام کینٹ...... سمنتھا کینٹ۔'' وہ ہاتھ ملانے کے لیے کھڑی ہوئی۔

''ڈاکٹر ریملر۔'' میں نے کہا۔ ''لیکن تم ڈیوڈ کہہ سکتی ہو۔''

''اوکے، ڈیوڈ۔''

''میری سیکریٹری نے مسٹر سام کینٹ کہا تھا۔ کیا تم نے خود اس سے بات کی تھی؟''

''دراصل میں نے ای میل کے ذریعے رابطہ کیا تھا۔ چند ماہ قبل میں نے تمہاری خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور ای میل ایڈریس چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ میں ایک جگہ پر نہیں تھی...... میرا فون نمبر بھی تبدیل ہو رہا تھا۔'' اس نے وضاحت کی۔

''ٹھیک ہے۔ اندر آ جاؤ۔'' میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس نے اندر آ کے رین کوٹ اتار دیا۔ اس نے نیلی جین پر سرخ شرٹ زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ پُرکشش تھی۔ عمر تیس سے زیادہ نہیں تھی۔

''مجھے کہاں بیٹھنا چاہیے؟'' اس نے استفسار کیا۔

''صوفہ یا کرسی...... تمہاری ترجیح ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

وہ میرے مقابل کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کا

جائزہ لیا۔ وہ واضح طور پر پریشان دکھائی دی۔ آغاز میں ہی وہ آبدیدہ ہوگئی۔

''سوری۔'' اس نے کہا۔ ''فیصلہ کیا تھا...... ایسا نہیں کروں گی لیکن......''

''تمہارا مطلب رونے سے ہے؟''

''نہیں اس نے کہا۔ ''جھوٹ۔''

''کس بارے میں؟''

اس نے آنسو صاف کیے۔ ''میرا مطلب ابتدائی وضاحت سے ہے۔'' اس کی آنکھوں میں پھر آنسو آگئے۔ میں نے اٹھ کر ٹشو اس کے حوالے کیے۔

''مطلب ای میل اور فون کی بات کر رہی ہو۔''

''میں کہیں نہیں گئی تھی۔'' اس نے آنکھیں خشک کیں۔

''اوکے۔'' میں اپنی کرسی پر آگیا۔ ''کوئی معقول وجہ ہوگی، جو تم نے فون نمبر نہیں دیا۔''

''ہاں، وجہ میرا شوہر ہے۔ اسی کے باعث میں یہاں موجود ہوں۔''

''تمہارا شوہر؟ کیا ہوا اُسے......''

اس نے ایک اور ٹشو لیا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میری آنکھوں میں دیکھا اور آہستہ سے کہا۔ ''میں اُسے قتل کرنا چاہتی ہوں۔''

''تم ایسا محسوس کرتی ہو یا واقعی یہ کام کرنا چاہتی ہو؟''

''شاید دونوں باتیں ہیں لیکن پریشان کن امر یہ ہے کہ میرا ارادہ بنتا جا رہا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ ''مجھے لگتا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی۔''

''یقین کرو ایسا نہیں...... ایسا کچھ نہیں ہوگا۔'' میں نے کہا۔

''میں التجا کرتی ہوں......''

''سنو قتل کی بات اس وقت چولہے پر رکھو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر اور فون نمبر نہ دینے کا کیا تعلق ہے؟''

''بہت آسان...... اسے علم ہو جاتا کہ میں یہاں آتی ہوں۔''

''پھر کیا ہوا؟''

''وہ جانتا ہے کہ میں اس کے بارے میں بات کروں گی۔''

''اور اُسے پسند نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔

''تمہیں اندازہ نہیں ہے۔'' وہ بولی۔

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا اور یہ بے خبری تادیر قائم نہیں رہنی چاہیے تھی۔ پہلی ملاقات تھی۔ کوئی جلدی نہیں تھی۔ میں نے مختلف سوال کیا۔

''تمہارے شوہر کیا کرتے ہیں؟''

''سرمایہ کاری۔ وہ اور ان کے پارٹنر کی فرم ہے۔''

''وال اسٹریٹ۔'' میں نے استفسار کیا۔

''وہ جگہ جہاں سے دولت آتی ہے۔ یہ مکالمہ میرے شوہر کا ہے۔'' سمنتھا کینٹ نے کہا۔ یہ غیر واضح جواب تھا۔

''وہ کامیاب ہے...... میرا مطلب فرم؟''

''بہت۔'' وہ یوں گویا ہوئی جیسے کہنا چاہتی تھی کہ بہت...... بہت......

''تمہارا شوہر بہت زیادہ کام کرتا ہے؟''

''بلاشبہ۔''

''بچے؟''

''دو سال کا ایک لڑکا ہے۔'' سمنتھا نے جواب دیا۔

''بچے کے ساتھ تمہارے شوہر کا رویہ؟'' میں نے پوچھا۔

''جیسا میں نے کہا کہ وہ بہت مصروف رہتا ہے۔''

''شادی کو کتنا عرصہ ہوگیا؟''

''پانچ سال۔'' اس نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں شوہر سے محبت نہیں ہے؟''

''میں نے تمہیں بتایا کہ میں اُسے مارنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔'' وہ پھر مرڈر کی بات پر آگئی۔

''تم دونوں کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی؟''

''یہ ماضی کی بات ہے۔'' سام یا سمنتھا نے جواب دیا۔

''تم علیحدگی اختیار کر سکتی ہو۔''

''اس صورت میں، میں مر جاؤں گی۔''

''کیسے؟''

''اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ طلاق کی صورت میں بیٹا میری تحویل میں نہیں رہ سکتا۔''

سیشن پچاس منٹ تک جاری رہا۔ میں نے ٹیمپو دھیما رکھنے کی کوشش کی۔ تاہم یہ ایک مشکل سیشن تھا۔ وہ جواب بھی سوال کی صورت میں دیتی رہی۔ میں نے دو نکات اگلے سیشن کے لیے چھوڑ دیے...... شوہر کا نام اور اصل مسئلہ۔ لیکن میں نے وہ سوال ضرور کیا جو میں فرسٹ سیشن میں اپنے ہر مریض سے کرتا تھا...... ''تمہارے خیال میں یہاں آکر تم کیا حاصل کر پاؤ گی؟''

''طاقت۔ اس کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت...... پہلی اور آخری دفعہ۔'' اس نے پھر ٹشو کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

اس جواب سے پہلے کی گفتگو میں جو معلومات حاصل ہوئیں...... وہ کچھ یوں تھیں...... اس کے شوہر نے سمنتھا کے دوستوں اور فیملی کو اس کے خلاف کر دیا تھا...... وہ ٹمپے، ایری زونا میں پلی بڑھی تھی۔ براؤن سے گریجویشن کی۔ فیشن میں کام کیا۔ والد کا بہت پہلے فیکٹری حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔ والدہ نے غربت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تھا۔ کسی اور نے اسے گود لیا تھا۔ ڈیزائنر بننا اس کا خواب تھا۔ شوہر سے مڈھ بھیڑ ایک فیشن شو میں ہوئی تھی...... وغیرہ وغیرہ۔

ادائیگی کے وقت اس نے کارڈ یا چیک کے بجائے نقدی کو ترجیح دی۔ وجہ یہ تھی کہ شوہر کو پتا نہ چلے۔ اس کے جانے کے بعد میں نے نوٹس لکھے۔ بعد ازاں ممکا کو بتایا کہ مریض مرد نہیں عورت تھی۔ ممکا نے مجھے یاد دلایا کہ جمعہ کیسپر سوسائٹی کی کاک ٹیل پارٹی کے لیے مخصوص ہے۔

☆☆☆

دو دن بعد وہ میرے آفس میں تھی۔ چند مکالمات کے بعد اچانک اس نے کہا۔ ''کیا یہ صحیح ہے کہ چند برس قبل تم اپنی بیوی سے محروم ہو گئے تھے؟''

''ہاں، تمھیں کیسے علم ہوا؟'' میں نے سوال کیا۔

''میری سہیلی نے تمہارے بارے میں کہیں مضمون پڑھا تھا۔'' پھر وہ افسوس کا اظہار کرنے لگی۔ تاہم اس رخ پر بات کرنا تھراپی برباد کرنے جیسا تھا۔ میں نے موضوع تبدیل کر دیا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ طلاق کی صورت میں تمہارا شوہر بچے کو اپنی تحویل میں رکھے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟''

''میں نے ماضی میں خودکشی کی کوشش کی تھی۔'' اس نے اطمینان سے کہا۔ ''میں نے ''ہیلوسن'' کی تیس گولیاں وائن کے ساتھ نگل لی تھیں۔''

''اور تم بچ گئیں؟''

''میرے شوہر کی میٹنگ تھی جو کلائنٹ نے موقوف کر دی۔ وہ واپس گھر آیا تو اس نے مجھے اور ''ہیلوسن'' کی خالی بوتل دیکھی۔ میں اس وقت ہوش میں تھی۔ میرے شوہر نے ادویات کی کیبنٹ سے ''اپی کیک'' کی بوتل نکالی اور چند اونس میرے معدے کی نذر کر کے مجھے باتھ روم میں لے گیا۔ چند منٹ میں قے کے ذریعے میرا پیٹ صاف ہو چکا تھا۔''

''پھر کیا ہوا؟''

''میں بچوں کے مانند سو گئی۔ دوسرے دن میں ٹھیک تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بچے کی تحویل کا قضیہ کھڑا ہوتا...... تو فیصلہ ایسی ماں کے حق میں ہرگز نہ ہوتا جو اقدامِ خودکشی کر چکی ہو۔'' سمنتھا نے کہا۔

''وہ اسپتال کیوں نہیں گیا؟''

''دوست، احباب اور فیملی میں بدنامی اُسے قبول نہیں تھی۔ محفلیں اور کاروبار بھی متاثر ہوتا۔''

''یعنی تم نے اقدامِ خودکشی کا ذکر کسی سے نہیں کیا؟''

''تم پہلی ہستی ہو۔'' سمنتھا نے کہا۔

''اس وقت بیٹا کہاں تھا؟''

''میں حاملہ تھی۔'' اس نے جواب دیا۔

''پھر تمہارے شوہر کے لیے کیس جیتنا اتنا آسان بھی نہ تھا۔ کیونکہ تم ماں نہیں بنی تھیں۔ ہم اس نکتے پر بعد میں بات کریں گے...... بعد ازاں تمہاری شادی ایک سمجھوتا بن گئی۔''

''ہاں بیٹے کی پیدائش کے بعد۔''

''اور اب تم انتہائی انداز میں سوچ رہی ہو...... کہ یہ کوئی زندگی نہیں ہے۔''

''میں اس سے بھی بڑھ کے سوچ رہی ہوں۔''

''میرے خیال میں تم کچھ چھپا رہی ہو۔ ایسا ہے تو یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں......''

''اسے مکمل آزادی درکار ہے۔ جو دل میں آئے، وہ کرے...... جب چاہے کرے...... جس کے ساتھ جو چاہے کرے۔'' اس نے گرفتگی سے کہا۔

''تم کہنا چاہ رہی ہو کہ اس کا کوئی افیئر چل رہا ہے؟''

سمنتھا نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم نے اعتراض کیا تھا؟''

''اس نے تردید کرتے ہوئے اسے میرا وہم قرار دے دیا۔''

کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ میرے سامنے جو عورت بیٹھی تھی وہ ازدواجی بندھن توڑنا چاہتی تھی اور اسے خاصی جلدی تھی۔ سوال یہ تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

''ڈیوڈ تم کیا سوچ رہے ہو؟'' اس نے سکوت کا پردہ چاک کیا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ تم بہتر کی مستحق ہو لیکن تمہارا زاویۂ فکر درست نہیں ہے...... لیکن ہم مل کر اسے بہتر کریں گے۔''

☆☆☆

کم سے کم میرے ایک دوست کا تعلق قانون کے شعبے سے تھا۔ پارکر سے مشورہ طلب کرنے سے قبل میں نے فور سیزن میں لنچ پر ڈیبورا واکر سے ملاقات کی۔ وہ میری لٹریری ایجنٹ تھی۔ میری پہلی کتاب ہیومن پنڈولم کی فروخت اچھی جارہی تھی۔ جس کے بعد مجھے دوسری کتاب کا خیال آیا۔ لنچ پر میں نے ڈیبورا سے دوسری کتاب کے بارے میں خیال آرائی کی......

بعدازاں پارکر سے رابطہ کیا۔ دو وجوہات کی بنا پر میں پارکر سے بات کرنا چاہتا تھا۔ دونوں وجوہات کا تعلق سمنتھا کینٹ سے تھا۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ سمنتھا کی تھراپی میں مجھے دشواری کا سامنا تھا۔ دوسری وجہ...... کیسپر سوسائٹی کی کاک ٹیل پارٹی میں وہ بظاہر اتفاقاً مجھ سے ملی تھی اور وہ ملاقات میری منشا کے خلاف میرے گھر تک چلی گئی تھی۔ دو سیشن کے بعد وہ تیسری ملاقات تھی۔

میں نے پارکر کا نمبر ملایا۔ ابتدائی کلمات کے بعد میں نے اسے تمام تر صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ پارکر نے متعدد سوالات اور مشوروں سے پہلے مجھے بتایا کہ معاملہ فیملی لاء سے متعلق ہے اور وہ فیملی لائر نہیں ہے۔ تاہم اس نے کافی دیر بات چیت کی...... اور وعدہ کیا کہ بوقتِ ضرورت وہ اپنے دوستوں سے مجھے ملوائے گا۔ میرا گمان تھا کہ اس کی نوبت نہیں آئے گی لیکن مستقبل قریب میں میری یہ غلط فہمی دور ہوگئی۔

☆☆☆

دوسرے سیشن میں سمنتھا نے میری بیوی کے بارے میں سوال کیا تھا۔ راکھ میں دبی چنگاریاں اوپر آگئی تھیں۔ میری بیوی ربیکا اکتیس برس کی عمر میں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھی۔ وہ ایک حادثہ تھا...... حادثۂ جانکاہ۔ ایک نالائق لڑکے کی طوفانی ڈرائیونگ نے ربیکا کو اسپتال پہنچا دیا تھا جہاں اس نے آخری سانس لی۔ اس وقت وہ چار ماہ سے حاملہ تھی۔ وہ نام کی تلاش میں تھی۔ میں انکار کرتا کہ پہلے پتا تو چلے لڑکی ہو گی یا لڑکا...... بیوی اور بے بی دونوں گئے۔ وہ بے بی جو اس دنیا میں آئی نہ تھی۔ زیست کا عنوان بدل گیا۔ میں آشفتہ مُو، آشفتہ حال...... نڈھال رہ گیا۔ وجود ریزہ ریزہ ہوگیا۔ حادثہ چار برس قبل پیش آیا تھا۔ بعدازاں چند ماہ بعد مجھے الماری سے ناموں کی کتاب ملی۔ کتاب ربیکا نے میری لاعلمی میں خریدی تھی۔ میں وہیں فرش پر بیٹھ کے اوراق پلٹتا رہا۔ ربیکا نے کوئی نام تجویز نہیں کیا تھا لیکن کتاب میں ایک پرچہ موجود تھا۔ ربیکا نے لکھا تھا...... ہم اپنے بچّے کی تربیت یوں کریں گے......

محبت...... ہنسنا...... خوش رہنا...... سننا اور سیکھنا...... برائے مہربانی اور شکریہ کہنا...... اپنی رائے رکھنا...... دوسروں کی آرا کا احترام کرنا...... ایمانداری...... دوستی...... خودشناسی......

میں بہت دیر تک فرش پر بیٹھا رہا۔ باربار پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ سطور ازبر ہوگئیں۔ میں نے کتاب اور پرچہ محفوظ کر لیا۔

☆☆☆

دھماکا ہوا...... دھماکا بارودی نہیں تھا۔ میرے سر میں ہوا تھا۔ کیوں؟

میں سو رہا تھا۔ فون کی گھنٹی نے میری نیند میں خلل ڈالا...... میں نے گھڑی دیکھی۔ ڈھائی بج رہے تھے۔

''ہیلو۔'' میں نے خوابیدہ آواز میں کہا۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ ''ہیلو۔'' میں نے پھر کہا۔ بالآخر جواب آیا۔ آواز سمنتھا کی تھی۔ سام کینٹ۔

''میں نے کر دکھایا۔'' اس نے کمزور آواز میں کہا۔

''کیا کر دیا؟ کیا کہہ رہی ہو؟'' میں پوری طرح بیدار ہوگیا۔ ''کیا تم نے شوہر کو چھوڑ دیا؟''

''نہیں ڈیوڈ۔'' وہ بولی۔ ''میں نے اُسے ختم کر دیا۔''

دھماکا۔ میں اچھل پڑا...... اس کی آواز تاثر سے عاری تھی۔ وہ نڈھال تھی۔ ''تم کہاں ہو؟'' جواب میں اس کے رونے کی آواز آئی۔ ''گھر پر۔''

''میری بات سنو۔ کیا تم نے پھر نیند کی گولیاں نگلی ہیں؟''

خاموشی...... سکوت...... ''جواب دو۔'' میں نے بلند آواز میں مطالبہ کیا۔

''یہی راستہ بچا تھا، ڈیوڈ۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''واحد راستہ۔''

پھر میں نے کچھ گرنے کی آواز سنی۔ غالباً ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔

☆☆☆

کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں وہ مڈبھیڑ غیر متوقع تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا لیکن وہ میرے گھر تک چلی آئی تھی...... بعدازاں میں نے اسے کیب میں گھر تک ڈراپ کیا...... افراتفری میں تیار ہوتے وقت میرا سر کھلی دراز سے ٹکرایا۔ درد کی طرف توجہ دینے کے لیے وقت نہیں تھا۔ میں سمنتھا

کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کیا واقعی اس نے شوہر کو ہلاک کر دیا ہے؟ اور نیند کی گولیاں نگل گئی ہے...... اس نے کہا تھا۔ ''یہی راستہ بچا تھا، ڈیوڈ۔'' یعنی وہ ہر گزرتے منٹ کے ساتھ موت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میں ایلیویٹر کے ذریعے بائیس منزل نیچے گیا اور باہر کی جانب بھاگا۔ گارڈ ڈیسک پر سر رکھے سو رہا تھا۔ وہ درماندہٗ حیرت گنگ رہ گیا۔ قسمت اچھی تھی کہ مجھے کیب مل گئی۔ ''سینٹرل پارک ویسٹ، اسٹریٹ نمبر اکیاسی۔'' میں چیخا۔ ''سرخ اشارے پر نہیں رکنا، میں دو ڈالرز اضافی دوں گا۔'' وہ نہ مانا۔ ''پانچ ڈالرز۔'' میں نے کہا۔ ''ایمرجنسی ہے، تیز جاؤ۔''

میں نے پولیس کو نظر انداز کر دیا تھا۔ وہ میری غلطی تھی۔ درحقیقت میرا ردِّعمل ''ڈیوڈ ریملر'' کا تھا...... ڈیوڈ نے چند روز پہلے سمنتھا کے ساتھ اپنے گھر میں کچھ وقت گزارا تھا۔ اس نے میرے اپارٹمنٹ میں بات چیت کی تھی۔ فریج میں موجود اشیا کی مدد سے کچن میں کھانا تیار کیا تھا اور ایک مرتبہ میرا فون بھی استعمال کیا تھا۔ غالباً وہ اپنے گھر پر پیغام دے رہی تھی کہ وہ دوست کے ساتھ ہے...... اور قدرے تاخیر سے پہنچے گی۔ اس غیر رسمی ملاقات میں تدھم بے تکلفی تھی۔ تاہم اس سے آگے کچھ نہیں تھا۔

مجھے متعلقہ اتھارٹی کو مطلع کرنا چاہیے تھا لیکن میں بحیثیت ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر کے ردِّعمل نہیں دے رہا تھا۔ میں نے تیزی سے جیبوں کی تلاشی لی۔ میں سیل فون بھی بھول گیا تھا۔ میں نے دو فون بوتھ آگے پیچھے گزرتے دیکھے۔ میں کیب ڈرائیور کو روکتے روکتے رہ گیا...... کہ باہر اتر کے پولیس کو اطلاع کروں...... بعدازاں سمنتھا کو دیکھوں۔ مجھے پولیس کو بتانا تھا کہ وہ ایمبولینس بھی روانہ کرے۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ ڈرائیور کی آواز پر میں چونکا۔ وہ خون کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے پیشانی کو چھوا۔ کھلی دراز سے ٹکرانے کے بعد پیشانی کی چوٹ کا خون خشک ہو گیا تھا۔

میں سمنتھا کے ٹاؤن ہاؤس کے قریب تھا اور ڈرائیور کو گائڈ کر رہا تھا۔ کیب اچانک رکی۔ میں نے میٹر دیکھا۔ 8.50 ڈالرز۔ ''اور نو سرخ اشارے۔'' ڈرائیور نے مجھے یاد دلایا۔ میں کیب سے اتر چکا تھا۔ میں نے ساٹھ ڈالرز اسے پکڑائے۔ وہ اُڑنچھو ہو گیا۔ میں سمنتھا کے گھر کی طرف بھاگا۔ چند سیڑھیاں طے کیں اور دو پٹ والا دروازہ پیٹ ڈالا۔ حماقت تھی۔ وہ کیسے آتی۔ میں نے ڈور ناب گھمائی۔ دروازہ کھلا تھا...... کیا وہ چاہتی تھی کہ میں آؤں اور اسے بچاؤں؟ اسی لیے دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر داخل ہوا۔ میں بورڈ کی طرف بڑھا۔ نیم تاریکی، روشنی میں بدل گئی۔ ''سام'' میں نے اسے پکارا۔ کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے آواز بلند کی۔ وہی سناٹا۔ دائیں بائیں کمرے تھے۔ سامنے سیڑھیاں...... کہاں جانا چاہیے؟ ذہن نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ میں اسے پکارتا ہوا تیزی سے اوپر گیا۔ اور گرتے ہوئے بچا لیکن پنڈلی سیڑھی کے کنارے سے ٹکرائی۔ پہلی منزل پر پہنچ کے روشنی کے لیے میں نے سوئچ پر ہاتھ مارا۔

وہاں ہال تھا۔ جس کے دونوں جانب دو دو کمرے تھے۔ اختتام پر سامنے کی جانب ایک اور دروازہ تھا۔ تمام دروازے بند تھے۔ میں نے یکے بعد دیگرے چاروں کمرے دیکھ لیے۔ اس دوران میں سمنتھا کو سام کے نام سے پکارتا رہا۔ سامنے کا کمرا رہ گیا تھا۔ میں نے اسے کھولنا چاہا۔ دروازہ لاک تھا۔ میں نے چلّاتے ہوئے دروازہ پیٹا۔ یقیناً وہ اندر تھی...... خودکشی۔ نہیں دونوں اندر تھے...... مرڈر اور خودکشی...... وقت ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر چوبی دروازے پر لات ماری۔ دو...... چار...... چھ لاتوں کے بعد رخنہ نمودار ہوا۔ چند منٹ بعد میں دروازہ توڑ کے اندر جا چکا تھا۔ سرد ہوا نے میرا استقبال کیا۔ تمام کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ ہال کی روشنی کمرے میں آ رہی تھی۔ میں نے کمرے کے سوئچ پر ہاتھ مارا اور نظریں گھمائیں۔ نگاہ بستر پر جم گئی۔ بستر پر کوئی تھا، کمبل کے نیچے۔ میں آگے گیا۔ کمبل کا کونا پکڑ کر کھینچا۔ وہ منہ کے بل پڑا تھا...... مردہ...... خون ہی خون۔ اتنا خون؟ فوراً ہی وجہ سمجھ میں آئی۔ تیز دھار آلے سے پتا نہیں کتنے وار کیے گئے تھے۔ غالباً خنجر یا چھرا استعمال کیا گیا تھا۔ میرے کانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں۔ چہرہ دیکھنے کے لیے میں نے لاش کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کے اسے پلٹا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ جن میں خوف اور دہشت کا تاثر جم گیا تھا۔ آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ وہ چہرہ میں پہلی بار نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے یادداشت پر زور دیا۔ تاہم کچھ یاد نہ آیا۔ ذہن نے سوال کیا...... سمنتھا کہاں ہے۔ میں واپس بھاگا۔ سیڑھیاں اتر کے نیچے آیا۔ کچن سمیت ہر کمرا دیکھا...... باتھ رومز بھی۔ کچن میں تہ خانے کا راستہ نظر آیا۔ سیڑھیاں نیچے تاریکی میں گم تھیں۔ زنجیر سے لٹکتا ہوا بلب روشن کیا۔ تہ خانے کی تلاشی بھی لاحاصل ثابت ہوئی۔ میں حیران تھا۔ کیا

اسے میری ضرورت نہیں تھی؟ وہ گھر سے باہر ہے؟ مجھے فون کیوں کیا؟ متعدد سوالات تھے۔ جواب کوئی نہیں۔ حیرت کی جگہ پریشانی نے لے لی۔ کوئی شک نہیں تھا کہ وہ گھر میں نہیں تھی۔

مجھے پولیس کو فون کرنا چاہیے۔ مجھے خیال آیا۔ سیڑھیاں طے کر کے میں واپس کچن میں آیا اور فون کی طرف بڑھا۔ دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ آواز آئی۔ ''ہلنا مت۔''

میں گھوم گیا۔ پولیس۔ وہ دو تھے...... دونوں کے ہاتھ میں گن تھی اور ہدف میں تھا۔

''شکر ہے خدا کا۔'' میں نے سانس خارج کی۔

''ہاتھ اوپر رکھو۔''

''آفیسرز، میں......''

''کیا تم یہاں رہتے ہو؟'' دراز قامت نے میری بات کاٹی۔

''نہیں، دراصل......''

''کون ہو؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟'' لہجہ کرخت تھا۔

''میں ڈاکٹر ہوں۔ ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر...... اسی شہر کا رہائشی ہوں۔'' والٹ کے لیے میں نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

دونوں نے نشانہ لیا اور چوکنّے ہو گئے۔ ''ہاتھ اوپر رکھو۔''

''سوری، سوری...... میں صرف اپنی شناخت کرانا چاہ رہا تھا۔''

''صرف یہ بتاؤ، یہاں کیا کر رہے ہو؟''

میں نے بتایا کہ کب کال آئی تھی۔ سام کینٹ کون ہے۔ اس نے کیا بتایا...... وہ گھر میں کہیں نہیں ہے۔ اس نے واقعی اپنے شوہر کو ختم کر دیا۔ وہ اوپر ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر ایک نے سوال کیا۔

''تمہاری پیشانی پر چوٹ کیسے لگی؟''

میں نے حقیقت گوش گزار کر دی۔ دراز قامت کی ہدایت پر میں نے ڈھیرے سے آئی ڈی نکالی۔ دونوں نے گن نیچے نہیں کی تھی۔ میں نے ڈرائیونگ لائسنس اور امریکن سائیکالوجی سوسائٹی...... حتیٰ کہ جمنازیم کارڈ بھی نکال کے رکھ دیا۔ ایک میری طرف متوجہ تھا...... دوسرے نے کاغذات دیکھے۔ چند منٹ میں دونوں کچھ نرم دکھائی دیے۔

''ایک ضروری بات۔'' میں نے کہا۔ ''وہ گھر سے باہر ہے اور اقدام خودکشی کر چکی ہے یا کرنے والی ہے۔ ہمیں اسے باہر تلاش کرنا چاہیے۔''

''تم کیوں پُریقین ہو؟'' دراز قامت نے سوال کیا۔

''فون پر اس کی آواز بتا رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی۔ دوسرے یہ کہ میں اس کا تھراپسٹ ہوں۔''

''پہلے شوہر کی خبر لینا ضروری ہے۔'' دوسرے نے فیصلہ سنایا۔

☆☆☆

میں دونوں کو اوپر لے گیا۔ ٹوٹے ہوئے دروازے کی توجیہہ میں پیش کر چکا تھا۔ دونوں نے بغور کمرے اور لاش کا جائزہ لیا۔

''یہ اسی حالت میں پڑا تھا؟''

''نہیں، میں نے اسے سیدھا کیا تھا۔'' میرا جواب تھا۔

''کیوں؟''

''میں چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔''

''کیوں؟ کیا تم جانتے ہو اسے؟''

میں نے بے چینی محسوس کی۔ ''ہاں'' یا ''شاید'' کہنا صورتِ حال کو خراب کر سکتا تھا۔ مجھے یاد نہیں تھا کہ میں نے اسے کب اور کہاں دیکھا تھا۔ مجھے پہلی مرتبہ اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ مجھے پولیس کو فون پہلے ہی کر دینا چاہیے تھا۔ میں ڈیوڈ بن کے دوڑا چلا آیا۔ جبکہ مجھے ڈاکٹر ڈیوڈ کی حیثیت سے پولیس کو فون کرنا چاہیے تھا۔ میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ میں نے فون نہیں کیا تھا...... پھر بھی اچانک پولیس کیونکر پہنچی؟ وہ دونوں جواب کے منتظر تھے۔

''نہیں، میں اسے نہیں جانتا۔''

انہوں نے علاقے کی پولیس کو واردات کی اطلاع دی......

''اوہ، بچہ......'' میں بولا۔ ''بچہ کہاں ہے؟''

دونوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے بتایا کہ دونوں کا ایک بیٹا تھا...... عمر دو سال۔ انہوں نے سمنتھا کا حلیہ، قدوقامت وغیرہ کے بارے میں سوالات کیے اور دوبارہ مین ہٹن پولیس سے رابطہ کر کے اطلاعات فراہم کیں۔

بظاہر دونوں نے ہتھیار نیچے کر لیے تھے لیکن مجھے ادراک تھا کہ وہ محتاط ہیں۔ میرے دل میں جو سوال تھا...... وہ زبان پر آ گیا۔ ''میں 911 فون کرنے جا رہا تھا۔ اس کی

نوبت نہیں آئی لیکن تم دونوں پہنچ گئے؟''

''تمہارے داخل ہوتے ہی کوئی پوشیدہ الارم سسٹم فعال ہوگیا تھا۔ ممکن ہے ''موشن ڈیٹیکٹر'' ہو...... ہم دریافت کرلیں گے۔'' دراز قامت نے جواب دیا اور گھڑی دیکھی۔ میں پوری طرح نہیں سمجھا تاہم خاموش رہا۔

کچھ دیر میں ہومی سائڈ کے دوسراغ رساں کی تشریف آوری ہوئی۔ ان کے پیچھے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشن (EMT) پہنچے۔ کرائم سین یونٹ بھی ہمراہ تھا۔ پھر دو مزید آدمی...... دونوں کا تعلق سرد خانے سے تھا۔ آخر میں ایک نوجوان جو ڈسٹرکٹ اٹارنی کی نمائندگی کررہا تھا......

سراغ رساں ٹیری کی عمر چالیس اور پچاس کے درمیان تھی۔ سر پر بال کم ہورہے تھے۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کا ساتھی فرینک قدرے لمبا تھا۔ جسم ٹیری کے مقابلے میں چھریرا تھا۔ وہ جوان تھا۔ سر پر گھنے بال تھے۔

دونوں نے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ وہ نوٹ بک میں لکھتے جارہے تھے۔ سوالات باریکیاں لیے ہوئے تھے۔ میرے نزدیک چھپانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ صرف ایک جواب میرے لیے باعثِ پریشانی تھا کہ میں مقتول کو نہیں جانتا جبکہ اس کا چہرہ شناسا معلوم ہورہا تھا۔ میرا جواب ریکارڈ پر آگیا تھا۔

دفعتاً ٹیری نے EMT کے ایک رکن کو اشارے سے بلایا۔ ''ڈاکٹر ریملر تمہاری پیشانی توجہ کی مستحق ہے۔''

''توجہ'' کا مقصد بعد میں میرے علم میں آیا۔ کارکن نے گیلی روئی سے خون صاف کیا اور کراس میں دو پٹیاں چسپاں کردیں۔ ٹیری نے مقتول کا نام کونراڈ برچ بتایا۔ میں نے پھر یادداشت پر زور دیا...... نتیجہ صفر رہا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ میرے کاغذات کی تصدیق ہوگئی ہے اور میں گھر جاسکتا ہوں۔ اس کا آخری سوال تھا......

''کیا تمہارا شہر سے باہر جانے کا کوئی پروگرام ہے؟''

''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔'' میں نے کہا اور کھڑا ہوگیا۔ ''لیکن سمنتھا کا کیا ہوگا؟''

''پولیس اپنا کام کررہی ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

صبح چار بجے کے بعد میں گھر پہنچا۔ ممکا کو فون کیا۔ نہیں معلوم وہ بیدار تھی یا نہیں۔ ویسے بڑھتی عمر کے ساتھ اس کی نیند کم ہوتی جارہی تھی۔ میں نے اسے کچھ بتائے بغیر کل کی مصروفیات منسوخ کرنے کے لیے کہا۔ وہ مزاج آشنا اور سمجھدار تھی۔ اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ بعدازاں میں نے بوربن کا جام لیا...... ان حالات میں بوربن کے بغیر نیند کا حصول دشوار تھا۔ جام نذرِ شکم کرکے میں لیٹ گیا۔

☆☆☆

اس بار آنکھ کھلی تو وجہ فون کی گھنٹی ہی تھی۔ فون کرنے والا سراغ رساں ٹیری تھا۔ وہ کچھ دیر کے لیے آنا چاہتا تھا۔ میں نے سمنتھا کے بارے میں سوال کیا۔ اس کا جواب تھا کہ آکر بتاتا ہوں...... وہ دونوں پہنچے تو میں نے سابقہ سوال دہرایا۔

''وہ مل گئی ہے۔'' فرینک نے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے...... وہ ٹھیک ہے؟''

''پوری طرح نہیں۔ ظاہر ہے اس کا شوہر مارا گیا ہے۔''

''لیکن وہ زندہ ہے؟'' میرا سوال تھا۔ اثبات میں جواب آیا۔

''وہ کہاں تھی؟'' میں نے دوسرا سوال کیا۔

''ہاں یہ اہم بات ہے۔ دراصل اسے تلاش کرنے میں ہمارا کوئی کردار نہیں ہے۔'' ٹیری نے کہا۔ ''وہ صبح واپس آئی تو ہم سے ملاقات ہوئی۔''

''واپس آئی؟''

''ہاں، وہ بوسٹن میں تھی۔''

میں ہکا بکا رہ گیا۔ ''کچھ سمجھا نہیں۔''

''ہم بھی نہیں سمجھے...... لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ بوسٹن میں تھی۔ ایک ہفتے سے وہاں تھی۔ رٹز۔ کارلٹن ہوٹل سے تصدیق ہوچکی ہے۔''

''یہ ناممکن ہے۔'' میں حیران تھا۔

''تمہارے بیان کے مطابق ناممکن ہے لیکن کیا کیا جائے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ تم سے نہیں ملی نہ تمہیں جانتی ہے۔''

میں نے سر جھٹکا۔ ''ہم سمنتھا کے بارے میں بات کررہے ہیں جس کے بھورے بال شانے سے نیچے ہیں۔ نیلی آنکھیں...... گوری رنگت۔ قد پانچ فٹ چھ انچ ہوگا۔ موٹی ہے نہ دبلی؟''

''ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' فرینک نے کہا۔ ''لیکن اس کا قد پانچ فٹ دس انچ ہے۔''

میں حیرت سے پرے اسرار کی دنیا میں تھا۔

''تمہارے پاس تصویر ہے؟''

''فی الحال نہیں۔''

''یہ ممکن نہیں ہے، تاہم وہ بوسٹن میں کیوں تھی؟''

''چلڈرن ایڈ سوسائٹی کی کانفرنس......'' فرینک نے

کہا۔

''ہوٹل کے ملازمین اور کانفرنس کے متعدد شرکا سے بات کر چکے ہیں۔'' ٹیری نے اضافہ کیا۔

میں اپنی جگہ پر گنگ تھا۔ ذہن سوالات کے بھنور میں چکرا رہا تھا۔

''ڈاکٹر، ایک گلاس پانی ملے گا۔ حلق خشک ہو چکا ہے۔'' ٹیری نے کہا۔

''کیوں نہیں۔'' میں کچن کی طرف گیا۔ کولر سے گلاس بھرا۔

''خوب صورت کچن ہے۔''

میں پلٹا۔ وہ دونوں کچن میں آ گئے تھے۔ میں نے گلاس ٹیری کو پکڑایا۔ ''میں سمنتھا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔''

''ملاقات ہونی چاہیے۔'' فرینک نے کہا۔ ''لیکن وہ اس وقت صدمے کی کیفیت سے دوچار ہے۔ فوری طور پر ملاقات کے لیے تیار نہیں ہے۔ خاص طور پر ان سے جن کو وہ جانتی نہیں......''

''ملے بغیر یہ معما کیسے حل ہوگا؟'' میں نے استفسار کیا۔

''ڈاکٹر، ہم ملاقات کا بندوبست کریں گے۔''

''یہی بہتر ہوگا۔'' میں نے کہا۔

''ڈاکٹر، کیا یہاں سے کوئی چاقو کھو گیا ہے؟''

میں نے فرینک کو دیکھا پھر اس کی نظروں کا پیچھا کیا۔ وہ معروف برانڈ کے سیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں چاقو رکھنے کے سات خانے تھے۔ ایک خانہ خالی تھا۔ میرے ذہن میں جھما کا ہوا۔ میں اس کے ذومعنی سوال کا مفہوم سمجھ گیا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' میری آواز چیخی اور تیور بدل گئے۔

''ڈاکٹر خفا ہونے کی بات نہیں ہے۔''

''ہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ضرورت...... کچھ کہنا ہے تو براہِ راست سیدھی بات کرو ورنہ مت کرو...... میں اب تک ہر سوال کا جواب دیتا آیا ہوں...... سیدھا اور سچ۔ مکمل تعاون کیا ہے۔ اگر تم کچھ غلط سوچ یا سمجھ رہے ہو تو بہتر ہے یہاں سے چلے جاؤ۔''

''میں معذرت خواہ ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم تمہارے تعاون کی قدر کرتے ہیں۔ ہم ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچے لیکن جلد ہی تہ تک پہنچ جائیں گے۔''

ان کے رخصت ہونے پر میں کافی بنانے لگا۔ نظر پانی کے گلاس پر گئی جو ٹیری نے طلب کیا تھا۔ وہ پیاسا تھا جبکہ گلاس جوں کا توں لبریز تھا۔ میں گلاس کو گھور رہا تھا۔

سام کینٹ۔ سمنتھا کینٹ۔ مسز سمنتھا کینٹ۔

میں نے فون پر پارکر کی سیکریٹری کا نمبر ملایا......

''کیا ہو رہا ہے؟'' وقفے کے بعد پارکر کی آواز آئی۔

''بہت کچھ...... میں تمہارے آفس آنا چاہتا ہوں۔''

''اوہ...... کیوں نہیں۔ سب خیریت ہے؟''

''نہیں معلوم۔'' میں نے جواب دیا۔

☆☆☆

وہ اپنے آفس میں میرا منتظر تھا۔ اس نے پیشانی پر بینڈ ایج کو دیکھ کر سوال کیا۔ ''کیا معاملہ ہے؟''

''طویل کہانی ہے۔'' میں نے گہری سانس لے کر خارج کی۔ بتانے کو بہت کچھ تھا۔ کہاں سے شروع کروں۔ میں نے سوچا۔ سام کینٹ کی کال سے شروع کرنا چاہیے...... جو رات ڈھائی بجے موصول ہوئی تھی۔ سمنتھا عرف سام کے بارے میں گزشتہ حقائق میں پہلے ہی پارکر کے گوش گزار کر چکا تھا۔ میں نے من و عن تمام کہانی سنائی۔ کہانی کا اختتام وہ تھا جب آج دونوں سراغ رساں میرے اپارٹمنٹ سے رخصت ہوئے تھے۔

پارکر خاموشی، تحمل اور توجہ سے سنتا رہا۔ یہ ایک طویل نشست ثابت ہوئی۔ میری کہانی ختم ہونے کے بعد پارکر کے سوالات کا آغاز ہوا۔ دورانِ سماعت اس نے کم سوالات کیے تھے۔

پارکر نے کہا...... ڈیوڈ کہانی کے دو رخ ہیں۔ ایک پہلو کا تعلق ان باتوں سے ہے جو تم جانتے ہو اور ثابت کر سکتے ہو۔ دوسرے رخ کا تعلق ان امور سے ہے جو تمہیں بتائے گئے۔ مثلاً ان دونوں نے تمہیں بتایا کہ سمنتھا کینٹ بوسٹن میں تھی اور وہ تمہیں نہیں جانتی۔ فی الحال یہ بتایا گیا ہے۔ ثبوت نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ چارا ڈال رہے ہوں، فرض کرو ان کی بات درست ہے تو تمہاری مشکلات کا آغاز ہونے والا ہے...... کچن میں انہوں نے پانی نہیں پیا۔ ڈیوڈ وہ چاقو دیکھنے آئے تھے۔ اس کا مطلب ہے آلۂ قتل دریافت کر لیا گیا ہے۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ آلۂ قتل کا تعلق تم سے تو نہیں۔ انہوں نے جائے واردات پر تمہاری مرہم پٹی نہیں کی تھی...... اس کی آڑ میں تمہارے خون کا نمونہ محفوظ کیا تھا۔ سب سے پہلا کام جو تم کو کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ تم اپنے ''پُراسرار مریض'' کی موجودگی ثابت کر سکو۔ معاملہ

تمہارے مریض کے گرد گھوم رہا ہے۔ توجہ وہیں مرکوز رکھو۔ کئی مسئلے ہیں...... اس نے ادائیگی کیش کی شکل میں کی تھی۔ تمہارا خیال ہے کہ کسی نے اسے تمہارے آفس میں نہیں دیکھا۔ ممکا کو اس نے ای میل کی تھی۔ اس نے فون نمبر بھی نہیں دیا۔ تم نے سیشن کے بعد جو نوٹس لکھے تھے، ان کی اہمیت اس لیے نہیں ہے کہ وہ تم نے لکھے تھے۔ اعتراض کیا جائے گا کہ تم کچھ بھی لکھ سکتے ہو۔''

میں سمجھ رہا تھا کہ پارکر کس طرف جا رہا ہے اور میں کیا حماقتیں کر چکا ہوں۔ تاہم میں بھی صبر کے ساتھ سن رہا تھا۔

''اس کا فون لینڈ لائن پر آیا تھا۔'' پارکر نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''لہٰذا مقامی ریکارڈ سے مدد نہیں ملے گی۔ کیونکہ اس ریکارڈ میں جانے والی کالز محفوظ ہوں گی۔ کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں اسے کیونکر علم ہوا کہ تم وہاں ہو؟''

''میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' میں نے جواب دیا۔

''کیسپر سوسائٹی، پریس ریلیز جاری کرتی ہے۔ جس میں ان افراد کی فہرست ہوتی ہے جن کو مدعو کیا گیا ہو۔ فہرست دیکھ لیں گے لیکن میرا نہیں خیال کہ اس کا نام ہوگا۔ اس نے آخر تک تمہیں اپنے شوہر کا نام نہیں بتایا تھا۔ تمہاری کہانی کے مطابق پارٹی سے کوئی گواہ ملنا مشکل ہے۔ کیونکہ تمہاری مڈبھیڑ ہال سے باہر ہوئی تھی...... پھر وہ تمہیں پیادہ گزرگاہ پر لے گئی۔ بعدازاں تمہارے اپارٹمنٹ میں۔ شوہر کے بارے میں اس نے بتایا کہ وہ سفر میں ہے۔''

پارکر کی پیشانی پر شکنیں تھیں۔ ''شاندار منصوبہ...... چالبازیاں۔ وہی تمہارے کچن سے چاقو لے گئی۔ صرف ایک کمزوری ہے...... ایک سقم۔ رات ڈھائی بجے فون آیا تو وہ کیونکر آگاہ تھی کہ تم سیدھے وہاں پہنچ جاؤ گے؟ اگر تم پولیس کو اطلاع کر دیتے تو سارا کھیل چوپٹ ہو سکتا تھا۔ کیا ایسی صورت میں تمہارے ''پُراسرار مریض'' کے پاس کوئی پلان B تھا؟''

''تمہیں یقین ہے کہ چاقو وہ لے کر گئی؟'' میں نے سوال کیا۔ اندر ہی اندر میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

''ایک سو ایک فیصد۔'' پارکر نے جواب دیا۔ ''کونراڈ برچ کو اسی چاقو یا چھرے سے ہلاک کیا گیا ہے۔ نیز قیاس غالب ہے کہ تمہاری مریضہ جعلی سمنتھا کینٹ تھی۔''

''تم نے اتنی آسانی سے کڑیاں ملا دیں۔ غلطی تو نہیں کر رہے؟'' میں نے کہا۔ تاہم میری آواز بے جان تھی۔

''نہیں دوست۔'' وہ چرمی کرسی میں دراز ہو گیا۔ ''غلطی ہوئی تو مجھے خوشی ہوگی۔ بصورت دیگر تمہیں بطور قاتل پھنسا دیا گیا ہے۔''

☆☆☆

''کل بھی چھٹی کرو۔'' پارکر نے کہا۔

''نہیں، مشکل ہے۔'' میں نے انکار کیا۔

''تم منصوبہ سازوں کے نشانے پر ہو۔ کل سارا دن میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔''

''کیوں؟''

''سراغ رسانوں سے نمٹنے کے لیے۔ کل تمہیں کونراڈ برچ کا لنک تلاش کرنا ہے۔ تم نے اسے کب اور کہاں دیکھا تھا۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا تو ان دونوں کا سامنا کرنے میں آسانی ہوگی۔''

''اگر میں کونراڈ کا سراغ نہ لگا سکا؟''

''تب انتظار کرو۔ انہوں نے تمہیں جائے واردات پر دیکھا ہے اور اصل قاتل نے وہاں عدم موجودگی ثابت کر دی ہے۔ آلۂ قتل ان کے پاس ہے...... ان کے نزدیک وہ تمہارا ہے۔ ایک چیز غائب ہے، تمہارے پاس محرک نہیں ہے...... کوئی وجۂ قتل نہیں ہے۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ جلد یا بدیر وہ دونوں پھر آئیں گے۔''

''اس صورت میں کیا مجھے تعاون کرنا چاہیے؟''

''نہیں۔'' پارکر نے کہا۔ ''تمہاری یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ تم کونراڈ کو نہیں جانتے۔ انہیں موقع نہیں ملنا چاہیے کہ وہ تمہیں جھوٹا ثابت کر دیں۔ ایک لفظ منہ سے مت نکالنا۔ مجھے کال کرنا۔ اس دوران میں اپنے چند دوستوں سے بات کرتا ہوں۔''

''ایک منٹ، سمنتھا کا بیٹا؟''

''غالباً یہ جھوٹ تھا۔''

☆☆☆

واپسی پر میرا ذہن اُلجھا ہوا تھا۔ خیالات...... سوالات...... تفکرات...... وہ فنکارہ تھی، اداکارہ تھی۔ کتنی کاریگری سے میرے گھر تک آئی۔ کتنی خوب صورتی سے مجھے اپنا گھر دکھا دیا۔ وہ جانتی تھی کہ کال کرنے پر میں گھر آؤں گا۔ وہ کون تھی؟ وہ نقلی سمنتھا تھی۔ سب کچھ عام سا تھا۔ فطری انداز تھا لیکن اس کی آڑ میں خوفناک جال تھا اور میں بہ آسانی اس جال میں پھنس گیا۔ اس کے پاس گھر کی چابی تھی۔ اسی نے کونراڈ کو ختم کیا...... وہ اصلی سمنتھا کو جانتی تھی۔ اس کے مقاصد کیا تھے؟ مجھے کیوں پھنسایا گیا؟ کیا وہ آگاہ تھی کہ میں کونراڈ سے واقف ہوں؟ اگر دو سمنتھا تھیں تو ان دونوں کا آپس میں کیا تعلق تھا؟

کیب میں گھر جانے کے بجائے میں نے آفس کا رخ کیا۔ وہاں کوئی مصروفیت نہیں تھی۔ میں اپنے ہی آفس میں چوروں کے مانند داخل ہوا۔ روشنی کر کے میں نے B کی فائلیں نکالیں...... برچ، کونراڈ۔ بیس منٹ میں، میں نے فائل تلاش کر لی۔ فولڈر میں ایک ہی صفحہ تھا۔ ایک کے بعد دوسرا سیشن نہیں ہوا تھا، میں نے تاریخ دیکھی۔ ایک برس پہلے کی بات تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر کے تصور کیا۔ اس روز کی ملاقات کے بارے میں کچھ یاد نہ آیا۔ تصور میں بار بار خون میں لت پت لاش ابھر رہی تھی۔ جو میں نے اس کے گھر میں دیکھی تھی۔ میں نے نوٹس پڑھے...... اس کا افیئر چل رہا تھا اور وہ اپنی گرم مزاج بیوی سے بھی خوف زدہ تھا۔ نوٹس کے مطابق وہ اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا...... وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ صورتِ حال کو کیسے سنبھالے۔

میں نے اسے پیشہ ورانہ مشورے دیے تھے۔ تاہم وہ دوبارہ آیا ہی نہیں...... کیا میرا ''پُراسرار مریض'' کونراڈ کی بیوی تھی؟ یا اس کی محبوبہ؟ لیکن میں درمیان میں کہاں سے آ گیا؟ میں نے سام کینٹ کے دونوں سیشنز کے نوٹس نکالے۔ بغور دو مرتبہ مطالعہ کیا۔ پارکر کی ہدایت کے مطابق میں کوئی بھول چوک، کوئی غلطی تلاش کر رہا تھا...... نوٹس میں سے کوئی کارآمد نکتہ سامنے نہیں آیا۔ دونوں سیشن میں اور کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں ملاقات کے دوران میں، میں نے نہیں، اس نے تھراپی کر ڈالی تھی...... میری تھراپی۔ نتیجتاً میں نے کٹھ پتلی کے مانند ردِعمل پیش کیا اور رات ڈھائی بجے کی کال پر سیدھا دامِ تزویر میں جا گرا۔ بے بسی کا احساس تھا۔ بدترین صورتِ حال تھی۔

☆☆☆

میں گھر پہنچا تو عمارت کا مالک رابرٹ گورڈن نیچے لابی میں موجود تھا۔ ''میں اطلاع ملتے ہی آ گیا تھا۔'' اس نے کہا۔ ''میں نے وکیل کو بلایا ہے۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ کیسے ہو گیا؟''

''مسٹر گورڈن، کیا ہو گیا؟''

''دو آفیسر آئے تھے، سرچ وارنٹ لے کر...... تمہارے اپارٹمنٹ کی تلاشی کے لیے۔ گارڈ نے مجھے فون کر دیا۔''

''کب کی بات ہے؟'' میں نے بے قراری سے سوال کیا۔

''ڈیڑھ گھنٹا پہلے، وہ کچھ دیر پہلے واپس گئے ہیں...... ڈاکٹر ڈیوڈ......''

میں پہلے ہی ہوا ہو چکا تھا۔ وہ میرے پیچھے دوڑا۔ ایلیویٹر میں، میں نے نمبر بائیس پر ہاتھ مارا۔ بائیسویں منزل پر ہم دونوں ساتھ باہر آئے۔ میرا اپارٹمنٹ لاک تھا۔ میں نے چابی نکالی۔ اندر بظاہر سب ٹھیک تھا لیکن میں نے محسوس کر لیا کہ تلاشی لی گئی تھی۔ میں کچن میں گیا۔ میرا اندازہ ٹھیک نکلا۔ ہینکلز کی چھریوں کا پورا سیٹ غائب تھا۔ پانی کے جس گلاس میں سے اس نے چسکی بھی نہیں لی تھی۔ وہ اب خالی پڑا تھا۔ دونوں کے خلاف میرے اندر نفرت کی لہر نے جنم لیا۔ میں نے اوپر تلے دو جام تیار کر کے نوش کیے اور فون اٹھایا...... پارکر کی بیوی کی آواز آئی۔ رسمی کلمات کے بعد اس نے پارکر کو بلایا۔

''ہاں دوست؟'' پارکر کی آواز آئی۔

''دونوں مردود میرے اپارٹمنٹ کی تلاشی لے گئے ہیں۔''

''جانتا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''میرے دوست نے بیس منٹ قبل مجھے اطلاع دی تھی۔''

''وہ چھریوں کا پورا سیٹ لے گئے۔''

''میری تھیوری درست تھی۔ آلۂ قتل ان کی تحویل میں ہے۔''

''کہاں سے ملا؟'' میں نے سوال کیا۔

''قریبی گلی سی...... لاش والے کمرے کی کھڑکی کے نیچے جو گلی ہے۔ چھری پر خون ہے نہ انگلیوں کے نشان۔''

''اور وہ یہاں گھس کر تمام چھریاں لے گئے؟''

''صرف چھریاں نہیں۔'' پارکر نے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''ابھی مجھے درست اندازہ نہیں ہے۔ کوئی کاغذ ہے جو تمہاری پریشانیوں میں اضافہ کر دے گا۔ وہ لے گئے ہیں یا چھوڑ گئے ہیں۔ اپارٹمنٹ چیک کرنا۔ ہر جگہ، باتھ روم اور کتابوں میں بھی دیکھنا...... یہ بتاؤ، تم نے اپنے آفس میں کیا دیکھا؟''

میں نے پارکر کو کونراڈ کے بارے میں بتا دیا۔

''اس نے ادائیگی کیسے کی تھی؟''

''میں ممکا سے دریافت کروں گا۔'' میں نے جواب دیا۔

''یہ اچھی خبر ہے کہ تم کونراڈ کو کیسے جانتے ہو۔ بُری خبر یہ ہے کہ تم نے پولیس کو بتایا ہے کہ تم اسے نہیں جانتے۔ مریض کی فائل کھلوانا عدالت کے لیے بھی دشوار ہے پھر اُن کو کیسے علم ہوا۔''

''پارکر میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا...... نہ میں چاہتا تھا۔''
''تم جیل جانا بھی نہیں چاہو گے۔''
میں نے گہری سانس لی۔ ''یہ ہونے والا ہے؟''
پارکر خاموش رہا۔ سکوت نہایت بُرا شگون تھا۔
''پارکر تم کیا چھپا رہے ہو؟''
اس مرتبہ پارکر نے گہری سانس لی۔ ''کل قتل کے الزام میں تمہیں گرفتار کیا جائے گا۔''
میں بپھر گیا...... وہ خاموش رہا۔ میں خود کو بچانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ادھر میرا بہترین دوست مجھے جیل کا راستہ دکھا رہا تھا۔
''میں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی سے گفت وشنید کی ہے۔ کونراڈ، وال اسٹریٹ کا بڑا نام تھا۔ ہم انہیں گرفتاری کا موقع نہیں دیں گے...... بلکہ خود جائیں گے۔ میں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی سے وعدہ کیا ہے کہ تم پورا تعاون کرو گے اور اس نے یقین دہانی کرائی ہے کہ گرفتاری سے پہلے کم از کم ایک میٹنگ ہوگی۔ ہمیں وقت مل جائے گا۔''
''فائدہ؟'' میں نے سوال کیا۔
''خود گرفتاری دے کر بعدازاں ہمیں اعانت حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔''
''کیا وہ راضی ہیں؟''
''مشکل ہے۔ تاہم تمہاری حیثیت ملزم کی ہو گی۔ مجھے شیئرز، بانڈز اور بچت...... اپارٹمنٹ اور جھیل کنارے کاٹیج کی فروخت......'' وہ اچانک چپ ہوگیا۔
میں بھانپ گیا۔ کاٹیج میری مرحوم بیوی سے منسوب تھا۔ ربیکا زندہ ہوتی تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ تاخیر ہو رہی تھی۔ میں نے ذہن میں حساب جوڑا۔ بیسٹ سیلر ''ہیومن پنڈولم'' کی رائلٹی، ہوا کا خوشگوار جھونکا تھا۔
''ساڑھے تین ملین۔'' میں نے کہا۔
''سیال حالت میں کتنا ہے...... فوری دستیاب؟''
''دو ملین کے لگ بھگ۔'' میں نے جواب دیا۔
''گڈ۔'' وہ بولا۔ ''ضرورت پڑی تو میں بھی انتظام کرلوں گا۔''
''شکریہ۔''
''شکریے کی ضرورت نہیں ہے۔''
''وکالت تم کرو گے؟''
''نہیں، یہ مختلف میدانِ جنگ ہے اور لڑنے کے لیے کھلاڑی بھی موزوں درکار ہے۔ تاہم ضمانت تک میں ساتھ رہوں گا۔''
''تم نے کسی بہتر کا بندوبست کیا ہے؟''
''نہیں۔ بہترین کا۔'' پارکر نے جواب دیا۔
رات سونے سے قبل میں نے فون پر ممکا کو مختصر احوال بتا دیا۔ نیز یہ بھی معلوم کر لیا کہ کونراڈ نے بذریعہ چیک ادائیگی کی تھی۔ کچھ سوالات کیے اور چند ہدایات دیں۔
اس رات میں گہری پُرسکون نیند سویا۔ بیس منٹ کے لیے...... پارکر کی ہدایت کے مطابق صبح مقررہ وقت پر میں کرائسلر بلڈنگ میں تھا۔ میں پارکر کے ساتھ پینتالیسویں منزل پر آیا۔ اس دوران اس نے بتایا کہ ہم کس سے ملنے جا رہے ہیں۔ اس آدمی کا نام وکٹر گلاس تھا۔ وکٹر...... ایڈورڈ، ایک مشہور لاء فرم کا مینجنگ پارٹنر تھا۔ یہ شہر کی قدیم فرموں میں سے ایک تھی۔ پارکر نے بتایا کہ وکٹر کی کھوپڑی میں بہترین قانونی دماغ ہے۔ فرم کے زیادہ تر وکلا کی کامیابی کی شرح ستر فیصد سے اوپر ہے۔ جو بھی ہو، تمہیں بہترین اور شاطر وکیل ملے گا...... آہنی کرمنل ڈیفنس۔
ہم فرم کے الٹرا موڈرن استقبالیے میں داخل ہوئے۔ وہاں موجود کراری، مہکتی، دمکتی حسینہ نے کوئی بٹن دبایا۔ اس کے سر پر ہیڈسیٹ تھا۔
''اوکے، شکریہ۔'' اس نے مائیک میں کہا اور ہماری طرف دیکھ کر دل آویز انداز میں مسکرائی۔ ''مسٹر گلاس چند منٹ میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔'' ہم آرام دہ چرمی کاؤچ پر بیٹھ گئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ لاء فرم ہے یا فائیو اسٹار ہوٹل...... واؤ گلاس۔ مسٹر گلاس۔ میں نے مسکراہٹ دبائی۔ دل نے کہا تھا، نازنین سے پینے کے لیے ایک گلاس کی فرمائش کر ڈالو۔ پارکر نے بریف کیس کھول کے ایک فولڈر مجھے پکڑا دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ پریشانی میں نازنین اور مے نوشی کا خیال کیوں آیا۔
''یہ کیا ہے؟''
''وکٹر کی پریس کٹ۔''
میرا ایک ابرو اوپر گیا۔ میں نے فولڈر کھول کے اوراق پر نظر ڈالی۔ وکٹر گلاس ہر جگہ تھا۔ ہارورڈ لاء ریویو سے پلے بوائے تک۔ اس کے بارے میں مضامین تھے۔ ایسکوائر کے ایک مضمون میں اس کا فوٹو نظر آیا۔ مجھے ادراک ہوا کہ میں اسے ٹی وی پر دیکھ چکا ہوں۔ معاً احساس ہوا کہ پارکر اٹھ رہا ہے۔ میں نے فولڈر بند کر دیا۔ وکٹر استقبالیے میں موجود تھا۔ اس نے سیکریٹری کو نہیں بھیجا تھا۔

استقبال کے لیے خود آیا تھا۔ شستہ اشارہ تھا۔
''کافی اچھا ہے۔'' پارکر نے کہا۔
''اور اچھا ہوتا اگر تم رے چارلس (امریکی موسیقار، گلوکار) ہوتے۔'' وکٹر مسکرایا۔
میں نے دیکھا نازنین اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔ دونوں نے ہاتھ ملائے۔ میں نے کاؤچ چھوڑ دی۔ پارکر نے تعارف کرایا۔ وہ مسکرایا۔ اس کے دانت سفید سے زیادہ سفید تھے۔ عمر کے اعتبار سے چالیس سے ذرا ہی اوپر ہوگا۔ وہ کسی مووی کا کردار معلوم ہوتا تھا۔
''اندر بات کرتے ہیں۔'' وکٹر نے دعوت دی۔ ہم طویل کوریڈور میں اس کے پیچھے گئے۔ دروازے پر دو ذی نفوس کھڑے تھے۔ باڈی گارڈ نہیں...... سیکسی ماڈل۔ میں نے یہی محسوس کیا۔ ایک کے بال سرخ تھے۔ دوسری کے سنہری۔
''ایشلے، میری کالز کا خیال رکھنا۔'' وکٹر نے سنہری بالوں والی سے کہا۔ سرخ بالوں والی ہمارے آفس میں آگئی۔
''کافی پسند کریں گے آپ لوگ؟'' وکٹر نے کہا۔
میرا ذہن کہیں تھا اور دل کہیں۔ دل نے کہا، سیر چشمی کی قسم...... اے بندہ خرابات...... نگاہ فسوں گر سے پلوا دے۔ میں رنگین مزاج نہیں تھا۔ ہوتا بھی تو یہ لمحہ ہوش طلبی کا تھا۔ لیلیٰ ہستی، پستی کی زد میں تھی۔ وکٹر کی پیشکش ہم دونوں نے شکریے کے ساتھ منع کر دیا۔
سیکریٹری نمبر دو مسکراتی ہوئی سبک خراماں نکل گئی۔ ہم ڈیسک سے ہٹ کے چار بڑی کلب چیئرز پر بیٹھ گئے۔ چوتھی کرسی خالی تھی۔ پارکر پہلے ہی وکٹر کو حالات کی تصویر دکھا چکا تھا۔ تاہم وہ براہِ راست مجھ سے سننا چاہتا تھا۔ الف سے ی تک۔ جب پہلی مرتبہ سمنتھا کینٹ میرے آفس آئی تھی۔
میں نے حتی الامکان سکون اور جزئیات کے ساتھ قصۂ حیرت افزا گوش گزار کیا۔ یہاں وہاں، اِدھر اُدھر...... اس نے سوالات کیے۔ جو بظاہر سطحی نوعیت کے تھے۔ مثلاً میں گھر پر کیا پینا پسند کرتا ہوں...... غالباً وہ مجھے جانچ رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اس کے لیے میرے جوابات اہم نہیں تھے۔ وہ گہرائی میں کچھ اور دیکھنا چاہ رہا تھا...... وکٹر نے اپنے نوٹس پر نظر ڈالی اور سوال کیا۔ ''یعنی تم نے کونراڈ برچ کو قتل نہیں کیا؟''
''یہی میں نے بتایا تھا'' میری آواز میں دلیری کا عنصر تھا۔
''نہیں۔'' وہ بولا۔ ''تم نے جو کہا، وہ تمہارے بیان کو سہارا دیتا ہے۔ اس حد تک ٹھیک ہے۔ میں نے سوال کیا، تم نے جواب دیا۔ بات باڈی لینگویج کی ہے۔ جو کہہ رہی تھی کہ تم نے قتل نہیں کیا۔''
''یہ خوش آئند ہے کہ میرا لائر مجھ پر بھروسا کرتا ہے۔'' میں نے کہا۔
''ہاں، سوائے اس بات کے...... تمہاری وکالت میں نہیں کروں گا۔''
میں نے پارکر کی طرف دیکھا۔ وہ بھی میری طرح اُلجھا ہوا نظر آیا۔
''کیا کوئی بھی میری نمائندگی نہیں کرے گا؟''
''میرا مطلب تھا کہ میں بذاتِ خود فرنٹ پر نہیں ہوں گا۔'' وکٹر نے کہا۔ ''اگر واقعی عدالت تک جانا پڑا۔''
''لیکن کیوں؟'' میں نے دوسرا سوال کیا۔
''کیونکہ میں مرد ہوں...... اس لیے۔'' وہ بولا۔ اس سے پیشتر کہ وہ مزید وضاحت کرتا۔ پارکر اچھل پڑا۔
''کیونکہ تمہارا کیس چلے گا مرد کے قتل پر۔'' پارکر نے مجھے دیکھا۔ ''اور تمہارے دفاع میں وکیل صفائی الزام رکھے گا عورت پر۔''
''ایسی عورت جو ابھی تک غیر مرئی ہے۔'' وکٹر نے کہا۔
''استغاثہ کی چالبازیوں کا وزن جیوری پر ہوگا جس کے ممبرز میں خواتین کی تعداد زیادہ ہوگی اور پہلی صف میں ایک غم زدہ، دکھیاری بیوہ براجمان ہوگی۔''
''اوہ۔'' میں اتنا ہی کہہ سکا۔
وکٹر نے بات بڑھائی۔ ''تمہیں مجھ جیسے ایک شاطر مرد کی ضرورت رہے گی جو آخر تک رزم گاہ میں ساتھ رہے۔ میں وہاں موجود ہوں گا۔ میں نگاہ رکھوں گا کہ بازی درست سمت میں جا رہی ہے۔ لیکن درحقیقت دفاع کے لیے تمہیں ایک حشر بداماں...... دلربا غارت گر کی ضرورت ہے۔''
''مجھ جیسی۔'' ایک سُریلی آواز آئی۔ ہم تینوں نے دیکھا۔ وہ بتِ طناز...... کافر ادا، چوکھٹ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ سفید بلاؤز، سیاہ اسکرٹ کی آخری حد گھٹنوں سے اوپر تھی۔ سب سے نمایاں اس کی مسکراہٹ تھی جس میں بے پناہ اعتماد تھا۔
''شیطان کا نام لیا...... اور حاضر۔'' وکٹر نے کہا۔
''وکٹر، شیطان مذکر ہے...... تمہارے لیے ٹھیک رہے گا۔'' وہ چہکی اور پارکر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''پامیلا

گیریٹ۔‘‘

یہ کورٹ میں بجلیاں گرائے گی یا دلائل دے گی۔ میں سوچ رہا تھا۔ پامیلا گیریٹ نے میری جانب دیکھا۔ میں نے مصافحے کی تیاری پکڑی۔ وہ دیکھ رہی تھی لیکن ہاتھ نہیں بڑھایا۔ ’’تم پُرکشش ہو۔‘‘ اس نے بلاتکلف تبصرہ کیا۔ گویا مصافحے کی کمی پوری کردی۔ وہ چوتھی خالی نشست پر جم گئی۔ وکٹر اور پامیلا کے درمیان چند چلبلے جملوں کا تبادلہ ہوا۔ پارکر بھی پیچھے نہیں رہا۔ یہ کیا ہورہا ہے۔ میں نے دل میں کہا۔ میری گرفتاری سر پر ہے اور یہاں شگوفے کِھل رہے ہیں...... سُر بکھر رہے ہیں۔ گویا انجمن ناز کی بات ہے۔

خیر جلد ہی سخنور میری طرف متوجہ ہوگئے...... میں نے اس عمارت کے کیمروں کا نکتہ پھر اٹھایا۔ جہاں میرا اپارٹمنٹ تھا۔

’’بھول جاؤ۔‘‘ پامیلا نے کہا۔ ’’وہاں کچھ نہیں ملے گا۔ کیوں نہیں ملے گا...... یہ بعد کی بات ہے۔ سازشی گہرے ہیں۔ ورنہ نقلی سمنتھا وہاں نہ جاتی۔‘‘

میں نے وکٹر کو دیکھا، وہ مطمئن نظر آیا۔ دفعتاً مجھے وہ کیب ڈرائیور یاد آیا۔ جسے میں نے اضافی کرایہ دیا تھا۔ کیب میں وہ مجھے جائے واردات پر لے گیا تھا۔ باالفاظِ دیگر سمنتھا کے گھر پر۔ ’’وہ ڈرائیور مجھے پہچان لے گا۔‘‘ میں نے کہا۔

’’اگر ایسا ممکن ہوا...... پھر بھی بات نہیں بنے گی۔‘‘ پامیلا نے یہ خیال مسترد کرتے ہوئے وضاحت کی۔ ’’کمرے کی کھڑکیاں کیوں کھلی تھیں۔ اس لیے کہ درجۂ حرارت گر جائے۔ کمرے کی سرد فضا نے موت کا وقت متعین کرنے میں کئی گھنٹے کا خلل ڈال دیا۔ تم موت کے وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ ثابت کرنا مشکل ہوجائے گا۔ اس رخ پر سوچا تو جواب آئے گا کہ تم قتل کرکے واپس گھر گئے اور کال سن کر مریض کی مدد کے لیے وہاں گئے۔‘‘

پامیلا کے تابناک چہرے کے مانند اس کا دماغ بھی روشن تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے جزئیات کیونکر معلوم ہوئیں۔ بہت جلد میری قانونی تکون...... وکٹر، پارکر اور پامیلا...... نے حقائق سے پہلوتہی اختیار کی اور اسٹریٹجی پر بات کرنے لگے۔

’’ڈیوڈ، تم ٹھیک ہو؟‘‘ پامیلا نے استفسار کیا۔

یقیناً میرے تاثرات برعکس عکاسی کررہے تھے۔ ’’درحقیقت میں بہتر محسوس نہیں کررہا ہوں۔ میرے خیالات ایک سوال کے گرد چکرا رہے ہیں۔ ایک عورت مجھے قاتل کے کردار میں کیوں پھنسا رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کیوں منتخب کیا؟ وہ اصلی سمنتھا تھی یا نقلی یہ بھی نہیں معلوم...... اس کا وجود بھی فی الحال غیر ثابت شدہ ہے۔‘‘

’’کیوں کے چکر میں نہ پڑو۔‘‘ وکٹر نے کہا۔ ’’ڈیوڈ تمہیں عجیب معلوم ہوگا لیکن یقین کرو ’کیوں‘ کا سوال غیر متعلق ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب تم جیل سے باہر ہو گے، ضمانت پر۔ جیوری کو یقین کرنے دو کہ قتل تم نے کیا ہے...... تاہم ان کی یہ سوچ ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم جیوری کی سوچ میں تبدیلی لائیں گے۔‘‘

’’میں جاننا چاہوں گا۔ میرے لیے بالائے فہم ہے۔‘‘ میں نے کہا۔

’’تمہیں الزام نہیں دیا جاسکتا۔ یہ تمہارا میدان نہیں ہے۔‘‘ پامیلا نے کہا۔ ’’غیر عقلی یا غیر منطقی رویّے کے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔‘‘ وہ میری طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکرائی۔ ’’ہر کوئی ہر بار قابلِ فہم اور عقل کے ساتھ وضاحت چاہتا ہے یا دیکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے یہ سطور ’ہیومن پینڈولم‘ نامی کتاب میں پڑھی تھیں۔ تم نے سنا ہے کتاب کے بارے میں؟‘‘

ہائے، تجاہلِ عارفانہ...... یہ بھولپن، میری کتاب کے بارے میں مجھ سے ہی استفسار کررہی تھی۔ کیا حسِ مزاح ہے۔

’’ہاں نام سنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔‘‘ میں نے غیر منطقی جواب دیا۔ جس میں منطق چھپی تھی۔ گویا سنجیدگی کی گرد جھاڑی۔

’’تم اور تمہارے ’پُراسرار مریض‘ کے درمیان جو بھی گفتگو ہوئی، میں شرط لگاتی ہوں کہ اس نے کبھی اس کتاب کا ذکر نہیں کیا ہوگا، درست ہے؟‘‘

’’درست ہے، کتاب کا ذکر نہیں آیا۔‘‘

’’یہ میرا اندازہ تھا۔‘‘ پامیلا نے کہا۔ ’’لیکن میں ملین ڈالرز اس بات پر لگاتی ہوں کہ اس نے کتاب کی ایک ایک سطر پڑھی ہے۔‘‘

میں نے وکٹر کو مطمئن انداز میں سر ہلاتے دیکھا۔

’’تم تیار ہو۔‘‘ وکٹر نے گھڑی دیکھی۔

’’پوری طرح تیار ہوں۔‘‘ ہم سب کھڑے ہوگئے۔

’’چلو پھر تمہاری گرفتاری کا انتظام کرتے ہیں۔‘‘

☆☆☆

میرے دائیں جانب پامیلا گیریٹ براجمان تھی۔

بائیں طرف وکٹر گلاس۔ میں درمیان میں گویا قانونی سینڈوچ بن کے رہ گیا تھا۔ وکٹر کے آفس میں پہلی ملاقات کو کئی ماہ بیت گئے تھے...... میں گرفتار تھا۔ توقع کے برخلاف ہم ابھی تک ضمانت حاصل نہیں کر پائے تھے۔ البتہ میری شہرت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ ٹرائل، ہائی پروفائل تھا۔ میز کی دوسری طرف موجود ٹیم بھی تین افراد پر مشتمل تھی۔ سراغ رساں ٹیری اور فرینک۔ تیسرا ڈسٹرکٹ اٹارنی کلین ہیرسن تھا۔ ہیرسن کی عمر چالیس بیالیس سال کے آس پاس ہوگی۔ وزن نارمل سے کچھ کم ہی ہوگا۔ شخصیت عام سی تھی۔ جبکہ وکٹر اکیلا ہی تینوں پر چھایا ہوا تھا۔ پارکر اور پامیلا کی خدمات علی الترتیب تین سو پچاس ڈالرز فی گھنٹا تھیں۔ اور وکٹر پانچ سو ڈالرز فی گھنٹا۔ پارکر نے دوستی کا حق ادا کیا اور اپنے معاوضے سے دست کش ہوگیا تھا۔ ضمانت کے حصول تک وہ ہمارے ساتھ تھا۔

وکٹر نے باتھ روم کے لیے معذرت کی اور اٹھا۔ چند منٹ کے لیے۔ میں خود کو حساب کتاب سے روک نہ سکا۔ تاہم اس میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ پارکر نے مجھے محفوظ و مضبوط ہاتھوں کے حوالے کیا تھا۔ پامیلا ظاہر ہے اسکرٹ میں نہیں تھی۔ تاہم اس کا حسن بول رہا تھا۔ انداز اور اعتماد متاثر کن تھا۔ ٹیری اور فرینک اس کے جلوۂ صدرنگ سے بے نیاز دکھائی دیے۔ لیکن ہیرسن، گھنیری پلکوں کے نیچے ڈھلک سا گیا تھا۔ مستزاد وکٹر کی موجودگی جیسے پورے کمرے پر قابو پارہی تھی۔ اس کے باوجود مجھے ادراک تھا کہ ٹیری اور فرینک نے کافی مواد جمع کرلیا ہے۔ ناقابلِ تردید شواہد۔ پہلا مسئلہ۔ جائے واردات پر موجودگی کی وجہ میں ثابت نہیں کرسکتا تھا۔ آلۂ قتل کا تعلق میرے کچن سے تھا۔ دوسرا مسئلہ۔ تیسرا مسئلے کا تعلق وجہ یا محرک سے تھا۔ محرک وہ پرچہ تھا جو میرے اپارٹمنٹ کی کتابوں سے برآمد ہوا تھا۔ یہ رقم سے متعلق تھا۔ اس روز سام کینٹ نے رقعہ کیونکر آنکھ بچا کے وہاں رکھا تھا...... کاغذ نے میری دشواریوں میں اضافہ کردیا تھا۔ یہ ایک خط کی فوٹو کاپی تھی۔

میں میز پر جھک کر اسے پڑھ رہا تھا۔ میرے تینوں ساتھی، شانوں پر سے پرچہ پڑھ رہے تھے۔ جس کے مندرجات کے مطابق کونراڈ نے میری دھمکی ناپسند کی تھی...... وہ بینک کی غلطی کے باعث بروقت رقم نہیں بھیج سکا تھا۔ آگے خط کشیدہ الفاظ میں اس نے لکھا تھا کہ مجھے غلط رویہ اختیار کرنے کے بجائے صبر سے کام لینا چاہیے۔ اس دوران وہ معاملہ صاف کردے گا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ، اس خط کے بارے میں کیا کہو گے؟'' ہیرسن نے سوال کیا۔

''نہیں، ڈاکٹر ڈیوڈ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وکٹر نے سرعت کے ساتھ جواب دیا۔ ''پہلے ماہرین سے دستخط کی تصدیق ضروری ہے۔''

ہیرسن کے ہونٹوں پر بناوٹی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''معقول بات ہے۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن شاید ڈاکٹر سے ایک سوال دوبارہ کرنا چاہیے۔ جس کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں۔'' ڈاکٹر، تم کونراڈ برچ کو جانتے ہو؟''

وکٹر پھر کودا۔ ''وہ ڈاکٹر ڈیوڈ کا مریض رہ چکا ہے۔ صرف ایک سیشن کے لیے۔ ایک سال سے اوپر ہوگیا۔'' وکٹر نے فولڈر ہی سے ادائیگی کے چیک کی نقل نکالی۔ میں نے خیالات میں ممکا کا شکریہ ادا کیا۔

ہیرسن نے ایک نظر ڈالی اور سوال کیا۔ ''تمہارے مؤکل نے پولیس سے جھوٹ کیوں بولا تھا؟''

''یہ ڈاکٹر کا پیشہ ورانہ استحقاق ہے کہ وہ مریض اور اس کے مسائل کو پردۂ اخفا میں رکھے۔'' وکٹر نے اطمینان سے کہا۔

''درست...... لیکن یہاں ایک آدمی مارا گیا ہے بلکہ قتل ہوا ہے۔''

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ڈاکٹر کا استحقاق موثر ہے۔''

ہیرسن نے دیدے گھمائے۔ ''ایسی بات ہے تو ڈاکٹر ڈیوڈ نے اپنے مبینہ ''پُراسرار مریض'' کا ذکر کیوں کیا؟ اس کے علاج کے بارے میں کیا بتایا؟ اس کا نام خفیہ کیوں نہیں رکھا؟''

وکٹر نے بلاتامل جواب دیا۔ ''کیونکہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔''

''تمہارا مطلب ہے ایسے مریض کی زندگی یا موت...... جس کا وجود نہیں ہے؟''

''ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ ثبوت دینے کا بوجھ کس پر ہے۔''

موضوع عارضی طور پر معطل ہوگیا۔ ہیرسن نے پہلو بدلا۔ ''تم پسند کرو گے کہ تمہارے کلائنٹ کے خون کے نمونے پر بات کی جائے؟''

اس مرتبہ پارکر دخل انداز ہوا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ کا خونی نمونہ حاصل کرنا غیر قانونی تھا۔ کیا اجازت لی گئی تھی؟''

''میں نہیں سمجھا؟'' ہیرسن نے کہا۔

''اپنے آفیسرز سے معلوم کرو۔''

ہیمرسن نے ٹیری اور فرینک کی جانب دیکھا۔ ''لیکن یہ معیاری شہادت ہے۔'' وہ بولا۔ سراغ رساں خاموش رہے تھے۔

پارکر نے نفی میں سر ہلایا اور ایک لفظ کہا۔ ''ناقابلِ قبول۔''

اب پامیلا نے پہلی مرتبہ اپنی سُریلی آواز کا جادو جگایا۔

''جنٹلمین، ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔'' اس نے ہیمرسن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ وہ تاب نہ لاسکا اور مثبت انداز میں سر ہلایا۔

ڈیڑھ بجے مجھے پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ میں کچھ ہراساں تھا۔

☆☆☆

ساڑھے چار بجے مجھے کورٹ روم میں لایا گیا۔ پارکر بینچ پر بیٹھا تھا۔ پامیلا اس کے ساتھ تھی۔ پارکر پر نظر ڈال کے میں نے پامیلا کو دیکھا۔ وہ دھیمے سے مسکرائی اور سر کے اشارے سے خوداعتمادی کا اشارہ دیا۔ میں پوری طرح نہیں سمجھ سکا۔ اس نے انداز بدل کے اشارہ دیا۔ وہ ذرا سی جھکی اور ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا۔ پھر آہستہ سے شانے پیچھے گئے...... میں سمجھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ سیدھے بیٹھو۔ جارحانہ انداز اپناؤ...... تم معصوم ہو۔ باالفاظ دیگر جج اور جیوری کے لیے اندازِ نشست و برخاست اہمیت کا حامل ہے۔ تاہم فی الوقت جج کا سامنا تھا۔ اس کی عمر زیادہ نہیں تھی، چہرے پر عینک موجود تھی۔ اندازِ گویائی تیز رفتار تھا۔ جیسے فائرنگ کر رہا ہو اور جلد جواب نہ ملنے پر وہ مزید تیز بولنے لگتا۔ پانچ منٹ میں اس نے تین وکلا کو فارغ کر دیا۔ محض اس لیے کہ وہ تیزی سے جواب نہیں دے رہے تھے۔

میرا نمبر سر پر تھا۔ ہمارا گینگ وہی تھا۔ میں اور میرے تین ساتھی۔ ہم جج کی طرف بڑھے۔ قریب پہنچنے سے پہلے ہی وہ شروع ہوگیا۔ وکٹر زبان چلانے میں جج سے زیادہ تیز تھا۔ تاہم اس نے کورٹ کے ضابطۂ اخلاق سے صرفِ نظر نہیں کیا۔ بعدازاں ہیمرسن اور جج کے مابین جملوں کا تبادلہ ہوا۔ ہیمرسن، پامیلا اور میری جانب دیکھنے سے پرہیز کر رہا تھا۔ میری توجہ اپنے پوز پر تھی۔

بالآخر ہیمرسن نے ریمانڈ کی درخواست کی۔ وکٹر فوراً ہی میرے گن گانے لگا کہ میں کتنا معزز شہری ہوں۔ اس نے مناسب رقم کے عوض میرے لیے ضمانت کی درخواست کر دی...... ہیمرسن نے اعتراض کرتے ہوئے جرم کی شدت بیان کی۔ وکٹر پینترا بدل رہا تھا کہ پارکر نے ٹانگ اڑائی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ ایک سائیکولوجسٹ ہے۔ مریضوں کو اس کی ضرورت ہے۔ اب تک جرم ثابت نہیں ہوا۔ لہٰذا ڈاکٹر کو مریضوں سے دور رکھنا درست نہیں۔''

جج نے کہا۔ ''کیا تم نہیں سمجھتے کہ مریض ایسے ڈاکٹر کے قریب نہیں آئیں گے...... جس پر قتل کا الزام ہو؟''

پارکر مسکرایا۔ ''جناب مؤدبانہ عرض ہے کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔''

''وہ کیسے؟'' جج کے چہرے پر حیرت اور دلچسپی کے ملے جلے آثار نظر آئے۔

''مصیبت کو مصیبت میں راحت ہے۔''

''خوب، کچھ اور کہو۔''

''مریض بھاگیں گے نہیں۔ آئیں گے۔ وہ تکلیف میں ہیں اور ڈاکٹر بھی پریشان۔ دونوں ایک دوسرے کی تکلیف کم کریں گے۔ لنگڑا، لنگڑے کو دیکھ کر کچھ مطمئن ہو جاتا ہے۔ سب ہی لنگڑے ہوں تو لنگڑے پن کا احساسِ محرومی غائب ہو جاتا ہے۔''

جج کرسی میں پیچھے کی طرف گیا اور تقریباً ہنس دیا۔ پارکر کی بروقت حسِ مزاح اور محاورے کے باعث جیسے فضا یکدم تبدیل ہوگئی تھی۔ کمرے میں حاضرین کی ہنسی بھی بلند ہوئی تھی۔

جج نے ہتھوڑا بلند کیا۔ ''ایک ملین پر ضمانت دی جاتی ہے۔'' ہتھوڑا نیچے گرا۔ بینگ۔ میں اور میرے گینگ نے وہاں سے نکلنے میں تاخیر نہیں کی۔ میں نے پارکر کا شکریہ ادا کیا۔ پامیلا نے کہا کہ وہ کہیں ایک مضمون پڑھ چکی ہے...... جس کے مطابق ساٹھ فیصد جج کبھی نہ کبھی تھراپی کراتے ہیں۔''

''ہیومن پنڈولم میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا۔'' میں مسکرایا۔

''نہیں۔'' پامیلا نے ایک آنکھ میچی۔

وکٹر نے دوسرا انداز اختیار کیا۔ ''پارکر معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی موجودہ فرم میں خوش ہو...... کتنے محاورے تم نے یاد کر رکھے ہیں؟''

☆☆☆

میں رہا ہوگیا تھا۔ ضمانت پر ہی صحیح۔ ضروری کارروائی کے بعد میری ٹیم نے مجھے روانہ کر دیا تھا۔ عمارت کی لابی میں رپورٹرز اور کیمرا کریو کی بھیڑ تھی۔ میں لابی سے کترا کے دوسرے راستے کے ذریعے اوپر گیا۔ اپارٹمنٹ

میں پہنچا تو کئی اخبارات، چینلز کے علاوہ دیگر نیٹ ورکس کے پیغامات میرے منتظر تھے۔ سب مجھ سے رابطے کے خواہاں تھے۔ پارکر کی ہدایت کے مطابق میں نے کسی کو موقع فراہم نہیں کیا۔ یہ مکمل رہائی نہیں تھی۔ تاریخ پر مجھے ٹرائل کے لیے حاضر ہونا تھا۔ جج کے ساتھ گرینڈ جیوری کا بھی سامنا تھا۔

اس مرتبہ دوسری کورٹ تھی۔ جج اور جیوری کے اراکین بھی تھے۔ سات ماہ میں مقدمہ ہائی پروفائل شکل اختیار کر گیا تھا۔ ٹرائل بھی پُر رفتار تھا۔

☆☆☆

میں وکٹر کے ساتھ پامیلا کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ چند روز بعد تاریخ تھی۔ نشست کا موضوع ظاہر ہے مقدمہ تھا۔ ابتدا میں ہماری توجہ ہیمرسن تھا۔ وہ کیا کرے گا۔ کچھ دیر بعد پامیلا نے جج کی بات کی۔ نئے کورٹ میں جیوری کے علاوہ جو جج تھا...... اس کا نام بارٹن لوماکس تھا۔ لوماکس عمر رسیدہ اور سخت جج تھا۔ مین ہٹن میں وہ اپنی پوزیشن پر تیس برس سے براجمان تھا۔ وہ اپنے اختیار کے معاملے میں بہت سخت تھا اور کوئی لچک نہیں دکھاتا تھا۔

پامیلا نے دعویٰ کیا کہ لوماکس پہلی مرتبہ ایک آہنی، غیر لچک دار دفاع کا سامنا کرے گا۔ ’’چند روز دیکھو اور انتظار کرو۔‘‘ اس نے میری طرف دیکھا۔ ’’ہم دیکھیں گے کہ پانی کس رخ پر بہہ رہا ہے۔‘‘

وکٹر نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔ ’اوکے، تم باس ہو۔‘‘

پامیلا نے ایک ہاتھ کان پر رکھا۔ ’’کیا کہا؟‘‘

’’کیوٹ۔‘‘ وکٹر نے میری جانب دیکھا۔ ’’تم باس ہو‘‘ یہ تین الفاظ اِسے بہت پسند ہیں۔‘‘ اس نے پامیلا کی طرف اشارہ کیا۔

’’ہاں، جب ’’باس‘‘ مجھے ’’باس‘‘ کہے۔ تب اچھا لگتا ہے۔‘‘

’’اوکے پھر کیا ارادہ ہے؟‘‘ وکٹر نے کہا۔

پامیلا نے سراغ رسانوں کے بارے میں حکمتِ عملی واضح کی اور اپنے گواہان کی فہرست طلب کی۔ اگلے بیس منٹ تک ہم وٹنس لسٹ پر بحث کرتے رہے۔ کون سا گواہ کس حد تک میرے لیے مفید ثابت ہوگا۔ اس کے بعد ممکنہ نقصان کا جائزہ لیا گیا۔ جہاں ٹیری اور فرینک زیادہ اہم تھے۔ بعدازاں ممکا کا نام آیا...... جسے کمرائے عدالت میں بلایا جا سکتا تھا۔ تاہم وہ استغاثہ اور دفاع دونوں کے لیے غیر اہم تھی۔ بحث جاری رہی۔ زیادہ تر پامیلا بول رہی تھی۔

وہ مثالیں دیتی جا رہی تھی۔ بحث کو سمیٹتے ہوئے اس نے کہا۔

’’وہ تمہیں یوں پورٹریٹ کر رہے ہیں جیسے تم ایک کرمنل ماسٹر مائنڈ ہو۔ ڈیوڈ تم نہ صرف اجنبیوں کو الو بنا رہے ہو، بلکہ قریبی جاننے والوں کو بھی احمق بنانے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ تم مکار اور فطین ہو۔ فطانت کا منفی استعمال کرتے ہو۔ شیطانی دماغ رکھتے ہو۔ تم جانتے ہو ہمیں کیا کرنا ہے؟‘‘

میں پامیلا کا منہ دیکھ رہا تھا۔ ’’کیا کرنا چاہیے؟‘‘

پامیلا کے موتی جیسے دانت چمکے۔ ’’ہم اُن کو بتائیں گے کہ ان کی سوچ صحیح ہے۔ درحقیقت تم ایک خوفناک مجرمانہ ذہن رکھتے ہو۔‘‘

میرا منہ کھل گیا۔ میں خود کو ہونق محسوس کر رہا تھا۔ وکٹر کا قہقہہ بلند ہوا۔ ’’بہت اچھے۔‘‘ وہ بولا۔ ’’پسند آیا، بہت پسند آیا۔‘‘

’’ڈیوڈ، تمہیں؟‘‘ پامیلا نے مجھے دیکھا۔

’’میری کچھ سمجھ میں آیا۔‘‘ میں نے کہا۔

پامیلا کی جگہ وکٹر نے زبان کھولی۔ ’’یہاں استغاثہ کے مضبوط کیس کی چولیں ہل جائیں گی۔ ڈیوڈ سنو، اگر تم بہت چالاک، مکار ہو...... بلا کے منصوبہ ساز ہو، ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ تم پہاڑ جیسی غلطی کرو اور بچوں کی طرح پکڑے جاؤ۔ ہا...... ہا...... جیوری سوچنے پر مجبور ہو جائے گی کہ حقیقی ماسٹر مائنڈ کوئی اور ہے۔ جو مقدمے میں شامل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ واقعی بہت مکار ہے۔ جیوری نے یقین نہیں کیا پھر بھی سوچے گی ضرور۔‘‘

’’ڈیوڈ۔‘‘ پامیلا نے کہا۔ ’’جیوری اس امکان پر غور کے لیے مجبور ہوگی کہ تمہاری ’’پُراسرار مریضہ‘‘ تمہارے ذہن کا تراشہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ابھی تک آزاد گھوم رہی ہے۔‘‘

☆☆☆

دوسرے روز رات میں چائنیز فوڈ کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔ معاً خبروں نے توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ پہلی اسٹوری کوئنز میں ایک مرڈر کی تھی۔ دوسری خودکشی کے بارے میں تھی۔ میں نے ابھی حیران ہونا شروع کیا تھا کہ اینکر پرسن نے دس بارہ مہینے پہلے ہونے والے قتل کے مقدمے کی بات شروع کر دی۔ اس مقدمے نے شہر کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔ کیونکہ مقدمے کا ملزم ایک ربی (سائینا گوگ میں یہودی مذہبی عالم) تھا جو بعد میں مجرم ثابت ہوا...... اب اس کا ذکر کیوں ہو رہا تھا۔ جلد ہی بات واضح ہوگئی۔

اینکر پرسن کے مطابق ربی اپنے سیل میں امردہ پایا گیا تھا۔ میں نے ڈنر سے ناانصافی کرتے ہوئے چھری کانٹا ایک طرف رکھ دیا۔ ربی نے بظاہر خودکشی کی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے ایک نوٹ چھوڑا تھا جس میں اس نے اعترافِ جرم کیا تھا۔ جیوری کے فیصلے کے مطابق کثرتِ رائے سے وہ ''گلٹی'' تھا۔ اب خودکشی کر کے اس نے خود ہی اعترافِ جرم کرلیا کہ اس نے ایک عورت کا قتل کیا تھا۔ خودکشی کے لیے اس نے وہی طریقہ استعمال کیا تھا جو مرڈر سے ملتا جلتا تھا...... یعنی گلا گھونٹ کے ہلاک کرنا۔ سیل میں ربی کے لیے کوئی رسی یا تار نہیں تھا۔ اس نے جوتوں کی ڈوریاں استعمال کی تھیں۔

یہ مقدمہ اس لیے میرے نزدیک اہم تھا کہ مجھے بھی اس میں گھسیٹ لیا گیا تھا۔ میرا ذہن ماضی قریب کی طرف چلا گیا۔

ڈی اے آفس کے مطابق ربی شادی شدہ تھا۔ مجلس کی ایک عورت سے اس کے رومانی تعلقات تھے۔ تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا تو عورت نے ربی کو بے نقاب کرنے کی دھمکی دے ڈالی۔ مبینہ طور پر ربی اس کے اپارٹمنٹ میں گیا۔ عام تار کی مدد سے اسے گلا گھونٹ کے ہلاک کر دیا۔ آغاز میں ربی کے خلاف مقدمہ مضبوط تھا۔ شواہد، ثبوت اور پڑوس کی گواہی...... یہ سب کافی تھا۔ پڑوس نے ربی کو وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ سب سے بڑھ کے مقتولہ کی ڈائری تھی جس کے مندرجات نے ڈھول کا پول کھول دیا۔ ڈائری تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ جس دن اس کا قتل ہوا...... مقتولہ نے لکھا تھا۔ ''میرا قیاس ہے کہ آج وہ مجھ پر حملہ کرے گا۔''

ربی کو گرفتار کرلیا گیا۔ مقدمہ چلا۔ میڈیا کے لیے گرما گرم اسکینڈل تھا۔ مرڈر، سیکس اور مذہب۔ مین ہٹن ڈی اے آفس کا نوجوان اسٹیفن گرین باصلاحیت وکیل تھا۔ اس کے سپیریئرز کو اس پر بھروسا تھا۔ اسٹیفن کی موجودگی میں ربی کا بچنا محال تھا۔ ربی نے بیان دیا کہ عورت متلون مزاج تھی۔ اس کا مزاج رومانی تھا جبکہ ربی نے واضح کر دیا تھا کہ وہ اس کا مذہبی اور روحانی استاد کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اس کے اپارٹمنٹ اسے سمجھانے گیا تھا۔ وہ اس کی آخری کوشش تھی۔ وہ وہاں سے نکلا تو اسے یقین تھا کہ عورت کو نفسیاتی علاج کی ضرورت ہے۔ اس نے ایک نفسیاتی اسپتال فون کر کے معلومات بھی حاصل کی۔ اس کی کال کی اسپتال سے تصدیق ہوگئی تھی۔ کیا وہ سچ بول رہا تھا یا اپنی گردن بچا رہا تھا؟ کیا اس نے منصوبے کے تحت اسپتال فون کیا۔

جیوری نے اس کی کہانی ہضم کی یا نہیں۔ وکلائے صفائی ایک سوال اٹھا رہے تھے۔ قتل کس نے کیا؟ یا وہ خودکشی تھی؟ جو تار اس کی گردن سے لپٹا ملا تھا...... ویسے تار تقریباً ہر گھر میں موجود تھے۔ دفاعی ٹیم ایک طبی ماہر کو لے آئی جو ہارورڈ میں پروفیسر تھا، اس نے دعویٰ کیا کہ اس طرح خود کو ہلاک کرنا ممکن ہے، وہ اس سے پہلے بھی اس قسم کے دو مقدمات میں تصدیق کر چکا تھا۔ دفاعی ٹیم نے موقف اختیار کیا کہ ''عورت'' رومانی ہزیمت کے باعث دل برداشتہ تھی۔ مزید یہ کہ اسے غصہ بھی تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی جان لیتے لیتے اسے مرڈر کا رنگ دینے کی کوشش کی۔

استغاثہ کی جانب سے اسٹیفن گرین ٹھیک جا رہا تھا۔ تاہم مقدمے کا رنگ دفعتاً بدل گیا...... یہ وہ وقت تھا جب گرین نے مجھے کال کی۔ وہ جیوری کو قائل کر چکا تھا لیکن ہارورڈ کے پروفیسر اور دفاعی ٹیم کی مزاحمت کے باعث جیوری گومگو کی کیفیت میں تھی۔ مذہب کا عنصر بھی حائل ہو رہا تھا۔ ربی ایک مقدس ہستی کی تصویر تھا۔ میں گرین کی درخواست پر حیران رہ گیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو، لیکن میں ہی کیوں؟'' میں نے سوال کیا تھا۔

گرین نے وضاحت کی۔ اس نے ایک ڈنر پر میرا نام سنا جب وہ ایک دوست کے ساتھ تھا۔ وہ دوست میرا بھی شناسا تھا اور خود سائیکالوجسٹ تھا۔ وہ دونوں ربی کے مقدمے پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ مقدمہ معما کے مانند الجھ رہا تھا۔ گرین کو اس کے دوست نے میری کتاب ''ہیومن پنڈولم'' کا حوالہ دیا۔ گرین نے کتاب خرید کے پڑھ ڈالی۔ کتاب کا ایک حصہ اسے بالخصوص پسند آیا۔ جہاں ایک عورت اپنے بچوں کو اس مہینے میں ختم کر دیتی ہے جب اسے ''ٹیچر آف ایئر ایوارڈ'' ملتا ہے...... پھر ایک شریف آدمی تھا، اس نے ملینز ڈالرز خیراتی اداروں کے لیے اکٹھے کیے۔ بعدازاں ایک آدمی کو کار سے گھسیٹ کے لاتیں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ وجہ صرف اتنی تھی کہ اس آدمی نے سبز روشنی پر عقب سے وقفے کے بغیر ہارن بجانا شروع کر دیا تھا۔

ایسی کہانیاں ہم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہیں۔ ان کہانیوں کا اختتام بھی نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یونہی چلتا رہے گا۔ یہ گمراہی ہے۔ خللِ دماغ کا یا پھر انسانی رویّے کی بوالعجبی جسے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ مجبوراً ایسے واقعات کو دبانے کے لیے ہم ادویات کا سہارا لیتے ہیں۔ مثلاً انتہائی دباؤ، ٹراما، بائی پولر ڈس آرڈر وغیرہ۔ بعض یا اکثر افراد پُرتشدد وڈیوز کیوں دیکھتے ہیں اور ایکشن بھی...... سُپر

ہیروز وغیرہ۔ نتیجتاً ہم خود بھی ایسا بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شاید ہر مرتبہ نہیں یا ہر کوئی نہیں۔ مختصر یہ کہ ''اچھے لوگ بُرے کام کر سکتے ہیں'' مطلب یہ ہوا کہ ہم سب میں یہ قابلیت ہوتی ہے کہ ناقابلِ یقین حد تک برائی کی طرف جائیں۔ یہی ''ہیومن پنڈولم'' ہے...... لُبِ لباب یہ ہوا کہ ماضی کا ریکارڈ اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

ظاہر ہے گرین کے لیے میرا پہلا ردِّعمل انکار تھا۔ تاہم اس کا اصرار جاری رہا۔ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ کورٹ میں میری آمد کتنی اہم ثابت ہو سکتی ہے۔ جیوری کو سوچنا پڑے گا کہ برائی پوری برائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اچھائی مکمل اچھائی نہیں ہوتی۔ ربی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں رومانی جراثیم مردہ ہیں...... ابھی تک میں انکار اور وہ اصرار کر رہا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت ملزم کی حیثیت سے مجھے کورٹ میں کھڑا کر دے گا۔ آج ربی ہے تو کل ایک سائیکالوجسٹ مرڈر کے الزام کا سامنا کرے گا۔ اس وقت میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ مستقبل میں کسی وقت مجھے گرین کی ضرورت پیش آئے گی...... بالآخر وہ مجھے راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

☆☆☆

میں نے ربی کو ایک بار بھی نہیں دیکھا۔ میری نظر گرین پر تھی۔ کبھی کبھی میں جیوری کی طرف دیکھ لیتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ جیوری کے نزدیک ڈاکٹر ڈیوڈ اور اس کی کتاب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بہرحال میں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ چند مثالیں دیں۔ جو میں نے ہیومن پنڈولم میں تحریر کی تھیں، بات پوری کر کے میں اسٹینڈ سے اتر گیا۔ میری نگاہ گرین پر گئی۔ اس نے مطمئن انداز میں شانے اچکائے۔ اختتامی دلائل اگلے دن تھے۔ بعد ازاں تین دن بعد فیصلہ آنا تھا۔ شرطیں ربی کے حق میں لگی تھیں۔ قانونی ماہرین کا جھکاؤ بھی ربی کی جانب تھا۔ ناٹ گلٹی۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ او کے ناٹ گلٹی...... میرا کام ختم ہو گیا تھا۔ اتنا ضرور ہوا تھا کہ گرین نے مجھے کورٹ میں طلب کر کے سرپرائز دیا تھا۔

فیصلے والے روز آفس میں جاز اسٹیشن سنتے ہوئے میں ٹیونا سینڈوچ کے ساتھ شکم پروری کر رہا تھا۔ خبریں ربی کے مقدمے پر آئیں تو لاشعوری طور پر سماعت دوسری حسیات پر بازی لے گئی۔ دو الفاظ یا ایک لفظ...... گلٹی اور ناٹ گلٹی...... تمام خبر میں ایک لفظ نمایاں تھا...... گلٹی!

ایتھن گرین نے کر دکھایا تھا۔ وہ اسی رات کورٹ ہاؤس کے باہر رپورٹرز کو فیصلہ پڑھ کر سنا رہا تھا۔ گرین نے نپے تلے الفاظ میں اپنی ٹیم کی کارکردگی کے ساتھ ٹیم کا شکریہ ادا کیا۔ ساتھ ہی جیوری کی دانش اور قوتِ فیصلہ کی معتدل تعریف کی۔ ایتھن گرین کی تصویر ہٹی تو ایک عمر رسیدہ ہسپانک عورت دکھائی دی۔ مجھے وہ شناسا محسوس ہوئی۔ میں نے دماغ پر زور دیا...... ہاں وہ جیوری کے اراکین میں شامل تھی۔ پہلی قطار میں تیسرے نمبر پر بیٹھی تھی۔ اس نے انٹرویو میں ذکر کیا کہ کون سی چیز فیصلے کے لیے اس کے ذہن پر اثر انداز ہوئی۔

''میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے حقیقتاً میری سوچ میں فرق ڈالا۔ وہ آدمی، کتاب کے ساتھ...... سائیکالوجسٹ۔''

اس کے ساتھ ایک جوان آدمی بزنس سوٹ میں کھڑا تھا۔ میری یادداشت کے مطابق وہ جیوری کے ساتھ دوسری قطار میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔

''ربی ایسا کام کر سکتا ہے۔ یقین کرنا دشوار تھا۔ ایک کشمکش تھی...... سائیکالوجسٹ کے بیان نے فیصلے تک پہنچنے میں مدد کی۔''

دس سیکنڈ بعد میرے فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف پارکر تھا۔ ''مبارک ہو'' وہ بولا۔ ''تم ایک بیسٹ سیلنگ آتھر بننے والے ہو۔''

''کیسے کہہ سکتے ہو؟'' میں نے سوال کیا۔

''کیونکہ تم نے قانون کی ایک قدیم روایت کے پرخچے اُڑا دیے ہیں۔ یعنی ملزم کا کردار۔ اب ہر وکیل اور پروفیسر تمہاری کتاب پڑھنے کے لیے خریدے گا۔ بس انتظار کرو۔''

مجھے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ چند روز کے اندر میرے ایڈیٹر نے کال کی۔ وہ کتاب کی مزید کاپیاں چھاپنے کا آرڈر دے چکا تھا۔ پھر میری ایجنٹ ڈیبورا کی کال آئی۔ بقول اس کے متعدد چینل میرے انٹرویو کے خواہاں تھے اور اس نے پہلے چار لی روز کے لیے مجھے بُک کرا دیا تھا۔ شو آن ایئر گیا ہی تھا کہ پارکر کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ میں نیویارک ٹائمز کی بیسٹ سیلرز لسٹ میں شامل ہو چکا تھا۔

☆☆☆

پیر، نو بجے صبح کورٹ میں، میں اپنی نشست پر جانے کے لیے تیار تھا۔ جب کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔

وہ میری مریضہ ایملی مورگن تھی۔ وہ چوہتّر سالہ بیوہ تھی۔ جو چار سال سے میرے پاس آرہی تھی...... کورٹ میں میری حوصلہ افزائی کے لیے پہلی مرتبہ آئی تھی۔ گفتگو کے دوران میں نے کئی بار وقت دیکھا...... ایملی کو خدا حافظ کہنے کے بعد میں نے تیز قدمی کے ساتھ بڑھ کر کورٹ روم کا دروازہ کھولا۔ میری نظر اپنی کرسی پر تھی۔ کرسی وکٹر اور پامیلا کے درمیان تھی۔ اسکول کے طالب علم کے مانند معذرت کر کے میں بیٹھ گیا۔ بیس سیکنڈ بعد جج کی آواز پر مجھے کھڑا ہونا پڑا۔ آنکھ کے کونے سے میں نے سام کینٹ کو دیکھا۔ سمنتھا کینٹ۔ مسز سمنتھا کینٹ۔ اصلی اور حقیقی سمنتھا کو میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔ اخبارات میں چند تصاویر دیکھنے کے بعد شناسائی حاصل ہوگئی تھی۔ تاہم براہِ راست پہلی مڈبھیڑ تھی۔ درحقیقت میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ باوجود اس کے مجھے مرڈر ٹرائل کا سامنا تھا۔ وہ میرے آفس میں آنے والی سام کینٹ نہیں تھی۔ جج نے مجھے دیکھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

کورٹ میں موجود سمنتھا کے بارے میں میری معلومات اخباری خبروں پر مبنی تھیں۔ یا پھر ان بیانات پر جو اس نے پولیس کو دیے تھے۔ میرے ''پُراسرار مریض'' نے مجھے پھنسانے کے لیے شاندار ہوم ورک کیا تھا۔ نقلی سمنتھا بہت کچھ جانتی تھی...... میرے بارے میں۔ کونراڈ کے افیئر سے باخبر تھی۔ اصلی سمنتھا کو جانتی تھی۔ یقیناً وہ ریسرچ کرتی رہی تھی۔ وہ واقف تھی کونراڈ نے ماضی میں میرے ساتھ سیشن کیا تھا۔ شاید وہ ایک بات سے بے خبر تھی کہ اصلی سمنتھا کی فیملی کا کاروبار کیا اور کیسا ہے۔ کونراڈ اور سمنتھا کے بیٹے اور نینی کے بارے میں وہ بے خبر تھی یا اس نے جھوٹ بولا تھا۔

☆☆☆

اصلی سمنتھا کا تعلق آرچی بالڈ کینٹ فیملی سے تھا۔ آرچی بالڈ، کینٹ اوشیانک کا بانی تھا۔ کینٹ اوشیانک کا عالمی پیمانے پر کارگو شپنگ کا کاروبار تھا۔ بے تحاشا دولت تھی۔ آرچی کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ تھی اور سمنتھا کینٹ...... بیوہ کی عمر ستّر برس تھی جس کی وفات پر کم از کم چار بلین ڈالرز وراثت میں سمنتھا کی جیب میں جاتے۔

سمنتھا کینٹ بجا طور پر کہہ چکی تھی کہ وہ مجھے نہیں جانتی اور وہ کبھی میرے دفتر نہیں آئی۔ کونراڈ نے میرے ساتھ سیشن میں بتایا تھا کہ وہ بیوی سے بے وفائی کر رہا تھا۔ نیز وہ خوف زدہ تھا کہ بیوی کو پتا نہ چل جائے۔ بیوی گرم مزاج تھی۔ وہ بیوی کو چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ وجہ کینٹ فیملی کی دولت ہوسکتی تھی۔ بیوی کے پاس وجہِ قتل تھی کہ اسے افیئر کا علم ہوگیا تھا لیکن جائے واردات پر وہ نہیں، میں تھا۔ وہ بوسٹن میں تھی۔ نقلی سمنتھا کے لیے وجہِ قتل یہ تھی وہ جان گئی ہوگی کہ کونراڈ کنارہ کشی کرنے والا ہے۔ میں اس کہانی میں کیسے اور کہاں تھا۔ میرے لیے وجہِ قتل بنا دی گئی تھی...... وہ خط جو میرے گھر سے برآمد ہوا تھا۔

اب میں کورٹ میں موجود سمنتھا کو دیکھ رہا تھا۔ جائزہ لے رہا تھا۔ میری توجہ اس کے انداز پر تھی۔ وہ سربلند تھی۔ پُراعتماد، کسی قدر بے حس...... جبکہ اس کے شوہر کو چند ماہ قبل بے رحمی سے گھر پر قتل کر دیا گیا تھا۔ معاً اس نے میری آنکھوں میں جھانکا۔ اگر ارادتاً وہ کچھ دیکھنا چاہ رہی تھی تو اسے ناکامی ہوئی۔ اور کتنے لوگ مجھے قاتل سمجھ رہے تھے؟ مجھے یہاں ایسے افراد کو غلط ثابت کرنا تھا۔ یا کم از کم ان کے یقین میں رخنہ ڈالنا تھا، میں سوچ رہا تھا کہ اگر وجہِ قتل نقلی سمنتھا کے پاس تھی...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ کونراڈ کا معاشقہ بھی اسی کے ساتھ چل رہا تھا۔

جج کی آواز مجھے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ وہ پامیلا سے جرح کے لیے گواہ کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پامیلا نے کھڑے ہو کر سوٹ درست کیا۔ ''شکریہ، یور آنر...... میں ڈاکٹر ہانس لیمباکر کو بلانا چاہوں گی۔''

آپریشن بریلینٹ ایڈیٹ آگے بڑھا۔ ''بریلینٹ ایڈیٹ'' میں تھا۔ ڈاکٹر ہانس گواہ کے کٹہرے میں آیا اور قسم کھا کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ پامیلا نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جواباً اس نے سر کو جنبش دی۔ پامیلا واپس اس میز پر آئی جس کے ساتھ میں اور وکٹر بیٹھے تھے۔ اس نے فولڈر کھول کے ایک کاغذ نکالا جو پلاسٹک میں ملفوف تھا۔ وہ دوبارہ ڈاکٹر ہانس کے قریب گئی اور کاغذ دکھایا۔

''ڈاکٹر، اسے پہچانتے ہو؟''

ڈاکٹر ہانس نے چند سیکنڈ بعد جواب دیا۔ ''ہاں، میں نے اسے پرکھا تھا۔ چند ہفتے پہلے کی بات ہے۔''

کاغذ پر کونراڈ کے ساتھ میرے پہلے سیشن کے نوٹس تھے۔ پامیلا نے بہ آواز بلند پڑھنا شروع کیا...... اس نے وہ جملہ زور دے کر پڑھا جہاں میں نے لکھا تھا کہ کونراڈ معاشقے کی وجہ سے بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ ''خوف زدہ'' تھا۔ پامیلا نے خوف کا لفظ دو مرتبہ ادا کیا۔ پامیلا نے اس فقرے پر بھی زور دیا جہاں کونراڈ نے تنگ مزاج بیوی کے ممکنہ غصے پر تشویش کا اظہار کیا تھا...... اختتام پر پامیلا

نے پلاسٹک میں ملفوف تحریر ڈاکٹر ہانس کے حوالے کر دی۔

''یہ ریکارڈ کا حصہ ہے جو میرے مؤکل نے پیش کیا ہے۔'' وہ بولی۔ ''تمہاری ماہرانہ رائے کے مطابق یہ تحریر کب لکھی گئی؟ ایک ماہ قبل یا ایک سال پہلے؟''

''ایک سال سے زیادہ..... دو سال کے قریب تر۔'' ڈاکٹر نے جواب دیا۔ ''سیاہی کے ذرات کی بوسیدگی وزنی ثبوت ہے۔''

میں نے محسوس کیا کہ جواب سن کر پامیلا زیرِلب مسکرائی تھی۔ نہایت مبہم مسکراہٹ۔

''یعنی ڈاکٹر ہانس..... ڈاکٹر ڈیوڈ قتل کی منصوبہ بندی دو برس سے کر رہا تھا۔ تم کہہ رہے ہو کہ ڈاکٹر ڈیوڈ ایک لاجواب منصوبہ ساز ہے؟''

اچانک ہیمرسن نے اعتراض داغا۔ وہ تقریباً چیخ اٹھا تھا۔ ''پہلی بات یہ کہ قتل سات ماہ قبل کیا گیا۔ دوسری بات..... ڈاکٹر ہانس کی ذمّے داری تحریر اور سیاہی پر کھنے کی تھی۔ ڈاکٹر ڈیوڈ کی نیت کیا تھی، اس بات سے ڈاکٹر ہانس کا کوئی واسطہ نہیں۔''

جج نے اعتراض مسترد کر دیا۔

پامیلا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ ''میں نے سوچا تھا کہ شاید ڈاکٹر ہانس کے ذہن میں ایسا کوئی خیال آیا ہو۔'' اس موقع پر جیوری کے بیشتر ارکان مع حاضرین کے مسکرا اٹھے۔

''اور کوئی سوال نہیں، یور آنر۔'' پامیلا نے کہا۔ تاہم اس نے جیوری کے اذہان میں بیج بو دیا تھا کہ میرا ذہن پیشہ ور مجرم کے مانند ہے اور میں دو برس سے زبردست پلان بنا رہا تھا..... جج لوماکس نے ہیمرسن کی طرف دیکھا۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی کھڑا ہو گیا۔ ''ڈاکٹر ہانس سے میں کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔''

''ویری ویل، مس پامیلا گیریٹ؟''

''میں سراغ رساں ٹیری اور فرینک سے مزید سوال کرنا چاہوں گی، یور آنر۔''

''اجازت ہے۔''

پامیلا نے پہلے ٹیری کو طلب کیا۔ ٹیری میں وہ دم خم نہیں رہا تھا جو قتل والی رات تھا۔ پامیلا نے بولنا شروع کیا۔

''سراغ رساں ٹیری کو جائے وقوع پر اس روز سائیکالوجسٹ کی شکل میں ڈاکٹر ڈیوڈ ملا..... جس نے بتایا کہ وہ اپنی مریضہ کو ڈھونڈ رہا ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ مریضہ نے فون پر اعتراف کیا کہ اس نے شوہر کو ہلاک کر دیا ہے..... فرق یہ تھا کہ وہ مریضہ کا شوہر نہیں تھا۔ مقتول کسی اور کا شوہر تھا۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مریضہ خود کو مقتول کی بیوی ظاہر کر رہی تھی..... کیا یہ معمّا نہیں؟ ناقابلِ یقین؟''

''ہاں۔'' ٹیری نے کہا۔

''میرا مطلب ہے۔'' پامیلا نے کہا۔ ''اگر میں جائے واردات سے عدم موجودگی ثابت کرتی..... مجھے لمبا چوڑا گھن چکر چلانے کی ضرورت نہیں تھی، تم ہوتے تو کیا کرتے؟''

ہیمرسن نے اعتراض کیا کہ مفروضے اور قیاس آرائیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ پامیلا نے جواب دیا کہ سراغ رساں کا کام یہی ہے اور ٹیری نے اپنے کیریئر میں ان گنت وارداتیں دیکھی ہوں گی۔ وہ اس قسم کی پُراسرار ''عدم موجودگی'' کو کتنی اہمیت دیتا ہے؟ کس نظر سے دیکھتا ہے؟''

جج نے ٹیری سے جواب مانگا۔ وہ ہچکچایا۔

''یہ صحیح ہے کہ یہ معمے کے مانند ہے۔ اس قسم کا ڈراما بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔''

''دوسرے الفاظ میں ڈاکٹر ڈیوڈ عدم موجودگی کے لیے یہ انداز اپناتا ہے تو وہ خاصا احمق ہے، کیوں؟''

''یہ تمہارے الفاظ ہیں، میرے نہیں۔'' ٹیری نے کہا۔

پامیلا نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر بہتر طریقہ استعمال کر سکتا تھا؟''

''ہاں، کیوں نہیں۔''

''گڈ، تھینک یو۔ اب اُس خراب رات کی طرف واپس آتے ہیں..... پولیس نے ڈاکٹر کو دیکھا تو وہ اس وقت تہ خانے سے اوپر آیا تھا؟''

''میں اس وقت وہاں نہیں پہنچا تھا لیکن پولیس نے یہی رپورٹ دی تھی۔''

''تم جانتے ہو ڈاکٹر ڈیوڈ تہ خانے میں کیا کر رہا تھا؟''

''نہیں، میں نہیں جانتا۔'' ٹیری نے اعتراف کیا۔

''اور تم نے بعدازاں کبھی ڈاکٹر سے یہ سوال نہیں کیا؟''

ٹیری کی پیشانی پر شکن نمودار ہوئی۔ ''نہیں، میں نے براہِ راست استفسار نہیں کیا..... کیونکہ وہ بتا چکا تھا کہ وہ مریضہ کو تلاش کر رہا تھا۔''

''آہ، پھر وہی قتل کے وقت اپنی عدم موجودگی کی کہانی۔'' پامیلا نے ایک انگلی فضا میں بلند کی۔ ''اور تم نے

یقین کرلیا..... جو ڈاکٹر نے بتایا؟''

''ہاں، آغاز میں.....''

''ملزم کے بیان کے مطابق اس نے گھر کے ہر کمرے کی تلاشی لی تھی؟''

''ہاں، اس نے یہی کہا تھا۔''

''اور تم نے یقین کرلیا؟'' پامیلا نے پُرسکون انداز میں سوال کیا۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' ٹیری تڑخ اٹھا۔

پامیلا نے بے اعتباری سے کہا۔ ''تم نہیں جانتے کہ ملزم کے بیانات پر یقین کرتے ہو یا نہیں؟''

''ہاں، میں نہیں جانتا۔''

''دلچسپ۔'' پامیلا جیوری کی طرف مڑی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ کی انگلیوں کے نشانات تہ خانے سمیت ہر کمرے میں تھے۔ یعنی وہ ہر جگہ کسی کو تلاش کررہا تھا۔ سراغ رساں کا کہنا ہے اُسے یقین نہیں؟''

سرکاری وکیل ہیمرسن نے اعتراض اٹھایا۔ اس کا نکتۂ اعتراض تھا۔ ''سوالات کا مقصد میری فہم سے بالا ہے۔ ثابت شدہ ہے کہ ملزم ہر کمرے میں گیا تو بے معنی سوال کا ٹیری کیا جواب دے۔''

جج نے پامیلا کی جانب دیکھا۔ ''سوالات کا مقصد واضح کردو یا کارروائی آگے بڑھاؤ۔''

''جناب والا، میرا نکتہ بہت سادہ ہے۔ استغاثہ شروع سے ملزم کے دفاع کو کمزور کرنے کے لیے یہ یقین دلانے کی کوشش کررہا ہے کہ..... اس نے قتل کے لیے ایک پیچیدہ ماسٹر پلان بنایا۔ پلان بنانے والا اتنا بڑا احمق تھا..... وہ بھول گیا کہ انگلیوں کے نشان وہاں اس کی موجودگی کو ثابت کردیں گے۔ وہ ایسا اسی وقت کرتا جب وہ واقعی کسی کو وہاں تلاش کررہا تھا۔ میں یہی ثابت کرنے کی کوشش کررہی ہوں کہ ڈاکٹر سچا ہے، جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا، اسی نے قتل کیا ہے۔''

''کس دنیا میں ہو..... پہلے یہ تو ثابت کردو کہ مریضہ کا وجود ہے کہاں؟'' ٹیری معاً جذباتی ہوگیا۔

پامیلا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جذباتیت میں وہ سیدھا پامیلا کے جال میں آن گرا۔ ''تم ٹھیک کہہ رہے ہو ڈیٹیکٹیو۔'' پامیلا نے مسکرا کے جلتی پر تیل چھڑکا۔ ''ہم اصل قاتل کے وجود کا ثبوت کیوں نہیں دے پا رہے۔ کیونکہ وہ یہی چاہتی تھی..... یہی اُس کا منصوبہ تھا۔ ڈاکٹر کا نہیں۔ ڈاکٹر اسے خیالی دنیا سے نہیں لایا تھا کہ تم یقین کرلو۔ اس نے خود کو ''خیال'' بنا دیا کہ تم یقین کرلو اور تم نے یقین کرلیا۔ میرا مؤکل بے قصور ہے۔ میرے مؤکل کی طرح اس نے تمہیں بھی چھانسا دیا اور صاف نکل گئی۔ تمہاری روایتی سوچ نے اس کی مدد کی.....''

''یہاں سراغ رساں کا ٹرائل نہیں ہورہا ہے۔'' ہیمرسن چیخ اٹھا۔ اسے فوراً ہی معذرت کرنی پڑی۔ جج نے ٹیری اور ہیمرسن دونوں کو تنبیہ کی۔ میں نے جج کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیں دیکھی۔

''اور کوئی سوال مس گیریٹ؟'' جج نے کہا۔

''نہیں جناب۔''

جج نے سوالیہ نظروں سے ہیمرسن کی طرف دیکھا۔ اس نے انکار کردیا۔ پامیلا نے ڈینٹ ڈال دیا تھا۔ ہیمرسن کے لیے سب سے بہتر تھا کہ جلد از جلد سراغ رساں کو اسٹینڈ سے ہٹالے۔ جج کے کہنے پر سراغ رساں نے حرکت کی۔ تاہم وہ دشمن کو گھورنا نہیں بھولا تھا۔ وہاں دشمن پامیلا تھی۔ جس نے بے پروائی سے نظر ہی نظر میں جواب دیا۔

☆☆☆

''مائی گرل۔'' وکٹر کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وہ ایک پُرفخر باس تھا جس نے کیس میں پامیلا کو آگے کیا تھا۔

''مائی گرل'' کی سرگوشی پر میں کچھ اور سوچ رہا تھا..... شاید غیر ارادی طور پر۔ وکٹر طلاق دے چکا تھا۔ پامیلا بھی اکیلی تھی۔ دونوں پُرکشش تھے۔ دونوں ایک فرم میں تھے۔ ''مائی گرل'' کیا دونوں میں کوئی تعلق ہے۔ میں تشریح کرنے سے قاصر تھا لیکن وکٹر کی سرگوشی مجھے اچھی نہیں لگی۔

کیا پاگل پن ہے۔ میں نے سوچا۔ پہلے ''سام کینٹ'' سے متاثر ہوا۔ وہ گھر تک آگئی۔ اپنا گھر بھی دکھا دیا۔ وہ ہمدردی تھی لیکن میرا ردِّعمل غیر پیشہ ورانہ تھا..... میں قتل والی رات اندھادھند بھاگا چلا گیا اور قتل کے الزام میں پھنس گیا۔ اب اپنے وکیل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کئی برس کی تنہائی متاثر کررہی ہے؟ کیا مجھے توجہ کی ضرورت ہے؟

پامیلا نے ٹیری کے پارٹنر فرینک سے جرح نہیں کی تھی۔ وہ جس رخ پر چل رہی تھی..... جیوری کی توجہ وہیں رکھنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جیوری اس پہلو پر نگاہ رکھے کہ ٹیری اور فرینک ایک ہیں۔ دفاع کے خلاف دونوں ملے ہوئے ہیں۔ ہیمرسن کے مضبوط پتّے وہی دونوں تھے۔

پامیلا بڑی خوبی سے میرے غیر مرئی قاتل یا ''پُراسرار مریض'' کو کورٹ روم میں تخلیق کر رہی تھی۔ آپریشن بریلینٹ ایڈیٹ، موافق رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔ دفعتاً ایک دھچکا لگا۔

☆☆☆

جمعے کا روز، دن کے تین بجے تھے۔

ہیمرسن کرسی سے اٹھا اور اعلان کیا۔ ''یور آنر میں اپنے گواہ گبریلا ڈینس کو بلاؤں گا۔''

وکٹر اور پامیلا نے بیک زبان آہستہ سے کہا۔ ''کون؟''

ہم نے مڑ کر جوان عورت کو دیکھا۔ اس کی عمر پچیس برس کے قریب ہوگی۔ جوبن بھڑک رہا تھا۔ وہ ہماری میز کے قریب سے گزر کے کٹہرے میں گئی۔ اس کے قسم اٹھانے سے پہلے وکٹر نے کہا۔

''ہوشیار ہو جاؤ۔''

پامیلا نے اثبات میں سر ہلایا۔ وکٹر نے بریف کیس میں سے بلیک بیری نکالا۔ اس کی انگلیاں رقص کر رہی تھیں۔ غالباً وہ کسی کو ای میل کر رہا تھا۔

ہیمرسن نے بڑھ کر گبریلا سے نام دریافت کیا۔ اس نے خم ہو کے مائیکروفون میں جواب دیا۔ دوسرے سوال کے جواب میں اس نے اعتراف کیا کہ وہ مقتول سے واقف تھی۔ تیسرے سوال کے جواب میں اس نے بلاتکلف معاشقے کا اعتراف کرلیا۔ اس موقع پر کورٹ میں بھنبھناہٹ شروع ہوگئی۔

''افیئر کا آغاز کب ہوا تھا؟'' ہیمرسن نے چوتھا سوال کیا۔

''تقریباً ڈھائی برس قبل۔''

''پہلی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟''

''میکس فٹ نس جم۔''

''تمہیں علم تھا کہ وہ شادی شدہ تھا؟''

''ہاں، اس نے بتایا تھا۔''

مجھے خیال آیا کہ نئی صورتِ حال سمنتھا کینٹ کے لیے اذیت ناک ہے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگی۔ تصدیق کے لیے میں نے نظر گھمائی۔ پہلی مرتبہ اس کی نشست خالی دکھائی دی۔ ہیمرسن نے سرپرائز دیا تھا اور اپنے اہم گواہ سے سوالات کر رہا تھا۔

''افیئر کتنی مدت تک قائم رہا؟''

''تقریباً نو مہینے۔'' گبریلا نے جواب دیا۔

''تم اخبارات پڑھ کر یہاں آئی ہو...... کیونکہ ملزم نے لگ بھگ دو سال قبل کونراڈ کے ساتھ سیشن کیا تھا۔ کونراڈ نے ملزم کو افیئر کے بارے میں بتایا تھا۔ صحیح ہے؟'' ہیمرسن نے سوال کیا۔

''ہاں، میں نے ایسا ہی سنا اور پڑھا ہے۔''

''کیسا اتفاق ہے کہ اسی مدت کے دوران مقتول کے ساتھ تمہارا افیئر چل رہا تھا جبکہ ڈاکٹر ڈیوڈ نے اپنے نوٹس اور بیان میں جس افیئر کا ذکر کیا ہے...... اس میں سمنتھا کینٹ نامی عورت ملوث تھی جس کا وجود ابھی تک غیر ثابت شدہ ہے۔ لہٰذا میں دریافت کرنا چاہوں گا، کیا تم کبھی ڈاکٹر ڈیوڈ کی مریضہ رہی ہو؟''

گبریلا نے ناگواری سے میری سمت دیکھا۔ ''نہیں۔''

''تمہارے یہاں آنے کی وجہ وہ غلط فہمی دور کرنا تھی کہ تم ڈاکٹر کی ''پُراسرار مریضہ'' نہیں ہو؟''

''ایسا ہی ہے۔'' گبریلا نے کہا۔

بعدازاں ہیمرسن نے گبریلا کے تعلقات ختم ہونے کی وجوہات دریافت کیں۔ جن کا مرکزی نکتہ وہی تھا کہ مقتول اپنی بیوی سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ ہیمرسن نے جرح ختم کردی اور جج نے پامیلا کا نام لیا۔

''مس ڈینس تم اور کونراڈ کہاں ملتے تھے؟'' پامیلا نے پہلا سوال کیا۔

''ہوٹلز میں۔''

''سوری، پلیز آواز بلند کریں۔''

''میں نے کہا...... ہوٹلز میں۔''

''مس گبریلا کسی ایک ہوٹل کا نام بتاؤ گی؟''

''وال اسٹریٹ اِن۔''

''کمرے کا کرایہ کون دیتا تھا؟''

''کونراڈ۔''

''کیا وہ کریڈٹ کارڈ استعمال کرتا تھا؟''

''میں نے کبھی نہیں دیکھا...... وہ کس طرح ادائیگی کرتا تھا۔''

''قدرتی طور پر تم تعلقات کو عام ہونے سے بچاتی ہو گی۔ لہٰذا یہ خیال کرنا درست ہوگا کہ تم دونوں کو کسی نے ایک ساتھ نہیں دیکھا؟''

''ہاں، ہم دونوں پبلک سے دور رہتے تھے۔''

میں نے وکٹر کی سمت نگاہ اچھالی۔ وہ بلیک بیری پر کچھ پڑھ رہا تھا۔

''تعلقات کے اختتام کی وجہ کونراڈ تھا۔ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ نا نہیں چاہتا تھا۔ تم مشتعل ہوگئیں؟''

''لفظ اشتعال درست نہیں ہے۔ البتہ میں ناراض تھی۔''

''او کے۔'' پامیلا نے کہا۔ ''میرے مؤکل نے اپنے نوٹس میں بقول کونراڈ لکھا ہے کہ اس کی بیوی گرم مزاج تھی۔ کیا تمہیں اس پر حیرت ہے؟''

''نہیں۔''

''کیوں؟''

''کونراڈ مبالغہ آرائی سے کام لیتا تھا۔ بعض اوقات جھوٹ بھی بول دیتا..... مختصر یہ کہ میرے ساتھ اس کا افیئر رہا۔''

''اوہ۔'' پامیلا نے جیوری پر نظر ڈالی۔ اس کی زیادہ توجہ جیوری کی خاتون ارا کین کی طرف تھی۔ ''ناجائز تعلقات کے لیے جھوٹ بولا جاسکتا ہے۔ مطلب تم بھی جھوٹ بول سکتی ہو۔''

''لیکن.....''

پامیلا نے قطع کلامی کی۔ ''یہاں آج تم نے کہہ دیا ہے کہ ناجائز تعلقات کے لیے جھوٹ ضروری ہے اور ایسے تعلقات تمہارے بھی تھے۔ اس لیے تم دونوں پبلک سے دور رہتے تھے..... میں تمہارے ذرائع آمدن جاننا چاہوں گی۔''

''میں اداکارہ ہوں۔'' جواب آیا۔

پامیلا نے معمولی وقفہ لیا۔ جواب غیر متوقع تھا۔ کیا گبریلا اس وقت بھی اداکاری کررہی ہے۔ ''اس وقت تم کام کررہی ہو؟''

''نہیں۔''

''آخری مرتبہ تم نے کہاں کام کیا؟''

''میں ویٹرس بھی ہوں۔''

''اوہ..... لیکن بطور اداکارہ آخری بار کب کام کیا؟''

''چھ ماہ پہلے ایک اشتہار میں.....''

''اشتہار کے علاوہ؟''

ہیمرسن نے اعتراض کیا۔ ''یہ کورٹ ہے یا ٹی وی چینل؟''

''مس گیریٹ کافی وقت ہوگیا ہے۔'' جج نے کہا۔

پامیلا کے چہرے پر چمک نظر آئی۔ ''یور آنر، آپ کی بات درست ہے۔ گواہ کی اچانک اور حیران کن شمولیت کے باعث میں درخواست کروں گی کہ پیر کی صبح تک سماعت مؤخر کی جائے۔''

جج نے گھڑی دیکھی۔ اس کی منشا ظاہر تھی۔ جج لوماکس نے پیر تک کے لیے سماعت ملتوی کردی۔ میں یہی سمجھا کہ غیر متوقع گواہ کے باعث پامیلا نے جرح طویل کرتے ہوئے وقت حاصل کرلیا..... ساتھ ہی ثابت کردیا کہ کونراڈ اور گبریلا دونوں غلط بیانی سے کام لے سکتے تھے۔ پامیلا ہم دونوں کی طرف آئی۔

''ای میل کا جواب آیا؟'' اس نے وکٹر سے استفسار کیا۔

''ہاں، اس نے کام شروع کردیا ہے۔''

''کون؟ کیا؟.....'' میں نے دونوں کو دیکھا۔

''ڈیوڈ تم دیکھ لوگے۔'' پامیلا نے جواب دیا۔

ڈیوڈ کہنے پر تعجب کے ساتھ میں نے انہونی راحت محسوس کی۔

☆☆☆

اس کا نام انتھونی میگانیٹی تھا لیکن وکٹر اسے میگنیٹ کے نام سے مخاطب کرتا تھا۔ وجہ سادہ تھی۔ میگنیٹ کسی بھی کمپیوٹر میں گھس کر کوئی بھی معلومات حاصل کرسکتا تھا۔ اس کے لیے یہ کھیل تھا۔

''ہیکرز کے بارے میں سنا ہوگا لیکن میگنیٹ کے بارے میں نہیں۔'' وکٹر نے مجھے یوں بتایا جیسے وہ کسی سُپر ہیرو کی بات کررہا ہو۔ کورٹ سے واپسی پر میگنیٹ ہمیں وکٹر کے آفس میں ملا۔ اس کے چہرے پر سیاہ چشمہ تھا۔ بالائی جسم پر سیاہ جیکٹ۔ قد محض ساڑھے پانچ فٹ۔ بال لمبے تھے۔ جن کو اس نے پونی ٹیل کی شکل دے رکھی تھی۔ وکٹر اور وہ پرانے دوستوں کے مانند گلے ملے۔ تعارف اور مصافحے کے بعد ہم لوگ بیٹھ گئے۔ وکٹر نے کورٹ میں گبریلا کو دیکھتے ہی میگنیٹ سے رابطہ کیا تھا۔ میگنیٹ جب سے متواتر الیکٹرونک نقب زنی کرتے ہوئے گبریلا کو کھوج رہا تھا۔

اس نے بتایا کہ گبریلا حقیقت ہے اور سچ بول رہی ہے..... پامیلا نے وال اسٹریٹ اِن کی بابت معلوم کیا۔

میگنیٹ نے بتایا کہ کونراڈ کے پاس چار کریڈٹ کارڈ تھے۔ مین ہٹن کے کسی ہوٹل میں اس نے کریڈٹ کارڈ استعمال نہیں کیا۔ گبریلا نا کام اداکارہ ہے۔ اس کا اکاؤنٹ معمولی ہے۔ جس میں کسی موقع پر کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ قانون شکنی کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے..... نہ اس کے پاس کار ہے۔ وکٹر کھڑا ہوگیا۔ وہ کورٹ میں کیوں آئی یا اسے کیوں لایا گیا؟ کیا یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ڈاکٹر ڈیوڈ کا

''پُراسرار مریض'' سام کینٹ نہیں گبریلا تھی؟ اور ''سام کینٹ'' فرضی مریضہ ہے؟

''کچھ اور بتاؤ۔'' پامیلا نے کہا۔

''گبریلا نے کچھ عرصہ زینیکس (Xanax) استعمال کی تھی..... لیکن یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔'' میکنیٹ نے کہا۔

''خاص کیا ہے؟'' وکٹر نے سوال کیا۔

''خاص یہ ہے کہ اس نے تین روز قبل ایک میڈیا کو تین مرتبہ کال کی تھی۔'' میکنیٹ نے آخری اطلاع دی۔

''ڈیوڈ سوری۔'' وکٹر نے مجھے دیکھا۔ ''ایک ون میڈیا، نیشنل ٹیبلوائڈ شائع کرتا ہے..... مثلاً انکوائیرر اور اسٹار۔ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ گبریلا اپنی کہانی فروخت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔''

''لیکن اس طرح اس کا اعتبار متاثر ہوگا..... حالانکہ اس کی کہانی سچ دکھائی دیتی ہے۔'' پامیلا نے خیال ظاہر کیا۔

''میں سمجھ رہا ہوں کہ بات کچھ بنی نہیں۔'' میکنیٹ نے گویا اظہارِ افسوس کیا۔

''لیکن تم نے پوری محنت کی، میں شکر گزار ہوں۔'' وکٹر نے دوبارہ معانقہ کیا۔ میں نے بھی ہاتھ ملا کے شکریہ ادا کیا۔ پامیلا اسے رخصت کرنے کے لیے ساتھ گئی..... وکٹر نے مجھے مطلع کیا کہ میکنیٹ سی آئی اے اور موساد کے لیے بھی کام کر چکا ہے۔ وہ نابغہ ہے۔ میگانیٹی اس کا اصل نام نہیں ہے۔

''کیا کہتے ہو؟'' پامیلا نے واپس آ کے وکٹر سے سوال کیا۔

''گبریلا سچ بول رہی ہے۔ اگر وہ جھوٹی ہے تو میری جانب سے تمہارے لیے بڑا انعام ہے۔ پیر کے روز تمہیں کچھ کرنا ہوگا۔''

''یس باس۔'' پامیلا نے مسکرا کے کہا۔ دروازے پر دستک ہوئی اور وکٹر کی دونوں سیکریٹریز نے جلوہ دکھایا۔ وہ جانے کی اجازت مانگ رہی تھیں۔

''اوہ، ہاں تم دونوں جاسکتی ہو۔''

اُن کی رخصتی پر پامیلا نے سوال کیا۔ ''وکٹر تمہیں دو سیکریٹریز کی ضرورت ہے یا مردوں کو مرعوب کرنے کے لیے رکھا ہے؟''

وکٹر نے دانتوں کی نمائش کی۔ ''مردوں کے لیے..... بسا اوقات ایک ناکافی ہوتی ہے۔''

''تم وکیل ہو یا..... خیر چھوڑو۔ ابھی دماغ میں ایک خیال آیا ہے۔ پیر کی صبح میں کیا کروں گی؟''

''اس کیس میں تم باس ہو..... بتاؤ کیا کرو گی؟''

پامیلا نے بولنا شروع کیا۔ اس نے بات ختم کی تو وکٹر نے صرف ایک فقرہ کہا۔

''میرے آفس میں کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ نکلو یہاں سے اور ریہرسل کرو۔''

☆☆☆

پیر کی صبح پامیلا نے جج سے درخواست کی کہ وہ گبریلا ڈینس کے بجائے ڈاکٹر ڈیوڈ سے سوالات کرنا چاہتی ہے۔ کورٹ میں بھنبھناہٹ سی بلند ہوئی۔ کلرک نے مجھ سے استفسار کیا۔ میں نے ہاتھ اٹھا کے ہامی بھری۔ جج لوماکس نے مجھے بیٹھے رہنے کے لیے کہا۔ پامیلا میرے قریب آئی۔

''تم نے التجا کی تھی کہ کٹہرے میں جواب دو گے؟'' اس نے کھیل کا آغاز کیا۔

مجھے مسکرانا تھا..... میں مسکرایا۔ ''التجا کے بارے میں نہیں جانتا..... شدتِ خواہش کہا جاسکتا ہے۔''

کورٹ میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں ابھریں۔

''یوں کہہ لو۔'' پامیلا بولی۔ ''درحقیقت میرا ارادہ جرح کرنے کا نہیں تھا۔ ہم ٹی وی پر قانونی ڈرامے دیکھ چکے ہیں جہاں عیار سرکاری وکیل، بے گناہ ملزم کو مجرم بناتے ہیں۔''

''اعتراض۔'' ہیمرسن واقعتاً چلّا اٹھا۔ ''یہ صریحاً کردارکشی کے مترادف ہے۔''

''کردارکشی..... کس کی؟ عیاری کی یا بے گناہی کی؟'' پامیلا نے وار کیا۔

''مس گیریٹ اتنا کافی ہے۔'' جج نے ٹوکا۔

''یور آنر معذرت چاہتی ہوں۔'' پامیلا نے جیوری کی طرف دیکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ ''گزشتہ جمعے تک میرا خیال تھا کہ میں تمہیں بے گناہ ثابت کرنے کا کام خوبی سے انجام دے رہی ہوں۔ اسی لیے میں نے تم سے سوالات نہیں کیے تھے لیکن پھر مس گبریلا کورٹ میں آئی۔''

پامیلا نے توقف کے بعد سوال داغا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ تم نے گزشتہ جمعے سے قبل گبریلا کو کبھی دیکھا؟''

''نہیں، کبھی نہیں۔'' میں نے کہا۔

''یعنی تمہاری مریضہ گبریلا نہیں ہوسکتی؟''

''نہیں، یہ ممکن نہیں۔''

''جمعے کے روز گبریلا کے جوابات سے ظاہر ہوا کہ مقتول کا افیئر اس کے ساتھ تھا۔ بالفاظ دیگر گبریلا وہ مریضہ

نہیں ہے جس نے تمہیں بطور قاتل ''فریم'' کیا...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گبریلا جھوٹ بول رہی ہے یا تم؟''

پامیلا کے سوال نے یہ تاثر پیدا کیا جیسے وہ اپنے مؤکل کے خلاف امکانات کا جائزہ لے رہی ہے۔ میرا جواب تیار تھا۔ ''دراصل میرا خیال ہے...... منطقی اعتبار سے تمہیں ہم دونوں کا یقین کرنا چاہیے۔''

پامیلا نے چونکنے کی اداکاری کی۔ ''یہ کیا بات ہوئی؟''

''میں سمجھتا ہوں کہ پراسیکیوٹر نے میری مدد کی ہے۔ ان کا برتاؤ میرے ساتھ یوں تھا گویا میں سراپا جھوٹ ہوں۔ لیکن گبریلا کو سامنے لا کر انہوں نے مجھے سچا ثابت کر دیا ہے۔''

''کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''یہی کہ کونراڈ رنگین مزاج تھا۔ ایک دو عورتوں سے اس کا گزارا مشکل تھا۔''

''ہاں۔'' پامیلا نے کہا۔ ''لیکن استغاثہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ تمہاری ''پُراسرار مریضہ'' مقتول کی بیوی نہیں تھی۔ یعنی تم جھوٹ بولتے رہے ہو۔''

''واقعی؟'' میں نے سکون سے کہا۔ ''استغاثہ صرف یہ ثابت کر رہا ہے کہ کونراڈ کی متعدد عورتوں میں سے ایک میری مریضہ نہیں تھی۔''

''کیا تم وضاحت کرو گے؟'' پامیلا نے مطالبہ کیا۔

میں نے پامیلا کے مشورے کو دل میں دہرایا۔ اس طرح بات کرنا جیسے تم کورٹ میں نہیں کانفرنس میں شریک ہو۔

''بحیثیت سائیکالوجسٹ میرا تجربہ ہے کہ مرد ہو یا عورت...... امکان رہتا ہے کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود ایک سے زیادہ افیئرز موجود ہوں اس لیے مجھے کونراڈ کے معاملے میں جمعے کی بحث پر کوئی حیرت نہیں تھی۔''

پامیلا نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کے سر ہلایا۔ ''یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی وقت تم بھی ایک عورت کے نہیں تھے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تم بیوی کے انتقال کے بعد بھی اکیلے رہے؟''

''یقیناً کون کہہ سکتا ہے۔'' میں نے جواب دیا۔ ''لیکن کم از کم یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ میری مریضہ کی موجودگی کو تسلیم کرنے میں دشواری تو ہے۔''

''تم ایسا کیوں کہتے ہو؟''

''معاشرتی اقدار...... جب کوئی افیئر سامنے آتا ہے تو ہم تیوریاں چڑھانے کے باوجود اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ عام ہے لیکن بیوی کے ساتھ بے وفائی دوسری بات ہے۔''

''کیا یہ من پسند تلاش ''

میں نے قطع کلامی کی۔ ''لیکن دہری بے وفائی۔ رسوائی بھی ڈبل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ گبریلا کے افیئر میں رازداری کی فکر کونراڈ کو زیادہ تھی۔''

''لیکن کونراڈ نے تمہارے ساتھ سیشن کیا تھا۔ اس نے نام لیے بغیر افیئر کی بات کی تھی۔ کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ رسوائی کے پیش نظر کونراڈ نے دوسرے افیئر کا ذکر نہیں کیا؟''

''مختصر جواب ''ہاں'' میں ہے۔'' میں نے کہا۔ ''لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ کونراڈ کے ساتھ سیشن میں وہ بیوی کی جانب سے خوف زدہ تھا۔''

''لیکن پھر وہی بات ہے...... استغاثہ کا دعویٰ ہے کہ سب کچھ افسانہ ہے۔ پُراسرار مریضہ سے لے کر نوٹس تک۔ وہ نوٹس جو تم نے کونراڈ سے ملنے کے بعد دو سال پہلے لکھے تھے؟''

''اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ قتل کا منصوبہ بنانے کے لیے میں نے غیر معمولی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ یہاں ''غیر معمولی'' کا لفظ چھوٹا پڑ جاتا ہے...... مزید یہ کہ میں غیر معمولی طور پر خوش قسمت رہا۔ ''غیر معمولی'' پھر چھوٹا پڑ گیا۔ خوش قسمت یوں کہ کسی طرح مجھے کونراڈ کے افیئر کے بارے میں علم ہو گیا۔ نوٹس منصوبے کا حصہ تھے۔ یعنی جعلی تھے۔ اس میں افیئر کہاں سے آ گیا۔ جو درحقیقت جمعے کے روز ریکارڈ پر آیا۔ ایک افیئر از خود ثابت ہو گیا۔ دوسرا باقی ہے۔''

''اچھی تقریر کرتے ہو۔''

''سب ریکارڈ پر ہے۔'' میں مسکرایا۔

پامیلا نے جیوری کی قطار کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ اور بارھویں رکن سے بھی ایک قدم آگے چلی گئی۔ گویا تیرھویں رکن وہ خود ہو۔

''یقین نہیں آتا، تم محض سائیکالوجسٹ ہو۔'' وہ رک کر بولی۔ ''لگتا ہے ماورائے حس دوستوں کی کسی تنظیم کی رکنیت کے بھی مالک ہو۔ ویری لکی۔''

کمرائے عدالت میں قہقہے بلند ہوئے۔ جج نے ہتھوڑے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''یور آنر، شکریہ۔'' پامیلا نے سوالات کے خاتمے کا اعلان کیا۔ وہ اپنی نشست سنبھال نہ پائی تھی کہ ہیمرسن کھڑا ہو گیا۔

''ڈاکٹر چاقو کے بارے میں کیا کہو گے؟ چاقو کے

درجنوں وار مقتول کے جسم پر تھے۔ وہ چاقو کس کا تھا؟''
''اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ قتل کے وقت وہ میرے قبضے میں تھا تو جواب ''نہیں'' میں ہے۔''
''میرا سوال یہ نہیں ہے۔ آلۂ قتل تمہارا تھا یا نہیں۔ ہاں یا نہ؟''
''ہاں۔''
''ہاں، وہ تمہارا تھا۔'' ہیمرسن نے کہا۔ ''اور تمہارے گھر سے برآمد ہونے والا خط ظاہر کرتا ہے کہ کونراڈ سے تمہارا تعلق صرف ڈاکٹر اور مریض کا نہیں تھا۔ خط کے بارے میں کوئی تنازع نہیں ہے...... وہ تمہارے گھر سے ملا تھا۔ صحیح؟''
''مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ میرے مسکن سے ملا تھا۔''
''وہ تمہارے اپارٹمنٹ سے برآمد ہوا تھا؟''
''ہاں ایسا ہی بتایا گیا تھا۔'' میں نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔
''بتایا گیا تھا یا برآمد ہوا تھا...... تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔''
''ہاں میرا مسئلہ نہیں ہے۔''
''کیا تم جائے واردات پر موجودگی سے انکار کرو گے؟''
''نہیں کروں گا۔''
''تم قاتل نہیں ہو۔ اسے ثابت کرنے کے لیے تم نے ایک مریضہ کا سہارا لیا ہے۔ مریضہ کا وجود ثابت نہیں ہوا۔ رائٹ؟''
''رائٹ۔''
ہیمرسن جیوری کی طرف گیا۔ ''اب اگر میں تمہیں ٹھیک سمجھا ہوں تو تم ہمیں یقین دلا رہے ہو کہ کونراڈ مین ہٹن کا ڈان جان تھا۔''
''میں نے یہ نہیں کہا۔''
''ہاں تم نے نہیں کہا...... تم نے کہا کہ اس کے بیک وقت کئی افیئرز تھے۔ یہ کہنا آسان ہے، ثابت کرنا دشوار۔ کہاں ہے دوسرا افیئر؟''
''گبریلا نے مجھے حیران کیا۔ افیئر ہی ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ تم نے ثابت کر دیا۔ اب مجھے حیرت نہیں ہو گی اگر تیسرا افیئر سامنے آجائے۔'' میں نے کہا۔ کورٹ روم میں پھر ہنسی کی آواز ابھری۔
''اور جہاں تک میری پُراسرار مریضہ کا تعلق ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ جلد ہی تم ہی اُسے یہاں لے آؤ گے۔''
ہیمرسن نے مجھے گھورا۔ ''ڈاکٹر کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ برس نیویارک سٹی میں سات سو چوراسی قتل ہوئے؟''
''نہیں، مجھے نہیں معلوم۔''
''یہ سب قتل چھری یا کند آلات کی ضرب کے باعث تھے۔ اور سات سو تریپن میں قاتل مرد تھا، نہیں جانتے؟''
''نہیں۔''
''اور تمہارا دعویٰ ہے کہ زیر بحث قتل ایک عورت نے کیا۔ کیا تم حقائق کو نظر انداز کرو گے، ایسے چھیانویں (96) فیصد قتل مردوں نے کیے؟''
''میری پُراسرار مریضہ کو چار...... 4 فیصد میں شامل کر لو۔ اگر یہ شرح ایک فیصد بھی ہوتی تب بھی میں اپنے بیان پر قائم رہوں گا۔ کیونکہ یہی سچ ہے...... اگر تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ عورت چاقو سے مرد کو ہلاک نہیں کر سکتی...... پہلی بات چار فیصد نے گزشتہ برس ایسا کیا۔ دوسری بات سب کے علم میں ہے۔ وہ یہ کہ میڈیکل رپورٹ کے مطابق کونراڈ اس وقت سو رہا تھا۔''
''تمہارا بیان ناقابلِ یقین ہے۔'' ہیمرسن جج کی طرف مڑا۔ ''یور آنر شکریہ۔'' اس نے سوالات ختم ہونے کا اشارہ کر دیا۔

☆☆☆

کورٹ میں آج پہلی بار میں لطف اندوز ہوا تھا اور تقریباً پُریقین تھا کہ پامیلا کیا سوچ رہی ہے۔ ہم دونوں کیب میں سفر کر رہے تھے۔ پامیلا نے مجھ سے سوالات میں جو انداز اپنایا تھا، وہ آسان نہیں تھا۔ میں اپنے رول سے بھی مطمئن تھا۔ اس نے پہلے ہی مجھے خوب تیار کر دیا تھا۔ مجھے اپنے جوابات ازبر تھے جو میں نے پامیلا کو دیے...... میں خاصا پُراعتماد تھا۔ جب میں نے ہیمرسن کو تنگ کیا۔
''ٹین افیئر......'' وہ دفعتاً ہنس دی۔ ''ڈیوڈ تمہارے افیئرز کی تعداد کتنی ہے؟'' اس نے مجھے دیکھا۔
میں کسی اور موڈ میں تھا۔ ''سوچ رہا ہوں کہ پہلے افیئر کا آغاز کر دوں۔'' میرا انداز معنی خیز تھا۔
''اِن حالات میں؟'' اس نے نظر نہیں ہٹائی۔
''اِن حالات میں ہی ممکن ہے۔'' میں نے بات واضح کرنے کی کوشش کی۔
''مجھے پڑھا رہے ہو۔'' وہ مسکرائی۔
''نہیں، پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سنبھل رہا ہوں...... بدل رہا ہوں...... مچل رہا ہوں...... بڑھ کے

پلٹ رہا ہوں۔''

''سمجھی نہیں؟ کورٹ میں... اوہ گبریلا؟''

میں نے منہ بنایا۔ ''تم مجھے ڈیوی کہہ سکتی ہو اور میں؟'' میں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ خاموش دیکھتی رہی۔ ''پامی۔''

''شکریہ۔'' میں مسکرایا۔

''دھوکے میں مت رہنا۔''

''دھوکا سہی... بے خودی... مستی سہی۔''

''تمہاری مرضی سہی... بھگتو گے۔''

''بھگت تو رہا ہوں۔ بتاؤ آج کے بارے میں؟''

''ہیمرسن نے کچھ نیا نہیں کیا۔'' پامیلا نے کہا۔

''اس نے جو اعداد و شمار بتائے......؟''

''درست ہو سکتے ہیں لیکن اس کا فائدہ ہمیں بھی ملے گا۔ تمہاری پُراسرار مریضہ نے آتشیں اسلحے کے بجائے وہ طریقہ استعمال کیا جو تمہاری طرف...... مردوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یوں اس نے خود کو بچانے کے لیے ایک اور چال چلی ہے۔ ہم اس چال کو اسی کے خلاف استعمال کریں گے۔''

''بات بنے گی؟''

''ہاں بنے گی۔'' وہ بولی۔ ''اہم بات یہ ہے کہ ہیمرسن نے متعدد افیئرز پر زور نہیں دیا۔ وہ اس نکتے کے گرد گھوما ضرور لیکن اس کے نفسیاتی پہلو سے دامن بچا گیا۔ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کا میدان نہیں ہے۔ جیوری اس کے مانند متعدد افیئرز کے امکان کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ ہم برابری کی سطح پر ہیں اور یہ جیت کے مترادف ہے۔ ہاں ڈیوی، آخری بات آج تم خوب کھیلے۔''

''شکریہ، پا...... پامی۔''

وہ دلفریب انداز میں مسکرائی اور میں نے دل پر ہاتھ رکھا۔ ''میں نے کہا تھا، بھگتو گے۔''

''بھگت لوں گا۔ میرے شیشۂ دل کی قیمت ہی کیا ہے۔''

''کیا ہے؟''

''پُرکار تبسم...... پُرکیف تکلم...... دلدوز ترنم اور ذرا لطف و کرم۔''

''انتظار کرو۔''

''سراپا انتظار ہوں...... سراپا شوق ہوں...... سراپا آرزو ہوں۔''

''نفسیات کے علاوہ بھی کچھ پڑھتے رہے ہو؟''

''ہاں، تفسیر نگاہِ منغل...... مفہوم حریفِ دل لیکن یہ اسٹڈی تم سے ملنے کے بعد شروع کی ہے۔ ابھی اناڑی ہوں۔''

''لیکن میں اناڑی نہیں ہوں۔''

''کوئی بات نہیں، چلے گا...... ایک اناڑی دوسرا کھلاڑی۔''

اس نے گفتگو کا رخ کیس کی طرف موڑ دیا...... کچھ دیر بعد میں نے مختلف سوال کیا۔ ''کیا تم نے بہت پہلے وکیل بننے کا فیصلہ کرلیا تھا؟''

''ہاں، اس وقت میں بارہ سال کی تھی۔ میں نے پال نیومن کی فلم ''دی ورڈیکٹ'' دیکھی تھی۔'' میں نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

''یہ کیا رنگ شوخی کا ہے؟''

''شوخی نہیں...... بات یہ ہے کہ میں نے جڈ ہرش کی فلم ''آرڈنری پیپل'' دیکھ کر سائیکالوجسٹ بننے کا فیصلہ کیا تھا۔''

''واؤ...... ہالی ووڈ نے ہم دونوں کی زندگی کا اسکرپٹ لکھا ہے۔ حیرت انگیز۔'' پامیلا نے کہا۔

''اسکرپٹ آگے بڑھنا چاہیے۔'' میں نے کہا۔

''میں کم آمدنی والے وکلا کی فہرست سے باہر آنا چاہتی ہوں۔ اس میں وقت لگے گا۔'' اس نے ارادہ ظاہر کیا۔

''میں متاثر ہوں۔''

''نہیں، ابھی نہیں۔ ابھی میں مقصد سے دور ہوں۔''

''تم اپنا مقصد حاصل کرو گی۔'' میں نے تیقن سے کہا۔

پامیلا نے مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں تشکر کی لہریں تھیں۔ اس لمحے میں ہم دونوں وکیل اور مؤکل نہیں تھے......

کیب کرائسلر بلڈنگ پر رکی۔ پامیلا نے اترنے سے پہلے میرے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ مجھے یوں لگا جیسے چہرے کے قریب آتے آتے اس نے خود کو روک لیا تھا۔

''تم بھی اناڑی ہو۔'' میں مسکرایا اور اپنے ہی ہاتھ پر وہاں ہونٹ رکھ دیے جہاں اس نے بوسہ دیا تھا۔

''ڈیوی! جیوری کے بارہ اراکین نے تمہارے حق میں فیصلہ دینا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اتر گئی...... کیب کا رخ گھر کی طرف ہوگیا۔

اس رات میں بِن پیے سو گیا۔

صبح فون کی گھنٹی پونے آٹھ بجے بولنے لگی۔ ''ہیلو؟''

''ڈیوی۔'' پامیلا کی آواز میں ہیجان تھا۔

''کیا بات ہے؟ کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں کہہ سکتی...... جج لوماکس نے پانچ منٹ قبل کال کی تھی۔ وہ تمام متعلق وکلا کو ساڑھے نو بجے اپنے چیمبر میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نے خصوصاً تمہیں بھی بلایا ہے۔''

''کیا وجہ ہوسکتی ہے؟'' میں نے سوال کیا۔

''میں کوئی اندازہ لگانے سے معذور ہوں۔ میں نے وکٹر کو کال کی تھی۔ وہ بھی سمجھ نہیں پایا ہے۔ لوماکس کے مطابق کوئی غیر معمولی بات ہے۔''

☆☆☆

کیا انوکھی بات...... ہم بے خبر تھے، لوماکس کے چیمبر میں ہیمرسن اور اس کے دو معاون وکلا موجود تھے۔ ہم تینوں بھی مصافحے کے بعد بیٹھ گئے۔ ایک منٹ بعد جج کافی کے مگ کے ساتھ وہاں آیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں خون کبوتر کے مانند سرخ فولڈر تھا۔ اس نے اپنی ڈیسک سنبھالتے ہوئے سوال کیا۔

''سب موجود ہیں؟''

ہیمرسن اور پامیلا نے بہ آواز اثبات میں جواب دیا۔

جج کی متلاشی نگاہیں گھوم رہی تھیں۔ جو بالآخر میرے چہرے پر جم گئیں۔ میں نے بھانپنے کی سعی کی لیکن کوئی اندازہ نہ لگا سکا۔ جج نے ایک بٹن دبا کے اپنی اسٹینوگرافر کو مشین کے ساتھ طلب کیا۔

کیا تماشا ہے۔ سب ہی حیران اور منتظر تھے۔ جج نے اسٹینو کی طرف دیکھا اور بولا۔ ''ڈاکٹر اور اس کے وکلا کے علاوہ استغاثہ بھی موجود ہے۔ ہر بات ریکارڈ کا حصہ ہو گی۔'' اس نے مجھے دیکھا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ میں چاہوں گا کہ تم ایک بار پھر سب کے سامنے اب تک غیر موجود مریضہ کا تفصیلی حلیہ بیان کرو۔''

میں نے پامیلا اور وکٹر کی طرف دیکھا۔ دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔ میں نے بولنا شروع کیا۔ ''سام کینٹ یا سمنتھا کینٹ کا قد ساڑھے پانچ فٹ کے لگ بھگ تھا......'' میں نے تفصیل بیان کردی۔

جج نے فولڈر پوری طرح کھولے بغیر اندر ہاتھ کیا اور کوئی چیز نکالی۔ وہ رنگین پولا رائیڈ فوٹو تھا۔ تصویر اس نے میرے سامنے کی۔ ''ڈاکٹر کیا یہی وہ عورت ہے؟''

''یور آنر۔'' ہیمرسن کلبلایا۔ ''مؤدبانہ عرض ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟''

''چند منٹ میں صورتِ حال واضح ہوجائے گی۔'' جج نے کہا۔

میں جھک کر بغور پولا رائیڈ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دن کی روشنی میں اسٹریٹ کے کونے پر کھڑی تھی۔ اس کے حلیے کی جزئیات تمام تر میرے بیان کے مطابق تھیں۔ صرف ایک چیز کی کمی تھی۔ وہ میری پُراسرار مریضہ نہیں تھی۔ چیمبر میں سناٹا تھا۔ اسٹینو کو ہٹا کے بارہ آنکھیں مجھ پر مرکوز تھیں۔

''نہیں۔'' میں نے کہا۔ ''یہ وہ نہیں ہے۔ میرے دو، اُدھر تین...... پانچ وکلا نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔

''تمہیں یقین ہے؟'' جج نے استفسار کیا۔

''قطعی۔'' میں نے کہا۔ ''میں نے اس کے ساتھ دو سیشن کیے تھے اور سب جانتے ہیں کہ بعد میں بھی ملا تھا۔ میرا اشارہ کیسپر سوسائٹی کی پارٹی کی جانب ہے۔''

میں دیکھے بغیر وکٹر اور پامیلا کی مایوسی کو محسوس کرسکتا تھا۔ میری ''ہاں'' یک لخت پانسا پلٹ سکتی تھی۔

ہیمرسن کے تاثرات ایسے تھے گویا پسٹل کی گولی سے مارنے کے بجائے قریب سے گزر گئی ہو۔

''معاملہ ختم نہیں ہوا۔'' جج نے فوٹو واپس فولڈر میں منتقل کیا اور دوسرا فوٹو نکالا۔ پامیلا کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن وکٹر کے چہرے پر سنسنی تھی۔ مجھے شک ہوا کہ وہ کچھ تاڑ گیا ہے۔

دوسرا فوٹو چوکور تھا۔ پانچ بائی پانچ۔ دوسرا فوٹو پولا رائیڈ نہیں تھا۔ فوٹو رات میں لیا گیا تھا۔ ''مل گئی۔'' میرے ذہن نے نعرہ لگایا۔ وہ سیاہ لباس میں تھی۔ شانوں پر سرخ شال پڑی تھی۔ وہ اسٹریٹ لیمپ کے نیچے کھڑی تھی۔ کافی روشنی تھی۔ میں خود شاک میں تھا۔ اسٹریٹ لیمپ، میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ کی سیڑھیوں کے قریب تھا۔ میوزیم، جہاں کیسپر سوسائٹی کی پارٹی کا انعقاد ہوا تھا......

''ڈاکٹر ڈیوڈ۔'' جج کی آواز آئی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ؟''

''یہ وہی ہے۔ بالکل وہی! بلاشبہ...... لیکن......''

''کیا؟'' جج بغور مجھے دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میں سمجھ رہا ہوں۔ وہ نصف تصویر تھی۔ نصف جج نے فولڈ کی ہوئی تھی۔ اس نے تصویر کھول دی۔ ''سام کینٹ'' کے ساتھ میں کھڑا تھا۔ میں دنگ رہ گیا۔ سب ہی سناٹے میں تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ لوماکس جج ہے یا شرلاک ہومز، مقدمہ تہ و بالا ہوگیا تھا۔ ہیمرسن تڑپ اٹھا۔ میری ٹیم کی کیفیت برعکس تھی۔

''یور آنر، میں وضاحت کا مطالبہ کروں گا۔'' اس نے بمشکل خود کو چلّانے سے باز رکھا۔

''سب سے پہلے یہ کہ خود کو ٹھنڈا رکھو۔'' لوماکس نے تنبیہ کی۔ ''دوسری بات درمیان میں مت بولو۔ یہی تم دونوں سے کہوں گا۔'' جج نے وکٹر اور پامیلا کی طرف دیکھا۔ جو پہلے ہی مطمئن اور پُرسکون ہو چلے تھے۔ چند لمحوں کے سکوت کے بعد لوماکس پھر گویا ہوا۔ ''کل کورٹ سے فارغ ہو کر میں اپنے چیمبر میں واپس آیا تو فیڈیکس کا لفافہ میرا منتظر تھا۔ جج حضرات عُموماً حالات میں غیر متوقع ڈاک نہیں کھولتے۔ تاہم لفافہ این وائی یو لاء اسکول کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جہاں میں مہمان لیکچرار ہوں۔ لہٰذا میں نے لفافہ کھولا۔ اندر سے ایک فوٹو اور نوٹ برآمد ہوا۔ ٹائپ شدہ نوٹ چند الفاظ پر مشتمل تھا۔ الفاظ یوں تھے: ڈاکٹر ڈیوڈ سچ بول رہا ہے۔''

جج کی بات سن کر میری ہڈیوں میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ میں نے ہیمر سن پر اچٹتی نظر ڈالی۔ وہ بل کھا رہا تھا، پہلو بدل رہا تھا۔

جج نے کہا۔ ''قدرتی بات ہے میں تعجب میں پڑ گیا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ بھیجنے والے کا تعلق مذکورہ لاء اسکول سے تھا۔ میں نے اسکول میں اپنے رابطوں سے بات کی۔ سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں نے فیڈیکس سے رابطہ کیا۔ ٹریکنگ نمبر سے لوکیشن ہی معلوم ہو سکی۔ بھیجنے والے کی شناخت اندھیرے میں ہے۔ ادائیگی کیش میں ہوئی تھی۔ یہ کس نے میل کی ہے...... نہیں معلوم۔''

''معاف کیجیے۔ یور آنر۔'' ہیمر سن کا ضبط جواب دے گیا۔

لوماکس نے سرد نظروں سے اُسے دیکھا۔ ''میں نے کہا تھا...... دخل اندازی مت کرنا؟''

ہیمر سن نے معذرت کی اور جج لوماکس نے بات آگے بڑھائی۔ ''میل کرنے والے کی گمنامی کو ایک طرف رکھا جائے تو میرے لیے بنیادی مسئلہ یہ ہے...... میل ٹرائل سے متعلق ہے اور میں تصویر دیکھ چکا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ ہیمر سن کے لیے یہ باعثِ تشویش بنے گا...... میں نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو دو فوٹو دکھائے جبکہ لفافے میں فوٹو ایک تھا۔ بحیثیت جج میں اپنی ذمے داری اور غیر جانب داری سے آگاہ ہوں۔ دو فوٹو دکھانے کی وجہ اگرچہ غیر روایتی ہونے کے سادہ تھی۔ متنازع نظریات کا سامنا کرنے سے پہلے قانون کے تحت مجھے فرض کرنا پڑتا کہ وہ بے گناہ ہے۔ مجھے یہ بھی دیکھنا تھا کہ یہ فوٹو خود اسی نے تو نہیں بھجوائی۔ اگر میل ڈاکٹر نے نہیں کی...... اس کے لیے میں ثبوت کے لیے ڈاکٹر کے الفاظ پر انحصار نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا ڈاکٹر کا ٹیسٹ ضروری تھا۔'' جج نے پولا رائیڈ فوٹو اٹھایا۔

''میں نے کل کورٹ کی کارروائی کے بعد لفافہ دیکھا، رابطے کیے اور پھر اپنی اسٹینوگرافر کو پولا رائیڈ کیمرے کے ساتھ باہر بھیج دیا۔ میں نے اسے ٹاسک سمجھا دیا تھا۔ خوبیٔ قسمت وہ مطلوبہ فوٹو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جو میں نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو پہلے دکھایا تھا۔ ڈاکٹر کی پوزیشن نازک تھی...... میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر موقع پرست ہے یا سچ بولے گا۔

''جو میں نے کیا، وہ تم سب کے سامنے ہوا۔ کسی کے ذہن میں جج کے اختیار اور اہلیت کے بارے میں کوئی ابہام ہے؟ اگر ہے تو میں دونوں فریقین کو اظہارِ رائے کی دعوت دیتا ہوں۔ تاہم یہ ذہن میں رکھنا کہ میں اپنا قانونی ہوم ورک مکمل کر چکا ہوں۔''

جج اپنی نشست میں نیم دراز ہو گیا۔ اس کی باڈی لینگویج دعوت دے رہی تھی۔ حسبِ توقع پہل ہیمر سن نے کی۔ ''یہ کیسے یقین کیا جائے کہ ڈاکٹر ڈیوڈ نے خود یا کسی ذریعے سے یہ میل نہیں کروائی ہے؟''

پامیلا نے آنکھوں سے مجھے منہ بند رکھنے کا اشارہ کیا۔

''اگر یہ فرض کیا جائے کہ یہ ڈاکٹر ڈیوڈ کی حرکت ہے۔'' جج نے کہا۔ ''پھر سوال اٹھتا ہے کہ اس نے اتنا عرصہ انتظار کیوں کیا، فوٹو پرانا ہے۔ لگ بھگ اُس وقت کا جب ڈاکٹر کی ٹیم نے گرفتاری خود دلوائی...... بعدازاں ضمانت......''

''یہ کیسے معلوم ہوگا کہ فوٹو پرانی ہے؟''

''کیونکہ اتفاق سے میں مارک روتھکو (پینٹر) کا فین ہوں۔'' جج نے کہا۔ ''پس منظر میں تم مارک کے فن کی نمائش کا بینر دیکھ سکتے ہو۔ گزشتہ اکتوبر میں وہاں گیا تھا۔''

ہیمر سن نے اس رخ پر ناکامی محسوس کرتے ہوئے زاویہ بدلا۔ ''یور آنر، بطور جج صورتِ حال آپ کو اجازت دیتی ہے کہ آپ لفافے کو نظرانداز کر دیں۔''

''درست ہے۔'' جج نے کہا۔ ''لیکن دہرا مسئلہ ہے۔ باہر کوئی ہے جو آگاہ ہے کہ تصویر مجھ تک پہنچ گئی ہے اگر میں اسے نظرانداز کرتا ہوں تو ضروری نہیں کہ دوسرے بھی نظرانداز کر دیں۔''

ہیمرسن نے آنکھیں سکیڑیں۔ ''کون دوسرے......؟''

''اوّل، اوّل پریس۔ کون کہہ سکتا ہے کہ لفافہ صرف مجھے ہی بھیجا گیا ہے؟''

ہیمرسن پل بھر کے لیے گنگ ہوگیا...... پھر بولا۔

''میڈیا کیونکر آپ کی سوچ اور فیصلوں پر دباؤ ڈال سکتا ہے؟''

جج لوماکس نے نفی میں سر ہلایا۔ ''پریس میرا مسئلہ نہیں ہے۔ میرا مسئلہ انصاف ہے۔ میں نے کہا تھا کہ دہری رکاوٹ ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے۔'' جج نے فوٹو اٹھایا۔ ''اگر واقعی یہ ڈاکٹر کی مریضہ ہے...... جو بظاہر ہے...... ڈاکٹر کے نوٹس اور بتائے گئے حلیے کے مطابق! اس کا مطلب وہ آزاد گھوم رہی ہے۔ اگر مریضہ نہیں بھی ہے، تب بھی ہم سے دور ہے۔ اس تک پہنچ کر ہی فیصلہ ہوگا کہ وہ کارآمد گواہ، ملزم یا بے گناہ ہے۔ ہمیں اس تک پہنچنا ہوگا۔ نظرانداز کرنے سے وہ غائب نہیں ہوجائے گی۔''

ہیمرسن بدحواس نظر آیا۔ ''آپ کی تجویز......''

''ہاں، مجھے ٹرائل معطل کرنا پڑے گا۔ میری تجویز ہی نہیں بلکہ ضرورت ہے...... پولیس مزید تفتیش کرے گی۔''

''اگر یہ سب بے معنی رہا...... لاحاصل ہوا، پھر؟''

''پھر ٹرائل ہم دوبارہ شروع کریں گے۔'' جج لوماکس نے کہا۔

''لیکن کیا یہ دفاع کے لیے کھلی جیت کے مترادف نہیں ہوگا؟''

''کتنی عجیب بات ہے۔'' پامیلا نے زبان کھولی۔ ''بات انصاف کی ہے، نہ کہ ہار جیت کی؟ کسی بے گناہ کو سلاخوں کے پیچھے ڈالنا فتح نہیں ہوتی۔''

اس موقع پر وکٹر نے گلا صاف کیا۔ ''یور آنر! میں ٹھیک نہیں جانتا کہ جیوری کو ڈس مس کرنے کے لیے آپ کا کیا ارادہ ہے لیکن میری رائے میں چند روز انتظار کرنا چاہیے۔''

''وہ کس لیے؟''

''اگر میڈیا والا خدشہ درست نکلا...... ڈاکٹر کی مریضہ تک کورٹ کے ارادے پہنچے تو پھر وہ واقعتاً غائب ہوجائے گی۔''

وکٹر نے خوب نکتہ اٹھایا تھا۔ لوماکس فوراً سمجھ گیا۔

''استغاثہ؟ کوئی اعتراض؟''

ہیمرسن نے کنپٹیاں مسلیں۔ ''یور آنر اس مقدمے کی موجودہ پیچیدگیاں...... میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔''

''اوکے۔'' جج نے کھانستے ہوئے اسٹینوگرافر کی طرف دیکھا۔ ''بیلیف سے کہنا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج کی سماعت ملتوی کردے۔''

☆☆☆

وہ جشن تو نہیں تھا۔ جشن کی سی کیفیت تھی۔ میرے، وکٹر اور پامیلا کے علاوہ پارکر اور اسٹیلا بھی موجود تھے۔ مسکراہٹ، لطیفے، قہقہے...... جام بھی گردش میں تھے۔ گمنام فوٹوگرافر کا نام وکٹر نے ''فینٹم فوٹوگرافر'' رکھ دیا تھا۔

میں حیران تھا کہ وہ کون ہے؟ اور اس نے یہ کام کیوں کیا؟ بظاہر یہی معلوم ہو رہا تھا کہ فینٹم فوٹوگرافر نے میری مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ میری طرح وکٹر اور پامیلا کے ذہنوں میں بھی سوالات تھے۔ تاہم فی الحال، ہم سب ہی خوش تھے۔ بساط پر بازی نے انوکھی کروٹ لی تھی۔

''پامیلا کی خوب صورت کارکردگی کے نام پر۔'' وکٹر نے گلاس اٹھایا۔ ہم سب نے ایک دوسرے کے گلاس کو چھوا۔ میری نظریں وکٹر کے دوسرے ہاتھ پر تھیں جو پامیلا کے شانے پر تھا۔ یہ محض اظہارِ مسرت ہے، دوستی یا کچھ اور؟ میں سوچ رہا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ پامیلا دیکھ رہی تھی کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میری نگاہ پامیلا کی نظروں سے ٹکرائی۔ وہ زیرِلب مسکرائی۔ میں اسکول بوائے کے مانند نروس ہوگیا۔

ہنسی مذاق جاری رہا۔ ہیمرسن کی بوکھلاہٹ بھی نشانے پر تھی۔ کچھ دیر بعد پارکر اور اس کی بیوی اسٹیلا رخصت ہوگئے۔ ہم تین رہ گئے۔ گپ شپ چل رہی تھی۔ بالآخر وکٹر بھی کھڑا ہوگیا۔

میں اور پامیلا تنہا تھے۔ دونوں خاموش تھے۔

''ویسے ہم دونوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔'' پامیلا نے کہا۔

''سمجھا نہیں۔''

''کم آن، میں اور وکٹر...... کچھ نہیں ہے۔''

''شاید میں ویسا سوچ رہا تھا۔'' میں نے تسلیم کیا۔

''لیکن تم کیوں وضاحت کررہی ہو؟''

''میرے خیال میں تمہیں وضاحت کی ضرورت تھی۔''

''وکٹر نہ سہی کوئی اور سہی؟'' میں نے چھیڑا۔

''ہاں۔'' اس کا انداز ذومعنی تھا۔

''کون ہے؟'' میں نے دانستہ فریب کھایا۔

''مجھے بچے پسند ہیں۔'' وہ بولی۔

''مطلب؟''

''ایک ذاتی سوال پوچھوں؟''

''کیوں نہیں۔'' میں نے کہا۔

''تم اور تمہاری بیوی کو بچے پسند تھے؟''

سوال کرتے ہی اسے غلطی کا احساس ہو گیا۔ وجہ میرے چہرے کا بدلتا رنگ تھا۔ میں بے دلی چھپا نہ سکا۔

''غلط سوال کر دیا۔ آئی ایم سوری، معذرت خواہ ہوں۔''

''نہیں، کچھ نہیں۔'' میں نے گہری سانس لی۔ ''وہ انتقال کے وقت چار ماہ کے حمل سے تھی۔''

پامیلا نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ ''اوہ گاڈ، ڈیو مجھے علم نہیں تھا...... میں......''

''اوکے...... تم کیونکر جان سکتی تھیں۔ شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔''

تاہم وہ سخت نادم لگ رہی تھی۔ ''میں احمق ہوں۔''

''اوہ، پامی ختم کرو۔ مسکرا دو۔'' دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر ہے۔

''سوری۔'' اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔

''کیا کر رہی ہو؟''

''میں تمہاری وکیل ہوں۔''

''صرف وکیل؟''

''حالات کو کیسے نظرانداز کریں؟''

''اگر حالات بدل جائیں؟''

''پھر سوچوں گی۔''

''میرے بارے میں؟''

''شاید۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے کہا۔ ''پھر ڈیل کرو۔ اگر مقدمہ میرے حق میں ختم ہوا تو ہم دونوں ڈنر پر جائیں گے۔''

''کیا یاد کرو گے۔'' وہ مسکرائی۔

میں نے ہاتھ بڑھایا...... اُس نے ہاتھ ملایا۔ میں نے دھیرے سے دبایا۔ دفعتاً اس نے کھینچا۔

''کیا کر رہی ہو؟''

''موقع سے فائدہ اٹھا رہی ہوں۔'' اس نے کہا۔

ہم دونوں کے چہروں کے درمیان دو انچ کا فاصلہ تھا۔ ''تمہارا اب اس زیادہ دور نہیں ہے۔'' میں نے مخمور سرگوشی کی۔ اس نے موہوم فاصلہ مٹا کے مجھے خاموش کر دیا۔

☆☆☆

چند روز بعد ٹرائل کی معطلی... خبر بن گئی...... ممکا جذباتی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ ضمانت کی سماعت کے دوران جن افراد سے جرح کی گئی تھی، ان میں ممکا بھی شامل تھی۔ وہ میری کچھ مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے حسبِ عادت ''سام کینٹ'' کی ای میل مٹا دی تھی۔ اسی لیے وہ اداس رہا کرتی تھی۔ میری بے گناہی ثابت کرنے کے لیے حالیہ مقدمے نے اس کی پریشانی میں اضافہ کر دیا تھا۔ اب وہ خوش تھی۔ اپنی سمجھ کے مطابق پُرامید تھی کہ پولیس میری ''پُراسرار مریضہ'' تک پہنچ جائے گی۔

خبر منظرِعام پر آنے کے دوسرے روز مجھے پامیلا کی کمی محسوس ہوئی۔ اس کا فون نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ پولیس فوٹو کونراڈ کی بیوہ کو دکھائے گی۔ اس کے بعد وہ مجھے فون کرے گی۔ شام میں اپنے آفس سے نکلنے والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ وہ پامیلا تھی۔

''گڈ! تم ابھی وہیں ہو۔'' اس نے کہا۔

''ہاں، میں پریشان ہو چلا تھا۔''

''جانتی ہوں، زیادہ وقت صرف ہو گیا۔''

''پولیس نے کچھ کیا؟''

''ہاں، سمنتھا کینٹ نے تصویر دیکھ کر لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔''

''تاخیر کیوں ہوگئی؟''

''تمہارے دوست، سراغ رساں ٹیری اور فرینک اہلِ محلہ کو تصویر دکھاتے پھر رہے تھے۔ شومئی قسمت کسی نے نہیں پہچانا۔''

''اب کیا ہوگا؟'' میں نے سوال کیا۔

''آج رات گیارہ بجے سے فوٹو الیکٹرانک میڈیا پر گردش کرے گا۔''

''پولیس کا رویّہ کیسا ہے؟''

''ٹیری اور فرینک اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوٹو کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے لیکن کل سے فون بجنا شروع ہو جائیں گے۔''

''کیسے کہہ رہی ہو؟''

''لوگوں کے لیے یہ شکار کے مانند ہے۔ اغواکنندگان، اسنائپرز، قاتل وغیرہ کی تلاش...... یہاں پُرکشش عورت کا معاملہ ہے۔ عوام سرگرمی دکھائے گی۔''

پامیلا نے کل صبح فون کرنے کا کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

تاہم اس نے اطلاع فراہم کی۔ پولیس میڈیا سے کیا کہہ

رہی ہے۔ وہ میری مریضہ کو ممکنہ ملزم نہیں گردان رہے تھے۔ وہ میڈیا سے کہہ رہے تھے کہ "سمنتھا کینٹ" کے ملنے سے کونراڈ کے قتل سے متعلق مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

میں نے بستر پر جانے سے قبل گیارہ بجے والی خبریں دیکھیں۔ میرے خیال میں ایک اچھے انجام کا آغاز ہونے جا رہا تھا۔

☆☆☆

میں ہڑبڑا کے اٹھا۔ رات کافی بیت گئی تھی۔ فون کی گھنٹی بول رہی تھی۔

"ڈیوڈ تم مجھے کتنا یاد کرتے ہو؟"

مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ لائن پر میری پُراسرار مریضہ تھی...... ایک بار پھر لیکن اس مرتبہ وہ نارمل اور ہوش و حواس میں تھی۔ "کیونکہ تم مجھے یاد آتے ہو۔" وہ بولی۔

میرا دل کہہ رہا تھا شور مچاؤ.... گالیاں دو...... غضب کا اظہار کرو۔ اس نے پہلے بھی مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ میں اس کے ہاتھوں کا کھلونا بن گیا تھا لیکن اس مرتبہ یہ نہیں ہو گا۔ میں نے خود کو قابو میں رکھا۔ مجھے جعلی سمنتھا کینٹ کے بارے میں جاننے کا سنہری موقع مل رہا تھا۔ پارکر کے مشورے کے مطابق مہینوں سے میں نے منی ریکارڈر بیڈ کے ساتھ دراز میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے پھرتی سے ریکارڈر نکالا اور کان کے قریب کر کے آن کر دیا۔

"میں نے تمہیں ٹی وی پر دیکھا تھا۔" میں نے کہا۔

"تمہیں غصہ نہیں آیا؟"

"آنا تو چاہیے تھا لیکن کیا فائدہ؟" میں نے کہا۔

"میں نے بھی ٹی وی پر خود کو دیکھا تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مجھے شوٹ کیا جا رہا ہے تو میں چہرے پر مسکراہٹ ضرور سجاتی۔"

"میرے خیال میں تم اس وقت بھی مسکرا رہی ہو۔"

"ڈیوڈ تم کافی اسمارٹ نکلے۔" وہ بولی۔ "یا پھر تمہاری قسمت زوردار ہے۔"

"جیسے تم سمجھو۔ تاہم کل تم سپر مارکیٹ میں شاپنگ نہیں کر سکو گی۔"

"ہاں، مشکل ہے اور شرم کی بات ہے۔" وہ ہنسنے لگی۔

"خود کو بہلا رہی ہو...... تمام کاوش ایک تصویر نے خاک میں ملا دی۔"

"کیا تم سوچ رہے ہو کہ تم بچ جاؤ گے؟"

"وقت بتائے گا۔ اپنی فکر کرو۔"

"ڈیوڈ زندگی حیرتوں کا نام ہے۔ لوگ اپنے بارے میں اتنا نہیں جانتے...... جتنا وہ سمجھتے ہیں۔"

"خود سے شروع کرو۔ تم تو اپنا اصل نام نہیں جانتی ہو۔"

"تم اسرار کا پردہ چاک کرنا چاہتے ہو؟"

"کم از کم اس حد تک کہ مجھے کیوں پھنسایا گیا؟"

"سادہ بات ہے۔ ایک بے داغ قتل کے لیے تمہاری ضرورت تھی۔ ویسے بھی تم نے کونراڈ کو میرے خلاف کیا۔"

"تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"وہی جو تم سن رہے ہو۔"

"میں نے اُسے سمجھایا تھا کہ اپنی شادی پر توجہ دے۔ یہی میرے پیشے کا تقاضا تھا۔ تمہیں بھی سمجھایا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم سرے سے کونراڈ کی بیوی ہی نہیں تھیں۔ تم خود کو اس کی بیوی پوز کر رہی تھیں۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا جبکہ میں اپنی دانست میں تمہاری مدد کر رہا تھا۔"

وہ اپنی منطق پر اڑی رہی۔

"تم یہ باور کرنے کے لیے تیار نہیں تھیں کہ وہ تمہیں چھوڑ کے اپنی بیوی کا ہو گیا ہے۔"

"اس نے بارہا مجھ سے جھوٹ بولا۔ بالآخر مجھے اُسے ختم کرنا پڑا۔"

"ہاں، اس نے جھوٹ بولا۔ شاید جتنا تمہیں معلوم ہے اس سے زیادہ جھوٹ بولا۔" میں نے کہا۔ "تم مقدمے کی کارروائی سے آگاہ ہو یا نہیں؟"

اس نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

"ایک عورت اور سامنے آئی ہے۔ افیئر کا دعویٰ لے کر۔"

"یعنی میں نے اُسے ہلاک کیا تو ٹھیک کیا۔" وہ بولی۔

اچانک مجھے خیال آیا کہ وہ اتنی مکار تھی اور اب کیوں حماقت کر رہی ہے؟ اس نے گویا میرے خیالات پڑھ لیے۔

"تو تم سب جان گئے؟"

"کیا مطلب؟" میں نے کہا۔

"ڈیوڈ تم گفتگو ریکارڈ کر رہے ہو!"

"نہیں۔" میں نے جھوٹ بولا۔ "کاش میں کرتا اگر مجھے توقع ہوتی کہ تم فون کرو گی۔"

وہ ہنس دی۔ "تم جھوٹ بول کے بھی سچ بول رہے

ہو۔''

''اس جملے کا کیا مطلب اخذ کروں؟''

''میں نے کہا تھا نا زندگی حیرتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اور حیران کن اطلاع۔'' وہ بولی۔ ''میرا کام ختم نہیں ہوا۔ پہلے میں نے کونراڈ کا علاج کیا۔ اب اس کی بیوی کی باری ہے۔ وہ کُتیا صبح کا سورج نہیں دیکھے گی۔''

میرے کچھ کہنے سے قبل اس نے فون بند کر دیا۔ پچھلی مرتبہ اس نے فون پر کہا تھا کہ اس نے اپنے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ وہ اس کا شوہر نہیں، یہ آدھا جھوٹ تھا۔ آدھا سچ یہ تھا کہ اس نے واقعی کونراڈ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب کہہ رہی تھی کہ سمنتھا کینٹ کی باری ہے۔ فون پر وہی تھی اور جو کرنے جا رہی تھی، وہ سچ تھا۔ ثبوت میرے پاس تھا۔ میں نے ٹیپ ریوائنڈ کر کے سنی۔ ریکارڈر میں سے چبھتی ہوئی سیٹی کی آواز آ رہی تھی۔ میں بوکھلا گیا۔ میں نے ریوائنڈ کر کے پھر سنا۔ ایک لفظ نہیں تھا۔ میں نے بیٹری چیک کی۔ ٹیپ نکال کے دوبارہ ریکارڈر میں لگائی۔ ناکامی منہ چڑا رہی تھی۔ مجھے جعلی سمنتھا کا جملہ یاد آیا۔ ''تم جھوٹ بول کے بھی مجھے سچ بتا رہے ہو۔''

میں نے کہا تھا کہ میں گفتگو ریکارڈ نہیں کر رہا۔ میں جھوٹ بول رہا تھا جبکہ میں بے خبر تھا کہ وہ ''جھوٹ'' نہیں ''سچ'' تھا۔ سچ ان معنوں میں کہ واقعتاً میں کچھ بھی ریکارڈ نہیں کر سکا تھا۔ اور وہ کس حد تک پُریقین تھی۔ میں اس کے یقین کی وجہ تلاش نہیں کر سکا۔ میں نے خود سے سوال کیا۔ وہ شروع سے مکار ہونے کے بعد یک دم احمق کیوں بن رہی ہے۔ جواب ''نہیں'' میں تھا۔ نادان میں تھا جو اپنی حماقت کا احساس نہ کر سکا۔

میں نے 911 ڈائل کیا۔ آپریٹر کی آواز پر میں چونکا۔ میں کیا کہوں؟ ایک عورت کی زندگی کو دوسری عورت سے خطرہ ہے؟ میں نے فون رکھ دیا۔ اور کچن کی طرف بھاگا جہاں پیڈ پر پامیلا کا نمبر لکھا تھا۔ دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا۔ رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تھی۔

چار پانچ گھنٹیوں کے بعد پامیلا نے فون اٹھایا۔ آواز میں نیند کا خمار تھا۔ مختصر احوال سننے کے بعد وہ پوری طرح بیدار ہو گئی۔ ''گھر میں رہنا...... فون کے قریب۔ میں کال کروں گی۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ میں نے اطمینان محسوس کیا۔ کسی کی زندگی خطرے میں تھی اور میں مدد کر سکتا تھا۔ بدتر احساس یہ تھا کہ تاخیر نہ ہو جائے۔ کیا ہوگا اگر پامیلا کے اقدامات سے پہلے ہی سمنتھا کینٹ کا خاتمہ ہو گیا؟

میں بستر پر بیٹھ کے انتظار کرنے لگا۔ پانچ، دس، بیس منٹ گزر گئے۔ بے قرار ہو کے میں نے پامیلا سے رابطہ کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ اتنی بے وقوف نہیں ہے کہ سمنتھا کینٹ کی طرف تنہا جائے...... بالآخر گھنٹی بجی۔ میں نے فوراً کال وصول کی۔

''ڈیوڈ، میں اس عمارت پر ہوں جہاں سمنتھا کا اپارٹمنٹ ہے...... وہاں پہنچو۔''

''کہاں؟''

''دس۔ تیس پارک ایونیو۔ اسّی۔ پانچ کے کونے پر۔''

''کیا خبر ہے؟''

''بعد میں بتاؤں گی...... جتنی جلدی ہو سکے روانہ ہو جاؤ۔ ریکارڈر ساتھ لانا۔'' اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

☆☆☆

دہشت ناک والمناک واردات کے بعد سمنتھا نئے اپارٹمنٹ میں منتقل ہو گئی تھی۔ میں بلڈنگ سے دو کلومیٹر دور تھا۔ جب مجھے سرخ اور نیلی فلیش لائٹس کا رقص دکھائی دیا۔ کوئی بدترین واقعہ ظہور پذیر ہو چکا تھا۔ وہ روشنیاں دو پولیس کارز کی تھیں۔ میں جوں ہی کیب سے اترا، پامیلا سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ بیک وقت ہم دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔ وہ لابی میں کھڑی تھی۔ ہم دونوں کے درمیان شیشے کا در حائل تھا۔ میرے اندر جانے سے قبل وہ باہر آ گئی۔ اس نے میرا بازو تھاما اور ایک طرف لے گئی۔

''دو خبریں ہیں۔ اچھی اور بُری۔'' اس نے کہا۔ ''اچھی خبر یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی نے اسے قتل کرنے کی کوشش نہیں کی۔'' میں نے سکون کی سانس لی۔ ''بُری خبر کیا ہے؟''

''وہی کہ کسی نے سمنتھا کو مارنے کی کوشش نہیں کی۔ تمہارے ''دوست'' سراغ رساں اندر ہیں۔ ان کے خیال میں تم نے ڈراما کیا ہے...... شیر آیا، آیا۔ اور کوئی بھی نہیں آیا۔''

''وہ کیوں ایسا سوچ رہے ہیں؟''

''ویسے ہی...... جیسے وہ تم کو کونراڈ کا قاتل سمجھتے ہیں۔ تم ریکارڈر لائے ہو؟''

''ہاں۔'' میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ ''اس میں سیٹی کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' میں نے پلے کر کے آواز سنوائی۔ ''ایسا کیسے ہوا؟''

''میں زیادہ نہیں جانتی۔ وہ احمق نہیں ہے۔ اس نے کوئی گیجیٹ (gadget) استعمال کیا ہے۔''

''پولیس بتا سکتی ہے۔'' میں نے کہا۔

پامیلا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یاد رکھو، یہ میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ کل ہم اسے میکینیٹ کے حوالے کریں گے۔ سمجھ رہے ہو؟''

''ہاں، لیکن میں نے فون کیا تھا۔ تم نے جواب نہیں دیا۔''

''ٹیری اور فرینک اُس وقت میرے قریب تھے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ ہماری گفتگو سن لیں۔''

''یہ دونوں یہاں کیسے پہنچے؟''

''میں نے وکٹر کو کال کی تھی۔ ٹی وی پر خبر چلنے کے بعد وکٹر سمنتھا کو قائل کرنا چاہتا تھا کہ وہ پولیس کی حفاظتی تحویل میں آجائے۔''

''کیا اُسے ضرورت تھی؟''

''تشہیر کے بعد یہ اقدام بعدازاں کفِ افسوس ملنے سے بہتر تھا۔''

''غالباً تم درست کہہ رہی ہو۔'' میں نے سر ہلایا۔

''ہاں، سوائے اس کے...... سمنتھا نے یہ مشورہ مسترد کر دیا تھا۔''

میں استفسار کرنا چاہتا تھا۔ ''کیوں؟'' میں رک گیا، میں جانتا تھا۔ کیوں کا جواب تھا۔ ''میں''...... میری ذات۔

''وہ بھی مجھے اپنے شوہر کا قاتل گردانتی ہے۔''

''ہاں، پُراسرار مریضہ کی کہانی نے اسے متاثر نہیں کیا۔''

''لیکن پولیس اپنے طور پر ممکنہ خطرے پر نگاہ رکھ سکتی تھی؟''

''سمنتھا کی رضامندی ضروری ہے۔ پھر بھی اگر پولیس ضرورت محسوس کرتی تو وہ تم پر نظر رکھتی۔''

''ہاں، بہت اچھا کرتی۔'' میں نے منہ بنایا۔

پامیلا مسکرائی۔ ''تم اپنے بیان میں ریکارڈنگ کا ذکر نہ کرنا۔ اگر وہ اس بابت سوال کریں پھر ہاں بولنا۔ اس پر وہ معلوم کریں گے کہ ریکارڈر تمہارے پاس ہے...... تمہارا جواب ہوگا نہیں اور یہ سچ ہوگا۔ کیونکہ ریکارڈر میرے پاس ہے۔ اس موقع پر میں دخل دوں گی اور کہوں گی کہ ہم اس کی نقل تیار کر کے دیں گے۔''

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت وکٹر دکھائی دیا۔ قریب آکر اس نے سوالیہ نظروں سے پامیلا کی طرف دیکھا۔

''میری جیب میں ہے۔'' پامیلا نے کہا۔

''کل دیکھتے ہیں میکینیٹ ریکارڈر سے کیا حاصل کر پاتا ہے۔'' وکٹر نے کہا۔

''سمنتھا، پولیس پروٹیکشن پر آمادہ ہوئی؟'' پامیلا نے سوال کیا۔

''نہیں، بجائے اس کے وہ ڈیوڈ پر الزام رکھ رہی ہے کہ وہ پریس کے ذریعے اسے ہراساں کر رہا ہے۔''

''کیا مذاق ہے۔'' پامیلا نے تبصرہ کیا۔

''مذاق نہیں ہے۔ اب اندر چلو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے وہ سوچنا شروع کر دیں کہ یہاں ہم کوئی سازش تیار کر رہے ہیں۔''

میں اور پامیلا، وکٹر کے پیچھے گئے۔ ٹیری اور فرینک منتظر تھے اور خاصے بدمزہ دکھائی دے رہے تھے۔ فرینک مجھے گھور رہا تھا۔

''اب کیا بہانہ کرو گے۔ فون نہیں آیا تھا؟''

''اوہ اچھے جا رہے ہو۔'' میری جگہ پامیلا نے جواب دیا۔ ''میرا خیال ہے کہ مفروضات کے بجائے تم غیر جانب دارانہ تفتیش کرو گے۔ غلط کہہ رہی ہوں؟''

فضا میں تناؤ کی کیفیت تھی...... میں نے بیان کا آغاز کیا۔ ٹیری نوٹس لے رہا تھا۔ دونوں نے بے یقینی کے تاثرات چہرے پر نہیں آنے دیے۔ محض ایک سوال کیا۔ کیا کال سے قبل میں نے مے نوشی کی تھی۔ میں نے انکار کیا اور بات ختم ہوگئی...... غالباً۔

دفعتاً گویا جہنم کا دروازہ کھل گیا۔ وہ ایلی ویٹر سے کسی بلا کے مانند نمودار ہوئی تھی۔ انگلی میری جانب تھی۔ وہ چلّا رہی تھی۔ مجھے قاتل کہہ رہی تھی۔ ساتھ ہی مجھے ختم کرنے کی قسم کھا رہی تھی۔ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ٹیری اور فرینک نے اسے قابو کر لیا۔

''پولیس پروٹیکشن؟'' وہ چیخی۔ ''پروٹیکشن کی ضرورت مجھے اس کی طرف سے ہے۔''

میں بلکہ ہم تینوں ہکا بکا رہ گئے۔ کورٹ میں نظر آنے والی سمنتھا کے اعصاب موجودہ رات کی گڑبڑ نے توڑ دیے تھے۔ وہ آپے سے باہر ہوگئی تھی۔ ٹیری اور فرینک اسے واپس ایلی ویٹر میں لے گئے اور خاموشی چھا گئی۔ ہم نے واپسی کا قصد کیا۔

☆☆☆

میں اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا خیالات کو مرکوز کر رہا

تھا۔ مجھے وقت درکار تھا۔ مجھے چند سوالات کے جواب تلاش کرنے تھے۔ اس مرتبہ میری مریضہ نے ہمیشہ سے زیادہ مجھے چکرا کے رکھ دیا تھا۔ اس نے کال کیوں کی تھی؟ اس کی باتیں؟ اس نے کیوں کہا وہ سمنتھا کینٹ کو ختم کرنے جارہی ہے؟ اور اس نے کچھ بھی نہیں کیا؟ وہ اُس رات بھی میرے ردِعمل سے آگاہ تھی اور گزشتہ رات بھی...... پہلے مجھے پھنسایا اور...... اور...... نہیں، اس مرتبہ مقصد کچھ اور تھا۔ کیا؟ شاید دھمکی اس نے اس لیے دی تھی۔ وہ مجھے بتانا چاہتی تھی، یاد دلانا چاہتی تھی کہ اب بھی میں پوری طرح اس کے قابو میں ہوں۔ وہ غائب تھی پھر بھی میں اس کے ہاتھ کا پیادہ تھا۔ پیادہ...... مجھے شطرنج یاد آگئی۔ ذہن ماضی کی طرف گیا۔ مجھے کولمبیا کے دن یاد آئے اور اپنا استاد پروفیسر ڈاکٹر ایلون ویکسلر کی باتیں یاد آئیں......

وہ نفسیات کے شعبے سے ہٹ کر شطرنج کا کہنہ مشق کھلاڑی تھا۔ بقول اس کے شطرنج ہمیں تقریباً زندگی کے ہر مسئلے کو سمجھنے میں مدد دے سکتی ہے۔ امید ہو یا خواب، خوف ہو یا حسد...... شکست، فتح، حال اور مستقبل......

ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر ویکسلر سے سوال کیا تھا کہ میں بی گریڈ سے آگے کیوں نہیں بڑھتا؟

''آسان بات ہے۔'' ویکسلر نے جواب دیا۔ ''تم صرف وہ دیکھتے ہو جو تمہارے سامنے ہے۔''

اس کا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ناسمجھی کا اظہار کیا۔ ویکسلر نے استفسار کیا۔ ''کیا کبھی شطرنج کھیلی ہے؟''

''تھوڑی بہت۔'' میں نے جھوٹ بولا۔

اس نے مجھے سمجھایا۔ ''شطرنج بساط پر نہیں، دماغ میں کھیلی جاتی ہے۔ بساط پر جو تم دیکھتے ہو اگر اس کے مطابق کھیلو گے تو کبھی جیت نہیں پاؤ گے۔ شطرنج ہو یا کوئی اور معاملہ...... تمہیں جو نظر آرہا ہے، اس سے آگے دیکھنا پڑے گا۔'' اس نے اس کیس اسٹڈی کی مثال دی جس کی وجہ سے یہ گفتگو شروع ہوئی تھی۔ مذکورہ کیس اسٹڈی میں میرا گریڈ B تھا۔

''مسٹر ڈیوڈ تم نے پرچے میں جو لکھا تھا، وہ پڑھا۔ لیکن جن طلبا کا اسکور بلند تھا، انہوں نے کچھ اور کیا۔ انہوں نے دماغ استعمال کرتے ہوئے لکھے ہوئے حقائق سے آگے دیکھا...... شطرنج کا اچھا کھلاڑی یہی کرتا ہے۔ ایک چال چلنے کے لیے دس چال آگے دیکھتا ہے......''

ذہن استعمال کرنے کا وقت آگیا تھا۔ شاطر کے مانند۔ میں لیٹ گیا۔ چودہ گھنٹے بعد نئے عزم کے ساتھ میں تحیر خیز فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ کال مجھے دوبارہ پھنسانے کا آغاز تھی۔ میں یقین کر چکا تھا کہ وہ بالآخر سمنتھا کینٹ کی جان لے گی۔ اس نے صرف ''وقت'' کی حد تک جھوٹ بولا تھا۔ اس نے کال کی۔ میں چیخ اٹھا۔ سب دوڑ پڑے۔ وہ نہیں آئی۔ نتیجہ...... سب واپس آگئے۔ بساط سجائی گئی تھی، مہرے دیکھ کر سب واپس آگئے۔ میں کھیل کے اندر تھا۔ الارم میں نے بجوایا تھا۔ سمنتھا نے مرنا تھا اور پولیس مجھے ڈھونڈتی۔

نہیں، میں نے خود سے کہا۔ اس مرتبہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے سائیکالوجسٹ کے دماغ کو ایک طرف رکھ دیا تھا۔ میرے پُراسرار مریض نے مجھے اسی طرح برتا تھا اور میں ٹریپ ہوتا گیا۔ اب میں جو چال چلنے والا تھا، بظاہر وہ خودکشی تھی۔ ایسا قدم عام حالات میں، میں ہرگز نہ اٹھاتا لیکن مجھے عام حالات کا سامنا نہیں تھا۔

☆☆☆

میں نے اپنے آفس سے دس۔ تیس پارک ایونیو فون کیا۔ چھ مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد کسی آدمی نے فون اٹھایا۔

''ہائے، میں میڈیسن سے فیرا فلورسٹ بات کررہا ہوں۔'' میں نے اسے بتایا۔ ''تمہاری ایک رہائشی تک کچھ اشیا پہنچانی ہیں۔ اس کا نام سمنتھا کینٹ ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو اگر وہ گھر پر ہے؟''

میرے سوال نے اسے گڑبڑا دیا تھا۔ اس نے حلق صاف کر کے چند سیکنڈ بعد جواب دیا۔ ''میں ڈورمین ہوں۔ تم یہاں ڈیلیوری کردو میں سمنتھا تک پہنچا دوں گا۔''

''میرے گاہک کے مطابق یہ پرسنل ڈیلیوری ہے۔'' میں نے کہا۔

''ہم یہاں مقیم افراد کے بارے میں اطلاع فراہم نہیں کرتے۔''

''میں سمجھتا ہوں۔'' میں نے اتفاق کیا۔ ''لیکن میری گاہک کا اصرار تھا۔ وہ زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہتی اسی لیے اس نے مجھے زیادہ کمیشن دیا تھا۔ اپنی بات رکھنے کے لیے اس میں سے آدھا میں تمہیں دے دوں گا۔ ویسے بھی میں پتا، نام اور اپارٹمنٹ سب جانتا ہوں۔'' میں نے پامیلا سے حاصل شدہ معلومات کا مظاہرہ کیا۔ ''میں صرف اتنا جاننا چاہ رہا ہوں کہ وہ موجود ہے یا نہیں۔''

میری وضاحت نے اس کی ہچکچاہٹ ختم کردی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے سمنتھا کی موجودگی کی تصدیق کر دی۔ میری دوسری کال ہرٹز کی طرف گئی۔ جہاں سے میں

نے کرائے کی گاڑی اٹھائی تھی۔

بیس منٹ بعد میں ایک پرانی ہنڈائی ایکسنٹ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ میری منزل سمنتھا کینٹ کی رہائش گاہ تھی۔ پارک ایونیو کا پینٹ ہاؤس اپارٹمنٹ میری معلومات کے مطابق وہ وہیں تھی۔

میں نے اپنی گاڑی کے لیے مطلوبہ بلڈنگ کے بالمقابل مناسب جگہ تلاش کی۔ جہاں سے میں عمارت پر نظر رکھ سکتا تھا۔ میں نے انجن بند کر دیا۔ اگر کونراڈ کی بیوہ سمنتھا کینٹ باہر آتی ہے۔ اس صورت میں مجھے تعاقب کرنا تھا لیکن اگر سمنتھا کینٹ کو ختم کرنے کے لیے میری ''پُراسرار مریضہ'' آتی ہے، پھر مجھے اسے روکنا تھا۔ میں ننانوے فیصد پُریقین تھا کہ میری پُراسرار مریضہ وہاں آئے گی...... سمنتھا کینٹ کو قتل کرنے۔

میرا انتظار شروع ہوا۔ ایک کے بعد دوسرا گھنٹا...... تیسرا، چوتھا...... آٹھ گھنٹے گزر گئے۔ کوفت اور بے چینی کے ساتھ ایک سوال مجھے پریشان کر رہا تھا کہ میں کر کیا رہا ہوں۔ تاہم میں اڑا رہا۔ میری چھٹی یا ساتویں حس کہہ رہی تھی کہ وہ آئے گی۔ یا پھر اگر میں یہ نہ کرتا...... پھر کرنے کے لیے کیا رہ جاتا۔

☆☆☆

وقت اپنی رفتار سے سرک رہا تھا۔ دوسری رات بھی آنکھوں میں کٹ رہی تھی۔ مجھے کئی مرتبہ اونگھ آئی۔ جسم بھی اکڑ سا گیا تھا۔ اوہام اندیشے سر اٹھا رہے تھے۔ صبح کاذب کے وقت میں سوچ میں پڑ گیا۔ کیا میرا اندازہ غلط ہے؟ میں قریبی بار میں جانا چاہتا تھا۔ اسی گومگو میں صبح ہو گئی۔ میں گاڑی باہر نکالنے کا ارادہ کر رہا تھا، جب میں نے ایک کیب عمارت کے قریب رکتے دیکھی۔ ساڑھے نو بج رہے تھے۔ میں چوکنا ہو گیا۔ کیب سے اترنے والی یا والا عمارت کے داخلی راستے کی جانب رواں تھا۔ اس کے بدن پر لمبا برساتی کوٹ تھا۔ کالر کھڑے تھے۔ نگاہ سامنے اور سر جھکا ہوا تھا۔ پہچاننا مشکل تھا۔ تاہم جب وہ پہلی مرتبہ میرے آفس میں مجھ سے ملی تھی، اس وقت کچھ اسی قسم کا برساتی کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سب سے اہم وہ بیس بال کیپ تھی جو آج بھی اس کے سر پر تھی۔ وہی تھی۔ میری پُراسرار مریضہ ایک اور خونی واردات کے لیے پہنچ گئی تھی۔ مجھے اسے روکنا تھا۔

میں نے بھڑک کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ میرے عضلات اکڑ گئے تھے۔ نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ عمارت کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ دو راتوں سے میری نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ میری نظر دھندلا گئی۔ ٹریفک کا دھیان بھی نہ رہا۔ ٹائروں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ رکتے رکتے بھی ایک وین کا اگلا حصہ ٹکرایا۔ تصادم نے مجھے سڑک پر لٹا دیا۔ چند ساعت کے اندھیرے کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں تو آسمان مجھے تک رہا تھا۔ فوراً ہی اذیت کی لہر نے تڑپایا۔ گھٹنوں سے کمر تک دکھن تھی۔ چند افراد میرے اوپر جھکے ہوئے خیریت معلوم کر رہے تھے۔ وین کا ڈرائیور بھی شامل تھا۔ مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ دفعتاً میرے اوپر جھکے ہوئے چہروں میں پارک ایونیو کے ڈور مین کا چہرہ شامل ہو گیا۔ اس کی جھلک دیکھتے ہی میری دماغی کہر تحلیل ہو گئی۔ میری ''پُراسرار مریضہ'' سمنتھا کینٹ کے قریب ہو گی اور میں یہاں پڑا تھا۔

میں کسی فلمی کردار کے مانند اچھل کر کھڑا ہوا۔ درد کے مارے میرے حلق سے کراہ خارج ہوئی۔ تاہم میں راستہ بناتا ہوا اپنے ہدف کی طرف گیا۔ دس، تیس پارک ایونیو۔ میں لنگڑا رہا تھا۔ چل رہا تھا نہ دوڑ پا رہا تھا۔ ہر کوئی جاننا چاہتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے لیکن ڈور مین زیادہ متفکر تھا...... کیونکہ میں سڑک کراس کر کے عمارت کی لابی میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے عقب سے آواز لگائی۔ سنی ان سنی کر کے میں ایلیویٹر میں داخل ہو گیا۔ عقب میں ڈور مین کے قدموں کی آہٹ نے رفتار پکڑی۔ چند سیکنڈ کے فرق سے وہ مجھ تک رسائی سے محروم رہ گیا۔ ایلیویٹر میں، میں نے درد کی شدت محسوس کی جو میرے نچلے دھڑ میں موجود تھی...... ایلیویٹر کے کھلنے پر میں نے باہر قدم رکھا اور خود کو ایک چوکور ہال میں پایا۔ وہاں میں نے دو دروازے دیکھے۔ میں نے بائیں جانب حرکت کی۔ کسی چیز کے گرنے کی آواز مخالف سمت سے آئی۔ میں پلٹ کے دائیں جانب گیا۔ دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا۔ توقع کے برخلاف وہ کھلا تھا۔ اگلے لمحے میں، میں اندر تھا۔

میری سماعت سے وحشت ناک چیخ ٹکرائی۔ میں حتی الامکان تیزی سے کچن اور ڈرائنگ روم کے قریب سے گزرتا ہوا لیونگ روم میں پہنچا۔ کشمکش کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ وہ دونوں میرے سامنے برسرِپیکار تھیں۔ میری نظر چمکتی ہوئی لمبی چھری پر پڑی، جس کا لرزتا ہوا پھل نیچے جا رہا تھا۔ کیونکہ سمنتھا کینٹ کمزور پڑ رہی تھی۔ وہ ہاری ہوئی جنگ لڑ رہی تھی۔ نقلی سمنتھا کی چھری سے بچنا مشکل تھا۔

''ڈیوڈ کچھ کرو۔'' ذہن نے کہا۔ میں نے چارج کیا اور کاندھے کے بل چھری بدست حملہ آور کے پہلو سے ٹکرایا۔ اس کی بیس بال ٹوپی اُڑ گئی۔ اس کے قدم بھی اکھڑ

گئے۔ ہم دونوں اوپر تلے زمین بوس ہوئے۔ چھری کہاں ہے؟ اس کے ہاتھ میں یا فرش پر؟ مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میری بینائی یا ذہن متاثر تھا۔ چھری تین فٹ کے فاصلے پر تھی۔ پُراسرار مریضہ بھی اتنے ہی فاصلے پر تھی۔ میرے ساتھ تصادم کے بعد وہ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ میری حالت پہلے ہی ابتر تھی۔ میں نے چھری تک پہنچنے کی کوشش کی۔ یوں لگا جیسے کمرا گھوم رہا ہے۔ اشیا دو دو دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک کی جگہ چھری بھی دو...... اصلی چھری کون سی ہے؟ بدقسمتی سے نقلی سمنتھا کی نظر میں چھری ایک ہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کے اس پر قبضہ کرلیا۔ میں روک نہ سکا۔ وہ اٹھ رہی تھی۔ میں بھی اٹھا۔ لیکن میں اناڑی شرابی کے مانند جھوم رہا تھا۔ بینائی مرتکز نہیں تھی۔ دو چھریاں اور دو سمنتھا مجھ پر حملہ آور ہوئیں۔ میں ایک آسان ہدف تھا۔

اُس کی جھپٹ درمیان میں رہ گئی۔ گولی اس کے بدن میں لگی۔ شاید پار نکل گئی تھی۔ پسٹل سمنتھا کینٹ کے ہاتھوں میں تھا۔ نقلی سمنتھا کا جسم اکڑ کے ڈھیلا ہوا، پھر نیچے گر گیا۔ پیٹ کے زخم سے خون فوارے کے مانند پھوٹا۔

میری پُراسرار مریضہ مر چکی تھی۔

سمنتھا کینٹ نے فائر کر کے میری زندگی بچالی تھی۔ یا ہم دونوں نے آگے پیچھے ایک دوسرے کو بچایا تھا۔ وہ فائر کر کے نیچے بیٹھ گئی۔ میں اس کی طرف گیا۔ میرے خیال میں وہ بےہوش ہو رہی تھی۔ کیا وہ میرے پہنچنے سے پہلے زخمی ہو چکی تھی۔ تاہم خون مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔

''ہلنا مت۔'' کوئی للکارا۔

میں ہاتھ اٹھا کے آہستہ سے گھوما۔ دونوں ہتھیار بدست پولیس کے آدمی تھے۔ ان دونوں کے پیچھے دو پیرا میڈیکس آرہے تھے۔ ان کے خیال میں وہ ٹریفک حادثے کے ردِعمل میں وہاں تک آئے تھے۔ ڈورمین نے میرے بارے میں بتایا ہوگا۔ اوپر آتے آتے انہوں نے فائر کی آواز سنی۔ سب کچھ بدل گیا۔ ان کے گمان میں نہیں تھا کہ وہ کیا دیکھنے والے ہیں۔

دو عورتیں...... ایک مردہ، ایک بےہوش اور میں۔

''میں وضاحت کرسکتا ہوں، آفیسرز۔'' میں نے کہا۔ خوش قسمتی سے اس کی نوبت نہیں آئی۔ پیرامیڈیک نے سمنتھا کو کچھ سنگھایا۔ چند منٹ بعد اس کی نیم بےہوشی رخصت ہوگئی۔ اس دوران وہ اس کی حالت کا جائزہ لیتے رہے۔

وہ بدحواس نظر آئی۔ اُسے یقین نہیں تھا کہ وہ بچ گئی

ہے۔ اس کے برعکس حملہ آور اس کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔
میں نے سمنتھا کی آنکھوں میں تشکر کا رنگ دیکھا۔ وہ سہارا لے کر کھڑی ہوئی...... آنکھیں اشک بار تھیں۔ اس نے مجھے گلے لگالیا۔ ''شکریہ۔'' اس نے گداز لہجے میں کہا۔
''تمہارا بھی شکریہ۔'' میں نے جواباً کہا۔ منظرنامہ یکسر تبدیل ہوگیا تھا۔ اس کے معانقے نے مجھے کراہنے پر مجبور کردیا۔ ذہن وین سے تصادم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تکلیف کی طرف واپس چلا گیا۔ پیرا میڈیک نے اسپتال اور ایکسرے کا مشورہ دیا۔ لیکن اس سے پیشتر پولیس کی ابتدائی کارروائی تھی۔ وہ جاننا چاہتے تھے وہاں کیا ہوا......

سمنتھا نے خود پر قابو پاتے ہوئے بتایا کہ ایک دن پہلے ''اس عورت'' کا فون آیا تھا۔ وہ مبینہ طور پر کونراڈ کی فرم میں ہیومن ریسورسز کی نمائندہ تھی۔ اس نے سمنتھا کو بتایا کہ ڈیوڈینڈ کی ادائیگی کے لیے کاغذات پر بیوہ کے دستخط درکار ہیں۔ سمنتھا کینٹ کے ساتھ اس نے وقت طے کرلیا۔ یہ ملاقات آج صبح ساڑھے نو بجے تھی۔
''اس کے آنے پر میں نے اسے لیونگ روم میں بٹھایا۔'' سمنتھا پھر آبدیدہ ہوگئی۔
''میں نے اسے کافی کی آفر کی اور کچن کا رخ کیا۔ نہیں معلوم جاتے جاتے میں نے کیوں عقب میں جھانکا، شاید کوئی عجیب سی آواز تھی...... میں نے دیکھا کہ وہ لمبے پھل والی چھری نکال کے مجھ پر حملہ کررہی تھی۔'' سمنتھا کپکپانے لگی۔ وقفے کے بعد وہ گویا ہوئی۔
''کسی طرح میں نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ لیکن وہ زورآور تھی۔ مجھے اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی۔ اور تب......'' اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
''......تب میں بروقت پہنچ گیا۔'' میں نے جملہ مکمل کیا۔

پولیس کے دونوں آدمیوں نے مجھے دیکھا۔ میرا نام اور چہرہ طول و عرض میں مقبولیت اختیار کرچکا تھا۔
''تم وہ سائیکالوجسٹ ہو۔'' ایک نے کہا۔ دوسرے نے سمنتھا کی طرف دیکھا۔ اس کے تاثرات بول رہے تھے۔

''اور تم مقتول کونراڈ کی بیوہ۔''
''یہ عورت......؟'' دونوں نے ایک ساتھ کہا۔
''ہاں، یہ میری ''پُراسرار مریضہ'' تھی۔'' میں نے جواب دیا۔ ''سمنتھا کینٹ نے اپنے دفاع میں گولی چلائی۔''

دل میں، میں خدا کا شکر ادا کررہا تھا کہ سمنتھا کے پاس پسٹل موجود تھا۔
وہاں اپنی آمد کی کہانی میں نے اختصار کے ساتھ اُن دونوں کو سنائی۔ جو ناقابلِ یقین کے ساتھ ناقابلِ تردید بھی تھی۔ مجھے اسپتال پہنچانے کی تیاری ہورہی تھی۔ میری تکلیف بڑھتی جارہی تھی۔ پہلی بار مجھے اپنی دگرگوں حالت کا احساس ہوا۔
پولیس نے سمنتھا کو بھی طبّی سہولت حاصل کرنے کے لیے کہا۔
''میں ٹھیک ہوں۔'' اس کے مضبوط لہجے نے ظاہر کیا کہ اس نے خود کو سنبھال لیا ہے۔ اس کی پُرسکون آواز سے نہیں معلوم ہورہا تھا کہ کچھ دیر پہلے موت اسے چھوکر گزری تھی۔ موجودہ صورتِ حال سے ہٹ کے، وہ اپنا شوہر کھوچکی تھی۔ یہ اور بات کہ شوہر بے وفا تھا۔ مزید یہ کہ مقدمے بازی بھی رسوائی کا سبب رہی...... لیکن اس لمحے وہ یک لخت پُراعتماد و پرسکون نظر آئی۔ اس نے پیشکش کی اگر پولیس مزید کوئی سوال کرنا چاہے۔ بعدازاں اس نے پیکنگ کے بعد قریبی ہوٹل میں منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔
مجھے وہاں سے اسٹریچر پر لے جایا گیا۔ اگرچہ میں متردّد تھا۔ تاہم میں نے کرائے کی ہنڈائی کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی چابیاں منگوالیں...... اسپتال میں ایکسرے کے بعد انکشاف ہوا کہ میری تین پسلیاں کریک تھیں۔ ہیٹ ٹرک۔

☆☆☆

میں ایمرجنسی روم میں پردوں کے اندر تھا۔ سیل فون ہنڈائی میں رہ گیا تھا۔ میں نرس سے فون کی درخواست کرنے والا تھا جب پارکر کی آواز آئی اور پردہ سرکا۔ اس کی بیوی اسٹیلا بھی ہمراہ تھی۔
''تم پاگل ہوگئے تھے کیا؟'' پارکر مسکرارہا تھا۔
اسٹیلا نے میری پیشانی چومی۔ ''مائی ہیرو!''
میں نے رُودادِ عجیب تر سنائی۔ وہ تعجب سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ ''تم دونوں کو کیسے خبر ہوئی؟'' میں نے استفسار کیا۔
''پامیلا نے فون کیا تھا۔ وہ پہنچنے والی ہے۔''
''پامیلا کو کس نے بتایا؟''
''ایک رپورٹر خبر کی تلاش میں صبح سڑک پر موجود تھا۔ جب تم وین سے ٹکرائے۔ وہ وکٹر کا شناسا تھا۔ مقدمے سے بھی آگاہ تھا۔ اس نے تمہیں پہچان کر وکٹر کو فون کیا اور وکٹر

نے پامیلا کو مطلع کیا۔'' پارکر نے مجھے پوری بات بتائی۔
''شکر ہے خدا کا۔'' پامیلا نے جھانکا۔
اس کے تاثرات بول رہے تھے کہ وہ صرف میری وکیل نہیں ہے۔ پارکر اور اسٹیلا انجان بن گئے۔ پامیلا کے لیے کہانی میں نے پھر دہرائی۔ پارکر اور اس کی بیوی کی حیرت ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی۔ میں خود بھی حیرت زدہ تھا۔
میں نے بتایا کہ آئیڈیا کیونکر میرے ذہن میں رینگا تھا اور کیسے میں فتنہ ساز مریضہ کے دماغ میں گیا۔ آئیڈیا ایک طرف اہمیت دوسرے پہلو کی تھی کہ درست نتیجہ برآمد ہوا۔
''آخر وہ تھی کون؟'' اسٹیلا نے سوال کیا۔
''سمنتھا کینٹ کے اپارٹمنٹ سے رخصتی کے وقت اس کی شناخت نہیں ہوئی تھی۔'' میں نے کہا۔
''جلد ہو جائے گی۔'' پامیلا نے کہا۔
میں سوچ رہا تھا کہ شناخت نہ ہونے تک وہ میری پُراسرار مریضہ ہی رہے گی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اب کوئی چال نہیں چل سکتی تھی۔ میں اپنے احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے قاصر تھا۔ بہرحال دو الفاظ میرے ذہن میں مچل رہے تھے۔ شہ مات۔
اگرچہ بازی کے اختتام پر کوئی انجانی بات مجھے اُلجھا رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ بازی مکمل نہیں ہوئی۔ یہ ادھوری تھی یا پھر اس کا ایک حصہ مکمل ہوا تھا۔ شاید میرا وہم تھا۔ جو اس کی شناخت پر ختم ہو جاتا۔

☆☆☆

اس کا نام ہیلی مورگن تھا۔ عمر بتیس سال۔ وہ ایڈم مورگن اور شرلے مورگن کی اکلوتی اولاد تھی۔ ایڈم اور شرلے اب اس دنیا میں نہیں تھے۔ وہ چیلسی کے ایک اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر تھی۔ گزارے کے لیے ماڈلنگ کرتی تھی...... زیادہ تر کیٹلاگز کے لیے۔ بارز میں سیلز وومین بھی رہ چکی تھی۔ دو سال پہلے، چند ماہ کے لیے اسے وال اسٹریٹ کی سرمایہ کاری فرم میں ملازمت ملی۔ اسی فرم میں کونراڈ برچ کام کرتا تھا۔ پریس کی حد تک کہانی ختم ہو گئی تھی۔
''کچھ اور بھی ہے۔ کیا خیال ہے؟'' میں نے میز کی دوسری جانب پامیلا کو دیکھا۔ ہم دونوں ڈنر پر تھے۔
''ہاں۔'' وہ مسکرائی۔ ''پریس کے علم میں نہیں کہ ہیلی مورگن عرف پُراسرار مریضہ کے قبضے سے ایک مرتبہ کوکین برآمد ہوئی تھی اور یہ کہ اس نے کسی ڈاکٹر کے پیڈ سے نسخہ چرایا تھا۔''
''کیا میگنٹ نے بتایا ہے؟''
''نہیں، میں نے اس کی پولیس فائل دیکھی تھی۔ کیا وکٹر نے تمہیں کال کی تھی؟''
''ہاں، وہ مبارک باد دے رہا تھا...... میری بہادری کی۔ میں نے اسے کہا کہ ''حماقت'' بہتر لفظ ہے۔ میں مارا جاتا یا بات اتنی بگڑ جاتی کہ مقدمہ ہی ٹھکانے لگ جاتا..... تاہم پھر ہم دونوں لفظ ''افادیت'' پر متفق ہو گئے۔ بقول اس کے رزلٹ کی اہمیت ہے۔''
پامیلا نے مجھے بتایا کہ ہیلی مورگن نے کس آلے کی مدد سے میری ریکارڈنگ خراب کی تھی۔ اس ڈیوائس کا نام سپریسر تھا۔ جو کسی بھی فائبر آپٹک ٹرانسمیشن کی حامل میگنیٹک ریکارڈنگ کو خراب کر سکتا تھا۔ میگنیٹ نے پامیلا کو بتایا تھا کہ یہ ڈیوائس نسبتاً نئی تھی لیکن انٹرنیٹ پر موجود ہے...... مجھے یہ عجیب لگا کہ ہیلی مورگن کیونکر سپریسر کے بارے میں جانتی تھی۔ میں نے یہ سوال پامیلا سے کیا۔
اس نے میری بات سے اتفاق کرتے ہوئے مزید بتایا کہ میگنٹ نے اپنے طور پر چھان بین کی تھی جس کے نتیجے میں ایک نئی بات سامنے آئی۔ وہ یہ کہ تقریباً سال بھر پہلے ہیلی مورگن کا حمل ساقط ہوا تھا یا کرایا گیا تھا۔ یہ نکتہ ہیلی کے محرک کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے......
''کیا وہ اس لیے کونراڈ سے شدید نفرت کرتی تھی۔ اور اس نے جو ڈراما رچایا اس کا محور ایک بچہ تھا؟'' میں نے سوال کیا۔
''لیکن ضروری نہیں کہ وہ بچہ کونراڈ کا ہو۔'' پامیلا نے کہا۔
''پامی تم کچھ بھول رہی ہو۔''
''وہ کیا؟''
''آج ہماری پہلی ڈیٹ ہے۔ کیا اِن باتوں کے لیے؟'' میں ذو معنی انداز میں مسکرایا۔
''ڈنر ختم، ڈیٹ ختم۔'' اس نے چھیڑا۔
''اوہ...... ہو...... چلو واک ہو جائے۔'' میں اٹھا۔
ہم چند بلاک تک ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے رہے...... کیب میں بھی میں نے ہاتھ نہیں چھوڑا...... اور ایلی ویٹر میں ہاتھ تو چھوڑ دیا لیکن لب و رخسار باتیں کرنے لگے۔
وہ میرے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو پابند ناز رہ نہ سکی۔ میں بے نیاز رہ نہ سکا۔ بن پیے لڑکھڑا رہے تھے۔

الفت کی ہمہ گیری سے گھبرا رہے تھے۔ صہبائے محبت سے چور۔ دل کے ہاتھوں مجبور...... ہم آغوش ہو رہے تھے۔

☆☆☆

حیرت انگیز طور پر اخفا کہانی جنگل کی آگ بن کے پھیلی تھی۔ میرے سابقہ مریض مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ وہ واپس آنا چاہتے تھے۔ ان کی مراجعت شروع ہوگئی۔ میری بلڈنگ کے جورہائشی مجھ سے کترانے لگے تھے۔ ان کا رویہ بدل گیا اور میری لٹریری ایجنٹ جو مقدمے کے دوران چاہتی تھی کہ وہ میرے کسی کام آجائے۔ اس نے رابطہ بھی ختم نہیں کیا تھا۔

ہم دونوں فورسیزن کے گرل روم میں اپنی مخصوص ٹیبل پر موجود تھے۔

''میرا پسندیدہ بیسٹ سیلنگ آتھر جو حقیقتاً بہت معروف ہو چکا ہے...... وہ کیسا ہے اور اس کا ارادہ کیا ہے؟'' ڈیبورا او اکرنے کھڑے ہوکر میرے رخسار پر بوسہ دیا۔

اس روز جمعہ تھا اور میں نے خوش دلی سے ڈیبورا کی دعوت قبول کر لی تھی۔ دورانِ حراست اور مقدمے کے دوران میں یادداشتیں قلمبند نہیں کرتا رہا تھا۔ تاہم میں بخوبی آگاہ تھا کہ میرا اگلا پروجیکٹ میرے لیے ایڈوانس کی مد میں ہی معقول رقم کھینچ لائے گا۔ بلاشبہ اگلی کتاب نے ملینز کے ہندسوں کو چھونا تھا۔

''تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی، ڈیبی۔'' میں نے نیپکن کھولا۔

وہ آگے جھکی۔ ''میں جانتی ہوں کہ تمہاری آنے والی کتاب کے بیشتر حصے کے مندرجات کا تعلق تمہارے حالیہ تجربے سے ہوگا۔ غیر متوقع، تکلیف دہ اور سنسنی خیز تجربہ۔'' اس نے یقین سے کہا۔

ہم دھیمے انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ ڈیبورا نے گزرے ہوئے تجربے کے مرکزی کھلاڑیوں کی بات کی۔ جن میں سراغ رساں، وکلا، دل گرفتہ بیوہ...... اور سب سے بڑھ کر پُراسرار مریضہ ہیلی مورگن تھی۔ میں نے ڈیبورا سے کافی باتیں کیں لیکن ہیلی مورگن کے اسقاطِ حمل کی بات مخفی رکھی۔

ڈیبورا، ہیلی کے بارے میں جاننا چاہتی تھی جبکہ میں خود اندھیرے میں تھا۔ ''اگر پولیس اس کی رہائش گاہ سے واقف ہے تو شاید تم کچھ معلوم کرنے کی کوشش کر سکتے ہو۔'' وہ بولی۔

''وہ کیسے؟''

''اگر تم اس کی حقیقت جاننا چاہتے ہو تو اس کے سامان کو کھنگالو۔''

''میں نہیں سمجھتا، کوئی فائدہ ہوگا۔''

''ممکن ہے نہ ہو۔ پولیس یہ کام کر چکی ہوگی۔'' ڈیبورا نے کہا۔ ''لیکن ڈیوڈ اس عورت نے تمہیں تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس کے بارے میں تجسّس رکھتے ہو۔''

☆☆☆

ڈیبورا سے ملاقات کے بعد ہیلی مورگن کا اسرار شدت اختیار کر گیا۔ میں اس کے بارے میں تجسّس کو دباتا آرہا تھا لیکن یوں معلوم ہو رہا تھا کہ زیادہ دن میں ایسا نہیں کرسکوں گا۔ وہ مرنے کے بعد بھی میری زندگی میں موجود تھی۔ میری پسند ناپسند سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ کون تھی؟ یہ معلوم کرنے کے لیے راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے ایک سائیکالوجسٹ کو شکار کیا تھا جس کے باعث میں غیر معمولی غصے کا شکار رہا تھا۔ غصے نے دوسرے جذبات کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ اب غصے کی جگہ افسوس اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

اگر وہ حقیقتاً میری مریضہ ہوتی۔ اور ہیلی مورگن کی حیثیت سے میرے پاس آتی۔ پھر کیا ہوتا؟ مجھے جواب نہیں مل رہا تھا...... نہ اس بات کا کہ مجھے کیوں قربانی کا بکرا بنایا گیا؟ مجھے معلومات درکار تھیں۔ مجھے اپنا ہی جملہ یاد آرہا تھا۔ ''تمہاری زندگی کو کوئی تم سے زیادہ کنٹرول نہیں کر سکتا۔''

وہ اب بھی میرے لیے پُراسرار اور فتنہ پرور مریضہ تھی۔ اس حقیقت کو بدلنا ناگزیر تھا۔ ڈیبورا کے جانے کے بعد میں فورسیزن سے نکل کے چل پڑا اور سوچتا جا رہا تھا۔ معاً میں رک گیا۔ ایک آفس بلڈنگ کے قریب بینچ پر دو آدمی بیٹھے تھے۔ دونوں عمر رسیدہ تھے۔ دونوں کے درمیان شطرنج کی بساط بچھی تھی۔ میں رک کر شطرنج کو گھورتا رہا۔ پھر سیل فون نکال کر ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفتر میں اینتھن گرین کا نمبر ملایا۔

☆☆☆

گرین نے مجھے یوں دیکھا گویا میرے شانوں پر تین سر رکھے ہوں۔

''تمہیں احساس ہے کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟'' وہ بولا۔ ہم دونوں راک فیلر سینٹر کے نزدیک ایک بار میں تھے۔

''ہاں۔''میں نے کہا۔''تھوڑی سی مدد۔''
''نہیں، تم مجھ سے قانون شکنی کے لیے کہہ رہے ہو۔''
''یہ قانون شکنی موجودہ حالات میں بال سے باریک ہے۔''
''کیا تم نے قانون کی پریکٹس شروع کر دی ہے...... کب سے؟'' گرین نے کہا۔
''جب سے...... تم نے کیس جیتنے کے لیے مجھے عدالت میں گھسیٹا تھا۔''
اس نے بیئر کی چسکی لی۔''فرض کرو میں تمہیں اس کے اپارٹمنٹ میں رسائی دیتا ہوں، تم کیا کرو گے؟''
''میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہیلی کے مقاصد کیا تھے۔ اس نے یہ سب کیوں کیا، شاید وہاں سے مجھے کوئی ایسی چیز مل جائے جو ہیلی کو سمجھنے میں میری مدد کرے۔''
''کیا اُس کے اپنے الفاظ تمہارے لیے کافی نہیں ہیں؟''
''مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے۔''
''چھٹی حس؟'' گرین نے ایک ابرو اچکایا۔
''صرف یہی نہیں...... اس کے ساتھ میں نے کافی باتیں کی تھیں۔ مجھے ادراک ہے کہ وہ کسی اور کے روپ میں مجھ سے ملی تھی لیکن کہیں اس کی اصلی شخصیت بھی تھی۔ جو میں پکڑ نہیں سکا۔ میں اصل تک پہنچنا چاہتا ہوں۔''
''اگر تم غلط ہوئے اور کچھ نیا برآمد نہ ہوا پھر؟''
''کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ کم از کم مجھے اطمینان رہے گا کہ میں نے جاننے کی کوشش کی......''
''ٹھیک ہے۔'' گرین نے کہا۔''لیکن چابی براہِ راست میں نہیں دوں گا۔''
میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے سوال کیا۔''کب تک؟''
''کل۔'' اس نے جواب دیا۔
اگلی صبح نو بجے کے بعد میرے اپارٹمنٹ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہ پیغامبر تھا۔ اس نے میرا نام پوچھنے کے بعد ایک لفافہ میرے حوالے کیا۔ اسے رخصت کرکے میں نے دروازہ بند کیا اور لفافہ کھولا۔ جس میں ایک چابی موجود تھی۔ پتا بھی لکھا تھا۔
بذریعہ کیب میں نویں اور دسویں ایونیو کے درمیان اٹھارویں اسٹریٹ پر اترا۔ ہیلی کے اپارٹمنٹ میں جانے کے لیے میں نے سیڑھیاں استعمال کیں۔ کیونکہ اپارٹمنٹ دوسری منزل پر تھا۔ وہاں میں نے پولیس کے زرد فیتے دیکھے۔ ہاتھوں پر گلوز چڑھا کے میں فیتوں سے بچ بچا کر دروازے تک گیا۔ چابی سے لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ رک کر اطراف کا جائزہ لیا۔ پھر چھان بین کا آغاز کیا۔ میز کی درازیں، الماری، بک شیلف، بیڈروم، کچن...... سوٹ کیس، شو باکسز۔
مجھے گرین کا سوال یاد آیا۔''اگر تم غلط ہوئے اور......؟'' میں ناکامی کے قریب تھا اور واپسی کا سوچ رہا تھا...... ساتھ یہ بھی کہ کبھی مڑ کے نہیں دیکھوں گا۔ دفعتاً مجھے ایک سراغ مل گیا۔ واپس تو میں جارہا تھا لیکن وہاں سے نکل کے ائرپورٹ کی طرف۔

☆☆☆

سیٹ بیلٹ کا نشان روشن ہوگیا۔ پائلٹ نیچے اترنے کا اعلان کررہا تھا۔ میں اٹلانٹا (جارجیا) میں تھا۔ اپارٹمنٹ سے نکل کے جب میں ائرپورٹ کی طرف جارہا تھا۔ راستے میں سیل فون سے میں نے ایولن اسٹارک سے بات کی اور خود کو ٹیلی مارکیٹنگ کا نمائندہ بتایا۔ ایولن نے کہا کہ میں جو کچھ بھی بیچتا ہوں، اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور فون بند کر دیا۔ میں نے مطلب حاصل کرلیا تھا۔ تصدیق۔ یہی کہ وہ ایولن تھی جو اٹلانٹا میں موجود تھی۔ ایولن اسٹارک، ہیلی کی حقیقی ماں...... جبکہ ہیلی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ لے پالک تھی۔ اسے گود لیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ بتاتے وقت وہ خود کو سمفنتھا کینٹ ظاہر کررہی تھی۔ حقیقتاً وہ لے پالک تھی۔
ہیلی کے اپارٹمنٹ میں جیولری باکس سے زرد رنگ کے لفافے کا کونا جھانک رہا تھا۔ میں واپس ہی جارہا تھا۔ جب میں نے پلٹ کے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف دیکھا۔ لفافے کا کونا معمولی جھلک دکھا رہا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ درازوں کی تلاشی لیتے وقت وہ کیوں میری نگاہ میں آنے سے رہ گیا...... لفافے میں ایک نوٹ تھا۔ مختصر۔
میری پیاری بیٹی ہیلی کے لیے
میرے لیے یہ بہت بڑی بات ہے، بہت اہم کہ اتنے برسوں بعد تم نے مجھے تلاش کرلیا۔ میں شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے معاف کردیا ہے۔ تم نے جو کچھ مجھے بتایا، وہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔
پیار
ایولن
وہ کیا بات ہے جو ایولن کسی کو نہیں بتائے گی؟ کیا ہیلی

نے کونراڈ کے قتل کی بات ماں سے کی تھی؟ میں نے بھیجنے والے کا پتا لفافے پر دیکھا تھا۔
ایولن اسٹارک، 114۔ ٹریگرل روڈ، گرفن، جی، اے۔ 30224۔ بعدازاں ساڑھے تین گھنٹے بعد میں اٹلانٹا ائرپورٹ پر کرائے کی گاڑی حاصل کررہا تھا۔ نقشے کی مدد سے میں گرفن پہنچا۔ گیس اسٹیشن (پیٹرول پمپ) پر مجھے رہنمائی ملی اور میں ایولن کے گھر تک پہنچ گیا۔
دروازہ کھولنے والی وہ خود تھی۔
''کیا میں ایولن اسٹارک سے بات کررہا ہوں؟''
''ہاں۔'' اس نے جواب دیا۔ میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اس کا جائزہ لیا۔ اس نے اُڑی ہوئی نیلی رنگت والا لبادہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس کی شخصیت میں آنکھوں کے سوا کوئی خاص بات نہیں تھی۔ نگاہ میں ارتکاز اور ٹھہراؤ تھا۔ آنکھیں کسی بھی قسم کے خوف سے عاری تھیں۔ ان آنکھوں میں کھونے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ یہ وہ عورت تھی جس نے ہیلی کو بہت پہلے چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں اسے ایڈ مورگن اور شرلے مورگن نے گود لیا۔
''محترم ایولن اسٹارک میں آپ کی بیٹی ہیلی کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔'' میں نے کہا۔
''تم ڈاکٹر ہو، تم نے کہا؟''
''ہاں، سائیکالوجسٹ۔''
''اس نے ذکر نہیں کیا، کیا وہ تمہاری مریضہ ہے؟''
ایولن نے سوال کرتے وقت زمانہ حال کا صیغہ استعمال کیا تھا۔ اس کا مطلب وہ ہیلی کی موت سے بے خبر تھی۔
''محترم ایولن مجھے دکھ ہے...... آپ کے لیے میرے پاس بُری خبر ہے۔''
وہ سرد نظروں سے مجھے تک رہی تھی۔ ابتدائی طور پر کوئی ردِعمل نظر نہ آیا۔ وہ ساکت کھڑی تھی۔ پلک بھی نہیں جھپکی۔ بالآخر اس نے سوال کیا۔ ''کب اور کہاں؟''
''گزشتہ ہفتہ، مین ہٹن میں۔'' میں نے جواب دیا۔
اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور خاموش رہی۔ میں نے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اس نے پھر سر کو جنبش دی۔
''میں کافی بناتی ہوں۔'' اس نے گویا مجھے اندر آنے کا اشارہ دیا۔
وہ ایک قدم ہی گئی تھی کہ اچانک ڈھے گئی۔ میں نے بروقت اسے تھام لیا۔ وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ بے سہارا، بے آسرا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ سسک رہی تھی۔ میں سہارا دے کر اسے کاؤچ تک لایا۔ دس پندرہ منٹ میں اس نے خود کو سنبھال لیا۔ میں آگاہ تھا کہ وہ تفصیل جاننا چاہے گی اور مجھے کہانی کے بیشتر حصے نکالنے پڑیں گے۔ کونراڈ مظلوم سے ولن کی حیثیت اختیار کرگیا تھا۔
میں نے فیصلہ کیا کہ زیادہ گفتگو ہیلی کی زندگی کے بارے میں کروں گا۔ دراصل یہ بے غرضی نہیں تھی۔ میں کوشش کررہا تھا کہ اپنے لیے کچھ معلومات حاصل کرلوں۔ اس نیت کے تحت میں ہیلی کے اپارٹمنٹ میں گیا تھا۔
دورانِ گفتگو علم ہوا کہ ہیلی ایک سال پہلے ایولن تک پہنچی تھی۔ ایولن نے وضاحت کی، ایک سال پہلے تک وہ ہمیشہ ہیلی کو یاد کرتی تھی...... اسے ڈھونڈنا چاہتی تھی۔ اسے یقین نہیں تھا۔ ملاقات بامعنی ہوگی پھر ہیلی کی طرف سے ہی پہل ہوئی...... ایک کامیاب کوشش۔ ایولن کی زندگی میں خوشیوں بھرے دن کم تھے لیکن وہ خوشی کا دن تھا جب ہیلی نے اپنی ماں کو فون کیا۔ چند ہفتوں کے بعد دونوں کی ملاقات ہوئی۔
گھما پھرا کے میں منتخب سوالات پر آیا۔
''کیا اس نے بتایا تھا کہ وہ کسی شادی شدہ مرد کی محبت میں گرفتار ہے؟''
''نہیں۔''
''کیا وہ کسی بات پر، کسی معاملے میں مشتعل تھی یا ناراض تھی؟''
''ایسا نہیں لگتا تھا۔''
دونوں سوالات کے جواب نفی میں آنے پر میں کچھ دل برداشتہ ہوا۔ میں یہاں اس یقین کے ساتھ آیا تھا کہ کچھ کام کی بات معلوم کرلوں گا۔
''آپ دونوں زیادہ تر کس موضوع پر بات کرتے تھے؟''
''مختلف موضوعات...... اُس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ایک اچھی فیملی کے ساتھ پلی بڑھی تھی...... وہ کالج گئی۔ اس نے مجھے ماڈلنگ کے بارے میں بتایا۔ وہ پیاری بچی تھی۔'' ایولن اچانک رک گئی۔ ''ٹھہرو میں تمہیں اس کی تصویر دکھاتی ہوں۔'' وہ اٹھی اور شیلف پر سے ایک چھوٹا باکس اٹھا کے لائی۔
''وہ یہاں آئی تھی تو اس کے پاس ایک کیمرا تھا۔ ہم نے چند فوٹو بنائے تھے۔'' ایولن نے باکس کھول کے ایک تصویر نکالی اور مجھے دی۔ میں نے فوٹو دیکھا جس میں دو عورتیں مسکرا رہی تھیں۔ برسوں بعد ماں بیٹی کا ملن تھا۔ دونوں ایک کاؤچ پر ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں۔

میں نے فوٹو کی تعریف کی اور واپس کرنے کے لیے ہاتھ آگے گیا۔ معاً میرا ہاتھ برف ہو گیا۔ دوران خون رک گیا۔ میں پلک جھپکائے بغیر فوٹو کے زیریں دائیں کونے کو تک رہا تھا۔ جہاں ایک تاریخ پرنٹ تھی۔ وہی تاریخ...... جب کونراڈ کا قتل ہوا تھا۔ بے رحمانہ قتل۔

میں نے ایولن سے استفسار کیا...... تاریخ کے بارے میں۔ کیا کیمرے کی پروگرامنگ درست تھی؟ کیلنڈر کی سیٹنگ غلط تو نہیں تھی......؟

''نہیں، اس تاریخ کو وہ یہاں تھی۔'' ایولن نے کہا۔ ''مجھے اس لیے یاد ہے کہ رات میں ''ہالووین نائٹ'' تھی۔ ہیلی نے رات میرے ساتھ گزاری تھی۔''

''تمہارا مطلب ہے اُس رات وہ اِس گھر میں تھی؟''

''ہاں، کیوں؟''

مجھے چکر آ گیا۔ ہیلی بیک وقت اٹلانٹا اور مین ہٹن میں نہیں ہو سکتی۔ یہ کیسے ممکن ہے، پھر مجھے کال کس نے کی تھی۔ ایک ہی جواب تھا۔ ہیلی تنہا کام نہیں کر رہی تھی۔

''مجھے آپ کی تھوڑی سی مدد چاہیے۔'' میں نے ایولن اسٹارک کی طرف دیکھتے ہوئے خود کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کی۔ ''ایک روز کے لیے یہ فوٹو مجھے عاریتاً دے دیں۔''

''تم اس کا کیا کرو گے، کہاں لے جاؤ گے؟''

''مین ہٹن۔'' میں نے کہا۔ ''میں وعدہ کرتا ہوں۔ پیر تک یہ واپس آپ کے پاس ہوگی۔''

اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ وہ سمجھ نہیں رہی ہے۔

''میں سمجھتا ہوں آپ کیا سوچ رہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ تصویر مجھے پولیس کو دکھانی ہے۔''

''کیوں؟''

''میں سمجھتا ہوں یہ تصویر ثابت کرے گی کہ تمہاری بیٹی نے کسی کو قتل نہیں کیا۔'' میری بات نے ایولن کے تاثرات متغیر کر دیے۔ میں نے اسے ادھورا سچ بتایا تھا۔ اس کی بیٹی ملوث تھی لیکن قتل اس نے نہیں کیا تھا۔ بہرحال یہ اہم بات تھی کہ ہیلی قاتل نہیں تھی۔

''تم نے تصویر کی واپسی کا وعدہ کیا ہے۔'' ایولن نے کہا۔

''میں اپنا وعدہ نبھاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ تصویر آپ کے لیے کتنی اہم ہے۔'' میں نے ایک بار پھر معذرت کی کہ میں بُری خبر پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ اس کے بعد میں بعجلت تصویر کے ساتھ وہاں سے نکلا۔

☆☆☆

ائرپورٹ پر پرواز سے پہلے پامیلا کو مطلع کرنا ضروری تھا۔ مجھے اسے اپنی چونکا دینے والی کارکردگی کے بارے میں بتانا تھا اور پھر اسے کہنا تھا، فوری طور پر متعلقہ افراد کو آگاہ کرے۔ آغاز پولیس سے کرنا ضروری تھا۔ انہیں اسی وقت علم ہونا چاہیے تھا کہ کیس کلوز نہیں ہوا۔ قاتل آزاد گھوم رہا ہے۔ سیدھا مطلب تھا کہ سمنتھا کینٹ کی جان خطرے میں تھی...... میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے سیل فون پر پامیلا کے گھر کا نمبر ملایا۔ میں بے قرار تھا۔ چار گھنٹیوں کے بعد میں نے پیغام چھوڑا۔ کہاں ہے وہ؟

میں نے اس کے سیل فون پر کوشش کی...... کیا مسئلہ ہے؟ میں نے وکٹر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ خیال آیا پولیس سے بات کروں۔ اندیشہ تھا۔ کہیں ٹیری اور فرینک لائن پر آئے تو کیا کروں گا۔ اُن کے سوالات...... میں وہاں کیوں گیا؟ اس کے بارے میں کہاں سے پتا چلا؟ مجھے اٹارنی گرین کی گردن بھی بچانی تھی...... میں نے پولیس کو فون کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ بہتر یہ تھا کہ براہِ راست سمنتھا کینٹ سے بات کی جائے۔ وہ میری اطلاع پر بدحواس ہو جاتی۔ ''میں اسے پُرسکون رکھنے کی بہترین کوشش کروں گا۔'' میں نے خود سے کہا اور سمنتھا کے ہوٹل کا نمبر ملایا۔ مین ہٹن...... ڈریک ہوٹل۔ میں نے اس کے کمرے کا نمبر لیا اور کال کی۔ آٹھ مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد میں اپنا نمبر اور پیغام چھوڑا کہ پہلی فرصت میں مجھ سے بات کرے۔ ایمرجنسی۔ یہی پیغام میں نے پامیلا کے لیے دیا تھا۔

میں نے ڈیلٹا ائرلائنز میں نشست محفوظ کی۔ اس وقت ایک بھیانک خیال ذہن میں آیا...... کہیں قاتل نے سمنتھا کو ٹھکانے تو نہیں لگا دیا۔ فلائٹ کی روانگی میں کچھ وقت تھا۔ اِدھر میرا ذہن اندیشوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، اچانک میرا سیل فون بول اٹھا۔

''ہیلو؟''

''ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر؟'' سمنتھا کی آواز تھی۔ میں نے فوراً سوال کیا کہ وہ کہاں ہے؟

''میں یہاں ڈریک ہوٹل میں۔ دوسری لائن پر تھی۔ تم پریشان لگ رہے ہو؟''

''پریشانی کی بات ہے۔ لمبی کہانی ہے۔ لُبِ لباب یہ ہے کہ ہیلی مورگن نے تمہارے شوہر کو نہیں مارا تھا۔''

دوسری طرف سے چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد جواب آیا جواب کیا سوال تھا۔ ''وہاٹ؟''

''جس رات کونراڈ کا قتل ہوا ہیلی، گرفن، جارجیا میں تھی۔ اٹلانٹا (جارجیا) میں اس کی حقیقی ماں ایولن اسٹارک رہتی ہے۔ اس رات وہ اپنی ماں کے ساتھ تھی۔''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا؟''

''کیونکہ میں اس وقت وہیں ہوں اور واپس مین ہٹن کے لیے روانہ ہونے والا ہوں۔''

''اگر وہ کام ہیلی مورگن کا نہیں تھا...... پھر کس نے کیا؟''

''یہ ایک سوال ہے۔ یقیناً وہ کسی اور کے ساتھ مل کر کام کررہی تھی۔''

''اوہ مائی گاڈ، ڈیوڈ...... وہ عورت...... وہ مقدمے کے دوران سامنے آئی تھی۔ گبریلا ڈینس۔''

گبریلا؟ مجھے حیرت کا سامنا تھا۔ وہ شہرت کی بھوکی تھی یا واقعتاً ہیلی کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ وہ کونراڈ سے تعلقات کی دعویدار تھی اور بظاہر میرا دفاع کمزور کرنا چاہتی تھی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' میں نے سمنتھا سے سوال کیا۔ ''تمہاری بات ہوئی تھی اُس کے ساتھ؟''

''کل اُس نے مجھے فون کیا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ بہت شرمندہ اور اداس تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ بالمشافہ مل کر معذرت کرے گی۔ وہ اپنے ضمیر کی چبھن سے پریشان ہے۔''

''تم اسے کچھ......''

''ظاہر ہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن وہ بضد تھی۔ اور اب میں خوف زدہ ہوں۔'' سمنتھا نے کہا۔

''کیا وہ جانتی ہے، تم کہاں ہو؟''

''ہاں۔'' سمنتھا کی آواز میں لرزش تھی۔ ''اب میں کیا کروں؟''

اسی وقت میرے سیل فون نے بپ کا اشارہ دیا۔

''ایک سیکنڈ رکو۔'' میں دوسری کال پر آیا۔ وہ پامیلا تھی۔

''کیا ہمارا آڈر ختم نہیں ہوا؟'' وہ چہکی۔

''قطعی نہیں، اس وقت کہاں ہو تم؟''

''جم سے باہر آرہی ہوں، کیوں؟ خیریت ہے؟''

جواب میں میری زبان گھاس کاٹنے والی قینچی کے مانند چلنے لگی۔ میں نے تیزی سے کہانی اس کے گوش گزار کی۔

''اب سمنتھا ہراساں ہے اور میں کہنے جارہا ہوں کہ وہ پولیس کو کال کرے۔'' میں نے آخر میں کہا۔

پامیلا نے مجھے روک دیا۔ ''پولیس کو ابھی درمیان میں مت لاؤ۔ جب تک تم فوٹو کے ساتھ یہاں واپس نہیں آجاتے۔ اس دوران تم سمنتھا سے کہو کہ فی الفور ہوٹل سے نکلے اور میری رہائش گاہ پر پہنچے۔ اُسے میرا پتا سمجھاؤ...... میں وہاں پندرہ منٹ میں پہنچ جاؤں گی۔ تم واپسی پر ائرپورٹ سے سیدھے وہاں آنا۔''

''گڈ، شکریہ۔'' میں نے کہا۔ ''میں پہنچ جاؤں گا۔''

میں سمنتھا کی لائن پر آیا...... اسے ہدایات دیں اور فون بند کردیا۔

☆☆☆

پامیلا کی رہائش تیسری منزل پر تھی۔ وہی ٹاپ اسٹوری تھی۔ میں نے گھنٹی بجانے کے لیے بٹن دبایا۔ وقفے کے بعد فرنٹ ڈور لاک اندر سے کھولا گیا۔ میں نے قدم اندر رکھا۔ پامیلا لیونگ روم میں کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ ابھی میری مسکراہٹ مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ہرسُو گہری تاریکی چھا گئی۔ میرے ہوش وحواس تیرگی میں ڈوبتے چلے گئے۔

''تم نے تنہا یہ کام کیسے کیا؟''

آنکھ کھلنے پر یہ الفاظ میری سماعت سے ٹکرائے جو سمنتھا کے منہ سے برآمد ہوئے تھے۔

''تم نے جونیئر سراغ رساں کا کردار ادا کیا ہے۔'' وہ کچن میں ایک چھوٹی میز پر بیٹھی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے۔ سگریٹ انگلیوں میں تھی۔

''اور دیکھو اس سراغ رسانی کا نتیجہ۔'' سمنتھا نے کہا۔

میرے ہاتھ پاؤں ڈکٹ ٹیپ سے بندھے تھے، منہ پر بھی ٹیپ تھی۔ سر میں دکھن تھی۔ پامیلا بھی میری طرح بے دست و پا تھی۔ اس کی پیشانی پر زخم تھا۔ خون خشک ہو چکا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ جب میں اندر آیا تھا، اس وقت پامیلا ٹھیک حالت میں کاؤچ پر بیٹھی تھی...... میرے سر میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

''ڈیوڈ، کیا کہو گے...... اپنے بارے میں؟'' وہ بولی۔

میں بولنے سے قاصر تھا۔ ''مم...... ف...... ف......'' میں نے سر ہلایا۔ اس سے زیادہ کیا کرسکتا تھا۔ تاہم اتنا کافی تھا۔

سمنتھا کے لبوں پر ادھوری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''کچھ کہنا چاہتے ہو؟ ظاہر ہے ایک نہیں، کئی سوال ہوں گے...... میں ٹیپ ہٹا دوں گی لیکن کوئی احمقانہ حرکت مت کرنا۔''

میں کتنا احمق تھا۔ نہیں سمجھ سکا کہ ہیلی کا پارٹنر کون ہو سکتا ہے۔ یا حالات و واقعات نے سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ایک بیوی تھی، دوسری معشوقہ۔ دونوں کے پاس وجہ تھی۔ کونراڈ سے نفرت کی وجہ......

سمنتھا نے ایک ہاتھ میں وزنی ''سوس پین'' سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے ٹیپ کا کونا پکڑ کے کھینچا۔ میں نے چیخنے چلّانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بیٹھ گئی۔

میں نے پامیلا کو دیکھا۔ ''تم ٹھیک ہو؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا پوچھنا چاہو گے؟'' سمنتھا نے فراخدلانہ پیشکش کی۔

میں نے یک حرفی سوال کیا۔ ''کیوں؟''

''ہونہہ، یہ ایک سوال نہیں ہے۔ میں کیوں کونراڈ کو مردہ دیکھنا چاہتی تھی؟ میں نے کیوں ایک ایسی عورت کو پارٹنر بنایا جس کی وجہ سے کونراڈ میرے ساتھ بے وفائی کر رہا تھا؟ اور تم کیوں قربانی کا بکرا بنے؟'' اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی۔ ''میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تاہم کم وقت میں کچھ نہ کچھ بتا دوں گی۔''

میں نے ہاتھ اور پاؤں کے بندھن دیکھے۔ ''ہنسنے والی بات ہے، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ ہمارے پاس وقت کم رہ گیا ہے۔''

''حسِ مزاح اچھی ہے تمہاری۔ مجھے اچھا لگا۔ کونراڈ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اگر رنگین مزاجی کو چھوڑ دیا جائے......''

''تم نے اُسے مارا تھا؟''

''ہاں۔'' سمنتھا نے جواب دیا۔

''اس لیے کہ وہ بے وفا تھا؟''

سمنتھا نے کش لے کر دھواں فضا میں پھینکا۔ ''تمہارے خیال میں یہ ''کرائم آف پیشن'' تھا؟''

''اور کیا کہیں گے۔'' میں بولا۔

''دولت کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

میں ٹھیک طرح نہیں سمجھا، وہ پہلے ہی متمول آرچی بالڈ فیملی کی وارث تھی۔ ''کوئی بڑی انشورنس پالیسی؟'' میں نے سوال کیا۔

''تم کہہ سکتے ہو۔'' وہ بولی۔ ''مسئلہ یہ تھا کہ اس کی مدت ایک سال پہلے ختم ہو گئی۔ ہماری شادی کی دسویں سالگرہ کے موقع پر۔''

بات میری سمجھ میں آنے لگی تھی۔ وہ قبل از نکاح کے معاہدے (Prenuptial) کی بات کر رہی تھی۔ ایسے معاہدے کی مختلف اور متعدد اشکال ہوتی ہیں۔ طلاق کی صورت میں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ عموماً اثاثہ جات کی تقسیم ہوتی ہے یا اثاثے چھوڑنے پڑتے ہیں۔ طلاق کی بنیاد جنسی سرگرمیاں ہوتی ہیں جن میں بیوی کے لیے شوہر کی جانب سے بے وفائی مضمر ہوتی ہے...... اس معاہدے کا ایک نکتہ بیڈ بوائے کلاز کہلاتا ہے۔ میں نے اس نکتے کے بارے میں سمنتھا سے سوال کیا، کینٹ فیملی کی دولت کے مقابلے میں کونراڈ کے بینک بیلنس کا کوئی موازنہ نہیں تھا اور دسویں سالگرہ کا مطلب شادی کامیاب تھی لیکن معاہدہ ایکسپائر ہو گیا تھا۔

میرے سوال کے جواب میں سمنتھا نے کہا۔ ''بیڈ بوائز کلاز موجود تھا لیکن اس کی افادیت ختم ہو گئی تھی۔ میں معاہدے کی مدت میں سات سال کا اضافہ چاہتی تھی۔ اس کے وکیل نے کئی قانونی نکات اٹھائے جو مجھے قابلِ قبول نہیں تھے۔ اگرچہ میں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ اول یہ کہ مجھے بھاری رقم ادا کرنی پڑتی۔''

''کتنی رقم؟''

''تقریباً ستّر ملین۔'' سمنتھا نے اطمینان سے کہا۔

''یعنی تم نے ستّر ملین کونراڈ کو نہیں دیے...... معاہدے کی مد میں اضافہ نہیں ہوا۔ بجائے اس کے تم نے اس کو مار ڈالا؟''

''مجھے کیا کرنا چاہیے تھا؟'' اس نے سوال کیا۔

''جلد یا بدیر تمہیں وراثت میں بہت کچھ ملتا۔ کیا وہ کافی نہیں تھا؟''

''میاں بیوی کی حیثیت میں کونراڈ بھی از خود مستفید ہوتا۔''

''تم اور ہیلی یہ ایک انوکھی پارٹنر شپ نہیں تھی؟''

''درحقیقت تھی...... اور یہی ہم دونوں کی شراکت کا حُسن تھا۔ ایک عورت کی نفرت عام بات ہے۔ اس میں خطرہ بھی ہوتا ہے لیکن جب دو عورتیں نفرت پر اتفاق کر لیں تب کھیل کے اصول و ضوابط بدل جاتے ہیں...... کونراڈ نے اس کے ساتھ افیئر ختم کیا تھا۔ وہ غصے میں تھی۔ اس کے قدم میرے گھر تک پہنچے تو اس کا ارادہ تھا کہ وہ میری دنیا تہ و بالا کر دے گی۔ اس کی ایک آنکھ کے اوپر نیلا نشان تھا۔ کونراڈ سے تو تکار پر کونراڈ نے ہاتھ اٹھایا تھا۔''

''کیوں؟ کس بات پر؟''

''وہ حاملہ تھی۔ جب اس نے کونراڈ کو بتایا تو وہ چند روز تک اسے خفیہ طور پر ڈرگ دیتا رہا۔ باسٹرڈ۔''

سمنتھا نے بات آگے بڑھائی۔ ''حمل ضائع ہونے کے بعد ڈاکٹرز کے مطابق خون میں مذکورہ ڈرگ کی علامات پائی گئی تھیں۔ اس نے بے بی کو کھو دیا تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ انتقام کی آگ میں جل رہی تھی۔''

''او کے، لیکن مرڈر؟'' میں نے کہا۔

''میں تسلیم کرتی ہوں کہ یہ اس کا اولین خیال نہیں تھا۔ میں نے اسے آمادہ اور تیار کیا۔ میں نے اسے موٹی رقم کی پیشکش کی۔ عاشق رہا نہ بچہ...... وہ میرے ساتھ سازش میں شریک ہوگئی۔''

''پھر غلط کیا ہوا؟ وہ تمہیں ختم کرنا چاہتی تھی؟''

''نہیں، اُس روز صبح میں وہ مجھے مارنے نہیں آئی تھی بلکہ معاوضے کی بقیہ رقم وصول کرنے کی نیت سے آئی تھی جبکہ میرا منصوبہ کچھ اور تھا۔''

''تم اُسے ختم کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔'' میں نے تصور میں دیکھا کہ سمنتھا، ہیلی پر حملہ کر رہی ہے۔ ہیلی بروقت دیکھ لیتی ہے اور دونوں کے درمیان کشمکش شروع ہو جاتی ہے...... پھر منظر نامے میں، میں داخل ہوتا ہوں۔

سمنتھا نے تالی بجائی۔ ''ڈیوڈ اس وقت تم نے ایک اچھے گول کیپر کے مانند میچ بچالیا۔''

تصور کی آنکھ سے میں نے ہیلی کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھیں۔ وہ آنکھیں ایک ساعت کے لیے میری آنکھوں سے لڑی تھیں...... جب وہ گرا ہوا چاقو اٹھا رہی تھی۔ میں سمجھا تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کرے گی۔ میں غلط تھا۔ وہ آنکھیں اس عورت کی تھیں جو ''ٹریپ'' ہوگئی تھی۔ جھوٹے وعدے نے اسے ٹریپ کرلیا تھا۔ ایک بار نہیں دوبار۔ پہلے کونراڈ نے پھر سمنتھا کینٹ نے۔

اگلی ساعت میں سمنتھا کی گولی نے جھوٹی باتوں کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ میں نے تصور کی آنکھ بند کر دی۔

''ہیلی کے علم میں نہیں تھا کہ کونراڈ میرا مریض رہ چکا ہے؟''

''نہیں...... اُسے بعد میں علم ہوا تھا۔''

''میں درمیان میں کیسے آ گیا؟'' میں نے سوال کیا۔

''مجھے پتا چل گیا تھا کہ کونراڈ تم سے مل چکا ہے۔''

''کیسے؟'' میں نے سوال کیا۔

''اتفاقاً میں نے اس کی چیک بک دیکھ لی تھی۔ اس نے ایک بار تمہارے لیے چیک کاٹا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ میں ایک سیشن اور ایک ادائیگی کے بارے میں ہی جان سکی۔''

''کیونکہ دوسرا سیشن ہوا ہی نہیں تھا۔'' میں نے کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ میں اس وقت بے خبر تھی، مجھے نہیں معلوم تھا تم دونوں کے مابین کیا باتیں ہوئی ہیں۔ اگر کونراڈ اچانک مارا جاتا...... اس صورت میں میرے لیے تمہاری جانب سے خطرہ تھا۔ تم نئی معلومات کے ساتھ سامنے آسکتے تھے۔ میرے لیے اُلجھن کھڑی ہو جاتی۔''

''وہ معاشقہ ختم کرنا چاہتا تھا۔'' میں نے کہا۔

''نہیں، وہ محض یہ تاثر دے رہا تھا اور تمہارے ذریعے اسے ریکارڈ پر لا رہا تھا۔ Prenup معاہدہ ختم ہونے سے پہلے اگر مجھے اس کے معاشقے کا علم ہو جاتا...... میں اس کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی۔ ایسی صورتِ حال میں اس کے وکلا تمہیں کورٹ میں بلواتے......''

''اس کا مطلب تم تینوں نے میرا استعمال کیا۔''

''لیکن میں تمہیں نہیں جانتی تھی۔''

''کیا فرق پڑتا ہے۔ تم نے ہیلی کے ساتھ مل کر میرا استعمال کیا۔''

''ہاں، تاہم تمہاری کتاب نے مدد کی۔ تم نے ہی لکھا تھا۔ بظاہر بغیر کسی وجہ کے اچھے لوگ بُرے کام کر جاتے ہیں۔''

''تم نے میری کتاب پڑھ کر بہ آسانی مجھے پھنسایا۔ میرا خیال ہے کہ تم نہ پڑھتیں تب بھی مجھے قربانی کا بکرا بننا تھا۔''

سمنتھا نے گھڑی دیکھی۔ ''میں نے زیادہ ہی باتیں کرلیں۔''

''تم بوسٹن میں تھیں اور ہیلی اٹلانٹا (جورجیا) میں...... پھر کونراڈ کو کس نے مارا؟ کیا تمہارا ابھی کوئی آشنا ہے؟''

''میرے پاس وقت کم ہے اور تم دونوں کا وقت ختم ہو رہا ہے۔''

''آخری سوال۔'' میں نے کہا۔ ''جج کو فوٹو کس نے بھیجا تھا؟''

وہ کھڑی ہوگئی۔ ''کیا کرنا چاہیے؟ پسٹل استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چھری بھی نہیں۔ چھری ہیلی کا ٹریڈ مارک ہے۔''

''ایک اور سوال۔'' میں نے کہا۔

سمنتھا نے قریب آکے میرے منہ پر دوبارہ ٹیپ لگا دی۔ اس نے اسٹوو کی ناب گھما کر اسے روشن کیا۔ پھر نیلے

شعلے کو پھونک مار کے بجھا دیا۔ گیس کی مخصوص بُو کچن میں پھیلنے لگی۔ کیبنٹ کھول کر اس نے دھاتی بیکنگ پین نکالا۔ سنک میں سے پین میں پانی ڈالا اور اوون کی طرف گئی۔ اس نے پین مائیکرو ویو میں رکھ کے ڈور بند کر دیا۔ ٹچ سسٹم پر انگلیاں چلا کر مائیکرو ویو آن کر دیا۔ اس نے اچٹتی نظر ہم پر ڈالی اور باہر کا رخ کیا۔

☆☆☆

وہ باہر نکل گئی تھی۔ پانچ چھ منٹ میں ہم بھی نکل جاتے......سیدھے اوپر......دنیا سے دور......

وہ مائیکرو ویو نہیں تھا۔ ٹائم بم تھا۔ دھاتی بیکنگ پین نے چند منٹ میں اسپارک کرنا تھا۔ آگ لگتی اور مائیکرو ویو، پریشر کوکر میں تبدیل ہو جاتا۔ اوپر سے ابلتا ہوا پانی۔ مائیکرو ویو پھٹتا.... بوم۔ کچن میں گیس بھرنا شروع ہو گئی تھی۔

میں نے پامیلا کو دیکھا۔ بات ہم کر نہیں سکتے تھے لیکن ہمیں بات کرنی تھی۔ آنکھوں سے اشاروں سے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں بہت تیزی کے ساتھ سوچنا تھا۔ کسی بھی طرح آزاد ہو کے یہاں سے نکلنا تھا۔ پامیلا آنکھوں اور سر کی حرکات سے کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے سمجھنے کی کوشش کی۔ اسٹوو کے ساتھ عمودی کیبنٹ تھا...... میں نے انچ انچ کر کے کیبنٹ کی طرف کھسکنا شروع کیا۔ بمشکل میں اسے کھولنے میں کامیاب ہوا۔ میرے ہاتھ پیچھے کی طرف تھے۔ میں نے پہلو بدل کے جھانکا۔ اندر تولیے، اوون کلینرز اور المونیم ٹن فوئل رکھے تھے۔ میں نے گردن گھما کے پامیلا کی طرف دیکھا۔ اس نے آنکھوں کی پُتلیاں دائرے کی شکل میں گھمائیں۔ ٹن فوئل کا رول۔ میں سمجھ گیا۔ وہاں رول نہیں تھا۔ بلکہ فوئل کے باکس تھے...... باکس کا کنارا چھری کے مانند نہیں تھا۔ تاہم فی الحال وہی ہماری دسترس میں تھا۔ میں نے پشت کیبنٹ کی طرف کی اور ہاتھ دراز کر کے باکس پکڑ لیے۔ عین اسی وقت مائیکرو ویو میں پہلا اسپارک ہوا۔ وقت نکلا جا رہا تھا۔

میں نے واپس پامیلا کی جانب اور اُس نے میری طرف حرکت کی......قریب ہونے پر ہم پشت سے پشت ملا کے بیٹھ گئے۔ میں نے ایک باکس انگلیوں میں پکڑے رکھا، باقی گرا دیے۔ پامیلا نے بندھے ہوئے ہاتھ پیچھے کی طرف بڑھائے اور ٹیپ کو المونیم فوئل کے کنارے سے رگڑنا شروع کیا۔ میں اپنی جانب سے حتی الامکان اس کے لیے آسانی پیدا کر رہا تھا۔ فرشتۂ اجل مائیکرو ویو میں مقید تھا۔ محض چند منٹ کے لیے۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ مائیکرو ویو نے غرانا شروع کر دیا تھا۔ اندرونی دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

ہماری جدوجہد دیوانگی کی حدود میں داخل ہو گئی تھی۔ میں نے باکس چھوڑ دیا۔ منٹوں کی نہیں سکینڈوں کی بات تھی۔ میں نے ٹٹول کے پامیلا کے ادھ کٹے ٹیپ میں انگلیاں پھنسائیں۔ مجھے اس کو کپڑے کی طرح پھاڑنا تھا۔ موت سر پر تھی۔ میری توانائی انگلیوں میں منتقل ہو گئی۔ میں نے بھرپور زور لگایا۔ اور کامیاب ہو گیا۔ ہاتھ کھلتے ہی پامیلا اچھل کے کھڑی ہوئی اور گرتے گرتے بچی۔ پیروں کی بندش اپنی جگہ پر تھی۔ اسی حالت میں کودی، سنبھلی اور کیبنٹ پر گری۔ ایک ہاتھ سے سہارا لیا اور دوسرے ہاتھ سے دراز میں سے قینچی نکالی۔ جھک کر پیروں کی ٹیپ کاٹی۔ میں نے مائیکرو ویو کو دیکھا۔ وقت پورا ہو رہا تھا۔ وہاں اندر آگ تھی۔ کناروں سے گاڑھا دھواں پانی کے مانند رس رہا تھا۔ مائیکرو ویو لرز رہا تھا۔

پامیلا نے لپک کر مجھے آزاد کرایا۔ ہم کچن سے نکل کے لیونگ روم کی طرف بھاگے۔ وہاں سے ہال وے میں۔ اور بس۔ پامیلا کا ہاتھ میرے بازو پر تھا، رخ باتھ روم کی طرف......

در و دیوار ہل گئے۔ دھماکے نے ساعت کو ناکارہ کر دیا۔ قبل اس کے ہمارے قدم اکھڑتے اور ہم شعلوں میں گھر جاتے۔ باتھ روم میں ہم دونوں چینی کے دبیز ٹب کے اندر تھے۔ نیم مجروح......لیکن زندہ......ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ ناک سے ناک اور آنکھ سے آنکھ......نظر نظر سے ملی تھی۔ ہونٹوں پر ٹیپ تھی۔ موت چھو کر گزر گئی۔ ٹیپ ہٹی اور پھر ایک طویل جذباتی......

☆☆☆

ایک انسان اور بچا تھا جسے علم تھا کہ ہیلی مورگن نے کونراڈ کا قتل نہیں کیا۔ اور وہ اس کی حقیقی ماں تھی۔ ایک اور انسان کو پتا تھا کہ اس کی ماں کو پتا ہے، وہ سمنتھا تھی۔ میرے ذریعے سمنتھا جان چکی تھی کہ ہیلی کی ماں کہاں ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ ٹاؤن اور اسٹیٹ کون سی ہے۔ وہ بہ آسانی اس تک پہنچ جاتی۔ ہم سے فارغ ہونے کے بعد کرنے کے لیے اس کے پاس ایک ہی ضروری کام تھا۔ وہ یہ کہ ایولن اسٹارک کو ٹھکانے لگا دے۔ راز کو راز ہی رہنے دے...... فاش نہ ہونے دے۔ ہم جانتے تھے، وہ پہلی فرصت میں یہ کام کرے گی، فوراً سے پیشتر......''

لیکن وہ فلائٹ نہ پکڑ سکی۔ ائرپورٹ دو تھے۔ کینیڈی اور لاوارڈیا ائرپورٹ۔ پامیلا نے دو کالز کیں۔ ایک پولیس

دوسری وکٹر کو۔ سمنتھا کینٹ کو لاوارد یا پر دھر لیا گیا۔

☆☆☆

چند سوالات کے جواب ابھی تک پردۂ غیب میں تھے۔ گرفت میں آنے کے بعد سمنتھا کا قانونی حق تھا کہ وہ اپنا منہ بند رکھے۔ لیکن اس نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس کے وکلا بھی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ایک وجہ، کیس میں جان نہیں تھی۔ دوسرے اس نے مجرمانہ پاگل پن کا مظاہرہ کیا تھا۔ میں ابھی تک کہانی سے باہر نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی وجہ چند پُراسرار سوالات تھے جن کے جواب سمنتھا کینٹ کی ہرزہ سرائی نے دیے۔ اُسے اپنے خونی کارہائے بدبودار پر کوئی ندامت تھی نہ شرمندگی۔ اُسے یقین تھا کہ اس نے جو کچھ کیا...... وہ حق بجانب تھی۔

اس کی یادہ گوئی سے مجھے پہلے اہم سوال کا جواب ملا کہ کونراڈ کو قتل کس نے کیا تھا۔ سمنتھا نے بتایا کہ وہ کس طرح بوسٹن کے رٹز کارلٹن ہوٹل سے آنکھ بچا کے نکلی...... بائی روڈ مین ہٹن آئی اور واپس گئی۔ ایک اور سوال، جو خط اس نے سُپر اپارٹمنٹ میں پلانٹ کروایا...... اس پر کونراڈ کے دستخط کہاں سے آئے۔ کونراڈ جب حالتِ عجلت میں دفتر سے نکل رہا تھا۔ سمنتھا نے چند کاغذات اس کے منہ پر مارے جن پر اسے دستخط کرنے تھے۔ انہی میں ایک سادہ لیٹر ہیڈ تھا۔ اس نے دیکھے پڑھے بغیر اوپر تلے دستخط کیے اور واپس سمنتھا کے منہ پر مار کر کہا۔

''یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔''

قتل والی رات ہیلی کی ذمّے داری تھی کہ وہ مجھے کال کرے۔ اس نے کال کی لیکن سمنتھا کو نہیں بتایا کہ وہ کال جار جیا سے کرے گی۔ یہ اتفاق تھا یا وہ سمنتھا پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔ وہ طویل عرصے بعد پہلی مرتبہ اپنی ماں سے ملنے گئی تھی۔ اس طرح اگر حالات اسے پھنساتے تو جائے وقوع سے عدم موجودگی وہ بہ آسانی ثابت کر دیتی۔ اگرچہ اس کی نوبت نہیں آئی۔ خیال غالب تھا کہ اسے اپنی پارٹنر پر بھروسا نہیں تھا۔

میرا ٹرائل معلق ہوا تو ہیلی کی پھر کال آئی۔ آئیڈیا سمنتھا کا تھا۔ اس کال کا مقصد واضح تھا۔ سمنتھا دوسری مرتبہ قتل کر کے بچ جاتی۔ اس مرتبہ مؤقف ہوتا کہ ہیلی نے ڈیوڈ کو کال کر کے عندیہ دیا تھا۔ فرق اتنا تھا کہ وہ یعنی ''پُراسرار مریضہ'' سمنتھا کو مارنے دوسرے دن آئی۔ اور سمنتھا نے اپنا دفاع کیا یا وہاں سے ہٹ کر اپنی عدم موجودگی کہیں اور دکھاتی اور پولیس مجھے ڈھونڈتی۔ غالباً اس مرتبہ بھی ہیلی نے اس پر پورا اعتبار نہیں کیا۔ نتیجتاً خود سمنتھا کے جان کے لالے پڑ گئے۔ میری غیر متوقع آمد سمنتھا کے حق میں گئی۔

سپر یسر کا سوال اتنا اہم نہیں تھا لیکن سمنتھا نے خود ہی بتا دیا کہ ڈیوائس کونراڈ کی تھی۔ اسے وہم تھا کہ مسا بقین اس کی کاروباری بات چیت ریکارڈ کرتے ہیں۔

میرا اس روز صبح وہاں پہنچنا بڑا سرپرائز تھا۔ میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ سمنتھا کا کیا پروگرام تھا اور ہیلی پیسے لینے گئی تھی یا اسے شک ہو گیا تھا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ سمنتھا کو مارنے آئے گی اور یہی میں نے دیکھا۔ سمنتھا کا منصوبہ ہیلی کی مزاحمت کے باعث گلے پڑ گیا۔ تب میں درمیان میں کود پڑا۔

ایک سوال پھر بھی تھا۔ جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ جج لوما کس کو ہیلی کا فوٹو کس نے بھیجا تھا؟

☆☆☆

ایک روز میں آفس سے واپس روانہ ہو رہا تھا۔ جب بلیئر آرنلڈ کیسپر کی لیموزین میرے قریب رکی۔ عقبی نشست کا رنگ دار شیشہ نصف نیچے کی طرف گیا۔ کیسپر کا چہرہ نظر آیا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ، تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔''

''مجھے بھی، مسٹر کیسپر۔''

''بیٹھو میں چھوڑ دیتا ہوں۔'' اس نے پیشکش کی۔

''شکریہ، بس کونے تک جا رہا ہوں۔''

''پھر بھی بیٹھ جاؤ، تمہارا کچھ وقت لوں گا۔''

میں نے خفیف حیرت محسوس کی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ میں اندر بیٹھ گیا۔

میرا ذہن بے ساختہ ماضی کی طرف گیا۔ کیسپر سوسائٹی آرنلڈ کیسپر کے تخیل کی پرواز تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ہمراہ سال میں دو مرتبہ کاک ٹیل پارٹی کا اہتمام کرتا تھا۔ جہاں ہر بار مختلف شعبوں میں مفت خدمات بہم پہنچانے والوں کو مدعو کیا جاتا۔ ان سے بات چیت کے بعد فیصلہ کرتا کہ کس کو کتنی امداد فراہم کی جائے۔ چند گھنٹوں میں کس کو کتنا فنڈ ملے گا...... اس کا انحصار اس پر تھا کہ آپ کیسا تاثر قائم کرتے ہیں۔ چندے کے چیک میں رقم کے آگے کتنے ہندسے ہوں گے...... اس کے لیے تاثر کے ساتھ آپ کو آرنلڈ کیسپر کو خوش رکھنا بھی ضروری تھا۔ بین لارسن نے پارٹی کے انعقاد سے دو دن قبل مجھے بتایا تھا کہ پارٹی میں ''کریسنٹ ہاؤس'' شامل ہے۔ کریسنٹ ہاؤس غریب یا ان مریضوں کا مفت علاج کرتا تھا جن کو انشورنس کو رحاصل

نہیں تھا۔

علاج کا تعلق نفسیات سے تھا۔ ڈرن فنڈ حاصل کرنے کے لیے کیسپر کے گھٹنے چھونے کو تیار تھا۔ مجھے یہ پسند نہیں تھا۔ تاہم کریسنٹ ہاؤس کو چونکہ بطور سائیکالوجسٹ میری جزوقتی خدمات حاصل تھیں۔ لہٰذا مجھے وہاں جانا پڑا۔ کریسنٹ ہاؤس کے بورڈ ممبران میں میرا نام حال ہی میں شامل کیا گیا تھا۔ کریسنٹ ہاؤس کی ایک ہی لوکیشن تھی اور کرتا دھرتا اس کی مزید شاخوں کے قیام میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اس منصوبے میں کیسپر کی فیاضی کا بڑا دخل تھا۔ وہ پُرامید تھے کہ کاک ٹیل پارٹی سے انہیں خطیر رقم مل جائے گی۔

جب کریسنٹ ہاؤس کا نمبر آیا تو آرنلڈ کیسپر ہماری طرف متوجہ ہوا اور ہمارے کام کے بارے میں استفسار کیا۔ بورڈ کے اراکین نے بہترین جوابات دینے کی کوشش کی۔ اگرچہ کیسپر اپنی دولت کا مثالی استعمال کرتا تھا۔ لیکن اس کے مزاج اور فیصلوں کے بارے میں پیش گوئی دشوار تھی۔ اس نے ہماری کاوشوں کو سراہا۔ ہمارے مقاصد کی افادیت کو تسلیم کیا۔ اس روز سب ٹھیک تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے غیر متوقع سوال کر ڈالا۔

''مسٹر ڈیوڈ، مجھے بتاؤ کیا ربی مجرم تھا؟''

''میں سمجھا نہیں۔'' میں نے کہا۔

''وہ مقدمہ...... ربی کا ٹرائل۔ جہاں استغاثہ نے تمہیں کورٹ میں بلایا تھا؟ تمہارے خیال میں وہ گلٹی تھا؟ کیونکہ میں پُریقین نہیں تھا۔ میرا جھکاؤ اس کی بے گناہی کی طرف تھا لیکن تمہاری باتوں نے جیوری کا ذہن بدلا اور اسے سزا ہوگئی۔''

میں بھونچکا رہ گیا۔

''میری دانست میں وہ مجرم تھا۔'' میں نے کہا۔ ''اگرچہ کیس بہت شفاف نہیں تھا۔''

کھرب پتی کیسپر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یہ بہت زیادہ ڈپلومیٹک جواب ہے۔ مجھے یقین ہے کہ گہرائی میں تمہارا نقطۂ نظر صاف اور مضبوط ہے، کیا میں غلط ہوں؟''

''نہیں، آپ غلط نہیں ہیں۔'' میں نے کہا۔ ''میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مضبوط نظریے کو ایسے ہی رہنے دیا جائے۔ مطلب دور بہت گہرائی میں۔''

''ڈاکٹر ڈیوڈ۔'' وہ بولا۔ ''یوں لگتا ہے کہ تم آرائے کے تصادم سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے بُرا لگے گا۔ شاید تم اپنا ذہن اس لیے نہیں کھول رہے ہے کہ کریسنٹ ہاؤس کی فنڈنگ متاثر ہوگی۔''

''میرا نہیں خیال کہ اس کا تعلق فنڈنگ سے ہے۔''

''اوہ کم آن...... ایسا ہے۔ میں جھوٹ بولوں گا اگر میں تمہاری بات سے اتفاق کروں۔ گناہ یا بے گناہی کے بارے میں تم اپنے اندرونی اور واضح خیالات ظاہر کرنے سے گریزاں ہو۔ تمہارا یہ انداز کریسنٹ ہاؤس پر اثر انداز ہوگا۔ تاہم میں تسلیم کرتا ہوں اگر ایسا ہوا تو یہ ناانصافی ہوگی۔ کریسنٹ ہاؤس کے ساتھ۔''

کریسنٹ ہاؤس کے بورڈ ممبرز کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ نظریں بول رہی تھیں۔ ڈیوڈ معاملہ خراب مت کرو...... ڈیوڈ......

میں نے گلا صاف کیا۔ ''بلاشبہ مجرم۔ جیسے سورج کی روشنی میں کوئی شک نہیں۔''

''کیا کہا۔'' وہ ایسے بولا جیسے سنا نہ ہو۔

''میں نے کہا ربی بلاشبہ مجرم تھا۔ مجھے یقین ہے۔''

''بالکل میں نے یہی سنا تھا۔ لوگوں کے لیے پیسا اور عورت بہت بڑا محرک ہے۔ لیکن تم نے ربی کے کیس میں جو کیا، اس میں بے غرضی شامل تھی۔'' کیسپر نے پُرمسرت آواز میں کہا۔ ''شکریہ ڈاکٹر، شکریہ کریسنٹ ہاؤس...... بہت بہت شکریہ۔'' پھر وہ زیادہ دیر وہاں نہیں رکا تھا۔

''کہاں کھو گئے؟'' کیسپر کی آواز مجھے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ میں اس کے ساتھ لیموزین میں بیٹھا تھا۔ ''ایک سال میں دو مقدمے۔ ایک ربی کا، دوسرا خود تمہارا۔''

''آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟'' میں نے کہا۔

''میں کیا سوچ رہا ہوں؟ ایمان داری کی بات ہے۔ ابتدا میں، میں تمہارے مقدمے کے لیے کچھ پُرامید نہیں تھا۔ مجرم یا معصوم۔ میں سمجھ رہا تھا کہ تم بھی ربی کے مانند ناگوار صورتِ حال کا سامنا کر رہے ہو۔ دونوں کو تقریباً ایک جیسے مقدمے سے نمٹنا تھا۔ فرق یہ تھا کہ اس نے عورت اور تم نے مرد کو قتل کیا تھا۔ ایک اور فرق تھا۔ تمہیں ربی پر بھروسا نہیں تھا۔ لہٰذا ممکنہ طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ میں تم پر اعتبار نہ کروں۔''

''جناب میں آپ کے شکوک پر تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ آپ کے لیے صورتِ حال واقعی مشکوک تھی۔''

''تم ٹھیک ہو، میں غلط تھا۔ آدمی واقعی اکثر جھوٹ بولتا ہے۔ تم نے کہا تھا۔ بلاشبہ مجرم، جیسے سورج کی روشنی۔''

''شاید میں اندازہ لگانے میں خوش قسمت رہا۔''

’’نہیں، تم نے صورتِ حال کو ٹھیک دیکھا۔ درست زاویے سے۔ جبکہ میں نے اپنی امید اور خواہش کے تحت دیکھا تھا۔ تمہارا وژن مجھ سے کہیں زیادہ روشن تھا۔‘‘ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کے ایک لفافہ نکالا اور مجھے دیا۔

’’یہ کیا ہے؟‘‘

’’اس کی اب مجھے ضرورت نہیں۔‘‘

میں نے لفافہ کھولا۔ اندر تصاویر تھیں، نیگیٹوز کے ساتھ۔ میں دنگ رہ گیا۔ ہر تصویر میں، میں ہی نظر آرہا تھا...... آفس آتے جاتے، کیب میں سوار ہوتے ہوئے، بلڈنگ میں جاتے ہوئے۔ دوسری کال کے بعد سمنتھا کی رہائش کے قریب۔ حتیٰ کہ ائرپورٹ پر۔ اور...... اور آخری تصویر میری اور ہیلی مورگن کی۔ وہی تصویر جو میں نے پہلی بار جج لوماکس کے کمرے میں دیکھی تھی۔

’’کچھ افراد کسی نہ کسی وجہ سے مجھے بہت متاثر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک تم ہو۔ ربی ٹرائل میں تمہارا کردار۔ تمہاری کتاب ہیومن پنڈولم۔ دونوں چیزوں نے مل کر تمہارے بارے میں میرے اندر تجسس پیدا کیا کہ آخر تم ہو کون۔ تمہاری اصل حقیقت کیا ہے...... ربی کے اعتراف اور خودکشی نے درحقیقت تمہارے بارے میں میری سوچ بدل دی۔‘‘

’’آپ کو کیسے خیال آیا کہ لوماکس کیا کرے گا؟‘‘

’’مجھے یقین نہیں تھا لیکن مجھے اندازہ تھا کہ یہ ایک اچھا اقدام ثابت ہوگا۔ جیسا کہ فرق پڑا۔‘‘

’’میرے پاس شکریے کے لیے مناسب الفاظ نہیں ہیں۔‘‘ میں نے تصاویر لفافے میں ڈال کے کیسپر کی طرف بڑھائیں۔

’’نہیں۔ یہ تمہاری ہیں۔ رکھو یا تلف کر دو۔ میں تمہاری شخصیت کو جان گیا ہوں۔‘‘ آرنلڈ کیسپر نے ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے مصافحہ کیا۔ ’’گڈ لک، ڈیوڈ۔‘‘

’’شکریہ، ہر بات کے لیے شکریہ۔‘‘ میں نے کہا اور دروازے کے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

’’اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا۔‘‘ کیسپر نے کہا۔ ’’تمہارے لیے کچھ اور بھی ہے۔‘‘ اس نے ایک چھوٹا لفافہ میرے حوالے کیا۔ میں اسے کھولنے جارہا تھا۔

’’کیا خیال ہے، اکیلے میں دیکھ لینا۔‘‘ وہ مسکرایا۔

’’اوکے، کیوں نہیں۔‘‘ میں لیموزین سے اتر گیا۔ میری نظروں کے سامنے لگژری گاڑی ٹریفک میں غائب ہو گئی۔ میں نے لفافہ کھولا۔ اندر ایک چیک تھا، کریسنٹ ہاؤس کے نام پر۔ یہ ویسا ہی تھا جو پہلے کیسپر نے دیا تھا، ایک ملین ڈالر کا۔ موجودہ چیک میں ایک ملین کے آگے ایک صفر کا اضافہ کردیا گیا تھا۔

☆☆☆

تین سال بعد...... میں اب بھی بطور سائیکالوجسٹ مصروفِ کار تھا۔ ربکا میرے ساتھ تھی...... پامیلا ایسے شخص کی محبت میں گرفتار تھی جس پر قتل کا مقدمہ چلا تھا۔ وہ خود اس کی وکیل تھی۔ کیا یہ اس کے کیریئر کی ایک بڑی غلطی تھی لیکن وہ خوش تھی۔ وہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کی زندگی نیا موڑ لے رہی تھی۔ ایک سال پہلے اس نے کریمنل ...کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ آرنلڈ کیسپر کے اضافی دس ملین ڈالرز کریسنٹ ہاؤس کی توسیع میں مددگار ثابت ہوئے تھے۔

پامیلا سات ماہ سے حاملہ تھی۔ ایک بار پھر نام کا مسئلہ تھا۔ سیف ڈپازٹ باکس کی چابی پامیلا کے ہاتھ آئی۔ اس نے چابی کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے اسے ربکا کی کہانی سناتے ہوئے ناموں کی کتاب اور اس میں رکھے پرچے کے بارے میں بتایا۔ پامیلا نے پرچے کے بارے میں استفسار کیا۔ مجھے ازبر تھا۔ میں نے اسے بتایا۔ اس نے وہ پرچہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی...... ہم ہارپر لی ریملر کے نام پر متفق ہو گئے تھے۔ لڑکی ہونے کی صورت میں ہم نام تبدیل کر سکتے تھے۔

دو دن بعد میں نے مذکورہ پرچہ پامیلا کو دیا۔ ایک روز میں گھر آیا تو بیڈ کے سرہانے دیوار پر ایک فریم آویزاں تھا۔ جس میں وہی پرچہ موجود تھا۔

محنت......
ہنسنا
خوش رہنا
سننا اور سیکھنا
برائے مہربانی اور شکریہ کہنا
اپنی رائے رکھنا
دوسروں کی آرا کا احترام کرنا
ایمانداری
دوستی
خودشناسی

’’ہر بچے کی اسی طرح تربیت ہونی چاہیے۔‘‘ پامیلا نے طمانیت سے کہا۔



امجد رئیس

پگھلتے لمحے

تین افراد کے کنبے پر گزرنے والے قیامت کے وہ پگھلتے لمحے جب سفاک اور خون آشام درندوں نے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر کے ہولناک مصائب کی بھٹی میں جھونک دیا تھا... آغوشِ اجل میں گھٹتے سانسوں کے ساتھ زندگی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی ہوش رُبا کہانی جو پل پل سنسنی کے رنگ بدلتی ہوئی ایک تحیر خیز انجام سے دوچار ہوئی... گریگ آئلز کے جادو اثر قلم سے نکلنے والی ناقابلِ فراموش تحریر جس میں جرم و سزا کی ازل سے جاری کشمکش کے کئی بہروپ کارفرما ہیں... ایک طرف گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے والے گھاگ مجرموں کا ہولناک ٹولہ اور دوسری طرف محبت کے مضبوط بندھنوں میں سمٹا ہوا ایک خاندان... جو اپنی بقا کے لیے ہر لہو رنگ معرکے سے نمٹنے کے لیے کمربستہ تھا... خون ریز اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہولناک پیکار کی یادگار داستان جو بھلائے نہ بھولے گی...

مغربی ادب سے قارئین کے لیے امجد رئیس کا انتخاب...

ایک سنسنی خیز اور اعصاب شکن شاہکار...

کل تک مارگریٹ نے اس آدمی کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور آج وہ پوری طرح اس کے قبضے میں تھی۔ اس نے اپنا نام جو بتایا تھا۔ مارگریٹ کو یقین نہیں تھا کہ اس نے اپنا اصل نام بتایا ہے۔ جو کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی، جلد کی رنگت زردی مائل اور بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے۔ چمکدار آنکھیں، خیرہ کن شعاع کے مانند دماغ میں اترنے لگتی تھیں۔ مارگریٹ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب برت رہی تھی۔ جو کو مارگریٹ کی فیملی کے بارے میں تمام معلومات تھیں۔ وہ اس کا مظاہرہ بھی کر رہا تھا۔

''مجھے یقین نہیں آتا۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

''کیا میں نے کوئی بات غلط بتائی؟'' جو نے سوال کیا۔

''نہیں۔ لیکن تمام رات آنکھوں میں بیت گئی۔ تم نے میری جان نہیں چھوڑی۔ مجھے جانے دو۔''

''یہ تمہارے بیٹے پر منحصر ہے۔'' جو نے مارگریٹ کو گھورا۔

''تم مجھے مار دو، میرے بیٹے کو جانے دو۔''

''تم کیا سمجھتی ہو کہ دن دیہاڑے اور میکڈونلڈ کے سامنے میں تمہیں مارنے کی غلطی کروں گا؟''

اس وقت وہ جو نامی آدمی کے ساتھ اپنی بی ایم ڈبلیو میں بیٹھی تھی۔ بی ایم ڈبلیو ایک

شاپنگ سینٹر کے پارکنگ ایریا میں کھڑی تھی۔ جو میکڈونلڈ ریسٹورنٹ سے پچاس گز کے فاصلے پر تھا۔۔۔ مارگریٹ کا شوہر ایک کامیاب سرجن تھا۔ دیگر باتوں کے علاوہ جو اور اس کے ساتھیوں کو معلوم تھا کہ سرجن گھر پر نہیں ہے۔ مارگریٹ کو اپنے بیٹے پیٹر کی فکر تھی۔ سرجن میڈیکل ایسوسی ایشن کی سالانہ میٹنگ میں شرکت کے لیے گیا تھا۔

''مجھے پروا نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ تم پیٹر کو چھوڑ دو، وہ ابھی صرف دس برس کا ہے۔'' مارگریٹ نے پھر کہا۔ وہ گھنٹوں روتی رہی تھی۔ اس کے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔

''اپنا منہ بند رکھو۔'' جو نے بے پروائی سے کہا۔ اس نے بی ایم ڈبلیو کا انجن اسٹارٹ کیا اور اے سی آن کر کے ہائی پر کر دیا پھر اس نے سگریٹ سلگالی۔

''پیٹر کہاں ہے؟'' مارگریٹ کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

جو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سیل فون پر نمبر پنچ کرتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔ ''یہ زندگی کے سب سے خراب چوبیس گھنٹے تھے۔''

''جگہ پر ہو؟ او کے۔ ایک منٹ انتظار کرنے کے بعد شروع ہو جانا۔'' جو نے سیل فون بند کر دیا۔

مارگریٹ کو جھٹکا لگا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ ہراساں نظروں سے اطراف میں گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

''اوہ، نو۔۔۔ اوہ گاڈ، پیٹر! پیٹر!''

جو نے نشست پر سے گن اٹھا کر مارگریٹ کی گردن پر رکھ دی۔

''تم اب تک سب کچھ ٹھیک کرتی آئی ہو۔ اب آخری مرحلے میں سب کچھ تباہ نہ کرو۔۔۔ میری گفتگو کو یاد کرو۔''

مارگریٹ نے آنکھیں بند کر کے سر ہلایا۔ آنسو ایک بار پھر اس کے رخساروں پر پھسلنے لگے تھے۔

بی ایم ڈبلیو سے سو گز دور وسیع و عریض پارکنگ میں ان گنت گاڑیوں کے درمیان سبز رنگ کا ایک پرانا پک اپ ٹرک کھڑا تھا۔ پیٹر پک اپ میں موجود تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں بند تھیں۔ اس کے ساتھ اسٹیئرنگ وہیل کے ساتھ ایک آدمی براجمان تھا۔

معاً پیٹر نے آنکھیں کھولیں۔ پہلی چیز جو اسے نظر آئی وہ میکڈونلڈ ریسٹورنٹ تھا۔ رات سے اس نے ماں کی

ریسٹورنٹ پہچان کر اسے کچھ تسلی ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اپنے گھر سے صرف چند میل کے فاصلے پر ہے۔ پیٹر نے آنکھیں مسل کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ خیال آیا کہ گاڑی سے کود کر بھاگ جائے لیکن وہیل تھامے برابر میں جو آدمی بیٹھا تھا وہ پیٹر سے زیادہ تیز تھا۔ اس کا نام باسل تھا۔ پیٹر نے اپنی کلائیاں دیکھیں جو ٹیپ سے باندھ دی گئی تھیں۔

''مسٹر باسل، کیا اب اس کی ضرورت ہے؟'' پیٹر نے بندھے ہوئے ہاتھ اوپر کیے۔ پیٹر نے گزشتہ چوبیس گھنٹوں سے باسل کے سوا کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ باسل اس کے باپ سے بھی چھ انچ لمبا تھا۔ وزن تین سو پاؤنڈ کے قریب تھا۔ اس نے گندہ سا مستریوں والا اوور آل پہنا ہوا تھا۔ آنکھیں چشمے کے پیچھے تھیں۔ موٹے پلاسٹک شیشوں والا عام سا چشمہ تھا۔ پیٹر کے سوال پر باسل نامی شخص متوجہ ہوا۔ اس کی آنکھیں بھی بڑی بڑی تھیں۔ کہا جا سکتا تھا کہ غیر معمولی بڑی آنکھیں تھیں جو حلقوں سے ابل پڑ رہی تھیں۔

''آئی ایم سوری، مجھے تم کو باندھنا پڑا۔ تم بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔'' باسل کی آنکھوں میں معذرت تھی۔

پیٹر کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ ''مام کہاں ہیں؟ تم نے کہا تھا کہ وہ یہاں آ جائیں گی۔''

''میں نے ٹھیک کہا تھا، بچے۔ غالباً وہ یہاں پہنچ چکی ہوں گی۔''

پیٹر نے گاڑیوں کی متعدد قطاروں میں بی ایم ڈبلیو کو کھوجنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ''مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔'' پیٹر نے شکوہ کیا۔

باسل نے اپنے ہاتھ کا بڑا سا پنجہ اوور آل کی جیب میں ڈالا۔ ''دیکھو لڑکے۔'' اس نے اپنی بچکانا باریک آواز میں کہا۔ اس کی آواز بھاری بھر کم جسم کے برعکس منحنی سی تھی۔ اس کا رویہ بھی بچکانا معصومیت کا حامل تھا۔

پیٹر نے اس کی موٹی آنکھوں میں جھانکا۔

''میں نے تمہارے لیے ایک چیز بنائی ہے۔ اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکال کر بڑی سی مٹھی کھولی۔ اس کی ہتھیلی پر ایک چھوٹی سی ٹرین رکھی ہوئی تھی۔ اس نے یہ کھلونا نما ٹرین پیٹر کے بندھے ہوئے ہاتھوں پر رکھ دی، پھر بولا۔ ''مجھے ٹرین اور اس کی سواری پسند ہے۔ جب میں تمہاری طرح چھوٹا سا تھا تو ماما فوت ہو گئیں اور جو ٹرین میں مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ جو بہت اسمارٹ تھا۔ وہ امیروں کی طرح رہنا چاہتا تھا جبکہ ہم امیر نہیں تھے لیکن جو نے ایک

بھی تعریف کرتا تھا۔" اچانک باسل چپ ہو گیا۔

پیٹر دیوزاد باسل کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چپ ہونے پر اسے پھر مما کی یاد آئی۔ "مام کہاں ہیں؟"

"مجھے تم سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے۔" باسل پھر شروع ہو گیا۔ "تم چلے جاؤ گے، میں سمجھا تھا کہ تم میرے دوست بن جاؤ گے۔" باسل نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس مرتبہ اس نے جیب سے چھوٹا چاقو نکالا تھا۔ چاقو کی مدد سے اس نے پیٹر کے ہاتھ آزاد کیے، پھر ہاتھ بڑھا کر پسنجر ڈور کھول دیا۔

"میکڈونلڈ کے پلے گراؤنڈ میں تمہاری مما انتظار کر رہی ہیں۔ لڑکے، تم جا سکتے ہو۔"

پیٹر کی حیرت دوچند ہو گئی۔ تاہم وہ کچھ بولا نہیں۔ وہ گاڑی کے دروازے سے کودا اور سرپٹ دوڑ پڑا۔

جو نے بی ایم ڈبلیو کا پسنجر ڈور کھول دیا۔ "تمہارا بیٹا میکڈونلڈ کے پلے لینڈ میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہے۔"

مارگریٹ کا دل یکلخت بڑے زور سے دھڑکا۔ اس نے کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا، پھر واپس جو کی طرف دیکھا۔ جو بے نیازی سے اسٹیئرنگ وہیل کے چرمی کور کو سہلا رہا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سائڈ کا دروازہ کھول کر اتر گیا اور چابیاں سیٹ پر ڈال کر چل پڑا۔

مارگریٹ کی سانس رکی ہوئی تھی۔ وہ زخمی ہرنی کے مانند تھی اور غیر یقینی نظروں سے اپنے شکاری کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ معاً اس کا سکتہ ٹوٹ گیا۔ وہ گاڑی سے اُتر کر میکڈونلڈ کی جانب بھاگی۔

جو سبز پک اپ ٹرک میں سوار ہو رہا تھا۔ باسل نے اسے دیکھ کر اطمینان کی سانس لی۔

"تیئیس گھنٹے اور دس منٹ۔" جو نے گھڑی پر انگلی سے دستک دی۔ "پہلی مرتبہ 23 گھنٹے گزر رہے تھے۔ آخری گھنٹا اعصاب شکن تھا۔ بہرحال شیرل کو رقم مل گئی۔ کوئی مرا نہ زخمی ہوا... کوئی پولیس، نہ ایف بی آئی... میں جینئس ہوں۔ ماسٹر آف دی یونیورس۔"

"مجھے خوشی ہے کہ معاملہ ہمیشہ کی طرح نمٹ گیا۔" باسل نے گہری سانس لی۔ "اس مرتبہ مجھے ڈر لگنے لگا تھا۔"

جو نے قہقہہ لگایا اور باسل کے بڑے سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "باسو! ایک سال تک موج کرو۔"

دیوزاد باسل کے موٹے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے پک اپ اسٹارٹ کی گیئر بدلا اور پارکنگ [illegible] میں گم ہو گیا۔

☆☆☆

ایک سال بعد

ول جیننگ نے اپنی فورڈ ایکسپڈیشن ائرپورٹ روڈ پر ڈال دی۔ ائرپورٹ سے اڑنے والے جہاز درختوں کے اوپر نمودار ہو کر فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ ول جیننگ بھی جہاز اڑانے کے لیے بے قرار تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی کیرین اور ساڑھے پانچ سال کی بیٹی ایمی بیٹھے تھے۔

"اپنی نگاہ سڑک پر رکھو۔" اس کی بیوی نے ٹوکا۔

"ڈیڈی، اڑتے ہوئے جہاز دیکھ رہے ہیں۔" ایمی کی آواز آئی۔

ول، عقبی شیشے میں بیٹی کو دیکھ کر مسکرایا۔ وہ، کیرین کی نقل تھی۔ کیرین کا منی ورژن... بھورے بال، سبز آنکھیں، رخسار پر تل...

ائرپورٹ کے قریب پہنچ کر ول نے ایکسپڈیشن، جنرل ایوی ایشن ایریا کی طرف موڑ دی۔ کنکریٹ کے فرش پر ایک انجن اور جڑواں انجن والے چھوٹے جہاز کھڑے تھے۔ ول کا دل مچل اٹھا۔

"میں جونیئر لیگ میں نہیں جاؤں گی۔ میں بڑے ہو کر پائلٹ بنوں گی۔" ایمی کی آواز آئی۔

"میں نے سوچا تھا کہ تم ڈاکٹر بننا چاہتی ہو۔" ول نے کہا۔

"فلائنگ ڈاکٹر۔" ایمی نے برجستہ جواب دیا۔ میاں بیوی ہنسنے لگے۔ ول نے کیرین کا ہاتھ دبایا اور گاڑی "بیچ کرافٹ بیرن 58" کے قریب روک دی۔ وہ سیٹ بیلٹ کھول کر فورڈ سے باہر آ گیا۔ ول نے ایمی کو بھی باہر نکال لیا۔ "بیرن" دس سال پرانا ہونے کے باوجود ایک اچھا جہاز تھا۔

ول نے گاڑی کے عقب سے سوٹ کیس کے ساتھ ایک لیدر کیس اٹھایا۔ کیرین دونوں چیزیں لے کر "بیرن 58" کی طرف چل پڑی۔ ول نے لیپ ٹاپ اٹھالیا۔

"کیا تمہیں صبح درد محسوس نہیں ہو رہا تھا؟" کیرین نے شوہر کی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں۔" ول جیننگ نے جھوٹ بولا۔ عام حالات میں وہ ہوائی سفر ملتوی کر دیتا اور ایکسپڈیشن پر انحصار کرتا لیکن تاخیر ہو گئی تھی۔ ہوائی سفر کے بغیر "گلف کوسٹ" پہنچنا ممکن نہ تھا۔ کیرین اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی، وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔ تاہم اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

"بیرن 58 کتنا وقت لے گا؟" کیرین نے سوال

کیا۔
''پچاس منٹ۔ اگر میں نے زور لگایا تو پینتیس منٹ۔'' بلوکسی میں ''بیوریج کیسینو'' میں ول کی آمد شام سات بجے متوقع تھی۔ مسی سپی میڈیکل ایسوسی ایشن کی سالانہ میٹنگ کا آغاز ول جیننگ کے لیکچر سے ہونا تھا۔

''میں لیکچر کے فوراً بعد تمہیں کال کروں گا۔'' پھر اس نے بیلٹ کے ساتھ منسلک پیجر کے بیپر کی طرف اشارہ کیا۔ ''اگر فلائٹ کے دوران تمہیں ضرورت پڑے تو ''اسکائی ٹیل'' استعمال کرنا۔ یہ نیا ڈیجیٹل ہے، بہترین اور ڈیڈ اسپاٹ سے عاری۔''

''میں پیغام ٹائپ کر کے ای میل کی طرح بھیج دوں گی۔''

''رائٹ۔ تم آنسرنگ مشین کو بھی کال کر سکتی ہو۔ وہ پیغام ریکارڈ کر کے مجھے روانہ کر دیں گے۔'' ول نے بتایا۔

امی نے باپ کا ہاتھ کھینچا۔ ''آپ ہوا میں جا کر پروں کو ہلائیں گے نا؟''

''کیوں نہیں، تمہارے لیے میں ضرور ایسا کروں گا۔''

''ول، تمہارے ہاتھ کیسے ہیں؟ ٹھیک بتاؤ۔'' کیرین نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''ہاں، کچھ اکڑن ہے۔'' ول نے تسلیم کیا۔

''تم کیا لے رہے ہو؟''

''درد کش ادویات۔''

''یہ گٹھیا کا علاج نہیں ہے۔'' کیرین نے اعتراض کیا۔

''ہاں، ٹھیک ہے لیکن یہ عارضی ہے۔ میں پرانی دوائی تبدیل کرنے والا ہوں۔ اور ہاں... گھر پہنچ کر الارم سسٹم آن کرنا مت بھولنا۔'' ول نے تاکید کی۔

''ہاں، امی، ڈیڈی کو گڈ بائے کہو، ان کو دیر ہو گئی ہے۔''

ول نے بیٹی کو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ ''ماں کا خیال رکھنا، ان کو تنگ مت کرنا۔'' ول نے کہا۔ ''میں تم دونوں سے اتوار کے دن ملوں گا۔'' اس نے بیٹی کو نیچے اتارا اور ہاتھ ہلا کر جڑواں انجن والے بیرن 58 میں داخل ہو گیا۔

گراؤنڈ کنٹرول سے رابطہ کرنے کے بعد اس نے ائر کرافٹ کو ٹیکسی کرنا شروع کیا۔ جنوب کی طرف جانے کے بجائے وہ گھوم کر فورڈ ایکسپیڈیشن کے اوپر آ گیا۔ بلندی 600 فٹ ہو گئی تھی۔ اس نے 'بیرن 58' کے بازوؤں کو اوپر نیچے حرکت دی۔ نیچے امی دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے اچھل رہی تھی۔

☆☆☆

ائر پورٹ سے پندرہ میل دور شمال کی سمت میں کروک مائل روڈ پر سبز رنگ کا پرانا پک اپ ٹرک موجود تھا۔ ٹرک درختوں سے بھری پہاڑی کے دامن میں آہنی میل باکس کے پاس رک گیا۔ باکس کے سر پر ایک چھوٹا سا جہاز نصب تھا۔ جہاز کے نیچے سنہری الفاظ میں لکھا تھا: JENNINGS۔

یہاں سے ٹرک نے بایاں موڑ کاٹا۔ سامنے ایک طویل اور ترچھا ڈرائیو وے تھا۔ ٹرک دھیمی رفتار سے ڈرائیو وے میں اوپر جانے لگا۔ چوٹی پر وکٹورین اسٹائل کا بے حد خوب صورت و شاندار گھر بنا ہوا تھا۔ گھر کے چاروں طرف لان کی سبزی مسحور کن تھی۔ خاصی بڑی جائداد تھی جس کی قیمت کا اندازہ لگانا دشوار تھا۔ پائن اور شاہ بلوط کے درختوں نے وسیع لان کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ گھر کے عقب میں نیلے رنگ کا سوئمنگ پول، نیلے آسمان کے نیچے جھلملا رہا تھا۔

پک اپ نما ٹرک یا ٹرک نما پک اپ، منزل پر پہنچ کر رک گیا۔ اس میں سے دو آدمی اترے۔ ایک جو تھا اور دوسرا باسل۔ لحیم شحیم باسل فرطِ حیرت سے گنگ تھا۔ اس سے پیشتر اس نے ایسا عالیشان گھر نہیں دیکھا تھا۔ وہاں چار عدد گیراج تھے۔ اس نے باری باری دو میں جھانکا۔ ایک میں ٹویوٹا ایولان کھڑی تھی۔ دوسرے میں ایک پاور بوٹ اسٹینڈ پر رکھی تھی۔

ڈرائیو وے، گھاس کے اندر پچاس گز تک جا کر ختم ہو گیا تھا۔ جو نے ٹرک سے ٹول بکس نکالا۔ ''چلو، پہلے الارم سسٹم کی خبر لیتے ہیں۔''

بیس منٹ بعد دونوں مکان کے پچھلے دروازے سے باہر آئے۔

''ٹول بکس واپس ٹرک میں رکھ دو۔ ٹرک، ڈرائیو وے سے نکال کر درختوں میں لے جاؤ۔'' جو نے باسل کو ہدایات دیں۔ ''ٹرک چھوڑ کر خود واپس آ جاؤ۔ مکان کے پیچھے کھڑکی کے پاس خاموشی سے انتظار کرو، سمجھ گئے؟'' جو نے ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

''ہاں۔'' باسل نے بڑا سا سر ہلایا۔

جو عقبی دروازے سے واپس اندر چلا گیا۔

☆☆☆

کیرین اور امی واپسی پر پسندیدہ گیت دی ساؤنڈ آف میوزک سن رہے تھے... جیننگ فیملی کی رہائش گاہ

میڈیسن کاؤنٹی میں تھی۔

گیٹ ختم ہوا تو کیرین نے سیل فون پر نمبر پنچ کر کے پیغام ریکارڈ کرایا۔ ''ہم تمہیں ابھی سے مس کر رہے ہیں۔ جلد آنا۔۔۔ بہت سارا پیار۔''

ایمی کی فرمائش پر کیرین نے وہی گیت دوبارہ لگا دیا۔

☆☆☆

ول، جیکسن کے جنوب میں پچاس میل کے فاصلے پر تھا۔ جیکسن مسی سپی کا کیپٹل سٹی تھا۔ میڈیسن کاؤنٹی، جیکسن کے شمال میں بارہ میل کے فاصلے پر تھی۔ وہ آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر بادلوں کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔

GPS یونٹ چیک کرنے کے لیے اس نے کلائی موڑی تو دائیں بازو میں جلتی ہوئی ٹیس اٹھی۔ درد کی نوعیت اس سے زیادہ تھی۔ جتنی اس نے کیرین کو بتائی تھی۔ کیرین اس کی بیماری سے آگاہ تھی۔ ایک ماہ قبل کیرین نے شوہر کو تنبیہ کی تھی کہ وہ ایوی ایشن اتھارٹی کو بتا دے گی کہ ول جیٹنگ ہوابازی کا شوق پورا کرنے کے لیے چیٹنگ کر رہا ہے۔ وہ پوری طرح فٹ نہیں ہے۔ وہ سمجھتی تھی کہ گٹھیا جیسے مرض کے ساتھ ہوابازی کرنے کا مطلب خود کو اور فیملی کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ ول بھی اس کی تشویش کو سمجھتا تھا۔ وہ احتیاط کر رہا تھا اور دوائیں بھی تبدیل کر رہا تھا۔ وہ خود ڈاکٹر تھا لیکن ہوابازی اس کے شوق سے بڑھ کر تھی۔ آج تو بات ہی دیگر تھی۔ میڈیکل ایسوسی ایشن کی سالانہ میٹنگ کا آغاز ہی اس کے لیکچر سے تھا۔۔۔ تاخیر کے باعث وہ ''بیرن 58'' استعمال کرنے کے لیے مجبور تھا۔ اس کی خیالی رو کیرین کی طرف چلی گئی۔۔۔

ول نے 1986ء میں میڈیکل اسکول سے گریجویشن کی تھی۔ وہ جیکسن کے یونیورسٹی اسپتال میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ جب اس کی ملاقات سبز آنکھوں والی ایک نرس سے ہوئی۔ نرس کی شہرت تھی کہ وہ ڈیٹ پر نہیں جاتی۔ تین ماہ کے صبر و تحمل اور مستقل مزاجی کے بعد ول، نرس کو لنچ پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر دونوں نے مڑ کے نہیں دیکھا۔ کیرین کے ساتھ ملاقاتیں دو سال تک جاری رہیں۔ پھر منگنی ہوئی اور ایک سال بعد دونوں نے شادی کر لی۔ ہنی مون کے بعد ول نے پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی۔

دو سال بعد گٹھیا کی علامات نے سر اٹھایا۔ تکلیف بڑھتی گئی۔ وہ آرام طلب شخص نہیں تھا کہ باپ کی دولت پر تکیہ کر کے بیٹھ جاتا۔ دوست سے مشورے کے بعد ول نے اپنا شعبہ تبدیل کر لیا۔ 1993ء کے دوران وہ یونیورسٹی اسپتال جیکسن کے اینستھیسیالوجی ڈپارٹمنٹ میں شفٹ ہو چکا تھا۔ اسی سال کیرین نے نرس کی جاب چھوڑ کر میڈیکل کورس جوائن کر لیا۔ وہ محنت اور کامیابی سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

ول نئے شعبے میں مہارت حاصل کر چکا تھا اور اپنے مرض کو بھی بہتر طریقے سے ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔ کیرین امید سے تھی، جب اسے ڈاکٹر بننے کا خواب بکھرتا محسوس ہوا۔ تین ہفتے اس نے سخت کشمکش میں گزارے۔ وہ اپنی منزل سے زیادہ دور نہیں تھی۔ حتیٰ کہ اسقاطِ حمل کے امکان پر بھی غور کیا۔ وہ 33 برس کی ہو چکی تھی۔ بالآخر اس کے ذہن نے بے بی کے حق میں فیصلہ صادر کیا جس کے نتیجے میں ایمی نے جنم لیا۔ کیرین نے بخوشی خاتونِ خانہ کے فرائض نبھانے شروع کر دیے۔

ایمی نے دونوں کی زندگی میں نئے رنگ بھر دیے تھے۔ ول اپنے نئے شعبے میں غیر معمولی کامیابیاں حاصل کر رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ اپنے مرض کو بھی اسٹڈی کر رہا تھا جو دھیرے دھیرے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اپنے مرض کے بارے میں اتنا زیادہ جان چکا تھا کہ بہت سے ماہرین کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

معصوم ایمی، بچوں کی ذیابیطس کا شکار تھی۔ ول اب ایمی کے مرض کو اسٹڈی کر رہا تھا۔۔۔ بیپر کی تیز آواز اسے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ ول نے نیا ''اسکائی ٹیل'' بیلٹ سے الگ کیا۔ ریسیونگ بٹن دبا کر پیغام دیکھا۔ ''ہم ابھی سے تمہیں مس کر رہے ہیں۔ جلد آنا۔۔۔ بہت سا پیار۔''

ول مسکرا کر نیچے بادلوں کو دیکھنے لگا۔

☆☆☆

کیرین نے ایکسپیڈیشن، میل باکس کے پاس روکی۔ باکس میں سے چند لفافے اور میگزین نکال کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ گھر کے قریب تھی۔ گاڑی بے آواز روانی سے اوپر جا رہی تھی۔ گھر نظر آنے لگا تھا۔ اسے فخر کا احساس ہوا۔ اس کا نقشہ اس نے ول کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔ کبھی کبھی اسے خیال آتا کہ تین افراد کے لیے یہ مکان بہت بڑا ہے۔

ایکسپیڈیشن، طویل ڈرائیو وے میں آگے جا رہی تھی۔ کیرن گاڑی سیدھی گیراج پر لے آئی۔ ریموٹ کنٹرول سے دروازہ کھولا اور گاڑی گیراج میں داخل ہو گئی۔ ایمی نے سیفٹی بیلٹ کھول دی۔ دونوں آگے پیچھے

گاڑی سے اُترے۔

''پہلے چائے پیو گی؟'' کیرین نے استفسار کیا۔

''ہاں، ٹھیک ہے۔''

''نہیں، پہلے میں تمہاری شوگر چیک کروں گی۔''

کیرین نے بیٹی کا ہاتھ پکڑا۔ گھر میں داخل ہو کر وہ ہال وے میں رک گئی۔ دیوار پر ڈیجیٹل الارم پینل میں سیکیورٹی کوڈ پنچ کرنے کے بعد اس نے ریفریجریٹر کا رخ کیا۔

ایمی نے اپنے بیڈ روم کے پاس سے گزرتے ہوئے ادھ کھلے دروازے میں سے اندر نگاہ ماری۔ اس کی گڑیاں بیڈ کے سرہانے اسی طرح سجی ہوئی تھیں جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ وہ باتھ روم کی طرف چلی گئی۔ باتھ روم سے نکل کر ایمی نے کچن کا رخ کیا۔ ایک بار پھر وہ بیڈ روم کے سامنے سے گزری تو نامانوس سی بُو اس کے نتھنوں میں گھسی۔ ایمی نے رک کر بیڈ روم میں جانا چاہا لیکن ماں کی آواز سن کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ کیرین اسے چائے کے لیے بلا رہی تھی۔

ایمی نے بیڈ روم کی طرف سے رخ موڑ لیا۔ رخ بدلتے ہی کوئی گہرے رنگ کی چیز اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ اس نے اضطراری طور پر ہاتھ اٹھایا، ہاتھ گہرے رنگ کے پیچھے کسی ٹھوس چیز سے ٹکرایا۔ وہ گہرے رنگ کا تولیا تھا، تولیے کے اندر ایک ہاتھ...

ایمی نے چیخنے کے لیے منہ کھولا لیکن تولیے والا ہاتھ مضبوطی سے اس کی ناک اور منہ پر جم چکا تھا۔ نامانوس بو میں اضافہ ہو گیا جو تولیے میں سے آ رہی تھی۔ بو اس کی ناک کے راستے پھیپھڑوں میں داخل ہو گئی۔

☆☆☆

باسل نروس تھا۔ وہ ایمی کے بیڈ روم کی کھڑکی سے جھانک رہا تھا... اس نے اپنے کزن کو دیکھا، جو بازوؤں میں کسی بچی کو اٹھائے بیڈ روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بچی لاتیں چلا رہی تھی، لیکن اس کی مزاحمت سرعت سے معدوم ہوتی چلی گئی۔

جو نے کھڑکی کی راہ بچی کو باسل کے حوالے کیا۔ باسل نے زخمی پرندے کے مانند بچی پر نظر ڈالی اور اسے اپنے چوڑے سینے سے لگا لیا۔

''ویری گڈ، باسو۔'' جو کے چہرے پر مکار مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ ''معذرت خواہ ہوں۔ او کے؟ یہ دو سے چار گھنٹوں کے لیے آؤٹ ہو گئی ہے۔ کافی ٹائم ہے۔ تم ہر تیس منٹ بعد کال کرو گے۔ ''ہیلو'' کے سوا کچھ نہیں بولو گے، جب میں خود کوئی سوال نہ کروں اور بیک اپ پلان کو یاد رکھنا۔ سمجھ گئے؟'' جو نے آخر میں سوال کیا۔

''ہاں، مجھے سب خوب یاد ہے۔'' باسل نے جواب دیا۔

''گڈ، اب نکل چلو۔''

قوی ہیکل باسل چلتے چلتے رک گیا۔

''کیا ہوا؟'' جو نے سوال کیا۔

''کیا وہ ایک گڑیا ساتھ لے جا سکتی ہے؟''

جو کھڑکی سے ہٹا اور بیڈ کے سرہانے سے ایک باربی اٹھا کر باسل کو پکڑائی۔ باسل نے بچی کو احتیاط سے اس طرح سینے سے لگایا ہوا تھا جیسے وہی بچی کی ماں ہو۔ وہ درختوں میں پوشیدہ ٹرک کی طرف جا رہا تھا۔

☆☆☆

کیرین کچن کاؤنٹر پر ''نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن'' کے اوراق پلٹ رہی تھی۔ دو گلاس آئس ٹی کے کاؤنٹر پر رکھے تھے۔ گلاس کے ساتھ، شوگر چیک کرنے والا پلاسٹک ڈیوائس رکھا تھا۔ اس نے میگزین سے نگاہ ہٹائے بغیر پھر آواز لگائی۔ ''ایمی؟ تم ٹھیک ہو، سویٹی؟''

کوئی جواب نہیں آیا۔

کیرین نے مطالعہ کرتے ہوئے گلاس سے ایک سپ لیا۔

☆☆☆

جو کی ہدایت کے مطابق باسل نے انجن اسٹارٹ نہیں کیا تھا۔ بچی کو احتیاط سے لٹانے کے بعد اس نے پک اپ ٹرک کو دھکیلنا شروع کیا۔ وہ اسے اس طرح پش کر رہا تھا جیسے عام آدمی بائیک کو لے کر پیدل چلتا ہے۔ پائن کے درختوں کے پیچھے سے ٹرک نکال کر وہ ڈرائیو وے پر لے آیا۔ ڈرائیو وے، پہاڑی پر اوپر سے نیچے جا رہی تھی لہٰذا ڈھلوان پر ٹرک نے خود ہی رینگنا شروع کر دیا۔ اس کی رفتار بڑھنے سے پہلے وہ ٹرک میں بیٹھ چکا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور کروک مائل روڈ پر آ گیا۔ یہاں سے اس کو ہائی وے 463 پر پہنچنا تھا، پھر وہاں سے انٹر اسٹیٹ...55

ایک لمبی رات آگے تھی۔ اس نے بچی پر پُرشفقت نظر ڈالی اور سفر شروع کیا۔

☆☆☆

کیرین کی سماعت نے گاڑی کے انجن کی مدھم آواز اٹھالی تھی۔ دن کے اس وقت یہ آواز غیر متوقع تھی۔ اس نے کچن کی کھڑکی سے جھانکا لیکن کچھ دکھائی نہیں دیا۔ شاید

ڈیلیوری ٹرک تھا، اس نے سوچا۔

''ایمی؟ کیا تمہیں مدد چاہیے، ہنی۔'' اس نے بلند آواز میں کہا۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ اچانک خوف نے اس کے ذہن میں سر اٹھایا۔ ایمی کے شوگر لیول سے وہ ہمہ وقت محتاط رہتی تھی۔ وہ کچن سے نکل کر ہال میں آ گئی۔ دفعتاً اس کے قدم زمین میں گڑ کے رہ گئے، وہ حیرت اور ہراس کے عالم میں وہ سیاہ بالوں والے اجنبی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ دروازہ کھول کے ہال میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ ہو گی۔ اس نے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھے۔ یکلخت سر سے پاؤں تک کیرین کے مسامات نے پسینہ اگل دیا۔

''ایزی، مسز جیننگ۔'' اس شخص نے اطمینان سے کہا۔ ''ایمی از فائن۔ سب کچھ ٹھیک ہے۔ میری بات غور سے سنو۔''

بیٹی کا نام سن کر کیرین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ خوف اور دہشت نے اسے مفلوج کر دیا۔ اس نے چیخنے کی کوشش کی مگر حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ اس کا منہ کھلا لیکن کوئی آواز برآمد نہ ہوئی۔

اجنبی کی آواز آئی۔ ''میرا نام جوہکنی ہے۔ مسز جیننگ! میں تمہاری مدد کروں گا۔ پہلی بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ ایمی خیریت سے ہے۔''

کیرین ابتدائی شاک سے باہر آئی تو جسم نے جھٹکا لیا اور چیخ اٹھی۔ ''ایمی... ی...''

''پلیز، سکون سے رہو۔'' جو نے نرمی سے کہا۔ ''میں جوہکنی ہوں۔ میں اپنا اصل نام بتا رہا ہوں، کیونکہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تمہیں ایمی کی سلامتی مطلوب ہے اس لیے تم کبھی رپورٹ نہیں کرو گی۔ اس طرح تم، میں اور ایمی تینوں بخیریت رہیں گے۔ یہ میرا غیر لچک دار اصول ہے کہ بچوں کو نقصان نہ پہنچے اور میں اس اصول پر سمجھوتا نہیں کرتا۔''

کیرین نے تڑپ کر اسے راستے سے ہٹایا اور ایمی کے کمرے کی طرف بھاگی۔ کمرے کے بعد باتھ روم کو دیکھا، پھر تمام گراؤنڈ فلور چھان مارا۔ وہ ایمی کو آوازیں دیتی جا رہی تھی۔ بعدازاں وہ پہلی منزل پر آ گئی۔ تاہم ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ایمی غائب تھی۔ کیرین نے فون اٹھا کر 911 ملایا۔ آپریٹر کے بجائے دوسری طرف سے مناجات کی آوازیں آنے لگیں۔ یقیناً جو نے کچن فون سے [illegible] لائن ملا کر ریسیور واپس نہیں رکھا تھا۔ اس نے فون پٹخا اور بیڈ روم میں آ کر پرائیویٹ لائن کو آزمایا۔ اس لائن پر موسم کا حال بتایا جا رہا تھا۔

کیرین نے بددلی سے فون رکھا اور آئینے میں اپنے عکس کو گھورنے لگی۔ اس نے سوچا بدحواس ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کا واسطہ ایک مکار آدمی سے پڑا ہے، جو پوری تیاری کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ وہ واپس گراؤنڈ فلور پر آئی اور دبے قدموں ہال وے سے گزر کر ماسٹر بیڈ روم میں گھس گئی۔ دروازہ اس نے اندر سے بند کر لیا۔ دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ کرسی پر کھڑے ہو کر اس نے الماری کے سب سے اوپر والے شیلف پر ہاتھ گھمایا۔ ول کا ریوالور اس کے ہاتھ آ گیا۔ کیرین نے سلنڈر کھول کے چیک کیا۔ چھ راؤنڈ موجود تھے۔ سلنڈر واپس جگہ پر کر کے وہ کرسی سے نیچے اتر آئی۔ پسٹل ہاتھ میں آتے ہی اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اس نے کچن کا رخ کیا۔ کچن کے باہر وہ رک گئی اور اندر جھانکا۔ جو نامی شخص کچن ٹیبل کے ساتھ اطمینان سے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کیرین کا نکالا ہوا آئس ٹی کا گلاس تھا۔

غصے کی لہر آئی اور کیرین نے اندر گھس کر گن تان لی۔

''کہاں ہے میری بیٹی؟''

جو نے گلاس نیچے رکھ کر .38 کی گن کو پھر کیرین کی جانب دیکھا۔

''کیرین، تم مجھے شوٹ کرو گی؟ کیا میں تمہیں کیرین کہہ سکتا ہوں؟''

کیرین نے گن کو جنبش دی اور سوال دہرایا۔ ''ایمی کہاں ہے؟''

''ایمی محفوظ جگہ پر ہے لیکن اگر تم نے مجھے گولی مارنے کی غلطی کی تو تیس منٹ کے اندر وہ ختم ہو جائے گی اور میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔'' مسلح کیرین کو دیکھ کر جو کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

کیرین کو لگا جیسے کسی نے اسے بلند پہاڑی سے کھائی میں پھینک دیا ہو۔ اس کے پیٹ میں اینٹھن سی ہونے لگی۔

''مجھے بتاؤ کیا ہو رہا ہے؟ تم کیا چاہتے ہو؟''

''دھیان سے سنو کیرین۔ یہ اغوا برائے تاوان کا کیس ہے اور کچھ نہیں۔ او کے؟ پیسوں کا معاملہ ہے۔ ایمی اس وقت میرے کزن باسل کے پاس ہے۔ باسل کے پاس سیل فون ہے۔ اگر میں نے تیس منٹ کے وقفوں سے اسے کال نہیں کی یا اس کی کال کا جواب نہیں دیا تو وہ ایمی کو مار دے گا۔ اگرچہ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا لیکن مجبوری کی

حالت میں اسے کرنا پڑے گا۔ یہ میرا بے لچک دوسرا اصول ہے۔ اس لیے تمہارے پاس کسی قسم کی حماقت کی گنجائش نہیں ہے۔ نہ تم پولیس سے رابطہ کرسکتی ہو۔ تیس منٹ میں پولیس کچھ نہیں کرسکتی۔'' جو مسکرانے لگا۔

''تم اسمارٹ عورت ہو اور باسل اچھا بندہ ہے۔ وہ بچوں سے پیار کرتا ہے، کیونکہ وہ خود بھی بچوں جیسا ہے۔ شروع سے میں ہی واحد شخص رہا ہوں جس نے اس کا خیال رکھا ہے اس لیے وہ میری ہر بات مانتا ہے۔ لہٰذا تم یہ گن استعمال کرنے کا خیال دل سے نکال دو۔''

کیرین نے گن کو دیکھا۔ اس کا ہاتھ بوجھل ہونے لگا۔ جو کے اعتماد نے اسے نڈھال کردیا تھا۔

''تم خاصی سمجھ دار ہو۔ میری باتوں پر دھیان دو۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا، یہ اغوا برائے تاوان کا معاملہ ہے لیکن یہ ایسا نہیں ہے، جیسا تم نے ٹی وی یا فلموں میں دیکھا ہوگا۔ یہ ایک آرٹ ورک ہے۔ پرفیکٹ کرائم۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کیونکہ یہ کام میں پہلے بھی پانچ مرتبہ کامیابی سے سرانجام دے چکا ہوں اور کبھی پکڑا نہیں گیا۔''

کیرین لرز اٹھی۔ اس کا گن والا ہاتھ غیر متوازن ہوتا جارہا تھا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہی ہو۔'' وہ پھر گویا ہوا۔ ''یہی کہ پانچ مرتبہ بچوں کا کیا بنا؟ آج کے دن اس وقت تک پانچوں بچے آزادانہ خطرے سے عاری زندگی گزار رہے ہیں۔ تمہیں پتا ہے کیوں؟ اس لیے کہ ان کی ماؤں نے مجھے شوٹ کرنے کی حماقت نہیں کی تھی اور ان کے باپ... انہوں نے دماغ ٹھنڈا رکھتے ہوئے تاوان کی رقم ادا کردی تھی۔ ایسا ہی تم لوگ بھی کروگے۔''

کیرین گن چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ تاہم اسے شدید بے بسی کا احساس ہوا۔ اس نے گن کچن ٹیبل پر رکھ دی۔

''ویری گڈ۔'' جو نے تعریف کی۔ ''تم ایک اچھی اور محبت کرنے والی ماں ہو۔ تم وہی کررہی ہو جو کوئی بھی سمجھ دار ماں ایسی صورت حال میں کرسکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ تمہارا شوہر بھی تمہاری طرح ایک معقول شخص ثابت ہوگا۔''

خوف نے کیرین کے اعصاب کو کچل ڈالا۔ ''کہاں ہے ول؟ کیا، کیا ہے تم نے اس کے ساتھ؟''

جو نے گھڑی دیکھی۔ ''تمہارا شوہر اس وقت فضا میں ہوگا، بلوکسی کے قریب... وہ ''بیوریج کیسینو ریسورٹ'' میں افتتاحی تقریر کرے گا۔ تقریر کے بعد اس کی ملاقات پارٹنر سے ہوگی اور اسے پتا چل جائے گا کہ یہاں کیا

ہورہا ہے، نیز اسے کیا کرنا ہے

جو کی معلومات نے کیرین کو مایوسی کے اندھیرے میں پھینک دیا۔ جو اور اس کے ساتھی سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ وارد ہوئے تھے۔ وہ کیا کرسکتی ہے۔ خوف اور اندیشے اسے سوچنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔

''ہم رات ایک ساتھ گزارتے ہوئے انتظار کریں گے۔'' جو نے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' کیرین لرز اٹھی۔

''یہ آپریشن چوبیس گھنٹے کا ہے۔ ٹھیک چوبیس گھنٹے۔ بیس گھنٹے باقی ہیں۔''

''لیکن ہم انتظار کیوں کریں گے؟ تمہیں رقم سے غرض ہے، وہ میں ادا کردوں گی۔ تم ایبی کو واپس لے آؤ۔''

جو نے نفی میں سر ہلایا۔ ''کیرین میں جانتا ہوں کہ تم ادائیگی کرسکتی ہو لیکن یہ ہمارا طریقہ کار نہیں ہے۔ ہر کام ٹائم ٹیبل کے مطابق ہوگا۔ کتنی خوب صورت جگہ ہے۔ ہم کھانا کھائیں گے... ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ سب اچھا ہوگا۔ مجھے پیسے مل جائیں گے اور تمہیں ایبی۔''

غصے کی لہر نے خوف کو پسپا کیا۔ کیرین کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

''میری بھی سنو، یو سن آف بچ۔''

چند ثانیے کے لیے جو کے چہرے کا رنگ بدلا، پھر وہ سنبھل گیا۔

''موجودہ حالات میں تمہارا ردِعمل ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے کتا بننے پر مجبور مت کرو۔''

کیرین نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔ ''اگر ہم بیس گھنٹے یعنی کل تک انتظار کرتے ہیں تو ایبی ویسے ہی مر جائے گی۔''

''بکواس۔''

''بکواس نہیں ہے۔ ایبی کو بچکانا ذیابیطس کا مرض لاحق ہے۔ انسولین کے بغیر وہ مرجائے گی۔''

''ڈراما نہیں کرو۔''

''مائی گاڈ... کیا تم نہیں جانتے؟''

''کوئی ثبوت؟''

کیرین نے بڑھ کر ایک دراز کھولی اور ایک پلاسٹک بیگ باہر نکالا۔ بیگ میں سرنج اور سوئیاں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے بیگ میز پر الٹ دیا۔ بعد ازاں ریفریجریٹر کھول کر

ایک درجن کے قریب شیشے کی وائلز نکالیں۔ جو نے ایک وائل اٹھا کر لیبل پڑھا اور اس کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

''لعنت ہے، ناقابلِ یقین۔'' پہلی بار اس کے اعتماد میں تفکر کا عنصر دکھائی دیا۔ یہ انکشاف اس کے منصوبے سے متصادم تھا۔

''کچھ کرو۔ ایک گھنٹے کے اندر ابھی کو ڈوز دینا ہے۔ وہ یہاں سے کتنی دور ہے؟'' کیرین کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

''نہیں ہم نہیں جا سکتے۔'' جو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

کیرین نے لپک کر پسٹل .38 دوبارہ اٹھالیا۔ نشانہ جو کا سینہ تھا۔

''میں نے بتایا نہیں تھا، گن استعمال کرنے کا نتیجہ؟''

''کیا فرق پڑتا ہے؟ ابھی نہیں تو تم بھی نہیں۔'' کیرین نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

جو نے دونوں ہاتھ بلند کیے۔ ''آرام سے، آرام سے... بیٹھ جاؤ۔ میرا مطلب تھا کہ ہم فوری طور پر نہیں جا سکتے۔ ابھی محفوظ جگہ پر ہے۔ ہم بعد میں جا سکتے ہیں۔ اسے انسولین دینے میں کتنا وقت ہے؟''

کیرین نے دماغ میں حساب کتاب جوڑا۔ اگر ابھی مٹھاس کم مقدار میں استعمال کرتی ہے تو رات نکال لے گی۔ لیکن کیرین رسک نہیں لے سکتی تھی اگر جو کے کزن نے اسے کوئی میٹھی چیز کھلا دی... چاکلیٹ کینڈی وغیرہ...

''بچکانا ذیابیطس بڑی غیر یقینی ہوتی ہے۔'' وہ بولی۔ ''اگر ابھی نے زیادہ میٹھی خوراک لی تو وہ کومے میں جا سکتی ہے۔ اس کے بعد موت کا سفر بہت تیزی سے مکمل ہوگا۔''

جو نے نچلا ہونٹ چبایا۔ وہ دماغ میں اپنا حساب جوڑ رہا تھا۔ پھر وہ میز سے ہٹ کر رکھی ڈیسک پر گیا جہاں بل اور رسالے پڑے تھے۔ وہاں سے کورڈلیس فون اٹھا کر اس نے نمبر پنچ کیے۔ کیرین نے قدم بڑھا کر اسپیکر کے بٹن پر ہاتھ مارا۔ جو نے پیچھے دیکھا۔ وہ اسپیکر کا سوئچ آف کرنا چاہ رہا تھا... اسی اثنا میں دوسری جانب سے مردانہ آواز آئی۔

''جو، تیس منٹ ہوگئے کیا؟''

''نہیں۔ آئی ایم سوری... لیکن تم کو صرف ہیلو بولنا تھا۔''

''اوہ ہاں، معاف کرنا۔'' جو کے کزن کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی بڑا بچہ بول رہا ہو۔

''بچی کا کیا حال ہے؟'' جو نے سوال کیا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ سو رہی ہے۔''

''مجھے بات کرنے دو۔'' کیرین نے گن کو حرکت دی۔ وہ مضطرب ہوگئی۔

جو نے ہاتھ اٹھا کر اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ ''ابھی بات نہیں کر سکتی۔ وہ بے ہوش ہے۔''

''کیا... ا... ا...؟'' کیرین چلا اٹھی۔ ''تم نے کیا دیا ہے، اسے؟ یو باسٹرڈ...''

جو، تھوڑا سا اٹھا اور کیرین کے پیٹ میں گھونسا مارا۔ ضرب کی شدت نے کیرین کے پھیپھڑوں سے ساری ہوا نکال دی۔ وہ دہری ہو کر فرش پر گری۔ گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

''باسو، غور سے سنو۔ بچی کو کوئی میٹھی چیز مت کھلانا۔''

''اسے سیال اشیا کی ضرورت ہے۔'' کیرین نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ''پانی... زیادہ پانی۔''

''باسو، لڑکی کو پانی زیادہ پلاؤ۔ او کے؟''

''ٹھیک ہے۔'' دوسری طرف سے بچوں جیسی الجھن زدہ آواز آئی۔

''شاید مجھے رات میں وہاں آنا پڑے۔'' جو نے عندیہ دیا۔

کیرین کو امید کی کرن دکھائی دی۔

''گاڑی کی رفتار کم کر دو۔'' جو نے ہدایت جاری کی۔

''او کے۔''

''گڈ بوائے۔'' جو نے رابطہ منقطع کر دیا۔

جو، کیرین کے قریب بیٹھ گیا۔ ''میرا پارٹنر تمہارے شوہر سے رابطہ کرے گا۔ آگے چلنے سے پہلے ہمیں تمہارے شوہر کا ردِعمل دیکھنا ہے۔ آیا وہ ہمارے ساتھ ایک پیج پر ہے یا نہیں۔ ممکن ہے ذیابیطس والا معاملہ اسے بھڑکا دے۔ تاہم میں امید کرتا ہوں کہ وہ کوئی غلط قدم نہیں اٹھائے گا۔ اگر مسٹر ول نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر ساری دنیا کی انسولین بھی ابھی کو نہ بچا سکے گی۔'' جو دھمکی دے کر کھڑا ہو گیا۔

☆☆☆

جیکسن کے جنوب میں چالیس میل دور جنگل کا ایک چھوٹا سا قطعہ درختوں سے صاف تھا۔ اس صاف شدہ قطعہ اراضی میں ایک اے ایم سی ریمبلر کھڑی تھی۔ ریمبلر سطح زمین کے بجائے بلاکس کے اوپر کھڑی تھی۔ ریمبلر کے قریب ایک چھوٹا سا کیبن نما گھر تھا۔ اطراف میں درخت اور درختوں کے درمیان سے ایک تنگ کچا راستہ، صاف شدہ

قطعے میں آ رہا تھا۔ سورج کی روشنی کم اور پرندوں کی آوازیں زیادہ تھیں۔

جنگل میں ایک نئی آواز سنائی دینے لگی۔ یہ گاڑی کے انجن کی آواز تھی۔ درختوں میں کچے راستے پر ایک گاڑی نمودار ہوئی جس کا رنگ سبز تھا۔ یہ پرانا پک اپ ٹرک تھا، جو کیبن کے پاس آ کر رک گیا۔ انجن بند ہو گیا اور گاڑی میں سے بھاری بھرکم باسل عرف باسو باہر نکلا۔ باربی ڈول اس کی جیب میں سے جھانک رہی تھی۔ اس نے احتیاط سے ایبی کا بے حس وحرکت جسم بازوؤں میں سنبھالا اور کیبن نما گھر میں لے گیا۔

☆☆☆

بیرن 58 نے گلف پورٹ۔ بلوکسی کے ائرپورٹ پر لینڈ کیا۔ گراؤنڈ کریو کے اشارے پر بیرن 58 جنرل ایوی ایشن ایریا میں خالی جگہ پر رک گیا۔ پنکھوں کی گردش تھمی تو ول باہر نکلا۔ اس کا مختصر سامان اس کے ساتھ تھا۔ کچھ دیر بعد وہ کرائے پر حاصل کردہ فورڈ ٹیمپو میں محوِ سفر تھا۔

دوا کی خوراک لینے کے باوجود اس کے جوڑوں میں دکھن تھی۔ کیسینو کے میٹنگ روم میں پہنچنے کے لیے ایک گھنٹے سے بھی کم وقت بچا تھا۔ 90SU ہائی وے پر آ کر اس نے خطرہ مول لیا اور حدِ رفتار توڑ دی۔ وقت پر پہنچنے کے لیے وہ ٹریفک پولیس کا ٹکٹ لینے کے لیے تیار تھا۔ تاہم اس کی نوبت نہیں آئی۔ بیوریج کیسینو ریسورٹ پہنچتے ہی لیپ ٹاپ کے سوا، دوسرے بیگ اس نے بیل بوائے کو پکڑائے...

چیک اِن ڈیسک پر ول نے اپنا نام بتایا۔ فوراً ہی منیجر آن دھمکا اور گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اس کا نام گیوٹریو تھا۔

''ڈاکٹر جیننگ، آپ کے ساتھی کچھ پریشان ہو چلے تھے۔'' گیوٹریو نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''شاور لینے کے بعد میں تیار ہوں۔'' ول نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر، آپ کا سوئٹ اٹھائیسویں منزل پر ہے اور ہمارا آڈیو ویو کنسلٹنٹ، میکولیا بال روم میں آپ کا منتظر ہے۔ وی آئی پی ایلیویٹر، جیولری کے ساتھ ہے۔ کسی بھی ضرورت کے لیے مجھے یاد کرتے وقت ہچکچانے کی ضرورت نہیں۔ آپ مجھے میرے نام سے بلا سکتے ہیں۔''

''او کے، شکریہ۔'' ول مسکرایا۔

☆☆☆

... آمنے سامنے

بیٹھے تھے۔

''میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کل تک انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔'' کیرین بولی۔ ''تم اپنی رقم لو اور قصہ ختم کرو۔''

''پہلی وجہ یہ ہے کہ بینک بند ہو چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تاوان کی رقم وصول کرنے کا ہمارا طریقۂ کار مختلف ہے۔''

''کیا منصوبہ ہے تمہارا؟''

''تمہارا شوہر اپنے مالی مشیر... گرے ڈیوڈسن... کو کال کر کے ایک چھوٹی سی کہانی سنائے گا... تم لوگ، والٹر اینڈرسن کے عاشق ہو۔ تمہارے گھر میں جگہ جگہ اینڈرسن کی قیمتی پینٹنگز آویزاں ہیں۔ تمہارا شوہر، گرے ڈیوڈسن کو بتائے گا کہ اس نے حال ہی میں والٹر اینڈرسن کا بنایا ہوا ایک نادر مجسمہ دریافت کیا ہے۔ بہت سے لوگوں کی رائے میں یہ مجسمہ اینڈرسن کے گھر سے چرایا گیا تھا اور اس کی مارکیٹ ویلیو...''

''اس کی مالیت، گراں قدر پینٹنگز کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔'' کیرین نے جو کی بات کاٹ دی۔ ''کیونکہ والٹر اینڈرسن نے گنتی کے مجسمے تراشے تھے اور نوادرات کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔''

''گڈ، تم بہت سمجھ دار ہو۔'' جو نے دانت نکالے۔ ''میرا ہوم ورک مکمل ہے۔ تمہارے شوہر جیسے ڈاکٹروں کو کچھ نہ کچھ جمع کرنے کا خبط ہوتا ہے۔ کسی کو کتابیں، کسی کو گاڑیاں، آرٹ ورک وغیرہ وغیرہ...''

'مسٹر جو، تمہارا ہوم ورک مکمل نہیں ہے۔' کیرین نے دل میں کہا۔ 'اگر مکمل ہوتا تو تمہیں ایبی کے مرض کا علم ہوتا... تم اور کہاں کہاں غلطی کر گئے ہو، جلد پتا چل جائے گا۔'

''تمہارا شوہر کل صبح ڈیوڈسن سے کہے گا کہ وہ پانچ لاکھ ڈالرز بلوکسی میں اسے وائر کر دے۔ کیونکہ مجسمے کا موجودہ مالک کیش طلب کر رہا ہے اور وہ یعنی تمہارا شوہر اس موقع کو گنوانا نہیں چاہتا۔ اس طرح ڈیوڈسن کو شک بھی نہیں ہوگا۔ مزید برآں، ڈاکٹر ول کی پیاری بیوی کیرین، تصدیق کے لیے ڈیوڈسن کے آفس آ سکتی ہے۔ اگرچہ اس کی ضرورت نہیں تھی مگر یہ ایک موثر ٹرک ثابت ہوگی۔ پھر ہم دونوں ڈیوڈسن کے آفس جائیں گے، میں باہر رکوں گا اور تم اندر جا کر دستخط کرو گی۔ فوراً پانچ لاکھ ڈالرز روشنی کی رفتار سے تیز، بلوکسی پہنچ جائیں گے۔ میرا پارٹنر بلوکسی میں، ول کو لے کر

بینک پہنچے گا۔ ول اندر جائے گا اور کیش لا کر میرے پارٹنر کے حوالے کر دے گا۔''

''تم نے یہ انوکھا منصوبہ 6 لاکھ ڈالرز کے لیے بنایا ہے۔ کیا ضرورت تھی اتنا کھڑاگ کرنے کی؟'' کیرین نے اظہارِ حیرت کیا۔

جو نے قہقہہ لگایا۔ ''یہی میری انفرادیت ہے۔ عام کڈنیپرز/اغوا کنندگان کی کھوپڑیوں میں بھس بھرا ہوتا ہے۔ اسی لیے مارے جاتے ہیں یا پکڑ لیے جاتے ہیں۔ ایف بی آئی کے نزدیک تاوان کی رقم اٹھانے کا کوئی بھی طریقہ محفوظ نہیں ہے۔ ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کر لی ہے۔ تمہارا شوہر خود میرے لیے تاوان کی رقم وصول کرے گا۔ تم بھجواؤ گی اور وہ نکالے گا۔ میرا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کتنی خوب صورت بات ہے؟ دوسروں سے بالکل مختلف۔ کوئی کسی کو کال نہیں کر سکتا۔ کال صرف میں اور میرے ساتھی کریں گے۔ ہر تیس منٹ بعد۔ جب تک ہم یہ کرتے رہیں گے، سب ٹھیک رہے گا۔ کوئی زخمی ہوگا نہ کوئی مارا جائے گا اور نہ ہی کوئی سلاخوں کے پیچھے جائے گا۔ تاوان بھی میرا فکس ہوتا ہے۔ مجھے قناعت پسند سمجھ لو۔۔۔ میں واردات بھی سال میں ایک بار کرتا ہوں۔ تاوان ادا کرنے والوں کو رقم دینے میں کوئی تکلیف نہیں اور بچہ بھی بخیریت انہیں واپس مل جاتا ہے۔''

''تم شیخی خورے معلوم ہوتے ہو۔'' کیرین نے طنز کیا۔

جو نے کندھے اچکائے۔ ''ممکن ہے ایسا ہو لیکن میرا کلین ریکارڈ میری باتوں کا گواہ ہے۔ اوپر تلے پانچ مرتبہ میں بے عیب وارداتیں کر چکا ہوں۔ کچھ نہ کچھ فخر تو میرا حق بنتا ہے یا نہیں؟''

''یہ کوئی دکانداری یا کاروبار نہیں ہے۔ کیا تمہیں بچوں کے احساسات کا خیال نہیں آتا، ان پر کیا گزرتی ہو گی؟''

''بچے چوبیس گھنٹے کے لیے کچھ بھی فیس کر سکتے ہیں جب میں بچہ تھا تو میں نے کئی سال اس سے زیادہ خراب حالات کا سامنا کیا تھا۔''

''لیکن جلد یا بدیر تو غلطی کرو گے۔ ہمیشہ ہی ایسا نہیں ہوتا رہے گا۔''

''میں غلطی نہیں کروں گا۔ ہو سکتا ہے، میرا کوئی ساتھی کر جائے۔ جیسے باسو، باسو ایک بڑا بچہ ہے۔ بہت بڑا بچہ۔ دیکھنے میں گوریلا لگتا ہے لیکن اندر سے بچہ ہے۔''

کیرین نے آنکھیں بند کر لیں۔

''ڈرو مت۔ وہ بچوں سے زیادتی نہیں کرتا۔ وہ تو بچوں سے محبت کرتا ہے۔ ان کا خیال رکھتا ہے۔ جب ہم بچے کو واپس کر دیتے ہیں تو وہ خوش ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچہ بھاگنے کی کوشش کرے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔''

''کیا ہم رات میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے؟ ایبی کو انسولین کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔''

''مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ شام کے کھانے کے لیے کچھ کرو۔''

''سنو۔۔۔''

''کچھ نہیں، کھانا۔'' جو نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔

☆☆☆

ول کا لیکچر اور وڈیو ڈیمو، نہایت کامیاب رہا۔ سامعین کی تعداد ہزار سے اوپر تھی۔ تقریباً سب پروفیشنل تھے۔ اس کی ملاقات چند پرانے ساتھیوں سے بھی ہوئی ان میں اس کا عزیز دوست جیکسن ایورٹ بھی تھا۔۔۔ ول کی تین سالہ تحقیق اور نئی دوا کے وڈیو مظاہرے نے سامعین و ناظرین کو خوب متاثر کیا۔

وہ نازنین و ناز آفریں مختصر سے سیاہ لباس میں جلوہ افروز تھی۔ اس کے گلے میں ڈائمنڈ نیکلس چمک رہا تھا۔ وہ خاموش اور بظاہر تنہا تھی۔ جہاں ول کھڑا تھا، وہاں سے نازنین کی ٹیبل قریب تھی۔ سامعین میں موجود خواتین میں وہ سب سے کم عمر تھی۔۔۔ نسوانی حسن کے تمام لوازمات سے مسلح۔ اس کی سیاہ آنکھیں لیزر کے مانند مستقل ول کے اوپر مرکوز تھیں۔

ول کی نظریں حاضرین پر سے گھومتی ہوئی جب بھی نازنین پر آتیں، وہ اسے اپنی جانب نگراں پاتا۔ وہ سیاہ بالوں والی حسینہ کا نوٹس لینے پر مجبور ہو گیا۔ تاہم اس کی توجہ اپنے اصل ٹاسک کی جانب رہی۔۔۔

جب وہ تقریر ختم کر کے اپنے کاغذات اور دیگر اشیا سمیٹ رہا تھا، اس وقت نازنین کے لبوں پر پُراسرار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

ول، ہاتھ ملاتا اور تہنیتی کلمات وصول کرتا ہوا ایلیویٹر کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں دو ڈاکٹر سمیت تین افراد اور تھے۔ ایلیویٹر کا دروازہ بند ہونے جا رہا تھا، تب ایک نسوانی آواز بلند ہوئی۔

''رکو۔۔۔ ذرا۔''

ول کا ہاتھ اضطراری طور پر ڈور کو بند ہونے سے روکنے کے لیے اٹھا۔ اچانک حرکت سے ہاتھ کے جوڑ میں

نیس اٹھی۔

"شکریہ۔" سیاہ ملبوس والی نازنین نے ایلیویٹر میں قدم رکھا۔ ول نے ایلیویٹر کے آئینے میں اس کا جائزہ لیا۔ وہ ہینڈ بیگ تھامے فلور کو تک رہی تھی۔ آٹھویں منزل پر دونوں ڈاکٹر نکل گئے۔ بارھویں پر تیسرا فرد بھی ایلیویٹر چھوڑ گیا۔ ول نے کچھ بے چینی محسوس کی۔

"آپ کا لیکچر متاثر کن تھا۔" حسینہ نے خاموشی کا قفل توڑا۔

"شکریہ۔"

"آپ کا فلور کون سا ہے؟" وہ مسکرائی۔

"اٹھائیس۔" ول کو احساس ہوا کہ وہ بٹن دبانا بھول گیا تھا۔ لڑکی نے بٹن دبایا۔ "میں بھی اٹھائیس پر ہوں۔"

"تم ڈاکٹر ہو؟" ول نے سوال کیا۔

"نہیں، میں تو سیکھ رہی ہوں۔" اس نے مبہم جواب دیا۔

ول نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

اٹھائیسویں منزل پر دونوں ایلیویٹر سے باہر آ گئے۔

"بائے۔" لڑکی مسکرا کر دائیں جانب چل پڑی۔

ول اس کی مست خرامی کو دیکھتا رہ گیا۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور بائیں طرف مڑ گیا۔ وہ سوئٹ نمبر 28021 کے سامنے رکا اور کریڈٹ کارڈ 'کی' نکالی۔ لڑکی کی جلوہ افروزیوں کے علاوہ کوئی اور ہی چیز تھی جو ول کے دماغ میں اٹک رہی تھی۔ 'کارڈ کی' استعمال کرتے ہوئے اس نے مڑ کر دیکھنا چاہا اور دنگ رہ گیا۔ لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ول کے دماغ میں گھنٹی بجی، یہ کیا اسرار ہے؟ وہ کارپیٹڈ فلور پر دبے قدموں اس کے پیچھے آ گئی تھی۔

"میرا نام شیرل ہے، ڈاکٹر۔" لڑکی دلربا انداز میں مسکرائی۔

"میں سمجھا نہیں۔ کیا چاہتی ہو؟" ول کی آواز میں الجھن تھی۔

"اندر چل کر بتاتی ہوں۔"

"تم ہوش میں ہو؟" ول کو غصہ آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر غیر یقینی چھا گئی۔ لڑکی کے ہاتھ میں آٹومیٹک پسٹل تھا جس کا رخ ول کے سینے کی طرف تھا۔

"یہ کیا ہے؟ میرے پاس کیش زیادہ نہیں ہے۔"

"مجھے کیش نہیں چاہیے، مجھے اندر جانا ہے۔" لڑکی نے ایلیویٹر کی طرف نگاہ مارتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"مگر کس لیے؟"

"تمہیں معلوم ہو جائے گا، جلدی کرو۔"

"میں اندر نہیں جا رہا، مجھے پتا چلنا چاہیے کہ مسئلہ کیا ہے۔" ول دیوار پر فون کی طرف بڑھا۔ "میں فرنٹ ڈیسک کو فون کر رہا ہوں کہ پولیس کو کال کریں۔"

"فون کو ہاتھ مت لگانا۔" لڑکی کا انداز بدل چکا تھا۔

"شیرل، تم مجھے شوٹ نہیں کر سکتیں۔" ول نے مضبوطی سے کہا اور فون اٹھا لیا۔

"تم نے کوئی کال کی تو پھر میں بھی ایمی کو مرنے سے نہیں روک سکتی۔"

ول کے دماغ میں دھماکا ہوا اور ہاتھ منجمد ہو گیا۔ "کیا کہا تم نے؟"

"ڈاکٹر، تمہاری بیٹی دو گھنٹے پہلے اغوا ہو چکی ہے۔ تم اسے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے اندر لے چلو۔ جلدی کرو۔"

اس کی آواز میں سنجیدگی اور تاثرات میں بے چینی تھی۔

ول کے سینے میں دھواں سا بھر گیا۔ کان شائیں شائیں کر رہے تھے۔

"ڈاکٹر، اگر کوئی آ گیا اور مجھے گن کے ساتھ دیکھ لیا تو کہانی ختم ہو جائے گی۔ میں تمہاری بیٹی کو زندہ رکھنا چاہتی ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو، اندر چلو۔" شیرل نامی حسینہ کے اضطراب میں اضافہ ہو گیا۔

ول نے چند سیکنڈ اس کی آنکھوں میں دیکھا اور دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ شیرل بھی اس کے پیچھے آئی اور دروازہ بند کر دیا۔ پسٹل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ نشست گاہ سے گزر کر بیڈ روم میں چلی گئی۔

"میری بیٹی کے بارے میں بتاؤ؟"

"تاوان کے لیے تمہاری بیٹی کو اغوا کیا گیا ہے۔ میرا ساتھی، میڈیسن کاؤنٹی میں، اس وقت تمہاری بیوی کے ساتھ ہے۔ یہ دوسری لوکیشن ہے جبکہ ایک لوکیشن یہاں ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہمارا تیسرا ساتھی، تمہاری بیٹی کے ساتھ تیسری لوکیشن پر ہے..." شیرل نے ول کو مقصد اور پلان مختصر الفاظ میں سمجھایا۔

ول کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ جو سچویشن تخلیق کی گئی ہے، اس میں وہ شیرل کے خلاف کوئی جارحانہ قدم نہیں اٹھا سکتا۔ شیرل کی گن صرف اس کی ابتدائی بدحواسی کو قابو میں کرنے کے لیے تھی۔ اصل پریشانی ایمی کی نامعلوم تیسری لوکیشن تھی۔ تینوں کا رابطہ تیس منٹ کے وقفوں کے ساتھ تھا... اگر وہ پولیس کو فون کر دیتا اور پولیس شیرل کو گرفتار کر بھی لیتی تو تیس منٹ میں ایمی کا خاتمہ یقینی تھا۔

پولیس تیس منٹ میں دوسری لوکیشن پر نہیں پہنچ سکتی تھی مزید یہ کہ تیسری لوکیشن دریافت کرنا تو محال تھا۔ قسمت یاوری کرتی تو تیس منٹ میں زیادہ سے زیادہ وہ شیرل کو گرفتار کرا سکتا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی۔

''کیا ضمانت ہے کہ اگر میں تمہارے کہنے پر چلوں تو ابی ہمیں واپس مل جائے گی؟''

''کوئی ضمانت نہیں ہے۔ تمہیں بھروسا کرنا پڑے گا۔'' شیرل نے کہا۔

''یہ کافی نہیں ہے، کچھ اور بتاؤ۔''

''تمہاری بیوی اور بیٹی کو پبلک پلیس پر اتنے فاصلے پر چھوڑ دیا جائے گا، جہاں سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہوں۔'' شیرل نے اضافہ کرتے ہوئے گزشتہ پانچ ''کارناموں'' کے بارے میں بھی بتایا۔

ول اپنی حیرت اور ہراس کو سطح پر آنے سے روکنے میں کامیاب رہا اور بولا۔ ''ابی کی واپسی کے بعد کون سی چیز ہمیں پولیس کے پاس جانے سے روکے گی؟'' ول سمجھ رہا تھا کہ وہ اور اس کی بیوی اور بیٹی، پیشہ ور تاوان خوروں کے ہاتھوں بے بس ہو چکے ہیں۔ یہ پیشہ ور منفرد انداز کے مجرم تھے۔ وہ اس بات پر بھی الجھ رہا تھا کہ ہر مرتبہ ان لوگوں نے ڈاکٹرز کو ہی نشانہ کیوں بنایا تھا؟

''اس صورت میں ہمیں پتا چل جائے گا کہ پولیس ہمارے پیچھے ہے۔ ہم میں سے ایک واپس آ کر ابی کو ختم کر دے گا اور وہ ایسا کر سکتا ہے۔ میرا یقین کرو۔ پہلے بھی کسی نے رپورٹ نہیں کی۔ سادہ سی بات ہے، تم پانچ لاکھ ڈالرز کے لیے کیوں اتنا بڑا رسک لو گے جبکہ اتنی رقم تمہارے لیے بڑا مسئلہ نہیں ہے۔'' شیرل نے جواب دیا۔

اپنی مایوسی چھپانے کے لیے ول کو دوسری طرف مڑنا پڑا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ زندگی میں اس نے کبھی ایسی بے بسی محسوس نہیں کی تھی، اس حقیقت نے اسے مشتعل کر دیا تھا۔

''لیڈی، تم سمجھتی ہو کہ میں تمام رات گن کے سامنے آرام سے بیٹھا رہوں گا جبکہ میری بیٹی اغوا ہو چکی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ابی کو کوئی نقصان پہنچے، میں تمہاری کھوپڑی اڑا دوں گا۔''

''آرام سے رہو، ڈاکٹر۔ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔'' شیرل نے پسٹل کو جنبش دی۔

''کیا تم ابھی تک ماں نہیں بنیں؟ بچوں کے معاملے میں اتنی بے حس ہو؟''

''میرے احساسات کی بات نہ کرو۔'' شیرل نے کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ''تم میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

''تو تم بتا دو اپنے بارے میں۔'' ول کی آواز میں کڑواہٹ تھی۔

''میں خبردار کرتی ہوں، میری ذات کے بارے میں کوئی بات نہ کرو۔''

ول جواب دینے والا تھا کہ اس کے دماغ میں شرارہ لپکا۔ ''اوہ نو، ابی کی انسولین کا کیا ہو گا؟''

''کیا مطلب؟''

''اسے بچوں کی ذیابیطس ہے۔ تم بے خبر ہو؟''

''سکون سے رہو۔'' شیرل کے چہرے پر الجھن نظر آئی۔

''اپنے پارٹنر سے فوراً میری بات کراؤ۔''

شیرل کے چہرے پر کشمکش کے آثار نظر آئے۔ عین اسی وقت بستر کے سرہانے رکھے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ دونوں نے ایک ساتھ فون کو دیکھا۔ شیرل فون کے پاس آئی اور گھڑی دیکھی۔

''تم بات کرنا چاہتے ہو؟'' وہ بولی۔ ''تمہارا موقع ہے لیکن ڈاکٹر، ٹھنڈے رہنا۔ بالکل ٹھنڈے۔''

''فون تمہارے سیل پر کیوں نہیں آیا؟ یہ کال کوئی اور بھی سن سکتا ہے؟'' ول نے اعتراض کیا۔

''یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔'' شیرل نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ول جیننگ بات کر رہا ہوں۔''

''ٹھیک ہے، ڈاکٹر۔'' دوسری جانب سے مردانہ آواز آئی۔ ''تم غیر متوقع طور پر اس وقت اپنے شاندار سوئٹ میں تنہا نہیں ہو؟''

ول نے شیرل کی جانب دیکھا۔ ''ہاں، ایسی ہی بات ہے۔''

''سیاہ لباس میں وہ کیسی لگ رہی ہے؟''

''سنو، مجھے تم کو کچھ سمجھانا ہے۔''

''نہیں، کچھ نہیں۔ تم صرف جواب دو، تمہارا جواب اگر میچ کر گیا تو بات آگے بڑھے گی۔ سوال یہ ہے کہ تمہاری بیٹی کے ساتھ کوئی سنجیدہ میڈیکل پرابلم ہے؟''

ول کو امید کی کرن نظر آئی۔ ''ہاں، اسے بچکانا ذیابیطس ہے۔''

''اوکے، گڈ۔''

''ابی کو انسولین کی فوری ضرورت ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''ہاں، سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب تمہارا کوئی مریض ٹیبل پر مر رہا ہوتا ہے تو تم کیسی کوشش کرتے ہو؟''
''مسٹر، میں اینستھسیا لوجسٹ ہوں۔ میرے کام کے بعد معاملہ سرجن کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔'' ول کو غیر متعلق سوال پر حیرت ہوئی تھی۔
''تو تمہاری وجہ سے ٹیبل پر کوئی مریض نہیں مرا؟''
''یقیناً نہیں۔''
''جب تم دوسرے شعبے میں تھے؟''
''اس وقت بھی میری وجہ سے کوئی مریض نہیں مرا۔ بعض کیس بہت بگڑے ہوئے ہوتے تھے تو میں لواحقین کو مریض کے بچنے کے امکانات کے بارے میں بتا دیتا تھا۔''
ول کو شک ہوا کہ دوسری جانب بولنے والے کا کوئی نہ کوئی تعلق اس کے پرانے مریضوں سے ہوسکتا ہے۔
''تم مریض کو نہیں بتاتے تھے کہ وہ مرنے والا ہے؟''
''ڈاکٹرز ایسا نہیں کرتے۔ کیا تم اپنا نام بتاؤ گے؟''
''جو ہکی۔''
''کیا تم میرے پرانے مریضوں میں شامل رہے ہو یا میرے مریضوں سے تمہارا کوئی رشتہ رہا ہے؟'' ول نے سوال کیا۔
''فی الحال اس موضوع کو ختم سمجھو۔ میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کتنا معقول بندہ ہوں۔ میں ابی کے لیے انسولین کا بندوبست کر رہا ہوں۔ تم میرے پارٹنر سے بات کراؤ۔'' جو نے کہا۔
''کیا میں ایک منٹ کے لیے اپنی بیوی سے بات کر سکتا ہوں؟''
''شیرل کو فون دو، ڈاکٹر۔'' جو نے روکھا جواب دیا۔
ول نے گہری سانس لے کر شیرل کو اشارہ کیا۔
''میری گفتگو کے دوران میں تم باتھ روم میں رہو گے۔'' شیرل نے مطالبہ کیا۔ ول خاموشی سے باتھ روم کی طرف چل دیا۔ اندر جا کر اس نے دروازہ بند کیا اور ڈور ناب گھما کر پکڑے رکھی۔ تیس تک گنتی گن کر اس نے دروازے میں معمولی جھری پیدا کی۔ شیرل کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔
''ابی کی میڈیکل پرابلم ہمارے ہوم ورک میں کیوں نہیں آئی؟'' وہ جو سے استفسار کر رہی تھی۔ ''او کے، ہاں... لیکن یہ ٹھیک نہیں ہوا... ہاں... ہاں... وہ تو ٹھیک ہے لیکن... او کے میں سمجھ رہی ہوں۔ دوسری بات

مجھے جو غلط لگ رہی ہے وہ کیرین کا شوہر ہے... میرا مطلب... جو، یہ ڈاکٹر دوسروں سے مختلف ہے۔ یہ چالاک بھیڑیے کی طرح ہے جو اپنے موقع کا انتظار کرتا ہے... تیس منٹ... ہاں ٹھیک ہے... میں خیال رکھوں گی۔''
ول نے شیرل کو فون رکھتے دیکھا تو رخنہ بند کر دیا۔ پندرہ تک گنتی گن کر اس نے دروازہ تھوڑا سا کھول کر کہا۔
''بات ختم ہوگئی؟''
''ہاں، باہر آجاؤ۔''
''کیا بات ہوئی؟''
''جو تمہاری بیوی کو ابی کے پاس لے جا رہا ہے تاکہ اسے دوا دی جا سکے۔ ڈاکٹر یہ ہمارے پلان کے خلاف ہے۔ اس میں رسک ہے۔''
''نہیں، جو ٹھیک کر رہا ہے۔'' ول نے لہجہ متوازن رکھا۔ ''رسک اس میں ہے، کہیں ابی رات میں کسی وقت کوما میں نہیں چلی جائے۔ اس صورت میں، تم لوگوں کو تاوان کی رقم ملنے کا امکان صفر ہو جائے گا۔ کیا میں غلط ہوں؟''
''ڈاکٹر تم ہوشیار آدمی ہو۔ ہم نے کسی واردات میں کسی بچے کی جان نہیں لی۔ لیکن تم نے اگر کوئی ہوشیاری دکھائی تو کچھ بھی ہوسکتا ہے۔''
ول نے بیوی اور بیٹی کے لیے اٹھنے والی خوف کی لہر کو دباتے ہوئے کہا۔ ''آخر یہ جو ہے کون؟''
شیرل نے ول کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''میرا شوہر!''

☆☆☆

ابی کیبن کے اندر ایک پرانے صوفے پر محوِ خواب تھی۔ باسل اس کے قریب نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ نروس تھا۔ اسے علم تھا کہ چھوٹی بچی بیدار ہوتے ہی خوف زدہ ہو جائے گی۔ باسل اس صورتِ حال سے پریشان تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لڑکی کے بجائے لڑکا ہوتا تو بہت تھا۔ لڑکوں کے ساتھ نسبتاً سہولت رہتی ہے۔ ماضی میں پانچ میں سے تین لڑکے تھے۔ لڑکیوں کی صورت میں اسے بہت زیادہ سوچنا پڑتا تھا۔ زیادہ سوچنے سے وہ اداس ہو جاتا تھا۔ اسے اپنی بہن یاد آجاتی... اس کی بہن ایلین اس وقت محض چار برس کی تھی، جب وہ خناق کے مرض میں زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔ اس نے جو کے ساتھ مل کر ایلین کو بچانے کی اپنی سی کوشش کی۔ حالات ناسازگار تھے۔ بالآخر انہیں ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑا لیکن وہ تاخیر کر بیٹھے تھے...
ابی کے حلق سے آواز برآمد ہوئی۔ اس بار آواز پہلے

سے بلند تھی۔ وہ ہوش میں آ رہی تھی۔ باسل نے جلدی سے باربی ڈول اٹھالی۔

''ماما؟'' ایمی کے حلق سے نیم خوابیدہ آواز برآمد ہوئی۔اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔''ماما؟''

''ایمی، ماما ابھی یہاں نہیں ہیں۔میں باسل ہوں۔''

اچانک ایمی نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ صوفے کے قریب نیچے بیٹھے ہوئے گیم شیم باسل کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''میری ماما کہاں ہیں؟'' اس نے کمزور سی آواز میں پوچھا۔

''وہ، ڈیڈی کے ساتھ کہیں گئی ہیں۔ مجھے تمہاری دیکھ بھال کے لیے چھوڑا ہے۔''

ایمی نے نظریں گھما کے بوسیدہ کیبن کا جائزہ لیا۔اس کے رخسار لال ہونے لگے۔''ہم کہاں ہیں؟ یہ کیسی جگہ ہے؟''

''ہم جنگل میں ہیں۔تمہارے گھر کے قریب۔ ماما جلد واپس آ جائیں گی۔''

ایمی نے سسکی بھری۔ وہ خوف زدہ ہو رہی تھی۔ باسل نے فی الفور باربی ڈول اسے پکڑا دی۔''تمہاری ماما یہ گڑیا تمہارے لیے چھوڑ گئی ہیں۔''

ایمی نے گڑیا لے کر سینے سے لگالی۔''مجھے ڈر لگ رہا ہے۔''

باسل نے ہمدردی سے بڑا سا سر ہلایا۔''ڈر مجھے بھی لگ رہا ہے۔''

''تمہیں بھی؟'' ایمی کا منہ تھوڑا سا کھل گیا۔

باسل نے اثبات میں سر ہلایا۔اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ایمی نے باسل کی سب سے چھوٹی انگلی دبا کر، گویا اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔''تم بہت بڑے ہو، تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے۔''

''ہاں، شاید۔'' باسل نے مشکل سے کہا۔

☆☆☆

جیکسن کے قلب میں، اس کیبن سے چالیس میل دور شمال میں سفید رنگ کی ایک قلعہ نما عمارت اسپاٹ لائٹس کی روشنی میں دمک رہی تھی۔ اندر ڈنر ٹیبل کی کرسیوں پر ڈاکٹر جیمس مکڈیل اپنی بیوی مارگریٹ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ڈاکٹر مکڈیل کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ مس سپی میڈیکل ایسوسی ایشن کا سالانہ اجتماع جوں جوں قریب آ رہا تھا، ڈاکٹر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ہفتوں کی ذہنی کشمکش کے بعد اس نے دل کی بات زبان پر لانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ڈاکٹر کے پاس کوئی چوائس نہیں تھی۔سالانہ میٹنگ سر پر تھی۔اسے یقین تھا کہ وہ ٹھیک سوچ رہا ہے۔

اس نے کانٹا پلیٹ میں رکھ دیا۔''مارگریٹ، ڈیئر میں جانتا ہوں کہ تم اس موضوع پر دوبارہ بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔لیکن میں بے بس ہو گیا ہوں۔''

مارگریٹ کے ہاتھ سے چمچہ گر گیا۔''کیوں؟'' اس نے شوہر کو گھورا۔''کس چیز نے تمہیں بے بس کر دیا ہے؟ کیا مجبوری ہے؟''

ڈاکٹر نے ٹھنڈی سانس بھری۔''شاید اس لیے کہ یہ حادثہ ٹھیک ایک سال پہلے وقوع پذیر ہوا تھا۔شاید اس لیے کہ انہوں نے جو کچھ بتایا تھا، اس پر مجھے یقین تھا اور ہے۔ میں اس کو ذہن سے مٹانے میں ناکام رہا۔اس حادثے نے ہماری گھریلو فضا کو مسموم کر کے رکھ دیا۔''

''ہماری نہیں، صرف تمہاری...''

''اوہ خدا کے لیے مارگریٹ... سالانہ میٹنگ، بلوکسی میں شروع ہو رہی ہے اور ہم شریک نہیں ہو رہے ہیں۔وجہ تمہیں معلوم ہے۔ جو کچھ گزشتہ برس ہوا، اس کے اثرات ابھی تک ہمیں کنٹرول کر رہے ہیں۔ہم نے پولیس کو نہ بتا کر غلطی کی۔اس عورت نے جو کچھ بتایا تھا، مجھے اس پر یقین ہے۔وہ پہلے بھی ڈاکٹروں کو نشانہ بناتے رہے تھے۔ سالانہ میٹنگ کے موقع پر انہوں نے ہماری علیحدگی کا فائدہ اٹھایا تھا۔اب ایسی ہی ایک اور واردات پھر سے ہونے جا رہی ہے، میں اس اندیشے سے کئی ہفتوں سے لڑ رہا ہوں لیکن یہ پختہ تر ہوتا جا رہا ہے...''

''چپ ہو جاؤ، بس کرو۔انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ بعد میں پولیس سے رابطہ کرنے پر پیٹر کو مار دیں گے۔''

''لیکن تم سوچو، ایسا ہی حادثہ کسی اور فیملی کے ساتھ ہونے والا ہے۔ہمیں چاہیے کہ کسی طرح اسے روکیں۔''

''کیا تمہیں پیٹر کی کوئی پروا نہیں ہے۔وہ کتنی مشکل سے اس حادثے کے مابعد اثرات سے باہر آیا ہے۔'' مارگریٹ کا غصہ کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

''مجھے پیٹر کی ہمیشہ فکر رہی ہے لیکن ہماری بزدلی کے باعث ایک اور بچہ شکار ہونے والا ہے۔مارگریٹ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اچانک دونوں خاموش ہو گئے۔ان کا گیارہ سالہ بیٹا ڈائننگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔وہ کچھ مضطرب لگ رہا تھا۔

''کیا ہو گیا؟'' وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔''آپ لوگ

زور زور سے باتیں کر رہے ہیں؟"

"اوہ مائی سن، کچھ نہیں... کوئی خاص بات نہیں ہے۔ تم پریشان مت ہو۔ یہ بتاؤ تم جمی کے گھر کب جا رہے ہو؟"

"اس کے ڈیڈی چند منٹ بعد مجھے پک کرنے آ رہے ہیں۔"

"او کے... اپنا خیال رکھنا۔"

ڈاکٹر جیمس مکڈیل پلیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی بھوک اڑ چکی تھی۔

☆☆☆

فورڈ ایکسپڈیشن مناسب رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ اسٹیئرنگ وھیل جو کے ہاتھوں میں تھا۔ جو کے برابر میں اگلی نشست پر کیرین بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ نیچے فلور پر اس کی ٹانگوں کے درمیان آئس باکس رکھا تھا۔

آخری موڑ کاٹنے کے بعد جو نے اسے پٹی ہٹانے کی اجازت دے دی۔ کیرین نے آنکھیں جھپک کے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گاڑی درختوں میں داخل ہو چکی تھی۔

"اس راستے کے اختتام پر ہم ایبی اور باسل سے ملاقات کریں گے۔ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اپنی بیٹی کو پُرسکون رکھنے کے لیے اس سے گلے مل سکتی ہو پھر اسے انسولین لگانے کے بعد تم ایک بار اور گلے مل سکتی ہو، بس آخری بار۔ او کے؟"

"ٹھیک ہے، میں سمجھ گئی۔"

"باسل نے ایبی کو جو بتایا ہے، تم بھی اس کی تصدیق کرو گی اور اسے کہو گی کہ تم صبح میں اسے لینے آؤ گی۔ ایبی کو بتاؤ گی کہ ہم تینوں دوست ہیں، تم نے باسل کو اس کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑا ہے اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو پھر..." جو نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔" کیرین نے یقین دہانی کرائی۔

چند منٹ بعد ایکسپڈیشن درختوں سے نکل آئی۔ جو نے دو مرتبہ ہیڈ لائٹس بند کر کے کھولیں اور انہیں کھلا چھوڑ کے انجن بند کر دیا۔ پچیس، تیس گز دور کیرین نے سبز رنگ کی گاڑی اور کیبن دیکھا۔ کیبن کے قریب ایک اور گاڑی کا سایہ دکھائی دے رہا تھا۔ ایکسپڈیشن کی تیز روشنی میں کیرین نے کیبن کے قریب ایک دراز قامت پہلوان نما آدمی کو دیکھا۔ کیرین تعجب میں تھی کہ دوسری سفید رنگ کی کار زمین کے بجائے بلاکس پر کھڑی تھی۔

جو، گاڑی سے اتر گیا۔ کیرین نے بھی اس کی تقلید کی۔ اس کی رفتارِ قلب میں اضافہ ہو گیا۔ سناٹے میں معاً ایک بچکانا چیخ بلند ہوئی۔ "ماما؟ ماما!"

ایبی، کیم شیم آدمی کے عقب سے برآمد ہوئی تھی۔ کیرین آئس باکس چھوڑ کر آگے لپکی اور گھٹنوں کے بل کھڑی ہو کر ایبی کو دبوچ لیا۔

"میں یہاں ہوں، ہنی۔" ایبی کو سینے سے لگا کر اس نے لرزیدہ آواز میں کہا اور آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ ایبی کانپ رہی تھی، رو رہی تھی... وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن ہر بار اس کے الفاظ ادھورے رہ جاتے تھے۔ کیرین اس کے چہرے کو جگہ جگہ سے چوم رہی تھی۔

"ماما آ گئی ہے، تمہارے پاس ہے، بے بی۔ ایزی ناؤ، میں سن رہی ہوں۔" کیرین نے خود کو پُرسکون رکھنے کی بھرپور سعی کی۔ "میں مجبور تھی، ہنی۔ مجھے تمہارے ڈیڈی کے ساتھ ایک میٹنگ میں جانا تھا۔ ہم میٹنگ کو بھلا بیٹھے تھے۔ وہاں بچے نہیں جا سکتے... بس ایک رات کی بات ہے۔"

"کیا آپ پھر مجھے چھوڑ جائیں گی؟" ایبی کی آنکھوں میں الجھن اور اذیت تھی۔ کیرین کی برداشت ختم ہونے لگی۔

"ابھی میں تمہارے پاس ہوں، بے بی۔ تمہاری شوگر چیک کرنی ہے۔"

"نو... و... و..." ایبی کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ "مجھے گھر جانا ہے۔"

جو سر پر کھڑا تھا۔ مطمئن ہونے کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور آئس باکس لا کر کیرین کے قریب رکھ دیا۔ بعد ازاں وہ کچھ فاصلے پر باسل کے پاس چلا گیا۔

کیرین نے باکس کھول کر اسپرنگ لوڈڈ ڈیوائس نکالا، جس میں سوئی پہلے سے لگی تھی۔ یہ قلم کے مانند تھا۔ کیرین نے بیٹی کی درمیانی انگلی پکڑ کر آخری پور پر قلم کی نوک رکھ کر ٹریگر دبایا۔ ایبی نے سسکی بھری۔ اوپر تلے خون کے دو قطرے لے کر مخصوص کاغذی پٹی پر رکھے اور پٹی کو چھوٹی سی مشین میں رکھ دیا۔ مشین میں ایک مائیکرو چپ لگی ہوئی تھی... پندرہ سیکنڈ بعد مشین میں بپ کی آواز آئی۔

"دو سو چالیس۔" کیرین نے ریڈنگ لی۔ "سویٹی، تمہیں انسولین کا شاٹ چاہیے۔" کیرین نے ایک وائل سے شارٹ ایکٹنگ انسولین کے تین یونٹ لیے، دوسری

وائل سے لانگ ایکٹنگ کے پانچ یونٹ لیے۔ یہ شاٹ معمول سے ہٹ کر تھا، لیکن کیرین کو شک تھا کہ ابہی نے قدرتی نیند نہیں لی ہے اور کچھ کھایا بھی ہے۔

''تمہارے ساتھی باسل نے تمہیں کچھ کھلایا تھا؟''

''چند کریکرز، ماما۔''

''بس؟''

ابہی نے زمین کی طرف دیکھا۔ ''اور ایک پیپر منٹ۔''

''ٹھیک ہے، ہنی۔'' کیرین نے انسولین شاٹ اس کے پیٹ میں کپڑں کے اوپر سے ہی لگا دیا۔ ابہی نے پھر سسکی لی اور بانہیں ماں کے گلے کے گرد ڈال دیں۔ کیرین نے گھٹنوں پر کھڑے کھڑے اسے گود میں لے لیا۔ وہ ابہی کا پسندیدہ گیت گنگناتے ہوئے اسے دائیں بائیں جھلا رہی تھی۔

''آئی لو یو، سوئٹی۔'' کیرین نے سرگوشی کی۔ ''سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''ماما، گاتی رہیں۔'' ابہی نے کہا۔

کیرین کے کان جو اور باسل کی آوازوں پر لگے تھے۔ اس نے گاتے گاتے اپنے ہونٹ ابہی کے کان سے لگا دیے۔

''بے بی، تمہیں یاد ہے، میں نے تمہیں پولیس کے بارے میں کیا سکھایا تھا؟ ضرورت کے وقت کون سا نمبر ڈائل کرتے ہیں؟''

''نائن۔'' ابہی نے سوچتے ہوئے کہا۔ ''نائن، ون ون؟''

''گڈ، ہنی۔ دھیان سے سنو، مسٹر باسل کے پاس سیل فون ہے۔ اگر وہ واش روم کے لیے تمہارے پاس سے ہٹے تو وہ فون بھول سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو تم نائن ون ون پنچ کر کے کہنا کہ تمہیں مدد چاہیے۔ اگر تم نہ کہہ سکو تب بھی نمبر ملا کے سیل فون آف مت کرنا اور خود کہیں چھپ جانا۔ وہ لوگ آ کے تمہیں ماما اور پاپا کے پاس لے آئیں گے... او کے؟'' کیرین پھر گنگنانے لگی۔

ابہی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ''کیا پولیس، باسل کو مارے گی؟''

''نہیں، بے بی۔ پولیس باسل کو کچھ نہیں کہے گی۔ لیکن تم اس سے چھپ کر نمبر ملانا۔ یہ ایک گیم کی طرح ہے۔ ٹھیک ہے؟''

''شہزادی کو بائے بائے کرو۔ واپس جانا ہے۔'' جو کی آواز آئی۔

کیرین اندر سے تڑپ اٹھی۔ اس نے اٹھنا چاہا تو ابہی چیخ اٹھی۔

''ہنی، میں جلد آؤں گی۔'' کیرین نے کربناک آواز میں کہا۔ وہ دونوں ماں بیٹی کے پاس آ گئے تھے۔

''اگر ابہی کی طبیعت خراب ہو تو مجھے کال کر دینا۔'' کیرین نے باسل سے کہا۔

باسل کے چہرے پر حیران کن خوف تھا۔ ''یس میم... میں...''

''شٹ اپ۔'' جو کی غراہٹ بلند ہوئی۔ اس نے ابہی کا بازو پکڑ لیا۔ ابہی چیخ رہی تھی۔ کیرین کا ضبط جواب دینے لگا۔ وہ منہ پھیر کے کھڑی ہو گئی۔ آزمائش سی آزمائش ہے، وہ، ماہی بے آب ہے۔ زندگی عقوبت ہی سہی لیکن یہ سزائے ناروا کیسی ہے؟ کیرین کے حلق میں جیسے گولہ سا پھنس گیا۔ منہ پھیرتے ہی رکے ہوئے آنسو رخساروں پر پھسل گئے۔

☆☆☆

بلوکسی میں بیوریج ریسورٹ کے سوئٹ نمبر 28021 میں فون کی گھنٹی بجی۔ ول نے جھپٹ کر فون اٹھایا۔

''جو؟ تم جو بات کر رہے ہو؟''

''ول؟''

''کیرین!'' ول کے جبڑے بھنچ گئے۔ دوسری جانب سے کیرین کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

''تم نے ابہی کو دیکھا؟'' ول نے بدقت تمام خود پر قابو پایا۔

''وہ خوف زدہ ہے، ول۔'' کیرین کی سوگوار سی آواز آئی۔ ''میں نے آٹھ یونٹ کا شاٹ لگایا ہے اسے... چند وائل اور سرنج وہیں چھوڑ دی ہیں۔''

ول کے کچھ کہنے سے پہلے کیرین کی چیخ سنائی دی اور جو کی آواز آئی۔ ''کانگریچولیشنز! شکر کرو تمہاری بیٹی کو دوا مل گئی ہے۔''

''رکو! بات سنو...''

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ ول نے آہستہ آہستہ سانس خارج کی۔ سینے میں ابھرنے والا طیش کا لاوا اس کے سر کو چڑھنے لگا۔ فون رکھ کر وہ آہستہ سے مڑا۔

''ہے، ہے... ہوش میں رہو۔'' شیرل نے کہا۔

ول نے شعلہ بار نظروں سے اسے گھورا۔ اس کی دونوں مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔

شیرل نے گن سیدھی کر لی۔ ول اسے دبوچنے کے لیے تیار تھا۔ خود کو روکنے کے لیے ول نے قوتِ ارادی کا ایک ایک ذرہ خرچ کر دیا۔

''کوئی غلطی مت کرنا۔'' شیرل نے پھر تنبیہ کی۔ شیرل کے چہرے پر پریشانی تھی۔ ول نے گہری گہری سانسیں لے کر مٹھیاں کھول دیں۔ چند منٹ تک خاموشی چھائی رہی۔ دونوں ایک دوسرے کو نگاہوں میں تولتے رہے۔ ول خود کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔

''کیا تم دل سے اغوا کی وارداتوں میں شامل ہو؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔'' ول نے سوال کیا۔

شیرل کی خاموشی برقرار رہی۔

''میرا خیال ٹھیک ہے۔'' ول نے گہری سانس لی۔ ''جو تمہیں استعمال کر رہا ہے۔''

''وہ میرا شوہر ہے۔'' شیرل کے تاثرات میں مدھم سی الجھن تھی۔

''یہ تم سمجھتی ہو۔ کیا وہ تمہیں اپنی بیوی سمجھتا ہے؟ نہیں، وہ تمہیں محض ایک پارٹنر تصور کرتا ہے۔'' ول نے نپی تلی چوٹ لگائی۔ وہ پُراعتماد تھا کہ شیرل کو ساتھ ملا لے گا۔ جو نامی شخص نے جو پلان بنایا تھا۔ اس کے توڑ کے لیے شیرل ہی ترپ کا پتا تھی۔ شیرل کو ساتھ ملائے بغیر ول کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

''تم خاموش نہیں رہ سکتے؟'' شیرل کا گن والا ہاتھ جھکنے لگا۔

''میرے خاموش رہنے سے حقائق تبدیل نہیں ہوں گے۔ تم سوچو، میں دوبارہ بات کروں گا۔ فی الحال مجھے شاور لینا چاہیے۔'' ول ابتدائی مکالمہ نگاری سے مطمئن تھا۔

☆☆☆

مارگریٹ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی تھی۔ ٹیبل کے آئینے میں اسے شوہر کا عکس نظر آیا۔ ڈاکٹر جیمس مکڈیل کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔ مارگریٹ غم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں مڑی۔

''کتنی مرتبہ کہوں کہ میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی۔''

ڈاکٹر نے ٹھنڈی سانس بھری۔ ''میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آخر مسئلہ کیا ہے؟ تم کیوں نہیں چاہتیں؟'' ڈاکٹر مکڈیل بھی اڑ گیا تھا یا اس کے ذہن پر یہ خدشہ سوار ہو

''ایک سال بعد تمہارے دماغ پر کیا بھوت سوار ہو گیا ہے؟ لگتا ہے، تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔'' مارگریٹ زچ ہو گئی تھی۔

''پلیز مارگریٹ... کہیں اس آدمی نے تم پر تشدد تو نہیں کیا تھا؟'' ڈاکٹر نے فریادی انداز میں استفسار کیا۔

''تشدد؟'' مارگریٹ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ ''کیا کہا تم نے؟''

''میں تمہارا شوہر ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔''

مارگریٹ کی آنکھوں میں وحشت اُتر آئی۔ ''ٹھیک ہے، تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں نے رپورٹ کرنے کی مخالفت کیوں کی تھی؟ تو سنو اچھی طرح سن لو... تشدد نہیں کیا تھا۔ اس نے تمہاری بیوی کی بے حرمتی کی تھی۔''

جیمس مکڈیل کا منہ کھلا رہ گیا۔

''جیمس، سمجھ میں آیا اور کھول کر بتاؤں۔ جو وہ کہتا گیا، میں کرتی گئی۔ میں مجبور تھی، پیٹر کی وجہ سے... جاؤ بتا دو، پولیس کو... مجھے وہ کرنا پڑا، جو میں نے زندگی میں نہیں سوچا تھا۔''

مارگریٹ کی آنکھوں سے آنسو پرنالے کی طرح بہہ نکلے۔ وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ دونوں ہاتھ چہرے پر تھے۔ ڈاکٹر مکڈیل گنگ رہ گیا۔ معاً اس کا سکتہ ٹوٹا اور اس نے لپک کر مارگریٹ کو بانہوں میں بھر لیا۔ مکڈیل نے اسے بچوں کی طرح سینے سے لگا لیا۔

''مارگریٹ، ٹھیک ہے... سب ٹھیک ہے۔ تم نے کچھ غلط نہیں کیا۔ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ آئی لو یو۔'' وہ خود بھی آبدیدہ ہو گیا۔

مارگریٹ نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔

''مارگریٹ، ایک اور عورت کی عزت خطرے میں ہے۔ ایک اور بچہ... ایک اور فیملی، کرب و اذیت کی چکی میں پسنے والی ہے۔'' اس نے بیوی کا آنسوؤں میں بھیگا چہرہ ہاتھوں میں لے لیا۔ ''میں جانتا ہوں تم کبھی نہیں چاہو گی کہ ایسا ہو۔ بتاؤ مارگریٹ، کیا میں غلط ہوں؟''

مارگریٹ نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

''میں ایف بی آئی کو کال کروں گا۔ مجھے ساری تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ جو ہوا، وہ غیر متعلق ہے۔ مارگریٹ، آئی لو یو... ہمیشہ سے زیادہ...''

☆☆☆

جو کے کہنے پر کیرین نے آنکھوں پر سے پٹی ہٹا دی۔ واپسی کے سفر میں ابھی وہ راستے میں ہی تھے۔ کیرین نے شیشے سے باہر جھانکا، کیرین نے جو کا موڈ بہتر رکھنے کی غرض سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''ابی سے ملوانے اور دوائی پہنچانے کا شکریہ۔''

جو نے شیشہ نیچے کر کے سگریٹ کا ٹوٹا باہر اچھالا۔

''تشکر۔ ہاں میں اس کا منتظر تھا۔ آج کل اکثریت ادب و آداب بھول گئی ہے۔ تم نے بھی دیر کر دی، بہرحال مجھے خوشی ہوئی۔ ذرا سوچو، ابھی پوری رات پڑی ہے۔ ہمیں دوستوں کی طرح وقت گزارنا چاہیے۔'' جو کے انداز میں خفیف سی ذومعنویت تھی۔ کیرین چونک اٹھی، اس کے ذہن نے ''الرٹ'' کا اشارہ دیا۔

''تم ایک خوب صورت عورت ہو، میں بھی اتنا بدصورت نہیں ہوں... ایک خوب صورت رات ہماری منتظر ہے۔'' جو نے ایک ہاتھ اسٹیئرنگ سے ہٹا کر کیرین کے گھٹنے پر رکھ دیا۔

کیرین کی آنتیں پیٹ میں الجھنے لگیں۔ اعصاب تڑخنے لگے۔ جو کے ارادے کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ اس کے چوبیس گھنٹے کے منصوبے میں رات کی پارٹی شامل تھی۔ کیرین، ماؤف ذہن کے ساتھ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ پچھلی وارداتوں میں ماؤں نے اپنے بچوں کی خاطر جو کی ناپاک خواہشات کے سامنے جسم و جان کی پامالی منظور کر لی تھی۔ اب کیرین کی باری تھی۔ کیا ابی کے لیے وہ یہ آگ کا دریا پار کر لے گی؟

☆☆☆

سوئٹ نمبر 28021 میں سناٹا تھا۔ فون بھی خاموش تھا۔ شیرل نامعلوم سوچ میں غلطاں تھی۔ ول کا ذہن برق رفتاری سے ممکنہ امکانات پر غور کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے شیرل کو ٹٹولنے کا فیصلہ کر لیا۔

''میں جب تمہاری ذات کے بارے میں بات کرتا ہوں تم بدمزہ ہونے لگتی ہو؟'' ول نے سوال کیا۔ آدھا ڈاکٹر آدھا نفسیات داں ہوتا۔ وہ جانتا ہے کہ مریض کی رائے بھی مریضانہ ہوتی ہے اور مریض جھوٹ بھی بولتا ہے... ول نے محسوس کر لیا تھا کہ شیرل کے ماضی میں کوئی گرہ ہے۔ اسے دو کام کرنے تھے۔ کسی طرح شیرل کے ماضی کے بارے میں معلوم کرے اور تاوان کی رقم جو کے بجائے شیرل کو دے کر اسے تحفظ کی یقین دہانی کرائے۔ شیرل اچھی اداکار نہیں تھی۔ ول کے سوال پر وہ خاموش رہی۔

''میرے ماضی کے بارے میں جان کر تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟'' بالآخر وہ بولی۔

''کم از کم وقت ہی کٹ جائے گا۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے؟ مجھ پر شک مت کرو، میں تمہارے لیے کچھ منگواتا ہوں۔'' ول کھڑا ہو گیا۔

شیرل کی آنکھوں میں شک کی پرچھائیں لہرائی... ول فون کی جانب گیا۔

''کیا کر رہے ہو؟'' شیرل بھی کھڑی ہو گئی، اس کا ایک ہاتھ گن پر تھا۔

''ڈرنک منگوا رہا ہوں، کیا پسند کرو گی؟''

شیرل کے چہرے پر کشمکش کے آثار نمودار ہوئے۔

''رم اور کوک۔'' شیرل نے گہری سانس لی۔

ول نے روم سروس کو بارکیڈی، دو لیٹر کوک اور ایک کپ چائے کا آرڈر دیا۔ وہ لگژری سوئٹ میں بظاہر اکیلا تھا۔ لہٰذا یہ آرڈر کچھ بے تکا معلوم ہوا۔ تاہم وہ ''سائپرس'' سوئٹ کی مراعات سے واقف تھا۔ وہ اپنے آرڈر کی بالٹیاں بھی منگوا لیتا تو کوئی اعتراض نہ کرتا۔

شیرل نے گن پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ ول نے نرمی کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا۔ ''شیرل، تمہاری عمر زیادہ نہیں ہے جبکہ جو کی آواز سن کر ہی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کم از کم بھی 45-40 کا ہے؟ اگر تم برا نہ مانو تو...''

''وہ پچاس برس کا ہے۔'' شیرل کا لہجہ سپاٹ تھا۔

''اور تم؟''

''26۔'' شیرل نے لاشعوری طور پر نظریں چرائیں۔

''چوبیس سال کا فرق؟'' ول کے لہجے میں ہلکی سی چبھن تھی۔

شیرل نے ڈاکٹر کو گھورا تاہم لب بستہ رہی۔

''تم کس علاقے سے تعلق رکھتی ہو؟''

''انٹرویو کا مقصد؟''

''پھر کیا کریں۔ خاموش بیٹھ کر ایک دوسرے کو گھورتے رہیں؟'' اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ شیرل چونک اٹھی۔

''کچھ نہیں... ڈرنک آئی ہے۔'' ول اٹھ کر دروازے کی طرف گیا۔ شیرل گن لے کر آڑ میں ہو گئی۔ حالانکہ وہ بیڈروم میں تھی اور بیرونی دروازے سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

دروازہ کھلا، پھر بند ہوا۔ ڈاکٹر باہر نہیں جا سکتا تھا۔ کچھ منٹ کے اندر وہ کچھ نہیں کر پاتا۔ شیرل اس جانب

سے مطمئن تھی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس نے جھانکا، ڈاکٹر، ڈرنکس لے کر بیڈ روم کی جانب آ رہا تھا۔ شیرل واپس بیڈ پر آ گئی۔

ول نے نرمی کے ساتھ شیرل کے جذباتی احساسات کو بیدار کرنا شروع کیا۔ شیرل رم کی چسکیاں لیتے ہوئے دھیرے دھیرے کھلنے لگی۔ اس نے جو کہانی بیان کی، اس کا لب لباب کچھ یوں تھا۔ شیرل کا باپ آرمی میں تھا، لہٰذا وہ لوگ ایک جگہ مستقل نہیں ٹکتے تھے۔ شیرل کو یاد نہیں کہ غلطی کس کی تھی۔ تاہم اس کی ماں نے باپ کو چھوڑ دیا۔ بعدازاں اس کا باپ کسی اور عورت کی زلفوں کے پھندوں کا اسیر ہو گیا۔ اس وقت شیرل دس برس کی تھی۔ سوتیلی ماں کی حرکتوں سے تنگ آ کر پانچ چھ سال بعد وہ گھر سے بھاگ گئی تھی۔

وہ اپنی سہیلی کے گھر گئی۔ جس کے ساتھ اپارٹمنٹ میں دو اور لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کلب میں ڈانس کرتی تھی۔ ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لیے شیرل نے بھی کلب میں آنا جانا شروع کر دیا۔ بات بڑھتے بڑھتے، عریاں ڈانس سے ہوتی ہوئی جسم فروشی کی طرف نکل گئی۔ شیرل کا ہاتھ بھی کھل گیا۔ تاہم جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ ایک پُرتعفن دلدل میں پھنس چکی ہے۔ پھر اس کی ملاقات جو سے ہو گئی۔ یہ آسان کام نہیں تھا۔ تاہم جو نے شیرل کو وہاں سے نکال لیا اور بعدازاں شادی کر لی۔ جب جو کی مجرمانہ سرگرمیاں شروع ہوئیں تو شیرل کو احساس ہوا کہ وہ آسمان سے گر کر کھجور میں آن اٹکی ہے۔ شروع میں جو شیرل کو دوسرے کلب میں لے گیا تھا جہاں وہ صرف ڈانس کرتی تھی۔ شیرل کے بیان کے مطابق سابقہ کلب والوں نے ایک بندہ شیرل کی واپسی کے لیے متعین کیا، اور وہ جو کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد ایسی کوئی دوسری کوشش نہیں کی گئی۔

''اور میں آزاد ہو گئی۔'' اس موقع پر شیرل نے تبصرہ کیا۔

''تم آزاد نہیں ہوئیں۔ صرف تمہارا ''ماسٹر'' تبدیل ہوا تھا۔'' ول نے لقمہ دیا۔ ''اگر تم ابھی کو بچانے میں میری مدد کرو تو تاوان کی ساری رقم میں تمہارے حوالے کر کے تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔ تب تم حقیقی معنوں میں اپنے خوابوں کی تعبیر پانے کے لیے آزاد ہو جاؤ گی۔'' ول نے خلوص سے کہا۔

[illegible] کی آنکھوں میں امید کا دیا جل کر بجھ گیا۔

''میں کیسے یقین کر لوں؟''

''آہستہ آہستہ تمہیں یقین آ جائے گا، یہ موقع تمہیں پھر نہیں ملے گا۔'' ول کے لہجے میں اعتماد تھا۔

☆☆☆

جو نے ایکسپیڈیشن گیراج میں داخل کر کے انجن بند کر دیا۔ انجن بند ہوتے ہی سکوت طاری ہو گیا۔ کیرین کو لگا جیسے یہ خاموشی نہیں، سناٹے کی چیخ ہے... آنے والے لمحات کی دہشت نے اس کے دل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

''پارٹی ٹائم۔'' جو نے گاڑی کا دروازہ کھولا... کیرین وزنی قدموں اور چکراتے ہوئے ذہن کے ساتھ جو کے ساتھ قدم بڑھا رہی تھی۔ وہ بھرپور کوشش کر رہی تھی کہ دماغ سوچنے کے قابل ہو جائے۔ داخلی دروازے پر جو نے چابیاں کیرین کے حوالے کر دیں۔

''تم کھولو، تمہارا گھر ہے۔'' وہ بولا۔

ہاں اس کا گھر ہے لیکن شاید آج کی رات یہ گھر جو کا ہے۔ کیرین نے لاک کھولا۔ اسے خیال آیا کہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر گھسے اور عقب میں دروازہ بند کر دے... پھر پولیس کو فون کر دے۔ تاہم یہ مشکل تھا، اگر ممکن بھی ہوتا تب بھی خطرناک حماقت ثابت ہوتی۔ سیل فون جو کے پاس تھا۔ وہ فوراً باسل سے رابطہ کرتا اور پھر... آگے کیرین نے سوچنا بند کر دیا... جو کی ہدایت پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ تاہم وہ مایوس نہیں تھی۔ اسے موقع ملے گا۔ کیرین نے اپنے ذہن کو فیڈ کیا۔

جو اسے ماسٹر بیڈ روم میں لے آیا۔ کیرین کے قدم بھاری ہوتے جا رہے تھے اور بمشکل اٹھ رہے تھے۔ خوف اس کے ذہن کو جکڑ کر بے بس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خوف کے خلاف کیرین کی مزاحمت جاری تھی۔ یہ اس کا گھر تھا، اس کا بیڈ روم تھا۔ لیکن آج کی رات سب کچھ جو کی دسترس میں تھا۔

''پہلے بوربن کا جام ہو جائے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ بستر کتنا آرام دہ ہے اور تم کیسا پرفارم کرتی ہو...'' جو کے چہرے پر خباثت ناچ رہی تھی۔ کیرین کے اعصاب ٹوٹنے لگے۔ کچھ کرنے کے لیے اس کے پاس مہلت کم تھی اور ضروری تھا کہ وہ دماغ کو خوف کے چنگل سے آزاد رکھے۔ اس نے بوربن کی بوتل جو کو پکڑائی۔

''میوزک بھی ہونا چاہیے۔'' جو نے بوتل کھولی۔ ''تمہیں ڈانس تو آتا ہو گا لیکن کپڑوں کے ساتھ مزہ نہیں

آئے گا۔" اس نے کیرین کے لباس کی طرف فحش اشارہ کیا۔

کیرین کی آنکھوں میں غصے اور بے بسی کی لہر اٹھی۔
اس نے میوزک آن کر دیا۔ تاہم لباس کو ہاتھ نہ لگایا۔

"دیکھو ڈیئر، اس طرح رنگین شب، بے رنگ ہو جائے گی اور تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ پارٹی تو ہوتی رہی ہے اور آج بھی ہوگی۔" جو کے تاثرات میں سختی گھل گئی۔

کیرین نے سوچا کہ جو جیسے کمینے فطرت شخص کو مشتعل کر کے وہ کچھ بھی نہ کر پائے گی۔ بہتر ہے کہ اسے خوش فہمی میں رکھا جائے۔

"میں بھی سوچ رہی ہوں کہ خوامخواہ رات کیوں خراب کی جائے۔" کیرین نے بمشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری۔

"گڈ، ویری گڈ... مجھے تم سے یہی توقع تھی۔" جو نے بوربن کی بوتل منہ سے لگائی۔

جو کے مکروہ مطالبات کے سامنے اس نے نیم برہنگی کی حالت میں موسیقی کی لہروں پر تھرکنا شروع کیا۔ جو کرسی میں نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھوں میں بدمستی اور گرسنگی کا رنگ گہرا ہونے لگا۔

کیرین سوچ رہی تھی کہ وہ کیا کر سکتی ہے؟ تاریکی بار بار اس کے ذہن پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ کیا وہ کسی کرشمے کی منتظر ہے۔ ایک خیال ذہن میں تھا کہ وہ جو کو برہم نہ ہونے دے اور زیادہ سے زیادہ پلا دے۔ اٹھلاتے ہوئے ایک اور بوتل اس نے جو کے حوالے کر دی۔ دوسری بوتل بھی تیزی سے خالی ہو رہی تھی۔ جو کی دست درازیاں بڑھنے لگیں۔ بوتل اس نے ایک طرف صوفے پر ڈال دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی پولو شرٹ اتار کر جو نے ایک طرف اچھال دی۔ پھر وہ اپنے زیریں لباس کی طرف متوجہ ہوا۔ کیرین کی نظریں قالین پر گڑ گئیں۔ جو کچھ ہونے والا تھا، وہ بدترین تھا۔ کہیں سے کوئی مدد نہیں آسکتی تھی۔ کیرین کا گلا خشک ہو گیا، سر گھومنے لگا۔ معاً اسے دل کا خیال آیا۔ غصے نے پھر ذہنی خوف کو پسپا کیا۔

دفعتاً موہوم سی امید نے سر اٹھایا۔ ایک موقع تو اسے ملے گا...

☆☆☆

باسل، ایمی کے سامنے فرش پر بیٹھا تھا۔ وہ ایک پرانا کمبل بیڈروم سے لے آیا تھا اور کیبن کے فرش پر ڈال دیا تھا تاکہ ایمی کو کیبن کے چوبی فرش پر نہ بیٹھنا پڑے۔ خود وہ لکڑی کے ٹکڑے سے کھلونا تراشنے میں مصروف تھا۔

"کیسی طبیعت ہے؟" باسل نے سوال کیا۔

"بہتر ہے۔"

"بھوک تو نہیں لگ رہی؟"

"ہاں، بھوک سے پیٹ میں تکلیف ہو رہی ہے۔" ایمی نے منہ بنایا۔

باسل کے چہرے پر پریشانی ظاہر ہوئی۔ "میں تمہارے لیے "کیپٹن کرنچ" بنا کر لاتا ہوں۔" باسل نے اٹھ کر کچن کا رخ کیا۔ ایمی اسے بتا ہی نہیں سکی کہ "کیپٹن کرنچ" اس کی شوگر میں اضافہ کر دے گی... باسل کچن کی طرف جاتے جاتے اچانک رک گیا اور پلٹا، وہ اپنے سر پر ہاتھ مار رہا تھا۔ اس نے ایمی کے قریب سے اپنا فون اٹھایا۔

"جو نے کہا تھا کہ یہ میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھوں۔ اس نے مجھے ایک فالتو بیٹری بھی دی تھی۔"

ایمی نے فون کو دیکھا، اسے ماں کی بات یاد آئی کہ موقع ملتے ہی پولیس کو فون کر دینا۔ لیکن باسل فون کے معاملے میں محتاط تھا۔ "تم انتظار کرو۔ میں کچھ بنا کر لاتا ہوں۔" باسل کچن میں چلا گیا۔

ایمی کیبن کی کھڑکی میں کھڑی ہو گئی۔ باہر گھور اندھیرا تھا۔ ایمی کو اندھیرے سے نفرت تھی۔ لیکن اس کی ماں کی ہدایت اس کے ذہن میں موجود تھی۔ وہ بھاگ سکتی تھی۔ تاہم فون کیسے حاصل کرے؟ باسل کے رویے نے ایمی کے دل میں پسندیدگی کے جذبات بیدار کر دیے تھے لیکن اسے ڈیڈی کی بات بھی یاد تھی کہ اجنبی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ اجنبی کا رویہ اچھا ہی کیوں نہ ہو۔

ایمی نے باربی ڈول کو اٹھایا اور آنکھیں بند کر کے ماں کا تصور کیا۔ وہ بھاگنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ باسل ابھی تک کچن میں تھا۔ ایمی نے ماں کا چھوڑا ہوا "آئس باکس" بھی اٹھا لیا اور تیزی سے دروازے کا رخ کیا۔

باسل، کچن سے باہر آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں کھانے کا برتن اور دوسرے ہاتھ میں سیل فون تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ ایمی غائب تھی۔ چند سیکنڈ بعد اس کے موٹے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "تم چور سپاہی کھیلنا چاہتی ہو۔" کیبن کا کھلا ہوا دروازہ ہوا کے ساتھ با آواز بند ہوا۔ باسل کے چہرے پر الجھن نظر آئی۔ اس نے برتن اور سیل فون نیچے رکھ دیا اور باہر کا رخ کیا۔

☆☆☆

جو کے بدن پر برائے نام لباس تھا۔ کیرین نے اس کی مدہوش، پُرہوس آنکھوں میں جھانکا اور حتی الامکان آواز کو نارمل رکھا۔ ''مجھے باتھ روم جانا پڑے گا۔''

''باتھ روم میں کیا ہے؟ ایک اور گن؟''

''یہ کسی فوجی کا گھر نہیں ہے کہ ہر کمرے میں گن رکھی ملے گی... ہوگی بھی تو میں کیا کرلوں گی۔'' کیرین نے آواز کو نارمل رکھا۔

''فائن، میں منتظر ہوں۔'' جو نے بستر پر چھلانگ لگا دی۔

کیرین نے باتھ روم میں گھس کر دروازہ بند کرلیا۔ پہلے اس نے نل کھول کر چھوڑ دیے۔ پھر آئینے کے عقب میں موجود کیبنٹ میں ہاتھ مارا۔ تاہم اسے مطلوبہ چیز نہیں ملی۔ اس کی نظر آئینے کے عکس پر پڑی۔ اسے لگا وہ کسی بھوت کو دیکھ رہی ہے۔ کیرین نے چھینٹے مار کر چہرہ تولیے سے خشک کیا اور اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کی نظر ٹوتھ برش والے پلاسٹک کپ پر پڑی۔ تین برش کے ساتھ بظاہر نازک سا فولادی سرجیکل بلیڈ رکھا تھا۔ اس کی لمبائی چھ انچ تھی۔ اس کا مختصر پھل انتہائی تیز دھار تھا اور پلاسٹک کیپ میں محفوظ تھا۔ سرجری کے دوران میں مطلوبہ مقامات کو وہ مکھن کی طرح تراشنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

کیرین نے آلۂ سرجری کا حفاظتی کیپ الگ کیا اور اسے احتیاط سے انگلیوں میں چھپالیا۔ اسے باتھ روم سے نکلنے کے بعد بھی خاص احتیاط کرنی تھی، بصورتِ دیگر معمولی سی غلط حرکت خود اسے زخمی کرسکتی تھی۔ اس نے نل بند کیے اور نئے حوصلے کے ساتھ باتھ روم کا دروازہ کھول دیا۔

''بہت تڑپا رہی ہو تم۔'' جو نے بستر پر کہنی ٹکا کر گرسنہ نگاہوں سے کیرین کے نیم برہنہ شفاف بدن کو گھورا۔

''تڑپنے میں مزہ نہیں ہے؟'' کیرین نے نازو انداز کے تیر پھینکے۔

''ہاں، ہے تو... لیکن اب بس کرو، تم میرے اندازے سے زیادہ خوب صورت ہو۔'' جو نے بے قراری سے ہاتھ بلند کیا۔

''تجھے تو ایسا تڑپاؤں گی کہ زندگی بھر عورت کے لیے تڑپے گا۔'' کیرین نے نفرت ظاہر کیے بغیر دل میں کہا۔

☆☆☆

ایمی، تاریکی میں جھاڑ جھنکاڑ میں چھپی ہوئی تھی۔ باسل چاند کی مدھم روشنی میں اس کے پاس سے گزر گیا۔

''ایمی، تم کہاں ہو؟ مجھے خوف زدہ مت کرو۔''

ایمی کوشش کر رہی تھی کہ کوئی آواز پیدا نہ ہو، اگرچہ اس کی پنڈلیوں میں خراشیں پڑ گئی تھیں۔

''ایمی تم کہاں ہو؟'' وہ بیس فٹ جا کر درختوں کی قطار کے ساتھ رک گیا۔

ایمی کا بدن کانپ رہا تھا۔ وہ خوف زدہ تھی۔ حشرات الارض کی آوازیں اسے اور ڈرا رہی تھیں۔ اس نے کیبن کی روشنی کی طرف دیکھا۔ باسل کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ سیل فون کیبن میں ہی تھا۔ ایمی انتظار کر رہی تھی کہ باسل کچھ اور دور چلا جائے۔

☆☆☆

کیرین بیڈ کی طرف قدم قدم بڑھ رہی تھی۔ بیڈ کے قریب قالین پر اس نے ول کی گن .38 پڑی ہوئی دیکھی۔ جو کو گن کی فکر نہیں تھی۔ اس نے جو جال پھیلایا تھا، اس پر اسے پورا اعتماد تھا۔ کیرین نے بستر پر جانے سے پہلے ٹانگ سے .38 بیڈ کے نیچے کھسکا دیا اور بستر پر آگئی... جو کی دست درازیاں اور فحش گوئی جلد ہی عروج پر پہنچ گئی۔ جنس اور شراب کے دو آتشہ نشے نے مل کر جو کو نیم مدہوش کر دیا تھا۔ کیرین نے زیر جاموں کو بچایا ہوا تھا اور موقع کی تاک میں تھی۔ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کیرین طوعاً و کرہاً عریاں حرکت کی حدود کو پھلانگ رہی تھی۔ نتیجتاً جو کے خمار میں اضافہ ہوتا گیا۔

''تمہارے اندر... بب... بوربن کی بوتل سے زیادہ نشہ ہے۔'' اس نے بہکی ہوئی آواز میں کہا۔ کیرین اس کے بے لباس جسم کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ جو اس کے بچے کھچے مختصر کپڑے نوچنا چاہ رہا تھا۔

''جلد بازی مت کرو، میں تمہیں کچھ نیا کر کے دکھاؤں گی۔'' کیرین پلٹ کر اس کے اوپر آگئی۔

''ہاں... کیوں نہیں... جلدی کرو۔ تم کمال کی چیز ہو۔''

جو کا چہرہ کیرین کی نرم زلفوں میں چھپ گیا... کیرین نے احتیاط سے اسکیپل (scalpal) انگلیوں سے نکالا اور پھرتی سے بیڈ سے اتر گئی۔ چھپے چھ انچ لمبے فولادی سرجیکل آلے کا چھوٹا سا انتہائی تیز دھار پھل اس نے جو کی ناف کے نیچے رکھ دیا۔ کیرین کی آنکھوں میں آگ اور نفرت تھی۔

''کوئی حرکت کی تو ساری زندگی پیشاب کرنے کے لیے کیتھٹر (Catheter) کے محتاج ہو کے رہ جاؤ گے۔ وہ بھی اگر بروقت اسپتال پہنچ گئے۔'' کیرین کی آواز میں

فیصلہ کن صلابت تھی۔

جو کی آنکھوں سے خمار اور مستی غائب ہو چکی تھی۔ اس نے دہشت سے زیریں بدن کی طرف دیکھا۔ اس کے بھڑکے ہوئے جذبات سرد ہوتے چلے گئے۔ اس نے گھونسا مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا اور رک گیا۔

''نہ۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔ مسٹر جو ہکنی۔ یہ دس نمبر کا اسکیلپل ہے اور میں نے بطور سرجیکل نرس چھ سال کام کیا ہے میری اچٹتی ہوئی حرکت بھی تمہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گی۔ اپنے قیمتی اوزار کی حفاظت مطلوب ہے تو بے حس و حرکت پڑے رہو۔ اب میرا حکم چلے گا۔''

''میں تمہیں اور تمہاری بیٹی دونوں کو ختم کر دوں گا۔''

کیرین نے ہاتھ کا دباؤ معمولی بڑھایا، جو کے زیرِ ناف خون پھوٹ پڑا۔

''رکو۔'' جو کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

''اپنے کزن کو فون کرو کہ وہ ایبی کو یہاں لے آئے۔''

''مت کرو۔۔۔ تم اپنی بیٹی کی زندگی سے کھیل رہی ہو۔''

''بیڈ سائیڈ سے فون اٹھاؤ۔'' کیرین کے لہجے میں غصہ اور نفرت تھی۔ ''آہستہ سے حرکت کرنا، کوئی ہوشیاری نہیں۔''

جو نے نمبر ملایا لیکن دوسری جانب گھنٹی بجتی رہی۔

''جواب نہیں آرہا۔''

''بکواس مت کرو۔'' کیرین نے سرجیکل بلیڈ کا دباؤ بڑھایا۔

''رک جاؤ۔'' جو چلانے لگا۔ ''میں پھر ملاتا ہوں۔''

دوسری مرتبہ بھی رابطہ نہیں ہوا۔ ''مجھ پر شک مت کرو۔ خود ملا کر دیکھ لو۔ کوئی گڑبڑ ہے، پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔''

''کیا مطلب؟ کیسی گڑبڑ؟''

''تم یہ ''خنجر'' ہٹاؤ، مجھے خود تشویش ہو رہی ہے۔''

''اپنا گندہ منہ بند رکھو، مجھے سوچنے دو۔'' کیرین کے چہرے پر الجھن تھی۔ لمحہ بھر کے لیے اس کی توجہ ہٹی اور جو نے فون ریسیور کھینچ کر اس کی کنپٹی پر مارا۔ کیرین کے دماغ میں سفید روشنی کا جھماکا ہوا، تاہم اضطراری طور پر اس کے سرجیکل بلیڈ والے ہاتھ نے جھٹکا لیا۔ جو کے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔۔۔ دونوں نے نیچے دیکھا۔ جو کے زیرِ ناف خون ہی خون تھا۔

☆☆☆

باسل، ایبی کی تلاش میں کیبن سے دور چلا گیا تھا۔ ایبی، کیبن سے آنے والی مدھم سی آواز پر سماعت کو مرکوز کر رہی تھی۔ اچانک وہ آواز بند ہو گئی۔ ایبی نے باسل پر نظر رکھتے ہوئے کیبن کی طرف حرکت کی۔ معاً وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ ایبی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ سیل فون کی آواز تھی۔ ایبی باسل کی نظروں میں آئے بغیر کیبن میں گھس گئی۔ آواز پھر تھم گئی تھی۔

بیڈروم کے دروازے کے قریب فرش پر کھانے کے برتن پڑے تھے، ساتھ ہی سیل فون بھی پڑا ہوا تھا۔ ایبی نے لپک کر فون اٹھا لیا۔ اسی وقت باسل کی آواز آئی۔

''ایبی کہاں ہو؟ آجاؤ۔ میرے لیے مشکل کھڑی ہو جائے گی۔'' باسل قریب ہی تھا۔ ایبی منجمد ہو کے رہ گئی۔ اسے دوبارہ موقع نہیں ملے گا، اسے ہمت سے کام لینا چاہیے۔۔۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھی اور باہر جھانکا۔ اس کا چھوٹا سا بدن کھڑکی سے نکل سکتا تھا۔ باسل کی آواز دوسری جانب سے آرہی تھی۔ اس نے فون جیب میں ٹھونسا اور کھڑکی سے کود گئی۔ اس کی بائیں ٹانگ میں تکلیف ہوئی تاہم اس نے منہ سے آواز نہیں نکالی۔ البتہ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ وہ لنگڑاتی ہوئی درختوں کے پیچھے چلی گئی۔

چاند کی روشنی درختوں کی وجہ سے کچھ اور مدھم ہو گئی تھی۔ ایبی کے لیے یہ روشنی کافی تھی۔ اس نے 911 پنچ کیا اور فون کان سے لگا لیا۔

''سیل اسٹار، خوش آمدید کہتا ہے۔'' کمپیوٹر سے آواز آئی۔ ''آپ اس وقت نان۔ ایمرجنسی۔ سروس۔ زون میں ہیں، پلیز۔۔۔''

''پولیس کہاں ہے؟'' ایبی رو پڑی۔ ''مجھے پولیس کی مدد چاہیے۔''

ایبی کی لڑکھڑاتی آواز کا کوئی جواب نہیں ملا۔

☆☆☆

جو کا چہرہ خوف اور اذیت سے مسخ ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کا خوف کچھ کم ہوا کہ اس کے بدن کا اہم عضو بال بال بچ گیا تھا۔ سرجیکل بلیڈ نے اس کی ران کو چیر ڈالا تھا۔ خطرناک گھاؤ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی دہشت کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ اس نے تکیہ اٹھا کر مضبوطی سے زخم پر جما دیا۔

''تمہیں کہا تھا کہ چالاکی مت دکھانا، اب تم جریان خون کے باعث مرو گے۔ اسپتال جانا ضروری ہے۔''

کیرین نے سپاٹ آواز میں کہا۔ ایک ٹانگ سے وہ بستر کے نیچے گن کو تلاش کر رہی تھی۔

"مرے گی، تیری بیٹی مرے گی... ضرور مرے گی۔" جو چوٹ کھائے کتے کی طرح بلبلایا۔

کیرین کو احساس تھا کہ ایبی کو یہاں لانے کا اس کا منصوبہ فیل ہو گیا ہے۔ لیکن فون پر رابطہ کیوں نہیں ہوا؟ وہ جو کو جریانِ خون کے ذریعے مرنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتی تھی نہ ہی خود کو اس کے رحم و کرم پر... اب تو وہ بالکل ہی پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"باسل نے فون کا جواب کیوں نہیں دیا؟ کیا وہ دونوں کیبن میں نہیں ہیں؟"

"جہنم میں گئے دونوں، دیکھو کیا کیا ہے تم نے؟" جو نے غرانے کی کوشش کی۔ اس کا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔

"بک بک مت کرو، باتھ روم میں جا کر تولیا کس کے لپیٹو۔ میں کچھ کرتی ہوں۔" کیرین نے بستر کے نیچے گن کو محسوس کر لیا تھا۔ جو لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کیرین نے جھک کر گن اٹھالی۔ جلدی جلدی اپنے کپڑے پہنے اور میوزک بند کر کے باتھ روم کی طرف چل دی۔

جو بار بار دھمکیاں دے رہا تھا کہ وہ ایک فون کال کر کے ایبی کو مروا دے گا۔ تم نرس رہ چکی ہو۔ مجھے اسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ٹانکے لگا کر زخم کی سلائی کر سکتی ہو۔

کیرین نے پھر کانپنا شروع کر دیا۔ جو کو زندہ رکھنا اس کی مجبوری تھی۔ جو کی برہنگی اسے بُری طرح کھل رہی تھی۔ اس کا دل جو کے گندے جسم کو ہاتھ لگانے کے لیے آمادہ نہ تھا۔

"تم اپنا منہ بند رکھو اور خود پر قابو رکھو۔ میں کچھ کرتی ہوں۔ تولیا لپیٹ کر رکھو، میں فرسٹ ایڈ بکس لے کر آتی ہوں۔"

"یہ گن کیوں نچا رہی ہو؟ گولی مار دو مجھے..."

"گولی تو تیرا مقدر ہے مردود، تو اس مرتبہ غلط فیملی سے ٹکرا گیا ہے۔" کیرین نے دل ہی دل میں اسے ایک مکروہ خطاب سے نوازا اور باتھ روم سے نکل گئی۔ جاتے جاتے اس نے بتایا کہ یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ پچاس ٹانکیں لگیں گے... پچاس ٹانکوں والی بات اس نے جھوٹ بولی تھی... جو دانت پیس کے رہ گیا۔

☆☆☆

ایبی بروقت درختوں میں چھپ گئی۔ اس مرتبہ اس نے گھر کا نمبر پنچ کیا۔ گھنٹی بجنے لگی...

کیرین، ول کا میڈیکل بکس تلاش کر رہی تھی۔ جب بیڈ سائڈ پر فون کی گھنٹی نے بجنا شروع کیا۔ جو، باتھ روم میں تھا۔ کیرین کو یقین تھا کہ مسز جو کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس نے قدرے تردد کے ساتھ فون اٹھالیا۔

"ہیلو۔" کیرین نے کہا۔

ادھ کھلے باتھ روم سے جو چلایا۔ "اسے ایک منٹ کے لیے روکو۔"

"ماما؟"

کیرین کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس کا ہاتھ لرزنے لگا۔

"ایبی؟" اس نے سرگوشی کی۔ "تم ٹھیک ہو؟ تم کہاں ہو؟"

ایبی جواب دینے کے بجائے سسکیاں لینے لگی۔

"خود کو سنبھالو، بتاؤ تم کہاں ہو؟ سب ٹھیک ہونے والا ہے۔" کیرین نے اس کی ڈھارس بندھائی۔

"میں کیبن سے باہر چھپی ہوئی ہوں۔"

"تم نے پولیس کو فون کیا؟"

"وہ کچھ اور کہہ رہے ہیں، میری سمجھ میں نہیں آیا... ماما، میری مدد کرو۔"

"تم کیا کر رہی ہو؟ فون بند کرو۔" جو لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم سے نکل آیا۔ کیرین نے فون بائیں ہاتھ میں منتقل کیا اور دائیں ہاتھ سے اعشاریہ اڑتیس سے نشانہ لے کر فائر کیا۔ جو دونوں ہاتھوں میں سر چھپا کر فرش پر اوندھا ہو گیا۔

"سن آف بچ، میری بیٹی کہاں ہے؟"

جو بے حس و حرکت چپ چاپ پڑا تھا۔ ران پر سے تولیا کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی اور خون رِسنا شروع ہو گیا تھا...

"جواب دے، مردود انسان۔" کیرین نے پھر فائر کیا۔ گولی جو کے قریب فرش سے ٹکرائی۔

"ڈونٹ شوٹ، ڈونٹ شوٹ۔" جو زخمی پلے کی طرح چیاؤں چیاؤں کرنے لگا۔ اس کی تمام ہوشیاری ران کے گھاؤ سے خون کی شکل میں بہہ رہی تھی۔ حسین، نشیلی رات کا سپنا کروڑوں کرچیوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

"تمہاری بچی ماری جائے گی۔" وہ کراہا۔ اس کے پاس یہی ترپ کا پتا تھا۔

"ماری جائے گی لیکن تیرے ساتھ۔ تیرے بعد

''ڈاکٹر، تمہیں یہ خیال کیوں آیا کہ اس مرتبہ پھر ایسی ہی واردات ہو گی؟'' شالر نے پیڈ اور پنسل سنبھالتے ہوئے سوال کیا۔

ڈاکٹر میکڈیل نے ایک گہری سانس لی اور بتانا شروع کیا۔ شیرل نے جو معلومات سابقہ ''کارناموں'' کے بارے میں بتائی تھیں، نیز اپنے طریقۂ کار کے اوپر جو روشنی ڈالی تھی۔ اس پر مجھے یقین ہے کہ اس سال بھی ایسا ہی ہونا ہے۔''

''اس نے یہ سب کچھ کیوں بتایا؟'' شالر نے اعتراض کیا۔

''ایک وجہ یہ تھی کہ ہم ان کے پلان کو سمجھ جائیں اور رپورٹ کرنے کی حماقت نہ کریں۔ دوسرے ان کا منصوبہ فول پروف تھا اور وہ حد سے زیادہ پُراعتماد تھے۔''

''وہ لوگ ڈاکٹروں کو ہی نشانہ کیوں بناتے ہیں؟''

''اس بارے میں، میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

''ہوسکتا ہے، اس مرتبہ وہ یہ واردات کسی اور علاقے میں کریں؟'' شالر نے ایک اور منطقی سوال اٹھایا۔

''ممکن ہے... تاہم میرا خدشہ ہے کہ واردات یہی ہوگی بلکہ ہو چکی ہے... یہ میرا یقین یا چھٹی حس ہے، کچھ بھی کہہ لو۔ اگر وہ واردات کہیں اور کرتے ہیں تو ہمیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم، البتہ ہم یہاں ٹرائی ضرور کر سکتے ہیں۔ میرے یقین کی ایک وجہ یہ ہے کہ اب تک کسی نے رپورٹ نہیں کی اور وہ لوگ خوش فہمی کا شکار ہیں۔''

بل نے تفہیمی انداز میں سر ہلا کر پیڈ پر چند لکیریں گھسیٹیں اور مارگریٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

''کیا جو اس کا اصل نام ہے؟''

''مجھے یقین ہے۔''

''اگر فوٹو سامنے آئے تو تم پہچان لوگی؟''

''بلاشبہ۔'' مارگریٹ نے پھر یقین دہانی کرائی۔

''اور تم شیرل کو پہچان لو گے؟'' شالر نے میکڈیل سے سوال کیا۔

''کیوں نہیں؟''

''ٹھیک ہے، ہم جیکسن پولیس ڈپارٹمنٹ کی ''مگ بکس'' اور نیشنل کرائم انفارمیشن سینٹر کے کمپیوٹر سے آغاز کرتے ہیں۔'' شالر نے پنسل رکھ کر فون اٹھالیا۔

☆☆☆

''فون اٹھاؤ۔'' کیرین نے کارڈلیس کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ پرائیویٹ لائن ہے۔ بلوکسی میں میرے تیرے ساتھی بھی مارے جائیں گے۔'' کیرین نے مضبوط آواز میں کہا۔

''بے بی، فون مت بند کرنا، ماما ٹھیک ہیں۔ تم جنگل میں چھپی رہو۔''

''اندھیرا ہے ماما۔''

''ہاں، ہنی۔ اس وقت یہ اندھیرا تمہارا دوست ہے۔ گھبراؤ مت سویٹی، ماما تم کو لے جائیں گی۔''

''وعدہ؟''

''وعدہ، فون مت بند کرنا۔''

''لو، تم اٹھو۔'' کیرین نے جو کو حکم دیا۔

وہ ہاتھوں اور ایک ٹانگ کے سہارے کھڑا ہوا اور دیوار سے ٹیک لگائی۔ ''تم کیا کرنا چاہ رہی ہو؟''

''میں نے منصوبہ تبدیل کر دیا ہے۔'' کیرین نے سرد آواز میں کہا۔

☆☆☆

ڈاکٹر جیمس میکڈیل اور اس کی بیوی مارگریٹ، اسپیشل ایجنٹ، شالر کے سامنے بیٹھے تھے۔ ریت کی رنگت والے بالوں کے شالر کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ شالر کا تعلق ایف بی آئی کے جیکسن فیلڈ آفس سے تھا۔

میکڈیل تنہا آنا چاہ رہا تھا لیکن مارگریٹ ساتھ چلنے پر بضد تھی۔ وہ اسپیشل ایجنٹ انچارج کے آفس میں براجمان تھے۔ آفس کے باہر تختی پر ایجنٹ کا نام فرینک ذگ لکھا تھا۔ شالر اپنے باس کی ڈیسک پر موجود تھا۔

''یہ اغوا برائے تاوان کا کیس ہے، ٹھیک؟''

''یس۔'' میکڈیل نے جواب دیا۔

''اور یہ ایک برس قبل کی واردات ہے؟ ٹھیک؟''

''یس۔''

''بلوکسی میں جو میڈیکل کانفرنس ہو رہی ہے، ایک سال پہلے ٹھیک اس موقع پر ہمارے ساتھ یہ واردات ہوئی تھی۔'' مارگریٹ نے لقمہ دیا۔

''آپ لوگوں نے رپورٹ کرنے میں ایک سال گزار دیا، کیوں؟''

ڈاکٹر میکڈیل نے وضاحت سے اپنے خوف اور واردات کنندگان کی دھمکیوں کے ساتھ پیٹر کی پوسٹ ٹرامک حالت کا بھی ذکر کیا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ میاں بیوی رپورٹ کے بارے میں اتفاقِ رائے پیدا نہیں کر پا رہے

شوہر سے رابطہ کرو۔''

جو نے ہیوریج کا سوئٹ نمبر 28021 کا فون ملانا شروع کیا۔

کیرین نے سیل فون (یہ دوطرفہ سیل تھا وہ ایک بٹن دبا کر ول سے اور ایبی دونوں سے بات کرسکتی تھی) پر ایبی کی موجودگی کی تصدیق کی اور اسے پھر ہدایت کی کہ سیل فون آن رکھے... جو نے سوئٹ 28021 سے رابطہ ملا کر کارڈلیس واپس بستر پر پھینک دیا۔ کیرین نے سیل فون شانے اور رخسار کے درمیان دبایا، اس کے دائیں ہاتھ میں اعشاریہ 38 تھا، بائیں ہاتھ سے اس نے کارڈلیس اٹھایا۔

کارڈلیس پر شیرل کی آواز آئی۔ کیرین نے اختصار کے ساتھ شیرل کے شوہر کی پوزیشن بتائی اور اسے حکم دیا کہ فون ول کے حوالے کردے۔ شیرل نے کیرین کا حکم تسلیم کرنے سے قبل تھوڑا وقت لیا۔ پھر فون ول کے حوالے کردیا۔

''تھینک گاڈ، کیرین۔'' ول کی آواز آئی۔ ''وہاں کیا ہورہا ہے؟ ایبی خیریت سے ہے؟''

کیرین نے شوہر کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

''تمہارے خیال میں، ایبی، جیکسن سے کتنی دور ہے؟'' ول نے سوال کیا۔

''میرے اندازے کے مطابق فاصلہ ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے مساوی ہے۔'' کیرین نے تخمینہ بتایا۔

''یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لوگ کس کمپنی کی سروس استعمال کررہے ہیں ''سیل اسٹار'' کا نیٹ ورک بڑا ہے۔ جو کا سیل فون چیک کرو۔'' ول نے تیزی سے ہدایت دی۔

''اپنا سیل فون بستر پر پھینک دو۔'' کیرین نے جو سے کہا۔ جو نے ''نوکیا'' بستر پر اچھال دیا۔

''اب اسٹار، 8، 1، 1 ڈائل کر کے جواب سنو۔'' ول نے ہدایت کی۔ کیرین نے گن چھوڑے بغیر، ٹریگر والی انگلی سے بستر پر پڑے موبائل پر نمبر پنچ کیے۔

''ویل کم ٹو ''سیل اسٹار'' کسٹمر سروس''، کمپیوٹرائزڈ جواب آیا۔ کیرین نے اینڈ کا بٹن دبا کے ول کو ''سیل اسٹار'' کی تصدیق کی۔

''گڈ۔'' ول کی آواز میں اعتماد تھا۔ ''میں سیل اسٹار'' میں اپنے بندے سے بات کرتا ہوں۔ وہ سیل اسٹار کا باس ہے۔''

''تم لوگ نمبر ٹریس نہیں کرسکتے۔'' جو نے تکلیف دہ تاثرات کے ساتھ یقین کا مظاہرہ کیا۔

''کیوں؟'' کیرین نے استفسار کیا۔

''سیل کچھ نہیں ہے، یہ دراصل ایک قسم کا ریڈیو ہی ہے... متعلقہ سگنلز کی طاقت ٹاور پر منحصر ہے۔ مسی سپی، ٹاورز کے مقابلے میں، ملک کی دوسری ریاستوں سے کہیں پسماندہ ہے... پانچ سال پیچھے ہے۔ باسل جہاں ہے، وہاں سگنلز کے ذریعے لوکیشن ٹریس نہیں کی جاسکتی۔'' جو کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

کیرین ٹپٹا کے رہ گئی۔

''میں اسی لیے بتا رہا ہوں کہ مجھے اب بھی پیسوں کی ضرورت ہے۔'' جو نے کہا۔

کیرین نے دوسرے سیل فون پر ایبی کو تسلی دی اور ول کو جو کی اسکیم کے بارے میں بتایا۔

''جو سے بات کراؤ۔'' ول نے خود کو سنبھالا۔

''ڈاکٹر، باسل نے ایبی کو ڈھونڈ لیا تو وہ ماری جاسکتی ہے۔''

''اور تم مرڈر چارج میں پھنسو گے۔'' ول کا جسم کانپ رہا تھا۔

''ڈاکٹر، تم بھول رہے ہو کہ اغوا کی سزا بھی موت ہے۔''

''کیا تم یقین کرو گے کہ تمہاری بیوی میرے قابو میں ہے... وہ بھی ماری جائے گی۔''

''تمہاری آواز کھوکھلی ہے ڈاکٹر۔''

''جہنم میں جاؤ... کیرین سے بات کراؤ۔''

''صورتِ حال اتنی بدتر نہیں ہے۔ میرا یقین کرو، ڈٹی رہو... تم اچھا جارہی ہو... یہ بتاؤ کہ تم نے باسل کو دیکھا ہے؟''

''یس؟'' کیرین نے دھیمے سے کہا۔

''جو کے کہنے پر کیا وہ ایبی کو مار سکتا ہے؟''

کیرین نے ماؤتھ پیس کو ور کر کے دھیرے سے کہا۔ ''مشکل سوال ہے... وہ بظاہر دیوزاد ہے، لیکن اس کا دماغ بچوں جیسا ہے۔''

''کیا یہ ممکن ہے کہ ایبی، صبح تک چھپی رہے یا سڑک تک پہنچ جائے؟''

''کچھ نہیں کہہ سکتی۔'' کیرین کی آواز میں مایوسی در آئی۔

''حوصلہ رکھو۔'' ول نے کہا۔ ''تم نے کہا تھا کہ تم وہاں انسولین چھوڑ آئی تھیں؟''

''ہاں لیکن ایک منٹ رکو۔'' کیرین نے کہا۔

''امی!''
''ماما!''
''امی انسولین کا باکس ہے تمہارے پاس؟''
''ماما، میں فون لینے دوبارہ کیبن میں گئی تھی تو انسولین وہیں بھول گئی تھی۔''
''گھبراؤ مت، میں ڈیڈی سے بات کر رہی ہوں۔''
حالانکہ کیرین خود ہراساں ہو گئی تھی۔
''ول، انسولین اس کے پاس نہیں ہے... ہوتی بھی تو وہ خود سے استعمال نہیں کر سکتی۔'' کیرین نے وضاحت کی۔

☆☆☆

باسل نے آسمان کی جانب دیکھا۔ اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔ اندھیرے میں گھورنے سے اس کی آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔ اسے جو کے غصے سے ڈر لگ رہا تھا۔ وہ یہ سمجھنے سے بھی قاصر تھا کہ وہ امی کو کیوں نہیں ڈھونڈ پا رہا ہے...
وہ واپس کیبن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ باسل نے آنکھیں سکیڑ کے دیکھا۔ وہ تھکن محسوس کر رہا تھا۔ اچانک نیم تاریکی میں کوئی زرد چیز چمک کر غائب ہو گئی زرد روشنی پھر نظر نہیں آئی۔ تاہم باسل کو سمت کا اندازہ ہو گیا تھا... امی کو اندازہ نہیں تھا کہ باسل کہاں ہے... جب باسل نے اسے نرمی سے دبوچا تو امی نے مسلسل چیخنا شروع کر دیا۔ وہ متواتر چیخے جا رہی تھی۔
باسل کا دل کر رہا تھا کہ کان دونوں ہاتھوں سے بند کر لے لیکن اسے امی کو اٹھا کر کیبن تک بھی لے جانا تھا۔ امی کی چیخ و پکار میں خوف تھا... ویسا ہی خوف جب باسل بچپن میں خوف زدہ ہو کر چلاتا تھا۔
باسل نے امی کو باندھ دینا تھا۔ تاہم وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے چوڑے سینے کے اندر کوئی چیز لرز رہی تھی۔ شاید اس کے بچپن کے خوف کا ارتعاش تھا۔

☆☆☆

دفعتاً کیرین کا رابطہ امی سے منقطع ہو گیا۔ آخری آواز جو اس نے سنی وہ امی کی چیخ تھی... کیرین کا دل پھڑپھڑایا اور سینے میں برف سی جم گئی... دہشت نے اسے آکٹوپس کے مانند جکڑ لیا۔ جو بغور کیرین کو دیکھ رہا تھا۔
''امی!'' کیرین چلا اٹھی۔
''امی، میرے پاس ہے... جو کہاں ہے؟'' باسل کی آواز آئی۔
''ویل، ویل...'' جو لنگڑاتا ہوا کھڑا ہوا۔ ''بلاشبہ باسل نے امی کو پکڑ لیا ہے۔''
کیرین نے .38 جو کے سینے کی جانب کیا۔ ''اس کو کہو امی کو واپس لائے۔'' کیرین نے دلیری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تاہم اس کی آواز مرتعش تھی اور چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔
دوسری طرف ول دانت بھینچے خاموشی سے سب سن رہا تھا۔
''کھیل ختم ہو گیا۔ مسز جیننگ۔'' جو بے خوفی سے بستر کے گرد گھوم گیا۔ ''گولی چلی اور امی مری۔'' جو نے گن کی پروا کیے بغیر سیل فون چھین لیا۔
''باسل، گولی کی آواز آئے تو امی کو ختم کر دینا... اس کتیا نے پہلے ہی مجھے زخمی کر دیا ہے۔'' اس نے باسل کو حکم دیا۔ ''امی کو باندھ دو، میں پھر کال کروں گا۔''
پھر جو نے گن کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا... کیرین نے تنویمی کیفیت میں گن چھوڑ دی۔

☆☆☆

کیرین، ول کا سیاہ رنگ کا بیگ اٹھا لائی تھی اور جو کی ران کے زخم پر ٹانکے لگا رہی تھی... نصف شب بیت گئی تھی۔ جیننگ ہاؤس پہاڑی پر تاریکی میں خاموشی سی ایستادہ تھا۔ پائن کے درختوں میں سے حشرات الارض وہاں ہونے والے دلخراش ڈرامے سے بے خبر اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔
جو کی ناف کے نیچے ایک تولیا بندھا تھا۔ ران کے گرد کسا ہوا خون آلود تولیا اس نے کھول دیا تھا... ہاتھ میں وائلڈ ٹرکی کی بوتل تھی۔ زخم کی سلائی کے دوران وقفے وقفے سے اس کی سسکی نکل جاتی اور وہ بوتل منہ سے لگا لیتا تھا۔
کیرین نے بمشکل امی کو ذہن سے نکالا تھا، ورنہ وہ ماؤف ذہن کے ساتھ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے خود کو مکمل مایوسی کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا۔
''آخر ہم لوگ ہی کیوں؟'' وہ نرمی سے بولی۔
''میری ماں کو حلق کا کینسر ہوا تھا، کیوں؟'' آخر میری ماں کو ہی کیوں؟'' وہ بولا۔
کیرین اس کی بے تکی منطق سن کر خاموش ہو گئی۔

☆☆☆

اپنے لگژری سوئٹ میں، ول کھڑکی میں کھڑا باہر گلف آف میکسیکو کو گھور رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں تھے۔ ذہن میں آگ بھری تھی... رُواں رُواں غیظ و غضب کا شکار تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ باسل نامی شخص نے

ابی کو قابو میں کرلیا ہے۔ کیرین نے جو بازی کھیلی تھی وہ پھر پلٹ چکی ہے۔

اگرچہ وہ شیرل کو ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ تاہم وہ، ول کی موجودہ جنونی کیفیت سے گھبرا کر گن سمیت باتھ روم میں چھپ گئی تھی۔ گن دونوں کے لیے ناکارہ ہو چکی تھی۔

کئی سوالات اس کو الجھا رہے تھے... جو کا مسئلہ رقم تھی لیکن جو نے جو کھڑاگ پھیلایا تھا، ول کے نزدیک وہ تاوان کی رقم تک محدود نہیں تھا، بظاہر یہ تاوان کا معاملہ ہی نظر آتا تھا۔ تاہم ول کے نزدیک اس معاملے میں جو کے کچھ اور خباثت بھرے محرکات بھی شامل تھے۔ کیا وہ ڈاکٹروں سے انتقام لے رہا تھا۔ لیکن کیوں؟ چوبیس گھنٹے میں ہر مرتبہ رات شامل ہوتی تھی کیوں؟ جو کی بیوی، رات میں تنہا ڈاکٹروں کے ساتھ اور ڈاکٹروں کی بیگمات رات کی تنہائی میں جو کی دسترس میں...

معاً اس کے دماغ میں بجلی کڑکی۔ اس کا چہرہ انگارہ ہو گیا۔ ہاتھ جیبوں سے باہر نکال کر مٹھیاں اس نے اتنی سختی سے بھینچی کہ ہر ایک جوڑ چونے کے مانند سفید پڑ گیا۔

شیرل کا ماضی تو اس نے اگلوا ہی لیا تھا۔ لیکن کیرین... اسے کوئی شک نہ رہا کہ ابی کی زندگی کے ساتھ کیرین کی عزت بھی خطرے میں ہے... ول کی دماغ کی نسیں چٹخنے لگیں۔ اسے کچھ کرنا ہے، ہر قیمت پر کرنا ہے۔

شیرل اس دوران باتھ روم سے نکل کر بستر پر لیٹ گئی تھی۔ گن اس نے ایک طرف ڈال دی تھی اور معنی خیز انداز میں بغور ول کو دیکھ رہی تھی۔ ول اسے نظر انداز کر کے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے کپڑے اتارے اور شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ ٹھنڈا پانی سر پر گرتا ہوا سارے جسم کو بھگو رہا تھا۔ سر میں الاؤ دہک رہا تھا جو آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلا تو دماغ کام کرنے کے قابل ہو چکا تھا، بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے سر خشک کرنے کی کوشش نہیں کی۔

شیرل اشتعال انگیز انداز میں بستر پر لیٹی تھی... وہ، ہم تو مائل بہ کرم ہیں۔ کوئی سائل ہی نہیں کا، عنوان دکھائی دے رہی تھی۔

''پریشان لگ رہے ہو، لاؤ بال خشک کر دوں؟''

''ٹھیک ہوں۔''

''مالش کر دوں۔'' وہ مسکرائی۔

''شکریہ۔'' ول نے کہا۔

''کچھ اور؟ تمہاری بیوی کو کیونکر پتا چلے گا؟'' وہ مسکرائی۔

ول نے اس مرتبہ جواب ہی نہیں دیا۔

شیرل نے منہ بنا کر ٹی وی کی جانب پھیر لیا۔

☆☆☆

ابی، صوفے کے کونے میں دبکی ہوئی تھی۔ ابھی تک اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے، باربی ڈول کو سختی سے اس نے سینے کے ساتھ بھینچا ہوا تھا۔

باسل فرش پر چھ فٹ دور بیٹھا تھا۔ حیرت ناک طور پر اس کی آنکھوں میں بھی ہراس تھا۔ جو کی ہدایت کے برعکس اس نے ابی کو بے دست و پا نہیں کیا تھا۔

''میں تمہیں خوف زدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔'' وہ بولا۔ ''جو نے مجھ سے جو کہا وہ میں نے کیا۔ میں مجبور تھا۔''

''اس نے مجھے ممی اور ڈیڈی سے چھین لیا ہے۔'' وہ کراہی۔ ''اور تم نے بھی۔''

''تم باہر کیوں نکلیں؟ میں بدصورت ہوں نا اسی لیے تم بھاگ گئی تھیں۔ میں بھوت کی طرح لگتا ہوں۔'' باسل کی آنکھیں ڈبڈبا اٹھیں۔ ''بچے مجھ سے ڈر جاتے ہیں۔''

ابی کی آہ و زاری تھم گئی۔ اس نے باسل کے تبصرے پر نفی میں سر ہلایا۔

''تم منہ سے نہیں بولو۔ میں جانتا ہوں۔ اسکول میں بھی بچے مجھ سے دور بھاگتے تھے... میں تمہیں دوست سمجھ رہا تھا۔ میں تمہیں تکلیف نہیں دوں گا۔ تم کیوں باہر نکل گئی تھیں؟''

''میں نے بتایا نا کہ تم نے ممی ڈیڈی سے مجھے چھین لیا ہے۔'' ابی نے متورم آنکھوں سے کہا۔

''نہیں یہ بات نہیں ہے... میں عفریت کی طرح ہوں، میں تمہیں اچھا نہیں لگا۔''

''نہیں، صورت سے فرق نہیں پڑتا۔ بیلا نے مجھے بتایا تھا۔'' ابی نے پلکیں جھپکائیں۔

''کیا؟'' باسل الجھ گیا۔

''یہ بیلا ہے۔'' ابی نے باربی کو آگے کیا۔ ''بیوٹی اینڈ بیسٹ'' بیلا از بیوٹی۔ بیلا نے مجھے بتایا کہ شکل سے زیادہ دل اہم ہوتا ہے... اور تمہارا دل اچھا ہے۔''

''لیکن میں ''بیسٹ'' ہوں۔'' باسل کا جبڑا لٹک گیا۔

''تم نے شاید ''بیوٹی اینڈ دی بیسٹ'' نہیں دیکھی۔

باسل نے نفی میں سر ہلایا۔

''دیکھو، میں بیلا ہوں اور تم بیسٹ، ٹھیک ہے؟''

''ہاں۔'' باسل نے افسردگی سے کہا۔

''اوہ... ہو... تم اچھے والے بیسٹ ہو... گڈ بیسٹ۔'' وہ صوفے سے اُتر آئی اور باربی، باسل کو دے دی۔ کوئی اچھی بات کرو اور مجھے بیلا کے نام سے پکارو۔''

''کوئی اچھی بات کروں؟'' باسل نے باربی کو دیکھا پھر اسی پر نظر ڈالی۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔

''ہاں، تم ''بیوٹی'' نہیں ہو۔'' وہ اچانک بولا۔

''کیا...؟''

''تم پری ہو، چھوٹی سی پری... پری کا نام بیلا ہے۔''

اسی بے اختیار ہنسنے لگی۔

''تھینک یو گڈ بیسٹ... اب تم بولو تھینک یو بیلا۔''

''تھینک یو بیلا۔'' باسل بچوں کی طرح کھل اٹھا۔

☆☆☆

کیرین نے گھڑی دیکھی۔ صبح کے ڈھائی بج رہے تھے۔ وہ کرسی میں بیٹھی تھی۔ جو، بستر پر لیٹا تھا۔ اس کی مجروح ٹانگ کے نیچے تکیہ اور بغل میں ''وائلڈ ٹرکی'' کی بوتل تھی۔ اعشاریہ اڑتیس کی گن اس کے پاس رکھی تھی۔ وہ بڑے ٹی وی اسکرین پر ہمفرے بوگارٹ کی فلم دیکھ رہا تھا۔

کیرین آس لگائے بیٹھی تھی کہ جو کی مجروح ٹانگ، خون کا ضیاع اور شراب کی زیادتی اسے سلا دے... وہ اس سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی کہ وہ ڈاکٹروں کے پیچھے کیوں پڑا ہے؟ پھر کیرین نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ اگر وہ سونے لگا تو گفتگو اس کی نیند کا امکان ختم کر دیتی۔

☆☆☆

ول، صوفے پر لیٹا تھا۔ گیلا تولیا چہرے پر پڑا تھا۔ وہ بے بسی کے احساس کو فنا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے چہرے پر سے تولیا ایک طرف پھینکا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ محض تاوان کا معاملہ نہیں ہے۔ کچھ اور معاملہ بھی ہے... کیا شیرل نے جھوٹ بولا ہے یا پھر اصل بات صرف جو کے علم میں ہے... ڈاکٹروں کے خلاف تاوان کی وارداتیں اسے ہضم نہیں ہو رہی تھیں۔ ول بیڈروم کی طرف چل پڑا...

☆☆☆

کیرین، جو کے بستر کے قریب کرسی پر جھول رہی تھی۔ بظاہر وہ پُرسکون تھی۔ تاہم دماغ میں بگولے چکرا رہے تھے۔ اس کی چھٹی حس خطرے کا اعلان کر رہی تھی۔

اسے شک ہو چلا تھا کہ جو نے منصوبہ تبدیل کر دیا ہے۔ بالآخر وہ رہ نہ سکی۔

''تو تم تاوان وصول کر کے ہی اسی کو چھوڑو گے؟'' اس نے اچانک سوال کیا۔

جو نے چونک کر اسکرین پر سے نگاہ ہٹائی۔

''ضروری نہیں ہے۔''

''کیا مطلب؟'' کیرین کا دل زور سے دھڑکا۔

''ڈاکٹر جیننگ کا معاملہ کچھ اور ہے۔''

''کیا مطلب ہے؟'' کیرین کا رنگ فق ہو گیا۔

''اس نے ماضی میں میری ماں کا قتل کیا تھا۔''

''کیا بکواس کر رہے ہو؟'' کیرین چیخ اٹھی۔

''پرانی بات ہے۔ تم دونوں پہلے یونیوسٹی اسپتال میں ملے تھے؟''

''ہاں۔'' کیرین اس کی معلومات پر ششدر رہ گئی۔

''وہاں میری ماں کا کینسر کا علاج ہو رہا تھا۔ بے ہوشی کی حالت میں SCD کا خیال نہیں رکھا گیا تھا۔ SEQUEUTIAL COMPRESSION DEVICES... چنانچہ کلاٹ بن گیا اور وہ مر گئی، وہیں آپریٹنگ ٹیبل پر۔ اور یہ ول کی ذمے داری تھی۔ میں نے بعد میں آکر سرجن سے معلومات کی تھیں۔ اب وقت آگیا ہے... ول کو پورا پورا حساب دینا پڑے گا۔''

''بکواس، جھوٹ... یہ ول کی ذمے داری نہیں تھی۔ SCD پر نظر رکھنا نرس کا مسئلہ تھا۔'' کیرین پھر چیخی۔

''مجھے نہیں پتا، میں نے تصدیق کر لی تھی۔''

''مجھے بھی نہیں پتا یہ غلط فہمی یا جھوٹ کیوں بولا گیا... تم ایسا نہیں کر سکتے۔'' کیرین کی آواز بھرا گئی۔

''کون روکے گا مجھے؟'' جو نے قہقہہ لگایا۔

☆☆☆

اسپیشل ایجنٹ شالمر دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں مگ بکس تھیں۔ ان کی اونچائی نصف فٹ سے زیادہ تھی۔ بلا مبالغہ، ان میں ہزاروں تصاویر تھیں۔

ڈاکٹر میکڈیل اور اس کی بیوی، فیڈرل بلڈنگ سے چند بلاک کے فاصلے پر پولیس ہیڈکوارٹر میں تھے۔

''میں نے NCIC کے کمپیوٹر سے مدد لی ہے۔ ساؤتھ ایسٹ کے صرف اغوا کی وارداتیں سرچ کی ہیں اور صرف تین نام ہٹ کیے ہیں... جو، شیرل اور باسل...''

''اتنی تصویریں؟'' میکڈیل اور اس کی بیوی ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔

''وقت کم ہے، کام مشکل ہے... لیکن ہوسکتا ہے۔'' شالمر نے کہا۔ ''جو، نام بہت عام ہے لہٰذا اسے نظرانداز کر دو... اس طرح صبح ہو جائے گی۔ البتہ باسل اور شیرل کی تصویر ملنے کا چانس ہے... شروع ہو جاؤ۔'' شالمر نے گائیڈ لائن دی۔

☆☆☆

میکڈیل نے کافی کی تیسری پیالی ختم کی اور آنکھوں کو مسلا اور پھر سے تصاویر کو چھانٹنا شروع کر دیا۔ معاً اس کی سانس رک گئی... وہ شیرل کی کم عمری کی تصویر تھی۔

''یہ شیرل ہے۔'' اس نے شالمر کو تصویر دکھائی۔

''شیور؟''

''سو فیصد۔''

شالمر تصویر لے کر کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا...

''معمولی وارداتیں ہیں۔ جسم فروشی کا دھندا بھی کرتی رہی ہے... گرفتار صرف ایک مرتبہ ہوئی ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو، یہی ہے۔''

''اب کیا کرنا ہے؟'' ڈاکٹر نے سوال کیا۔

''تصویر کی کاپی بیوریج ریسورٹ جائے گی۔ امکان ہے کہ اسٹاف کے کسی ممبر نے اسے دیکھا ہو۔''

''پھر؟''

شالمر نے ابرو اچکا کر گہرا سانس لیا۔ اگر وہ وہاں ہے تو ٹروپس کو کال کرنا پڑے گی... نیز ہمیں یہ فرض کرنا پڑے گا کہ تمہارا قیاس درست ہے کہ اغوا کی واردات زیرِ عمل ہے اور یہ ایک میجر سچویشن ہے۔''

☆☆☆

''اگر تم اس الزام کو ٹھیک سمجھتے تھے تو تم ول پر مقدمہ کر سکتے تھے؟'' کیرین نے بجھی ہوئی آواز میں کہا۔

''مقدمہ؟ مقدمے سے کیا ملتا، مجھے تو پوری قیمت وصول کرنی تھی۔''

''یعنی تم ول کو مارو گے؟'' میرین کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

''یوں۔'' جو نے چٹکی بجائی۔ ''اور ابی کو بھی۔'' جو نے سفاک نظروں سے کیرین کو گھورا۔

اچانک کیرین بستر پر پڑے ہتھیار پر جھپٹی۔ تاہم جو چوکس تھا۔ اس نے اپنی صحت مند ٹانگ چلا کر کیرین کو دور پھینک دیا۔

کیرین کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ قالین پر پڑی کراہ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کی سانس بحال ہوئی تو وہ اٹھی اور واپس کرسی پر بیٹھ گئی... دونوں خاموش تھے۔ جو نے گن ہاتھ میں لے لی اور دوبارہ فلم کی جانب متوجہ ہو گیا۔

کیرین ناامیدی کی گھٹا میں خود کو سنبھال رہی تھی۔ سب سے پہلے، اسے کسی نہ کسی طرح شوہر کو خبردار کرنا تھا... بیڈ روم سے نکلنے کا ایک ہی معقول بہانہ تھا کہ وہ کھانے کی ضرورت کے تحت کسی طرح کچن تک پہنچے... لیکن کوئی ضمانت نہیں تھی کہ جو اس کے پیچھے نہیں آئے گا۔ وسکی کا اثر بھی جو پر ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ دماغ لڑا رہی تھی کہ جو نے خود ہی اس کی مشکل آسان کر دی۔ کیرین خیالات میں غلطاں تھی اس لیے جو کی بات سن نہ سکی۔

''کچھ کہا تم نے؟'' کیرین نے پوچھا۔

''بھوک لگ رہی ہے۔'' جو نے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔

کیرین کی مشکل خود ہی آسان ہو گئی۔ تاہم اس نے تاثرات سپاٹ رکھے اور ظاہر کیا کہ وہ بددلی کے ساتھ اٹھ رہی ہے۔ وہ بیڈ روم سے نکل کر دبے قدموں بھاگی۔ کچن میں پہنچ کر اس نے پھرتی سے آملیٹ تیار ہونے کے لیے رکھا اور کچن وال کا فون اٹھا لیا۔

ول کے آفس کا نمبر ملا کر اس نے مدھم آواز میں آپریٹر کو بتایا کہ وہ کون بات کر رہی ہے... کیرین نے جلدی جلدی ایمرجنسی کی وضاحت کی اور بتایا کہ وہ 911 کیوں فون نہیں کر سکتی... کیرین نے بتایا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کا پیغام ڈاکٹر ول کے اسکائی ٹیل پیجر تک پہنچا دیا جائے...

''اوکے، میم۔''

کیرین نے پیغام ریکارڈ کرا کے فون رکھ دیا اور اوون کی طرف پلٹی۔ اس کا لہو چند لمحوں کے لیے جم گیا۔ جو کچن کے دروازے میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ سرد نگاہوں سے کیرین کو دیکھ رہا تھا... ''فون کے پاس کیا کر رہی تھیں؟'' اس نے سوال کیا۔

کیرین نے نظر چراتے ہوئے فون کی طرف دیکھا۔ فون کے آس پاس تصویریں اور فوٹو چسپاں تھے۔ اس نے اوون کا ٹائمر آف کیا اور فون کی طرف چل دی۔ کیرین نے ایک تصویر... دیوار سے الگ کی اور اسے گھورنے لگی۔ یہ ابی کی اسکول میں بنائی گئی تصویر تھی، جس کے ساتھ نوٹ بھی لکھا ہوا تھا۔

''میں ابی کی تصویر دیکھ رہی تھی... مجھے اب تک لگ رہا ہے جیسے یہ سب ایک بھیانک خواب ہے۔'' اس نے دکھ بھری آواز میں کہا۔

''میں بستر پر ہوں، جو بنایا ہے لے آؤ۔'' وہ ٹوٹی چال کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اگر اس کی ایک ٹانگ زخمی نہ ہوتی تو وہ کم وقت میں کچن تک پہنچتا اور کیرین کو فون کرتے دیکھ لیتا۔ تاہم کیرین کو اندازہ ہوگیا کہ مرد وہ نہایت کائیاں اور محتاط ہے۔ کیرین کو حد سے زیادہ احتیاط کرنی پڑے گی۔ اس نے کاؤنٹر کا سہارا لے کر رکی ہوئی سانس خارج کی۔

☆☆☆

ول ایک گھنٹے سے شیرل کو ٹٹول رہا تھا۔ وہ جواب دے رہی تھی لیکن اس نے ول کے مطلب کی کوئی بات نہیں بتائی۔ شاید وہ ابھی تک ول پر پوری طرح اعتماد نہیں کر پا رہی تھی۔

ول نے پینترا بدلا اور جو کے بجائے پاسل کے بارے میں سوالات شروع کر دیے۔ اچانک وہ اچھل پڑا۔ اس نے اسکائی ٹیل بیجر کی جھنجھناہٹ محسوس کی تھی۔

''کیا ہوگیا؟'' شیرل نے حیرت کا اظہار کیا۔ ''کشن میں کوئی مکوڑا ہے شاید۔'' شیرل ہنسنے لگی۔

ول بیجر چیک کرنے کے لیے بے قرار تھا۔ وہ کال پر نہیں تھا۔ لہٰذا یقینا پیغام کیرین کی جانب سے آیا تھا۔

''برا نہ مانو تو باتھ روم ہو آؤں؟''

شیرل نے شانے اچکائے۔ ول نارمل رفتار سے باتھ روم کی طرف چل دیا۔ اگرچہ اندر سے وہ سخت بے چین تھا۔ پیغام جو بھی تھا۔ قطعی غیر متوقع تھا۔ اندر پہنچ کر اس نے بیلٹ سے بیجر الگ کیا اور بٹن پنچ کیا۔ سبز روشنی میں پیغام نمودار ہوا:

''صبح تک کچھ نہ کچھ کرو... ابھی مر سکتی ہے... کچھ بھی کرو... اپنی حفاظت کرو... معاملہ تاوان پر ختم نہیں ہو گا جو، تمہیں اپنی ماں کا قاتل سمجھتا ہے۔ کیرین۔''

ول نے پیغام دوبارہ نمایاں کیا۔ اس کا دماغ آندھیوں کی زد میں تھا۔ وہ بار بار پیغام کا ایک ایک لفظ پڑھ رہا تھا۔

کیا کیرین کو جو کے پلان کی کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے؟ کیرین نے ول کے تحفظ پر تشویش کیوں ظاہر کی؟ سب سے بڑھ کر جو معنویت اجاگر ہو رہی تھی، وہ یہ تھی کہ ول کو ابھی کو بچانے کے لیے رسک لینا پڑے گا۔ رسک کی نوعیت کچھ بھی ہو... اچانک اسے باہر سے فون کی آواز سنائی دی۔ ول نے گھڑی دیکھی۔ تین بج رہے تھے۔ یقینا یہ 30 منٹ کے وقفے سے جو کی چیک ان کال تھی۔ شیرل [illegible] جواب دے کر فون بند کر دیا۔ ول کے دماغ کے

مرکز میں ایک ہی بات تھی۔ کچھ کرنے کے لیے اس کے پاس اب مکمل اور محدود تیس منٹ تھے یا پھر وہ اگلی چیک ان کال کے بعد والے تیس منٹ کو استعمال کرے؟

اسے شک ہو رہا تھا کہ شیرل نے اسے پوری باتیں نہیں بتائیں۔ ممکن ہے کہ وہ ابھی کی لوکیشن سے بھی واقف ہو... جب سے شیرل اس کے کمرے میں آئی تھی، ول بہت کچھ تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ علاوہ ازیں کافی کچھ معلوم بھی کر چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ شیرل، جسم فروشی اور جرائم پر اکتفا کے لیے دل سے تیار نہیں ہے۔ وہ ہالیووڈ کے خواب دیکھتی ہے... پھر کیوں وہ اب تک جو کے ساتھ تعاون کر رہی ہے؟ کیا محض اس لیے کہ جو نے اسے جسم فروشی کے دھندے سے نکال کر اس سے شادی کر لی تھی۔

جو سے جان چھڑانے کے لیے شیرل کو گارنٹی چاہیے تھی، جو خطرات سے پاک ہو۔ اس کے بعد ہی وہ جو کے ساتھ دغا بازی کرے گی۔ شیرل کو پتا تھا کہ جو اس کے ساتھ مخلص نہیں ہے اور اسے استعمال کر رہا ہے۔

تاوان کے معاملے میں بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو جو نہیں شیرل پھنسے گی اور جو بروقت نکل جائے گا... جو کے متعلق اس کا تجزیہ صحیح تھا۔ اس لیے وہ بھی باوفا بننے کی کوشش نہیں کرتی تھی۔ جبھی شیرل نے ول کو معنی خیز پیشکش کی تھی۔ یقینا وہ جانتی تھی کہ جو، وارداتوں کے دوران ڈاکٹروں کی بیگمات کے ساتھ کیا کرتا رہا ہے... یہ وہی ڈاکٹرز تھے جو کسی نہ کسی طور جو کی ماں کے قتل میں ملوث تھے۔

شیرل کو جو سے غداری کے لیے گارنٹی چاہیے تھی اور گارنٹی کے لیے موٹی رقم چاہیے تھی۔ اتنی رقم کہ وہ بھاگنے کے بجائے غائب ہی ہو جائے اور شناخت بدل کر نئی زندگی کا آغاز کر سکے۔

ول نے ٹوائلٹ میں پانی بہایا اور باہر نکل آیا۔

''جو کی کال تھی؟'' اس نے شیرل سے سوال کیا۔

''ہاں، سب ٹھیک چل رہا ہے۔'' وہ بولی۔ ''ایک بات کہوں۔''

''ہاں، بولو۔''

''تم پہلے آدمی ہو جس نے مجھے ٹھکرایا ہے۔''

''تمہیں بُرا لگا؟''

''نہیں، تم مختلف ہو۔''

''اگر تم اعتراف کرتی ہو کہ میں مختلف ہوں تو بھروسا کیوں نہیں کرتیں کہ میں جو سے تمہاری جان چھڑا سکتا

ہوں۔ "تم نے مجھ سے کوئی بات چھپائی ہے؟"
"نہیں۔" شیرل نے نفی میں سر ہلایا۔
"وہ ڈاکٹروں کو کیوں نشانہ بناتا ہے؟ اور میرے ساتھ وہ کیا کرنے والا ہے؟"
"میرا یقین کرو۔ مجھے ہر بات نہیں معلوم... وہ بہت مکار ہے۔ مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔"

☆☆☆

شیرل صوفے پر نیم دراز کوک سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ ول، سوئٹ کے فرنٹ روم میں ڈائننگ ٹیبل پر لیپ ٹاپ کے ساتھ مصروفِ کار تھا۔ اس کو "فیرس" اور فون ٹریسنگ کے بارے میں کیرین کو پیغام دینا تھا۔ لیکن ول کو کوڈ کی ضرورت تھی۔ خطرہ تھا کہ ای میل کہیں جو کی نظروں میں نہ آ جائے... اس نے کیرین کے ساتھ ان گنت فلمیں دیکھی تھیں۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد ول نے "کوڈ میل" ٹائپ کر دی۔ "ابی بچ جائے گی۔ میرا بھروسا کرو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ "کونڈور" کتنا خطرناک ہے؟"

ای میل روانہ کرتے ہی، جو کی چیک ان کال موصول ہوئی۔ چار بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے۔ کیا جو نے پندرہ منٹ قبل کال کی ہے؟ نہیں، یہ یقیناً فیرس کی کال ہے۔ ول نے فون اٹھایا۔

"ول جیننگ۔"

ہارلے فیرس سیل اسٹار کا باس تھا۔ کسی وقت ول نے اس کی بیوی کی میڈیکل پرابلم حل کی تھی۔

"ہارلے فیرس۔" ڈاکٹر، ہمارے کمپیوٹر نے صبح چار بجے کے بعد کال شو کی ہے... ہیزل ہرسٹ ایریا کو جو ٹاور سرو کرتا ہے، اس کی پروسیسنگ کے مطابق کال تمہارے گھر کی لینڈ لائن سے آئی تھی۔"

"ابی آئیڈیا؟ کال کہاں ریسیو ہوئی؟" ول نے سوال کیا۔

"نہیں۔ حتیٰ کہ ہماری ٹریسنگ وین بھی علاقے میں ہے لیکن مذکورہ کال پندرہ سیکنڈ میں ہی بند ہو گئی تھی۔ پندرہ سیکنڈ بہت کم وقت ہے... میرا خیال ہے کہ اب ایف بی آئی سے رابطہ کر لینا چاہیے۔" فیرس نے اظہارِ خیال کیا۔

"نہیں، ابھی نہیں... فیرس، تمہاری ٹریسنگ وین کہاں ہے؟"

"ٹیونکا کاؤنٹی۔"

ول دانت پیس کے رہ گیا۔ اس کا مطلب وین کو ہیزل ہرسٹ تک پہنچنے کے لیے مزید تین گھنٹے درکار

تھے... آٹھ بجے سے قبل ٹریسنگ اسٹارٹ کرنا محال تھا۔ چند لمحے سکوت کی نذر ہو گئے۔ پھر فیرس کی آواز آئی۔ "میرا ایک ریٹائرڈ دوست، انجینئر ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً ہمارے لیے کام کرتا ہے۔ اس کے گیراج میں خاصا ضروری سامان ہے۔ وہ اپنا ٹرک استعمال کرتے ہوئے شاید کچھ کر جائے۔" فیرس نے رائے دی۔ "وہ اپنے کام کا ماہر ہے۔"

ول کی دم توڑتی امید نے پھر انگڑائی لی۔ اس نے فیرس کو اسکائی ٹیل لائن کے ڈائریکٹ نمبر دیے اور شیرل کا سیل نمبر دیا اور کہا۔ "مجھے یہیں ہونا چاہیے لیکن کچھ بھی ہو جائے، بات پھیلنی نہیں چاہیے۔ جیسے ہی کوئی کلیو ملے... فوراً مجھے کال کرو۔" ول نے فون بند کیا تو اپنے شانے پر شیرل کا ہاتھ محسوس کیا۔ شیرل کی آنکھوں میں ہمدردی کا ہلکا سا عکس تھا۔

ول نے پیشانی رگڑی۔

"بینک سے تاوان کی رقم وصول کرنے کے بعد تمہاری کیا ذمے داری ہے؟" ول نے استفسار کیا۔

"میں جو کو کال کروں گی۔ پھر ہم بروک ہیون کے موٹیل میں ملیں گے۔"

"تم مجھے ساتھ رکھو گی؟"

"ہاں۔"

"گزشتہ وارداتوں میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے؟"

شیرل ہچکچائی۔

"شیرل وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔" ول نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"نہیں ایسا پہلی مرتبہ ہوگا۔" بالآخر شیرل نے کہا۔

"کیا تم یقین کرو گی کہ اس مرتبہ صورتِ حال مختلف ہے، قطعی مختلف۔ جو چاہتا ہے کہ کیرین اور ابی کو میرے سامنے ختم کرے۔"

"نہیں ایسا نہیں ہے۔" شیرل نے تردید کی۔

"ایسا ہی ہے... وہ بہت مکار ہے اسی لیے آج تک بچا ہوا ہے۔ اس نے عمداً تمہیں ٹریکر ریسٹ موٹیل، بروک ہیون کا نام بتایا تھا... اس کے خیال میں، میں تم پر تشدد کر کے جائے مقام اگلوا لوں گا اور ایف بی آئی وہاں عذاب بن کر ٹوٹ پڑے گی جبکہ وہ وہاں ہوگا ہی نہیں۔" ول پورے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔ "سوچو، شیرل سوچو... ہم دونوں کے پاس غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔"

"تم تاوان دو اور بیٹی کو بچاؤ، جیسے دوسروں نے کیا۔"

''اوہ گاڈ، میرا کیس دوسروں کی طرح نہیں ہے، وہ جنونی مجھے اپنی ماں کا قاتل سمجھتا ہے... بہت ممکن ہے کہ یہ اس کی آخری واردات ہو... جس کے بعد تم کبھی اس کی شکل نہ دیکھ سکو۔''

''تم بہکا رہے ہو مجھے۔'' شیرل نے غیر یقینی سے اسے دیکھا۔

''تمہاری عقل پر منحصر ہے... میر پاس تو دو ہی راستے ہیں۔ اپنی فیملی کو بچالوں یا تم تینوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دوں...'' ول کے تاثرات پتھرا گئے۔ ''تم اگر یکسوئی سے میرا ساتھ دو تو چانس ہے کہ جو کی کہانی ختم ہو جائے اور تم بھی بچ جاؤ۔'' ول کی آواز میں فولادی سختی تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ ''مارو یا مر جاؤ'' کا فیصلہ کر چکا ہے۔

شیرل گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

☆☆☆

صبح کے تقریباً چار بجے جو سو چکا تھا یا بے ہوش تھا... بہر حال وہ قطعی غافل ہو چکا تھا۔ کیرین نے اسٹڈی میں آ کر ول کی میل چیک کی۔ وہ پیغام کو گھور رہی تھی۔ پہلا حصہ تو واضح تھا لیکن دوسرا حصہ، بالائے فہم... یقیناً یہ کوڈ ہے، کیرین نے سوچا۔ ''کونڈور'' وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔ ذہن میں کئی بار اس نے کونڈور کا لفظ دہرایا... معاً اسے رابرٹ ریڈفورڈ کی مووی یاد آ گئی۔ فلم کا نام تھا تھری ڈیز آف کونڈور... کونڈور، ریڈفورڈ کا کوڈ نیم تھا۔ ریڈ فورڈ کی فلمیں، ول کے ساتھ اس نے بار بار دیکھی تھیں۔ ''تھری ڈیز آف کونڈور'' کے اسے تقریباً تمام ڈائیلاگ یاد تھے۔

مذکورہ ڈائیلاگ ''کونڈور'' (رابرٹ ریڈفورڈ) نے فون پر میکس وان سینڈو سے کہا تھا۔ میکس، مووی میں کرائے کے قاتل کا کردار ادا کر رہا تھا۔ اس ڈائیلاگ کے بعد فلم نے فیصلہ کن موڑ لینا شروع کیا تھا اور ''کونڈور'' نے اپنے ممکنہ قاتل ''میکس'' کو ناکامی سے دوچار کیا تھا...

کیرین نے ول کا پیغام سمجھ لیا تھا جس کے مطابق ول نے کوئی توڑ تلاش کر لیا تھا۔

☆☆☆

ڈاکٹر میکڈیل اور اس کی بیوی، جیننگ ہاؤس سے محض پندرہ میل کے فاصلے پر جیکسن میں، ایف بی آئی کے فیلڈ آفس میں موجود تھے... اسپیشل ایجنٹ فرینک زک تھا۔ وہ چالیس سے اوپر، درمیانے قد کا ایک چوکس آدمی تھا۔ فرینک پچھلے نصف گھنٹے سے فون پر مصروف کار تھا۔ اس دوران میں اس نے مختلف بینک پریزیڈنٹس، ہیلی کاپٹر پائلٹس اور چند دیگر آفیشلز سے بات چیت کی۔ دورانِ گفتگو وہ متواتر اپنے سیاہ بالوں کو ایک ہاتھ کی انگلیوں سے سنوارتا رہا تھا۔

شالمر سے بات کرنے کے بعد فرینک نے دونوں میاں بیوی کو اپنے دفتر میں طلب کر لیا تھا۔ وہاں خاصی سرگرمی دکھائی دے رہی تھی۔ فرینک کے دفتر میں آٹھ عدد مزید فیلڈ ایجنٹ موجود تھے۔

فرینک زک، ان آٹھوں سے مخاطب تھا۔ ''بلوکسی سے تیس میل کے اندر اندر تمام بینکس کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ پچیس ہزار ڈالرز سے بڑھ کر کوئی بھی رقم، کہیں سے بھی وائر ٹرانسفر کی جاتی ہے تو اس کی فوری اطلاع فراہم کی جائے... تم لوگ جانتے ہو کہ یہ تاوان کا کیس ہے۔ کچھ مختلف ضرور ہے، تاہم بنیادی طور پر ''اغوا برائے تاوان'' ہی ہے۔ ایس جوانوں کی ٹیم نیو آرلینز سے آ رہی ہے جو براہِ راست ''بلوکسی'' کی نگرانی کرے گی۔ تیسری بات فضائی نگرانی کے لیے ہیلی کاپٹرز ہوں گے، یہاں، اور بلوکسی میں بھی۔ ٹیکٹیکل حرکت پذیری کے لیے ایک اسپیشل مسلح ٹیم الگ ہوگی۔ جارحانہ کارروائی کے لیے چاپرز بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔''

''کوئی سوال؟'' فرینک نے سب پر فرداً فرداً نظر ڈالی۔

ایجنٹ شالمر نے کہا۔ سر! شیرل لین ٹل کو بیور یج ریسورٹ میں ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا۔ ڈاکٹر میکڈیل نے شیرل کو مگ بکس سے شناخت کیا تھا۔ وہ پرانی تصویر تھی۔ جو نامی شخص کی تصویر نہیں ملی۔ یعنی اس کا کوئی کرمنل ریکارڈ نہیں ہے... ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ گزشتہ برس کی طرح اس مرتبہ بھی واردات ہو رہی ہے؟''

فرینک نے مربیانہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ ''جنٹلمین، گلف پورٹ کے ریذیڈنٹ ایجنٹ نے بیس منٹ قبل اطلاع دی ہے کہ بیور یج کے بیل بوائے نے وہاں شیرل کو دیکھا ہے، ہمارے مذکورہ ایجنٹ نے اسٹاف کے متعدد اراکین کو فیکس فوٹو دکھایا تھا اس وقت جب ہم بات کر رہے ہیں تو وہ دونوں، سیکیورٹی ٹیپس کی جانچ میں مصروف ہوں گے... سیکیورٹی کیمروں میں جیسے ہی شیرل اسپاٹ ہوئی، ویڈیو شاٹ یہاں ای میل کر دیا جائے گا... جسے میکڈیل کو دکھایا جائے گا اور رہا سہا شک بھی دور ہو جائے گا۔ چند منٹ کی بات ہے۔ اس وقت تک ہم یہی سمجھیں گے کہ ہمارے علاقے میں واردات شروع ہو چکی

ہے۔ یہاں میں سر آرتھر کانن ڈائل کے لافانی کردار کا مختصر فقرہ دہراؤں گا کہ ''کھیل شروع ہو چکا ہے۔''

☆☆☆

صبح کے چھ بج چکے تھے۔ متواتر دباؤ سے ول کا دماغ تڑخنا شروع ہو گیا تھا۔ پانچ بجے تک اس کی امید جوان تھی لیکن پانچ بجے کوئی کال نہیں آئی۔ فیرس کا ریٹائرڈ دوست کامیابی سے دور تھا۔ ول، پنجرے میں بند نیولے کے مانند چکرا رہا تھا۔ اس نے بمشکل دس منٹ اور انتظار کیا، پھر گھر کا نمبر ڈائل کر دیا۔ خلافِ توقع، جو کے بجائے کیرین نے فون اٹھایا۔

ول کی آواز سنتے ہی وہ سسکیاں لینے لگی اور ول کے حلق میں کانٹے اگنا شروع ہو گئے۔ کیا ابی کو... وہ آگے نہیں سوچ سکا۔ کیرین کی وضاحت نے اس کا تناؤ کم کر دیا۔ وہ ٹینشن کے باعث رو پڑی تھی۔ اس نے ول کو بتایا کہ جو نے خوابِ غفلت کے باعث ساڑھے چار بجے کی کال مس کر دی تھی۔ غالباً جریانِ خون اور شراب کے باعث وہ خود کو بیدار رکھنے میں ناکام ہو گیا تھا...

''تم ابی کے لیے کیا کر رہے ہو؟''

''میرا فیرس سے رابطہ ہو گیا تھا۔ ہم لوگ ہاسل کا فون ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہاسل نے جو کو کال نہیں کی تو ہم اس کا فون ٹریس نہیں کر سکیں گے۔''

''میں جو کو اٹھا کر کہتی ہوں کہ مجھے ابی سے بات کرنی ہے۔''

''کیا وہ مان جائے گا؟''

''وہ تو اٹھنے کے لیے ہی تیار نہیں ہے لیکن ہمارے پاس اور چانس ہے بھی کیا؟'' کیرین نے کہا۔

''کیرین، ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ شیرل میرا ساتھ دے رہی ہے۔ کیوں؟ یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے جو پیغام مجھے بھیجا تھا، اس کی بنیاد کیا تھی؟''

''جو، سمجھتا ہے کہ ماضی میں تم اس کی ماں کو قتل کرنے کا سبب بنے ہو۔ اس کا اصل منصوبہ کچھ اور ہے، وہ ہم لوگوں کو مار کر ملک چھوڑ دے گا۔ ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے...''

''میں سمجھ رہا ہوں، شیرل کو یہ بات نہیں معلوم نہ اسے یقین آ رہا کہ وہ ابی کے ساتھ ہم دونوں کو بھی مار دے گا۔'' ول نے بتایا۔ ''اسے اٹھا کر کہو کہ تاوان کی رقم وائر نہیں ہو گی، جب تک تم ابی سے بات کر کے یقین نہ کر لو کہ وہ زندہ ہے... اور ہاں حوصلہ رکھو۔ تم نے اسے زخمی کر کے بڑا کام کیا ہے۔''

''اور تم نے شیرل کو ملا کر زیادہ بڑا کام کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ہم آدھی جنگ جیت چکے ہیں۔''

''ہم پوری جنگ جیتیں گے۔'' ول کی آواز میں فولاد کی سی سختی تھی۔

''گڈ لک۔''

''گڈ لک۔''

☆☆☆

چند منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ ول نے شیرل کو جھنجوڑا۔ وہ آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھی اور فون پر سب ٹھیک ہے کا سگنل دے کر پھر غافل ہو گئی۔ چند منٹ بعد پھر گھنٹی چیخی... شیرل نے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ لیکن ول نے جھپٹ کر فون اٹھالیا۔ دوسری طرف فیرس تھا۔

''کیا خبر ہے، فیرس؟'' ول کی آواز میں بے چینی مترشح تھی۔

''چھ بجے سے ذرا دیر بعد تمہارے گھر سے لینڈ لائن کے ذریعے کال کی گئی تھی۔ جو ہیزل ہرسٹ کے ٹاور کے تھرو آگے گئی تھی۔ کال کا دورانیہ 16 سیکنڈ تھا۔ میرا دوست سرچ ایریا کو سات میل کے احاطے تک محدود کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فون کرنے والا مکار ہے۔ اگر وہ 30 سیکنڈ بھی بات کر لے تو ہمیں زیادہ قریب پہنچنے کا موقع مل جائے گا۔'' فیرس نے کہا۔

''تم نے کسی اور کو تو نہیں بتایا؟'' ول نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تک نہیں۔ لیکن میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ایف بی آئی سے رابطہ کر لیں۔''

''نہیں ابھی نہیں۔'' ول نے انکار کیا۔ ''اگر ہمیں ایک اور کال مل جائے تو کیا امکان ہے؟''

''بلاشبہ ہم کافی قریب پہنچ جائیں گے۔'' فیرس نے جواب دیا۔

☆☆☆

جو کی ہدایت کے مطابق کیرین روانگی کے لیے حلیہ درست کر رہی تھی۔

''ابی مل جائے گی؟''

''ہاں، اگر تم نے اپنا رول ٹھیک ادا کیا۔''

''جھوٹ بول رہے ہو۔ تم مار دو گے اسے۔ اس کے بجائے تم میری جان لے لو۔'' کیرین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ''میں جانتی ہوں، تم کیا کرنے جا رہے ہو۔''

''کیا کروں گا، میں؟''

''تم محض اپنی ایک غلط فہمی کی بنیاد پر ول سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتے ہو۔'' کیرین نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

جو خاموشی سے کیرین کو گھورتا رہا۔ اس کی آنکھیں ساکت اور سرد تھیں۔ بے پناہ سرد... یہ آگ نہیں تھی، سرد شعلے تھے... ان میں آگ سے زیادہ خطرناک ارادے کروٹیں لے رہے تھے۔

''آج کوئی نہیں مارا جائے گا۔'' اس نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ ''ایک چھوٹا سا راز بتا دوں۔'' اس نے آنکھیں سکیڑ کر کہا۔ ''یہ میری آخری واردات ہے۔ پھر میں کوسٹاریکا جا کر آرام کی زندگی گزاروں گا۔ آج میرا گرینڈ ایگزٹ ہے۔''

'کتے، تیرا گرینڈ ایگزٹ، عالمِ بالا میں ہو گا۔' کیرین نے دل ہی دل میں نفرت سے سوچا۔

☆☆☆

ول اور شیرل ہلکا پھلکا ناشتا کر رہے تھے۔ چند منٹ قبل جو کی چیک ان کال آئی تھی۔ ٹھیک آٹھ بجے۔ کال کے بعد شیرل نے ول کو اطلاع دی کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر میکولیا فیڈرل بینک کی بلوکسی برانچ جا رہے ہیں۔

فیرس کی جانب سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں موصول ہوئی تھی۔ تاہم ول نے امید کا دامن تھام رکھا تھا۔ کاؤنٹی سے فیرس ہیزل ہرسٹ تک آ گیا تھا۔ وہاں سے سات میل کے دائرے میں۔ آٹھ بجے کے بعد غالب امکان تھا کہ جو نے باسل کو کال کی ہو گی۔ ول دعا کر رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔

''ول آئی ایم سوری۔'' فیرس کی آواز آئی۔

''کیوں؟''

''کال بہت مختصر ہوتی ہے... ہمیں قلیل وقفہ ملتا ہے۔ انتہائی ناکافی۔'' فیرس نے وضاحت کی۔ ''اگرچہ ہم واضح طور پر قریب ہیں لیکن سرچ سرکل اب بھی کافی وسیع ہے۔ مزید یہ کہ کسی کھلے میدان کی طرح نہیں ہے۔ کافی پیچیدہ علاقہ ہے... اس علاقے کو کھنگالنا کافی دشوار اور وقت طلب ہے۔''

ول نے دانت پیستے ہوئے کھڑکی سے باہر گلف کو گھورا...

''مائی گاڈ۔'' اس نے رکی ہوئی سانس چھوڑی۔ ''شیرل!''

''کیا؟'' فیرس نے پوچھا۔

''ایک منٹ، ڈیئر۔''

''کیا مسئلہ ہے؟'' شیرل نمودار ہوئی۔

''باسل کے پاس گاڑی کون سی ہے؟''

''سبز رنگ کی پرانی شیوی۔ رنگ سبز ہے۔ اس کے ساتھ پک اپ منسلک ہے۔'' شیزی نے نقشہ کھینچا۔

''سنو، فیرس... ہیزل ہرسٹ میں اس بندے کے پاس پرانی شیوی ہے... سبز رنگ کا پک اپ ٹرک۔ اگر ایف بی آئی ہیلی کاپٹر استعمال کرے تو بہت جلد گاڑی کو تلاش کر لیں گے۔''

''شاندار، اب مجھ پر چھوڑ دو۔'' فیرس کی آواز کھل اٹھی۔

''لیکن تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا پڑے گا کہ تم موجودہ صورتِ حال کے بارے میں کوئی بات نہیں بتاؤ گے، وہ سیکڑوں سوال کریں... نہ تم میرا نام اور نمبر بتاؤ گے... وہ دس منٹ میں میرے گھر پہنچ جائیں گے، پھر میری بیٹی کو کوئی نہیں بچا سکے گا... ایف بی آئی کو سبز گاڑی اور کیبن تلاش کرنا ہے اور بس!! 90 منٹ کے اندر، تم انہیں سب کچھ بتانے کے لیے آزاد ہو گے۔ اس سے پہلے کچھ بھی نہیں۔'' ول نے زور دے کر کہا۔

''جینگ...''

''پلیز، میرا کوئی نمبر مت دینا... اگر انہوں نے غلط وقت پر کال کر دی، تب بھی ابھی ماری جائے گی۔ سمجھ گئے؟''

''اگرچہ میرا دل نہیں مان رہا ڈاکٹر لیکن میں ایسا ہی کروں گا۔''

''گڈ اینڈ تھینکس۔ ان کو بتا دینا کہ چاپرز میں پیرا میڈیکل اسٹاف ساتھ رکھیں۔ انسولین کا بندوبست ضروری ہے۔ میری بیٹی بچکانا ذیابیطس میں مبتلا ہے۔''

''اوہ گاڈ، میں سمجھ گیا... جلد رابطہ کروں گا۔'' فون بند ہونے کی کلک سنائی دی۔

شیرل ابھی تک دروازے میں کھڑی تھی۔ ''مجھے فلو محسوس ہو رہا ہے۔'' اس نے بتایا۔

''پریشان مت ہو، ٹھیک ہو جائے گا۔''

''ہم...م...م... ایک بات میں نے ابھی تک تمہیں نہیں بتائی۔'' شیرل نے انکشاف کیا۔

''وہاٹ؟'' وہ چونک اٹھا۔

''یہ جو کی آخری واردات ہے۔ سارا سال وہ اس بارے میں بات کرتا رہا ہے۔ اس نے کوسٹاریکا میں ایک

رینج خرید رکھا ہے۔ میں اسے بکواس سمجھتی رہی۔ لیکن اب مجھے یہ حقیقت معلوم ہورہی ہے۔''

اس نئی اطلاع نے ول کے خدشات کی تصدیق کر دی۔ یہ واردات، گزشتہ وارداتوں جیسی نہیں ہے۔۔۔ جو، ابھی، کیرین اور ول کو ختم کر کے غائب ہوجائے گا۔ رقم بھی ساتھ لے جائے گا۔

''تم نے پولیس کو اطلاع دی؟'' شیرل نے سوال کیا۔

''نہیں۔''

''کیا ہم تاوان کی رقم لینے جائیں گے؟''

''یقیناً۔ اور یہ تمام کی تمام صرف تمہاری ہوگی۔''

''اس کے بعد کیا تم مجھے جانے دو گے؟'' شیرل نے وضاحت مانگی۔

''کیوں نہیں۔ لیکن شیرل، جو جیسے خطرناک اور ناقابل اعتبار شخص کے ساتھ بلف کرنے کے لیے کچھ دیر کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پڑے گی۔''

''میں ماری جاؤں گی۔''

''نہیں، میرا وعدہ ہے۔ میں جو کی طرح نہیں ہوں۔''

شیرل نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپالیا۔ ول اس کا ذہن پڑھنے کی کوشش کررہا تھا۔

''شیرل، اپنے خیالات کو صاف رکھو۔ میں تمہاری مدد کے لیے ہر حد تک جاؤں گا۔ ممکن ہے تم جو کے لیے اب بھی ہمدردانہ جذبات رکھتی ہو۔۔۔ تاہم جب تم نے اس کا اصل روپ دیکھ لیا تو صرف ہاتھ ملتی رہ جاؤ گی۔۔۔ تم نے اگر اسے خبردار کرنے کی کوشش کی تو اپنے لیے مشکلات کھڑی کرلوگی۔''

''میں کہہ سکتی ہوں کہ تم نے بذریعہ تشدد مجھ سے معلومات لی ہیں۔'' شیرل نے بجھی ہوئی آواز میں کہا۔

''اسے بے وقوف بنانا اتنا آسان نہیں ہے اگر اسے ذرا بھی شک ہوگیا تو وہ ابھی اور کیرین کو ختم کرکے غائب ہو جائے گا۔ تم یہاں اکیلی رہ جاؤ گی۔ تمہاری جان موت سے چھوٹے گی۔ چاہے وہ پولیس کے ہاتھوں ہو۔۔۔''

''شٹ اپ، او کے، جسٹ، شٹ اپ۔'' شیرل کے رخساروں پر آنسو پھسلنے لگے۔

''یہ تمہارے لیے آخری موقع ہے۔ تمہارے پاس ایک معقول رقم ہوگی اور تم آزادانہ ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکو گی۔'' ول نے ایک بار پھر اسے ہمت دلائی۔

☆☆☆

ڈاکٹر میکڈیل، میگنیفائنگ گلاس کے ذریعے شیرل کے فوٹو کا معائنہ کررہا تھا۔ اس کے نزدیک گلاس کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم فرینک زک نے فوٹو کے ساتھ گلاس فراہم کیا تو ڈاکٹر نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ فوٹو میں شیرل نے سیاہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

''وہی ہے؟'' فرینک نے سوال کیا۔

''سو فیصد۔'' ڈاکٹر نے گلاس ایک طرف رکھ کر بیوی کی جانب دیکھا۔ ''میرا قیاس درست تھا۔ واردات شروع ہوچکی ہے۔'' وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا مارگریٹ کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''ہم نے ٹھیک فیصلہ کیا تھا۔''

اسی وقت ایک عورت درانہ وار، دھماکا خیز انداز میں کمرے میں داخل ہوئی۔

فرینک نے ناگواری سے اسے گھور کر دیکھا۔

''ایجنٹ پیری۔۔۔''

ایجنٹ پیری کے چہرے پر ہیجانی تاثرات تھے۔ اس نے انچارج کی ناگواری کو نظرانداز کردیا۔

''پریذیڈنٹ آف سیل اسٹاز، ہارلے فیرس، لائن پر ہے۔ وہ تمہیں طلب کررہا ہے۔''

''کیوں؟''

''اغوا کی واردات کے سلسلے میں۔''

فرینک کے ساتھ ڈاکٹر میاں بیوی کا چہرہ بھی سفید پڑ گیا۔۔۔

☆☆☆

گرے ڈیوڈسن، کلین ڈیوڈسن کا فاؤنڈنگ پارٹنر تھا۔ یہ ایک خود مختار بروکریج فرم تھی جو شمالی جیکسن کے متمول کلائنٹس کی رقوم کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

کیرین نے آخری بار جو کو قائل کرنے کی کوشش کی، پھر اس کے انکار پر گرے ڈیوڈسن کو فون ملایا۔۔۔

''معاف کرنا، تمہیں انتظار کرنا پڑا۔'' ڈیوڈسن کی آواز آئی۔

''کوئی بات نہیں، ول کی کال آئی ہوگی؟'' کیرین نے سوال کیا۔

''ایک سنگی مجسمے کے لیے اتنی رقم؟''

''وہ ایک نادر چیز ہے اور ول کسی قیمت پر دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔'' کیرین نے کہا۔

ڈیوڈسن نے دبے دبے انداز میں اپنی حیرت اور ہچکچاہٹ کا اظہار کیا۔ تاہم وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا

تھا۔
''میں دفتر آرہی ہوں۔'' کیرین نے بات ہی ختم کر دی۔
کیرین نے احتیاطاً ایک سرنج اور انسولین کی دو عدد وائل بیگ میں رکھیں۔
''ہم سفر کے دوران ایکسپیڈیشن استعمال کریں گے۔'' جو نے کہا۔ کیرین نے چابیاں اٹھائیں اور اس کے ساتھ باہر نکل گئی۔ جو کی چال میں لنگڑاہٹ تھی۔ اس نے پسنجر سیٹ سنبھالی۔ کیرین نے دیکھا کہ اس کی مجروح ٹانگ کے پائنچے پر خون کا دھبا نظر آرہا تھا...
بروکریج فرم کے قریب پہنچ کر جو نے پھر کیرین کو دھمکایا... کیرین ڈیوڈسن سے ملنے فرم میں داخل ہوگئی۔
☆☆☆
بلوکسی میں میکولیا بینک کی پارکنگ میں رش تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ ول کی بیٹی کی زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی اور وہ عالم بے بسی میں وہاں بیٹھا تھا۔ یہ اس کے لیے ایک دشوار تر کام تھا۔ اسے جو پر بھروسا تھا اور نہ فیرس کی ٹیم پر... اس وقت ول سوچ رہا تھا کہ جو نے بلوکسی میں یہ برانچ کس نیت کے تحت منتخب کی ہے؟
سیل فون کی گھنٹی بجی... شیرل نے جواب دیا۔
''رائٹ... او کے۔'' بات ختم۔ شیرل نے ول کو دیکھا جو اسی کی جانب نگراں تھا۔
''رقم پہنچ گئی ہے، تیار ہوجاؤ۔'' وہ بولی۔
ول نے شیرل کا فون طلب کیا۔
''مجھ پر بھروسا نہیں ہے؟'' شیرل نے اعتراض کیا۔
''میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔'' ول نے جواب دیا۔
شیرل نے توقف کے بعد سیل فون، ول کو دے دیا۔
ٹیمپو کی چابیاں اور فون اس نے جیب میں رکھا اور گاڑی سے اتر گیا...
☆☆☆
وہ دونوں پچپن میل کی رفتار سے انٹر اسٹیٹ کے ساتھ محو سفر تھے۔ جو کی دائیں ران پر سے پتلون، خون میں بھیگتی جارہی تھی۔ غالباً کچھ اور ٹانکے ٹوٹ گئے تھے۔
''تم ناکام ڈاکٹر رہی ہو۔'' وہ جھنجلا کر بولا۔
''میرا مطلوبہ سامان پورا نہیں تھا۔ اگر تم کسی ڈرگ اسٹور پر رک جاؤ تو میں میڈیکل ٹیپ لگا دیتی ہوں۔''
کیرین نے پیشکش کی۔
جو نے عقبی آئینے پر نظر ڈالی اور کیرین کو لین (Lane) تبدیل کرنے کا اشارہ کیا۔
کیرین، ڈرگ اسٹور کی تلاش میں نگاہیں دوڑا رہی تھی...
''ادھر پولیس مین کھڑا ہے، دوسری طرف لو۔'' جو نشست میں سکڑ گیا۔
''پولیس، انٹر اسٹیٹ پر پٹرولنگ کرتی ہے۔'' تم خوامخواہ اعصاب زدہ ہو رہے ہو۔''
''میں احمق نہیں ہوں۔'' جو غرایا۔ ''تمہارا باسٹرڈ شوہر ایف بی آئی کو اطلاع دے چکا ہے۔''
''کیا ہذیان بک رہے ہو؟'' کیرین کو غصہ آگیا۔
''تمہاری بیٹی جہاں ہے، وہاں فضا میں ہیلی کاپٹرز گردش کر رہے ہیں... اس گاڑی کا نمبر کیوں سرکولیٹ نہیں کیا گیا؟ ایک ہی وجہ ہوسکتی ہے کہ وہ مردود گاڑی کی براہِ راست نگرانی کر رہے ہیں۔'' جو نے سن روف سے گردن نکال کر عقبی فضا کو تاڑا۔ کیونکہ سڑک پر تو اس نے کوئی تعاقب کرنے والی گاڑی محسوس نہیں کی تھی، اس نے فاصلے پر فضا میں ایک موٹا دھبا دیکھ لیا تھا۔
''میں ہذیان بک رہا ہوں۔'' جو خاصا تلملایا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ پکڑا اور بولا۔ ''پیچھے فضا میں دیکھو۔''
کیرین کو ادراک ہوگیا کہ نظر آنے والا دھبا دراصل ہیلی کاپٹر ہے۔
''ممکن ہے کہ یہ ٹی وی ٹریفک میں سے ہو۔'' کیرین نے دبی آواز میں کہا۔ وہ خوف زدہ ہوگئی تھی۔ جو پہلے ہی پوری طرح کھل چکا تھا اور اپنے بھیانک عزائم ظاہر کر دیے تھے۔ وہ بپھرا ہوا تھا۔ بچنے کے برائے نام امکانات مزید کم ہوکر مایوسی کے بادل منڈلانے لگے تھے۔
کیرین کا دماغ سن ہوگیا، ول ایسی حرکت کیوں کرے گا؟
جو سیل فون پر نمبر پنچ کر رہا تھا۔ کیرین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔
''جو؟''
''ہاں، بچے... بیک اپ پلان شروع کردو۔''
''او کے۔''
''میں ابھی سے بات کرسکتی ہوں؟'' آواز کے ساتھ کیرین کا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ ''پلیز... ز... ز...''
''باسو، بچی کہاں ہے؟'' جو نے خلاف توقع ردعمل

دیا۔

☆☆☆

باسل فرش پر براجمان، ابھی کے لیے چاقو سے کھلونا تراش رہا تھا کہ معاً سیل فون کی گنگناہٹ گونجی...

''جو۔'' دوسری جانب سے آواز آئی۔ ''سب ٹھیک ہے؟''

''بظاہر تو ٹھیک ہے۔'' باسل نے جواب دیا۔

''کیا مطلب؟''

''میں نے آسمان میں آواز سنی تھی... شاید ہیلی کاپٹر تھا۔''

''فاریسٹ سروس ہوگی۔'' جو نے خیال ظاہر کیا۔ ''یہ بتاؤ کہ تم نے آواز ایک بار سنی تھی؟''

''نہیں، چاپر کی آواز گھوم پھر کر بار بار آ رہی تھی۔''

''اوکے، بیک اپ پلان کی تیاری کرو۔''

''اسی وقت، فوری طور پر؟'' باسل پریشان ہوگیا۔

''نہیں۔ لیکن تیار رہو... میرے فون کا انتظار کرو... چاپر کی آواز پر کان رکھو۔''

''اوکے۔'' باسل کے، اوکے کہتے ہی فون بند ہو گیا۔ باسل نے پلٹ کے دیکھا۔ ابھی دروازے میں کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر زردی نمودار ہو رہی تھی۔

''کیا ہوا؟'' باسل مزید بوکھلا گیا۔

''میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے... مجھے انسولین کی ضرورت ہے۔''

باسل کا رنگ اڑ گیا۔

''تم گھبراؤ مت، میں کچھ کرتا ہوں، پرامس۔''

☆☆☆

دوسری جانب ول کرائے کی ''ٹیمپو'' میں میگنولیا (Magnolia) فیڈرل بینک پہنچ چکا تھا۔ شیرل اس کے ہمراہ تھی۔ ''اب کیا کرنا ہے؟'' ول نے پوچھا۔

''انتظار... جو کی کال آئے گی کہ منی ٹرانسفر ہوگئی ہے۔ پھر تم اندر جا کر بیگ بھر کے لے آنا۔''

ول نے گہری سانس لی اور فیرس کا نمبر ملایا۔

''ول بات کر رہا ہوں، کیا خبر ہے؟''

''ایف بی آئی کے چاپرز ہیزل ہرسٹ کی فضاؤں میں ہیں۔ تاہم جنگلات خاصے گھنے ہیں کوئی مثبت خبر نہیں ملی ہے۔ ہم لوگ منتظر ہیں۔'' فیرس نے بتایا۔

''اور فون ٹریس؟''

''زمین پر، اس حد تک ہم تقریباً سر پر ہیں۔''

''سبز رنگ کا شیوی ٹرک مل گیا تو آگے منصوبہ کیا ہے؟''

''ایف بی آئی کی SWAT ٹیم روانہ ہو چکی ہے۔''

ول کی پیشانی پر پسینا آ گیا۔ ''انہیں ڈائریکٹ اسالٹ کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔''

''انہیں ابھی کے بارے میں علم ہے۔ وہ محفوظ کھیل کھیلیں گے۔'' فیرس نے اطمینان دلایا۔

''بہت احتیاط کرنی ہے۔''

''ول، بے فکر رہو۔ وہ لوگ پروفیشنل ہیں۔''

☆☆☆

کیرین نے بمشکل خود کو نارمل رکھا ہوا تھا۔ ڈیوڈسن کے سوالات اسے پریشان کر رہے تھے۔ تاہم اسے یقین تھا کہ بذاتِ خود اس کی وہاں موجودگی کے باعث ڈیوڈسن کو رقم روانہ کرنی ہی پڑے گی۔ ڈیوڈسن اپنے کلائنٹ سے سوالات کرتے ہوئے محتاط تھا کہ ان میں تفتیشی عنصر شامل نہ ہو۔ اگرچہ وہ قدرے حیرت زدہ تھا۔ کیرین نے پُرسکون انداز میں مناسب جواب دیے۔ حالانکہ وہ جوابات دینے کی پابند نہیں تھی۔ تاہم بہتر تھا کہ ڈیلنگ کو خوشگوار رکھا جائے...

رقم وائر ہونے کے بعد وہ رسمی باتیں کر کے باہر آ گئی۔

☆☆☆

''وہ باتھ روم میں ہے۔''

کیرین کے دماغ میں سرخ بتی جل اٹھی۔

''کیا وہ صبح سے بار بار باتھ روم جا رہی ہے؟''

کیرین کی پیشانی عرق آلود ہوگئی۔

چند سیکنڈ بعد جواب ملا۔ ''ہاں، ایسا ہی ہے۔''

''اوہ گاڈ۔'' کیرین تڑپ اٹھی۔ ''ابھی کو انسولین کی ضرورت ہے۔''

''وہ انسولین کی وجہ سے مرے گی اور میں خون بہنے کے باعث جان دوں گا۔'' جو کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔ ''بہرحال ابھی وقت ہے، ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔ پھر تم اسے انسولین دے دینا۔'' جو نے فون بند کر دیا۔

کیرین کو جو کی بات پر اعتبار نہ آیا۔ اس کے ذہن میں بدترین اندیشوں کے کالے، پیلے کن کھجورے رینگ رہے تھے۔

''باسٹرڈ۔'' جو نے سن روف میں سے دوبارہ باہر

جھانکا۔

''اگر تمہارے شوہر نے وہی کیا، جیسا میں نے اسے سمجھایا تھا تو پھر تم جلد اسی سے ملو گی۔ لیکن مجھے نہیں لگتا کہ ایسا ہو جائے گا۔ پیچھے ایک اسکواڈ کار بھی آ چکی ہے... تاہم وہ بار بار دور چلی جاتی ہے... مطلب وہ اس وقت تک قریب نہیں آئیں گے، جب تک ہم ابھی تک نہ پہنچ جائیں۔'' جو دانت پیسنے لگا۔ ''یہ میری آخری واردات تھی اور شروع سے کچھ نہ کچھ... لیکن میں بھی...'' وہ چپ ہو گیا، اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

'ول تم نے یہ کیا کر دیا... میرا دل نہیں مانتا کہ تم نے ایف بی آئی کو ملوث کیا ہے۔' کیرین کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔

اچانک جو نے اسے ڈرائیونگ کے لیے احکامات جاری کرنے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی لیک لینڈ ڈرائیو پر آ گئی۔ کیرین چونک اٹھی۔ ''یہ روڈ، ائرپورٹ کی طرف جاتی ہے۔''

''ہاں۔'' جو مکروہ انداز میں ہنسا۔ 'چاہے ہم سب مر جائیں، لیکن یہ تیری آخری واردات ہی ہو گی، بلکہ آخری دن... کیرین نے شدید نفرت کے ساتھ سوچا۔

☆☆☆

ول، بینک کے وائس پریذیڈنٹ کے سامنے بیٹھا تھا۔ اتنی بڑی رقم کی ڈیلنگ کے لیے اسے اعلیٰ سطح پر ہی ملاقات کرنی تھی... دونوں کے درمیان ملی جلی گفتگو کا آغاز ہوا۔ سوال جواب ول کی توقعات کے برعکس نہیں تھے۔ بات کرتے کرتے جیک مور (وائس پریذیڈنٹ) نے اپنے دائیں جانب دروازے کی جانب دیکھا۔ دروازہ کھلا، ایک دراز قامت، نیلی آنکھوں والا آدمی اندر داخل ہوا۔

''ڈاکٹر جیننگ، میں اسپیشل ایجنٹ، شالمر ہوں۔ مجھے تمام صورت حال کا علم ہے۔ میں یہاں آپ کی مدد کے لیے موجود ہوں۔''

ول ہکا بکا رہ گیا۔ ''یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں کیونکر علم ہوا کہ میں یہاں آؤں گا؟ ہارلے فیرس تمہیں جانتا تھا کہ میں ہوٹل سے نکل کر کہاں جاؤں گا؟''

''پلیز ڈاکٹر، وقت کم ہے، تمام سوالات کے جواب مل جائیں گے... کیا آپ کارڈیو سرجن ڈاکٹر جیمس میکڈیل سے واقف ہیں؟'' شالمر نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

''یقیناً۔''

شالمر نے تیزی سے تمام ضروری باتیں گوش گزار کر دیں۔

ول خاموشی سے یہ حیرت ناک کہانی سن رہا تھا۔

''ہارلے فیرس سے بات ہوئی؟ میری بیٹی کہاں ہے؟''

''مسٹر فیرس، ہمارے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ سیل اسٹار کا ٹریسنگ کریو SWAT ٹیم کے ساتھ ہے۔ بالآخر ہماری قسمت کام کر گئی۔ کچھ دیر پہلے ہمیں اہم بریک تھرو ملا۔ جس آدمی کے پاس کال آئی تھی اور وہ سیل فون آف کرنا بھول گیا۔ SWAT ٹیم کے اندازے کے مطابق وہ لوگ مطلوبہ لوکیشن سے دو منٹ کے فاصلے پر ہیں۔''

ول کے چہرے پر رونق چمکی اور معدوم ہو گئی۔

''پلان کیا ہے؟'' اس نے قدرے تفکر سے سوال کیا۔

''ٹیم اپنے مخصوص طریقے سے اندر جائے گی اور ابی کو حاصل کرے گی۔ ٹیم کے پاس اسپیشل انٹری ڈیوائسز ہیں۔ ہیٹ سینسرز اور وڈیو... اندر کون کہاں پر ہے ہمیں بالکل ٹھیک نظر آ جائے گا۔ اس کے علاوہ اسٹن (STUN) گرینیڈ اور ٹیزنگو... پھر...''

''ٹیزنگو؟'' ول نے بات کاٹ دی۔ ''یہ دہشت گردوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے؟''

''ہاں، ٹیم کی بیشتر تربیت میں یہ بات شامل ہے کہ دہشت گردوں کی گرفت سے یرغمالیوں کو کیسے رہا کرانا ہے۔''

''کیا اس آدمی سے بات نہیں ہو سکتی؟''

''ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں خطرہ زیادہ ہے۔ وہ ذہنی طور پر پسماندہ ہے۔ لیڈر آزاد پھر رہا ہے۔ وہ کسی بھی وقت اسے فون کر کے حکم دے سکتا ہے کہ تمہاری بیٹی کو ختم کر دے۔'' شالمر نے کہا۔

''کیا فیرس، باسل کا سیل فون بند کر سکتا ہے؟''

''کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح وہ پینک ہو جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پاس پہلے سے آرڈرز ہوں کہ کمیونیکیشن منقطع ہونے کی صورت میں ابی کو ختم کر دیا جائے۔''

''اس وقت باسل اور ابی اکیلے ہیں۔ جو اور ڈاکٹر کیرین گھر سے نکل چکے ہیں اور ہمارے زیر نگرانی ہیں۔ اس سے پیشتر کہ صورتِ حال میں خرابی پیدا ہو، ہمیں موقع سے فائدہ اٹھا کر ابی کو نکال لینا چاہیے۔'' شالمر نے عندیہ دیا۔

''میں ابھی تک... نہیں سمجھ سکا کہ تم اس... کیسے

پہنچے؟"

"بہت آسان۔" شالمر نے بتایا۔ "ڈاکٹر میکڈیل کی کہانی کی روشنی میں ہم نے جو پلان بنایا تھا، اس کا ایک جز یہ تھا کہ اس علاقے کے بینکوں میں کہیں بھی بڑی رقم وائر کی جائے تو فوراً ایف بی آئی کو اطلاع پہنچے..."

"فرینک زک۔ وہ SWAT ٹیم کے ساتھ ہے۔"

"پلیز، کال کرو... اسے بتاؤ کہ اغوا کنندگان کی ایک ساتھی عورت بینک کے باہر کرائے کی گاڑی میں موجود ہے۔"

شالمر نے سر ہلایا۔ "ہم شیرل کو جانتے ہیں۔ اسے اس وقت تک چھیڑا نہیں جائے گا جب تک SWAT ٹیم کیبن کو ہٹ نہیں کر لیتی۔ بینک پر ہم مزید ایجنٹ تعینات کر رہے ہیں... بظاہر وہ شیرل سے لاتعلق رہیں گے... پلیز، مسٹر مور کیا آپ کچھ دیر کے لیے..."

"کیوں نہیں۔" وائس پریذیڈنٹ شالمر کا مدعا سمجھ کر کمرے سے نکل گیا۔

شالمر نے اس کا فون اٹھا کر نمبر ملانا شروع کیا۔

"لیڈر کا نام جوہکی ہے۔ میری بیوی کو اس نے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں؟"

"وہ دونوں اس وقت جیکسن انٹرنیشنل ائرپورٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پر نظر رکھی ہے۔"

"وہاٹ؟" ول شپٹایا۔

"گھبراؤ مت، وہ کہیں نہیں جا سکتے۔" بل نے تسلی دی اور فون پر بات شروع کر دی۔

☆☆☆

وہ آٹھ آدمی تھے، پروفیشنل، کیموفلاج... سروں پر کنٹوپ نما ہیلمٹ تھے، وہ بھی سیاہ تھے۔ وہ محض ہیلمٹ ہی نہیں تھے۔ ان کی اپنی افادیت تھی۔ درحقیقت وہ پنڈلی سے سر تک مسلح تھے۔ صرف سب مشین دکھائی دے رہی تھی جو ہاتھوں میں تھی۔ نواں ایجنٹ، مارٹن کوڈی پہلے ہی کیبن کی دیوار تک پہنچ چکا تھا۔

بظاہر اغوا برائے تاوان کی عام سی واردات، انوکھے منصوبے کے ساتھ شروع ہو کر متواتر رنگ بدلتی، زگ زیگ ہوتی ہوئی کلائمیکس کی طرف جا رہی تھی... ابھی چوبیس گھنٹے مکمل نہیں ہوئے تھے۔ کوئی ہاتھا پائی، دھماکا نہ کوئی لاش... پھر بھی ہر لمحہ تھرل اور سسپنس کا ایک نیا رنگ لے کر طلوع ہو رہا تھا۔ ول جیننگ فیملی اذیت میں تھی، جو فیملی خطرے سے دوچار نظر آ رہی تھی اور میکڈیل فیملی انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ کہانی بہ آسانی اختتام پذیر ہونے والی ہے۔ لیکن اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا، یہ راز آنے والے وقت کی گود میں تھا۔

اسپیشل ایجنٹ مارٹن کوڈی انچارج تھا۔ غیر معمولی حساس مائیکروفون اور ہیڈفون کے ساتھ وہ کیبن کی اندرونی صورتِ حال کو تاڑ رہا تھا۔

"کوئی کلیو؟" ماسک کے اندر لگے مائیکروفون میں اس نے سوال کیا۔

"نہیں کچھ نہیں۔" سم جیکسن کی سرگوشی، کوڈی کے کان میں گونجی۔ جیکسن کے پاس تھرمل امیجنگ کیمرا تھا۔ "ایک ہاٹ واٹر ہیٹر کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔"

کوڈی بدمزہ ہو گیا۔ سبز پک اپ ٹرک موجود تھا لیکن اہداف ندارد تھے۔

"کوڈی ٹو ٹریسنگ وین۔" وہ پھر مائیک میں بولا۔ سیل اسٹار وین سٹرگز پیچھے تھی۔ "سیل فون کہاں ہے؟"

"اپنی جگہ پر، جوں کا توں۔" وین سے جواب آیا۔

"ہم اندر جا رہے ہیں۔" کوڈی نے فیصلہ سنایا۔ "دھماکا خیز انٹری کے لیے تیار ہو کر پھیل جاؤ... کھڑکیوں سے اسٹن (Stun) گرینیڈ پھینک کر دروازہ توڑ دو۔ بچی کو بچانا ہے... شوٹنگ کی ضرورت پڑے تو برسٹ پانچ فٹ سے اوپر ہونا چاہیے۔ چاقو سے لے کر ہینڈ گرینیڈ تک تیار حالت میں... اس مفروضے پر نہ جانا کہ اندر ایک ہی آدمی ملے گا... بلف بھی ہو سکتا ہے... اوکے... ریڈی... پانچ تک گنتی گنوں گا... مشن ریڈی... پانچ... چار... تین... دو... گو۔"

سب کچھ ہدایت کے مطابق ہوا۔ دن کی روشنی کے باوجود اسٹن گرینیڈ نے وقتی طور پر بینائی چھین لینے والی خیرگی پیدا کر دی تھی۔ کوڈی اپنے آدمیوں کے پیچھے اندر داخل ہوا تھا۔ وہاں خاموشی تھی۔ دھواں بھی تیزی سے ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کے راستے باہر نکل گیا۔

"بیڈروم۔"

"نو گڈ نیوز" مخصوص ہیلمٹ میں جواب آیا۔

"کچن۔"

"نو گڈ نیوز۔"

"سیل فون یہاں ہے۔" کوئی چیخا۔

"لینڈ لائن ادھر ہے۔" دوسری چیخ سنائی دی۔

''لینڈ لائن؟'' کوڈی کی اطلاعات کے مطابق وہاں کوئی لینڈ لائن نہیں تھی۔ اسے باہر بھی کوئی تار نظر نہیں آیا تھا۔ اگر ہے تو پھر زیرِ زمین بچھائی گئی ہوگی۔ وہ کچن میں داخل ہوا اور اپنے آدمی سے سیل فون لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں آتے ہی فون بجنے لگا۔ کوڈی نے ہیلمٹ ہٹا کر فون کان سے لگایا۔

''یس؟''

''شہزادی تو محل میں ہوگی، تم جنگل میں ڈھونڈ رہے ہو؟'' اجنبی مردانہ آواز آئی۔ آواز میں تضحیک عیاں تھی۔

''کون بول رہا ہے؟'' کوڈی کے جبڑے بھنچ گئے۔ جواب میں قہقہہ سنائی دیا اور فون بند ہو گیا۔ کوڈی نے ہیلمٹ واپس سر پر جمایا اور مائیک سیٹ کیا۔ ''ٹریسنگ وین، تم نے کال سنی؟''

''یس۔''

''کہاں سے آئی تھی؟''

''نامعلوم، ہم کوشش کر رہے ہیں۔''

کوڈی نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور جیکسن میں فرینک زک کا نمبر ملایا۔

☆☆☆

وِل بے قراری سے بینکر کے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔ شالر مدھم آواز میں فرینک سے فون پر بات کر رہا تھا۔ وفعتاً شالر کی پکار نے وِل کے قدم جکڑ لیے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور وِل کی چھٹی حس نے تکلیف دہ ٹھوکا لگایا۔ وہ چپ چاپ ایجنٹ شالر کو گھور رہا تھا۔ ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے زبان کے بجائے آنکھوں سے سوال کیا... جو بہت واضح تھا۔ شالر کے چہرے کی زردی میں پوشیدہ جواب بھی عیاں تھا۔

''کیبن خالی تھا۔ SWAT ٹیم کو وہاں کچھ نہیں ملا۔'' شالر نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

وِل نے توقف کیا اور بولا۔ ''وہ غلط کیبن پر پہنچے ہوں گے۔''

''نہیں، وہ ٹھیک مقام پر پہنچے تھے۔ انہیں سبز گاڑی اور سیل فون بھی مل گیا تھا۔ سیل فون پر کسی نے کال کر کے مضحکہ بھی اڑایا تھا۔ وہاں زیرِ زمین لینڈ لائن بھی ملی ہے۔''

وِل ناقابلِ یقین انداز میں نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

''لینڈ لائن کا مطلب، وہ ہماری بے خبری میں خفیہ ہدایات سیل فون پر نہیں دے رہا تھا۔ فون کمپنی کے پاس لائن کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ غالباً یہ غیر قانونی ٹیپ ہے۔ وہ پیدل نہیں نکل سکتے۔ دوسری گاڑی کے پہیوں کے نشانات بھی ملے ہیں۔''

وِل معاً بھڑک اٹھا اور شالر سے فون چھین کر چیخا۔ ''تم مشن انچارج ہو؟ یہ تھی تمہاری اعلیٰ کارکردگی؟''

''ڈاکٹر، دِس از فرینک زک۔ ٹمپر کھونے سے تمہاری بچی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔''

''تم مجھے نیا پلان بتاؤ۔ جو میری بیٹی کو فائدہ پہنچا سکے۔''

''کیا شیرل نے کسی ایسی منزل کی نشاندہی کی تھی، جس کے لیے ہوائی سفر کی ضرورت پڑتی ہے؟''

''کوسٹاریکا۔'' وِل نے اعصاب پر قابو پانے کی سعی کی۔

''جیکسن سے کوسٹاریکا، کوئی فلائٹ نہیں جاتی اور جو یا جوزف ہکی کی کوئی ریزرویشن بھی نہیں ہے۔ وہ جیکسن سے نکلا تو کوئی اور نام استعمال کرے گا۔ پھر ساؤتھ امریکا کے لیے کنکٹنگ فلائٹ پکڑے گا۔''

''مسٹر فرینک، اگر جو نے تمہارے آدمی کو کیبن میں فون کیا تھا تو وہ جانتا ہے کہ تم ملوث ہو... تم نے میری بیٹی کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔''

''ایسا نہیں ہے، ڈاکٹر۔ جو کو دو چیزیں درکار ہیں۔ پیسا اور آزادی۔ ابی کو مارنے سے اسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ ابی کی زندگی اب بھی اس کے نزدیک اہم ہے۔''

''فرینک، تم نہیں سمجھ رہے ہو کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ یہ تاوان سے زیادہ انتقام کا کیس ہے... وہ برسوں سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ آپریٹنگ ٹیبل پر اس کی ماں میری غلطی سے مری تھی... وہ مجھے سزا دینے کے لیے ابی کو مار دے گا، جبکہ کیرین کی زندگی بھی خطرے میں ہے... مزید یہ کہ اسے موقع ملا تو وہ مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔''

''بیڈ، ویری بیڈ نیوز۔''

وِل کو فون بجنے کی آواز آئی۔ آواز اس کی جیب سے آ رہی تھی۔

''ہینگ آن، میرے خیال میں جو کی کال ہے۔'' وِل نے شالر کو بھی اشارہ کیا۔

وِل نے فون برآمد کیا۔ ''ہیلو۔''

''کیا مسئلہ ہے، ڈاکٹر... سو گئے کیا۔''

''نہیں، میں بینک میں ہوں، تمہارے پیسوں کے لیے۔''

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے ایف بی آئی کو بتا

دیا ہے۔''شیرل کہاں ہے؟''

''وہ پارکنگ میں ہے۔ فون میں لے آیا تھا کہ تمہاری کال آئے تو تمہیں صورت حال سے آگاہ کرسکوں۔'' ول نے بات گھمانے کی کوشش کی۔

''ہونہہ... پلان تبدیل ہو گیا ہے۔ میں تمہاری بیوی کے ساتھ ایک چھوٹا سا ہوائی سفر کرنے جارہا ہوں۔ اگر ایک میل کے دائرے میں کوئی پولیس یا ایف بی آئی ایجنٹ نظر آیا تو تم اپنی بیوی سے دوبارہ نہیں مل سکو گے۔ سمجھ میں آیا؟''

''میں تمہاری رقم کہاں پہنچاؤں؟''

''اس کا حل ہم بعد میں نکالیں گے۔ تب تک تم اسے سنبھال کے رکھو اور اپنے نئے دوستوں کو خبردار کر دو کہ ایئرپورٹ سے دور رہیں۔''

''میں سمجھا نہیں... میری بیٹی کہاں ہے؟''

جو کے ہنسنے کی آواز آئی اور فون بند ہو گیا۔

ول نے فرینک زک کو تازہ احوال سے باخبر کر دیا۔

''میں اپنے آدمی پیچھے ہٹاتا ہوں۔ انہیں ایئرپورٹ میں جانے دیا جائے گا۔''

''کیوں؟''

''باہر ہم نے اسے چھاپنے کی کوشش کی تو وہ غائب ہو سکتا ہے۔ امکان یہ ہے کہ باسل اور ابھی پہلے ہی اندر اس کے منتظر ہوں... ایئرپورٹ کے اندر وہ محدود ہو جائے گا۔''

''لیکن تم اسے روکو گے کیسے؟ اگر گن ابھی کے سر پر رکھی ہوئی نظر آئی تو تم لوگ کیا کر لو گے؟''

''ڈاکٹر، میں وعدہ کرتا ہوں اگر ابھی اندر ہوئی اور جو نے ایسی کوئی حرکت کی تو ہمارے شارپ شوٹرز بے ہوش کیے بغیر جو کا بھیجہ کھوپڑی سے نکال دیں گے... اب تم فون شالمر کو دے دو، مجھے ضروری انتظامات کرنے ہیں۔''

ول نے فون شالمر کو پکڑا دیا۔ وہ اپنے طور پر تیزی سے حالات کا تجزیہ کررہا تھا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ فرینک، شالمر کے ذریعے، ول کو ایف بی آئی کے کنٹرول میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یقیناً وہ سمجھ رہا ہے کہ یہ کام ایف بی آئی کرسکتی ہے جبکہ جو اب تک ایف بی آئی سمیت ہر ایک کو کنٹرول کررہا تھا... کیبن والے واقعے نے سب کو شاک پہنچایا تھا۔ فرینک کی اہلیت تسلیم شدہ تھی لیکن ول کی چھٹی حس چلا رہی تھی کہ آنے والا وقت اتنا آسان نہیں ہے، جتنا فرینک سمجھ رہا ہے... جو نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ جیسی پروفیشنل ٹیم سے بھی دو قدم آگے چل رہا ہے۔

شالمر کا رخ دوسری طرف تھا، وہ غور سے اپنے باس کی ہدایات سن رہا تھا۔ ول نے لمحہ بھر سوچا اور خاموشی سے آفس سے باہر نکل گیا۔

ہال میں رک کر اس نے تاوان کی رقم وصول کی اور تیز قدمی سے باہر کا رخ کیا۔

☆☆☆

پانچ میل مشرق میں۔ ڈاؤن ٹاؤن جیکسن میں جو گاڑی ڈرائیو کررہا تھا... وہ ایئرپورٹ کے قریب تھے۔

''کیا کررہے ہو؟''

''دیکھتی رہو۔''

''ہمیں ابھی تک پہنچنا ہے، اس کی شوگر بڑھ رہی ہے۔'' کیرین کی آواز میں گہری التجا تھی۔

''اپنا منہ بند رکھو۔ سب کچھ میرے کنٹرول میں ہے۔''

کیرین نے سن روف سے باہر دیکھا۔ ہیلی کاپٹر موجود تھا بلکہ اب وہ گاڑی کے اوپر تھا۔

جو نے بیریئر کے پاس گاڑی روک کے ٹکٹ لیا اور کنکریٹ کی چھت والی وسیع پارکنگ میں داخل ہو گیا۔ پارکنگ، گیراج نما تھی۔ ہیلی کاپٹر غائب تھا۔ جو گیراج سے نکلتا تو نظر میں آتا۔ اس نے تیزی سے بے مقصد ایک دو موڑ کاٹے پھر گاڑی ایک بڑی بی پر تقریباً چڑھا ہی دی۔ بڑی بی اپنی سفید رنگ کی کیمری کے ٹرنک سے ایک بیگ نکالنے کی کوشش کررہی تھیں۔ بڑی بی نے بمشکل خود کو بچایا۔ پہیے چرچرائے اور جو نے ایکسپیڈیشن، کیمری کے پاس روک دی۔ اس سے پہلے کہ کیرین یا بڑی بی کچھ سمجھ پاتیں، جو نے ول کا اعشاریہ اڑتیس نکال کر بڑی بی کے سر پر بجایا۔ چوٹ بڑی بی کو لگی اور چیخ کیرین کی نکلی... بڑی بی بے جان پتھر کے مانند زمین بوس ہو گئیں۔

''باہر نکلو اور میری مدد کرو۔'' جو نے کیرین کو آرڈر دیا۔ نیم بے ہوش بڑی بی کے ہاتھ سے کیمری کی چابی جھپٹ کر جو نے کیرین کے ساتھ مل کر اسے ٹرنک میں ٹھونس دیا۔

''تم پچھلی نشست پر بیٹھو، جلدی کرو۔''

کیرین سکتے کے عالم میں تھی۔ جو نے اس کی جانب دیکھے بغیر کیمری اسٹارٹ کر دی۔ کیرین کو ہوش آیا اور وہ گاڑی میں سوار ہو گئی۔

''نیچے کارپٹ پر لیٹ جاؤ۔'' جو، کیمری کو وسیع

گیرج کی چھت کے نیچے سے نکالنے کی تیاری کر رہا تھا۔

کیرین نے محسوس کیا کہ وہ ائرپورٹ سے نکل رہا ہے۔

''کہاں جا رہے ہو؟''

''باہر، ابی کے پاس۔'' وہ عین ہیلی کاپٹر کے نیچے سے صاف نکل گیا۔ اس وقت پہلی بار کیرین نے اس کے حق میں دعا کی کہ وہ نکل جائے۔ اگر وہ پکڑا جاتا تو پولیس کے سامنے آرام سے مسکراتا رہتا اور ابی کے زندہ بچنے کے امکانات معدوم ہوجاتے۔

کیمری، ائرپوٹ سے دور ہوتی گئی۔ ہیلی کاپٹر وہیں منڈلاتا رہ گیا۔

☆☆☆

وائس پریذیڈنٹ نے ول کی مطلوبہ رقم بذاتِ خود بریف کیس میں پیک کرائی تھی۔ ول بریف کیس ہاتھ میں لیے باہر نکل رہا تھا کہ اچانک رک گیا۔ اسے پتا نہیں تھا کہ اگلا قدم کیا ہونا چاہیے... خیال آیا کہ پہلے ائرپورٹ کا احوال معلوم کیا جائے۔ وہ پہلی منزل پر وی سی کے آفس میں واپس آگیا۔ وہاں پہنچتے ہی فرینک کی کال اس کے سامنے آئی۔ شالمر نے فون اٹھایا تھا۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ شالمر کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا پھر زرد رنگ پر یہ بدلاؤ تھم گیا۔

ول کے منہ میں کڑواہٹ گھل گئی۔

''مجھے بتاؤ، کیا ہوا؟'' ول تڑخا۔

''فرینک میں کال اسپیکر پر منتقل کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر ول یہاں موجود ہے۔''

''میری بیوی اور بچی کہاں ہے؟ کیا دونوں محفوظ ہیں؟ کیا جو کی کہانی ختم ہوگئی؟'' ول نے کڑوے لہجے میں پے درپے سوالات کی بوچھاڑ کی۔

فرینک زک نے محتاط انداز میں بتانا شروع کیا۔ ''وہ دونوں ائرپورٹ کے پارکنگ گیراج میں گئے تھے۔ لیکن وہاں سے واپس نہیں آئے۔ تمہاری گاڑی وہاں گیراج میں کھڑی ہے۔ ہم ائرپورٹ کو کھنگال رہے ہیں۔ تاہم یوں لگتا ہے کہ وہ گیراج سے گاڑی بدل کر ائرپورٹ سے نکل گیا ہے۔''

''شاندار، بہت اچھے۔'' ول کے لہجے میں برہمی تھی، وہ بریف کیس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا کر رہے ہو، ڈاکٹر؟ ہم لوگ پارکنگ کے سیکیورٹی کیمروں کی ٹیپ چیک کر رہے ہیں۔'' شالمر نے کہا۔

''جو کرنا ہے، کرتے رہو۔ میں باہر گاڑی میں بیٹھ کر جو کی کال کا انتظار کروں گا۔''

''یہ ٹھیک نہیں ہے، ڈاکٹر۔'' اسپیکر سے فرینک کی آواز آئی۔ ''بہتر حکمتِ عملی یہ ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں تم ہمارے ساتھ رہو۔ بصورتِ دیگر ہم مجبور ہوں گے کہ تمہیں گرفتار کرلیں۔''

''مذاق مت کرو، کوئی اور بات بتاؤ۔''

''شالمر، تمہیں ایک ٹریکنگ ڈیوائس دے گا۔ جس کی مدد سے ہم تمہاری لوکیشن سے باخبر رہیں گے اور مناسب موقع پر تاوان کے ساتھ ابی اور کیرین کا تبادلہ ہوگا۔ خفیہ وائر کے ذریعے ہم جو کی گفتگو سنتے رہیں گے اور تم سے زیادہ دور نہیں ہوں گے... سمجھ گئے؟''

''ٹر... ر... رخ۔'' ول نے مینڈک کی طرح آواز نکال کر نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں سمجھا، بالکل نہیں سمجھا۔''

''ڈاکٹر تم تعاون سے انکار کر رہے ہو؟''

''ہاں، تم ٹھیک سمجھے ہو... میرے لیے میری بیوی اور بیٹی سب سے زیادہ اہم ہیں۔''

''پھر سوچ لو، تم اکیلے کیا کرلو گے؟''

''تم سب نے مل کر کیا کرلیا.. تم لوگوں کو دو مواقع ہاتھ آئے اور دونوں مرتبہ ایک اکیلے عام ملزم کے خلاف کچھ بھی نہ کرسکے۔ اب میری باری ہے۔'' ڈاکٹر ول نے مستحکم لہجے میں فیصلہ صادر کیا اور شیرل کی گن نکال لی۔

''شالمر؟'' فرینک کی آواز آئی۔

''فرینک، اس نے مجھ پر گن تان لی ہے۔'' شالمر نے بتایا۔

''ڈاکٹر، تم بہت بڑی حماقت کر رہے ہو... حالات کو بدترین رخ پر لے جا رہے ہو۔'' فرینک کی آواز میں درشتگی در آئی۔

ول نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔ ''بدترین! تم ہوش میں ہو؟ کل سے ہم لوگ جس بدترین صورتِ حال سے دوچار ہیں، اس سے بڑھ کر بھی بدتر کچھ ہوسکتا ہے؟''

ول کے تیور دیکھتے ہوئے شالمر نے ہاتھ اٹھا کر مداخلت نہ کرنے کا عندیہ دیا۔ ''ڈاکٹر، کم از کم ٹریکنگ ڈیوائس لے لو۔''

''کہاں ہے؟''

''نیچے سیڑھیوں کے پاس آجاؤ، میں انتظار کروں گا۔''

''ایجنٹ شالمر، ڈاکٹر ...

موجود اہلکاروں کو گرفتاری کے احکامات جاری کر دو۔'' اسپیکر سے فرینک کی برہم آواز سنائی دی۔

شالمر نے ول کی آنکھوں میں جھانکا۔ جہاں ناقابل شکست عزم کے سوا کچھ نہ تھا۔ ''سر یہ ممکن نہیں۔ ڈاکٹر کو شوٹ کیے بغیر روکنا ممکن نہیں۔''

سکوت... کمرے میں سناٹا تھا، اعصاب میں تناؤ رگوں کو توڑ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے، ڈاکٹر کو ٹریکر دے دو۔'' فرینک کی سپاٹ آواز ابھری۔ ''مسٹر ول، تم اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرنے جا رہے ہو۔''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو، میں بڑے کام ہی کرتا ہوں۔'' ول کی آنکھوں میں دیوانگی کی چمک نظر آئی۔ ''میں جا رہا ہوں۔ مہربانی کر کے کوئی ایڈونچر کی کوشش نہ کرے۔''

☆☆☆

ول عمارت سے نکل کر بھاگتا ہوا ٹیمپو تک پہنچا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے پارکنگ سے نکل گیا۔ اس نے گاڑی ہائی وے 90 پر ڈال دی۔

''کہاں مر گئے تھے؟'' شیرل نروس دکھائی دے رہی تھی۔

''بتاتا ہوں۔'' ول نے عقب کا جائزہ لیا اور ٹیمپو ایک پک اپ ٹرک کے پیچھے لگا دی۔ قریب پہنچ کر ٹریکنگ ڈیوائس اس نے ٹرک میں اچھال دی۔

''یہ کیا تھا؟'' شیرل نے اظہارِ حیرت کیا۔

''ٹریکنگ ڈیوائس۔ اب ایف بی آئی ہمارے بجائے اس ٹرک کے پیچھے لگی رہے گی۔''

''ایف بی آئی؟ کیا ایف بی آئی بینک میں تھی؟'' شیرل کے دیدے چوڑے ہو گئے۔

''ہاں، وہ باسل تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن وہاں کیبن میں کوئی نہیں تھا۔ سوائے سیل فون اور سبز ٹرک کے... البتہ زیرِ زمین لینڈ لائن موجود تھی۔'' ول نے گردن گھما کر شیرل کو گھورا۔ ''تم نے مجھے بتایا تھا کہ وہاں ریگولر فون نہیں ہے؟''

''میں نے سچ بولا تھا۔ میرے علم میں نہیں تھا۔ میں کبھی وہاں نہیں گئی۔''

ول نے بریف کیس اس کی گود میں ڈال دیا۔ شیرل کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اس نے بریف کیس کھولا۔ کرارے نوٹوں کی گڈیاں سلیقے سے جمی ہوئی تھیں۔ شیرل نے جلدی سے بریف کیس بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں سپنے اُتر آئے۔

شیرل نے خوابناک نگاہوں سے ول کو دیکھا۔ ''تت... تم واقعی بہت مختلف ہو۔''

''یہ سب تمہارا ہے۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ تم آزاد ہو... میکسیکو، برموڈا، جہاں دل کرے جا سکتی ہو۔''

''کیا ابھی، فوراً؟'' شیرل نے پلکیں جھپکائیں۔

''شیرل مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔ میری بیٹی اور بیوی اب بھی جو کے پنجوں میں پھنسے ہیں۔ وہ کسی بھی وقت کال کرے گا۔ تمہیں نہ پا کر وہ ایبی اور کیرین کو مار دے گا۔'' ول نے نرم آواز میں پُرامید انداز اختیار کیا۔

''وہ مجھے جان سے مار دے گا، ڈاکٹر۔'' شیرل کے خوب صورت چہرے پر خوف کا سایہ نمودار ہوا۔

''نہیں، وہ تمہیں چھو بھی نہیں سکے گا۔'' ول کے لہجے میں اعتماد تھا۔ ''تم اچھی طرح جانتی ہو کہ وہ ایبی کو ہلاک کر دے گا۔''

شیرل کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔ ''اگر میں ایبی کا پتا بتا دوں تو تم مجھے جانے دو گے؟''

''وہاٹ؟'' ول نے بے اختیار بریک لگائے۔ ''تم جانتی ہو وہ کہاں ہے؟ اور جو کہاں جا رہا ہے؟''

''تم مجھے جانے دو گے؟'' شیرل نے سوال دہرایا۔

''اس کا جواب کئی باتوں پر منحصر ہے۔'' ول نے جواب دیا۔

شیرل نے ہونٹ دبا کر گود میں رکھے بریف کیس کو دیکھا... ''ایف بی آئی نے کیبن پر ریڈ کیا ہے، جو کو اس بات کا پتا ہے؟''

''ہاں، وہ جانتا ہے۔''

''اس صورت میں وہ بیک اپ پلان پر عمل کرے گا۔''

''بیک اَپ پلان کیا ہے؟''

''اب مجھے بروک ہیون کے موٹل میں جانا ہے، اس کا نام میں تمہیں بتا چکی ہوں... اگر جو ایک دو منٹ میں فون کر کے بیک اپ پلان کی بات کرتا ہے تو میں رضامندی ظاہر کروں گی۔ وہ جگہ یہاں سے ڈیڑھ سو میل شمال میں ہے۔ منصوبہ بندی کے لیے تمہارے پاس کافی وقت ہو گا۔ تم اپنی بیٹی کو بچا سکتے ہو۔ لیکن تم ایف بی آئی سے کیوں بھاگ رہے ہو؟''

''وہ پہلے ہی دو مرتبہ فیل ہو چکے ہیں۔ تیسری بار انہوں نے غلطی کی تو جو ایبی کو نہیں چھوڑے گا۔ یہ بھی نہیں پتا چل رہا کہ ایبی زندہ ہے بھی یا نہیں۔'' ول کی آواز بھرا گئی۔

''لیکن تم اکیلے کیا کرو گے؟ جبکہ جو بروک ہیون سے ہمارے مقابلے میں بہت قریب پہنچ چکا ہوگا۔''

''ضروری نہیں ہے۔'' ول نے اشارے سے کانٹی نینٹل 727 کی جانب اشارہ کیا جو انٹراسٹیٹ 10 کے قریب تھا اور نزدیکی ائرپورٹ پر لینڈ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔

''اوہ گاڈ... تمہارا اپنا ائرکرافٹ...؟'' شیرل کا منہ کھل گیا۔

''ہاں میں کار پر نہیں اپنے ائرکرافٹ پر سفر کروں گا۔''

''لیکن وہاں تم کہاں پر لینڈ کرو گے؟'' شیرل نے حیرت کا اظہار کیا۔

''ایک گھنٹا چاہیے مجھے، صرف ایک گھنٹا، مجھے جو کے ساتھ بلف کھیلنا پڑے گا کہ تم میرے ہمراہ نہیں ہو؟''

اچانک فون کی گھنٹی نے دونوں کو خاموش کر دیا۔

ول نے ''نوکیا'' شیرل کی جانب بڑھایا۔

شیرل نے فون لینے سے انکار کر دیا۔

☆☆☆

ایبی نے کئی حیرت انگیز مناظر دیکھے۔ باسل انسولین کا مخصوص باکس اور بیلا (باربی ڈول) کے ساتھ ایبی کو لے کر کیبن چھوڑ چکا تھا۔ وہ سبز ٹرک کے پاس آیا۔ لیکن اس میں بیٹھنے کے بجائے، ہڈ اٹھا کر بیٹری کھولنی شروع کر دی۔

بیٹری لے کر وہ سفید کار کے پاس آیا جو کنکریٹ کے بلاکس پر کھڑی تھی۔ بیٹری اس نے سفید کار میں فٹ کی اور گاڑی کے نیچے گھس گیا۔ کچھ دیر بعد گاڑی نے کھانسنا شروع کیا، چند ہچکیاں لیں، کچھ دھواں چھوڑا اور اسٹارٹ ہو گئی۔

باسل گاری کے نیچے سے نکل آیا۔ وہ ایبی کو لے کر واپس کیبن میں چلا گیا۔ کچن میں اس نے سیل فون نکالا اور آن کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ ایبی کو گود میں اٹھا کر وہ پھر باہر آ گیا تھا۔

سفید کار نے دھواں اگلنا بند کر دیا تھا۔ انجن روانی سے گھوم رہا تھا۔ باسل بلاکس پر کھڑی گاڑی کی پچھلی جانب چلا گیا۔ دونوں ہاتھ اس نے بمپر کے نیچے ڈالے اور بہ آسانی، کھلونے کے مانند گاڑی کا عقبی حصہ نیچے اتار دیا۔ پھر وہ گھوم کر آگے آیا۔ چابیاں نکال کر اس نے دروازہ کھولا، شیشہ نیچے کیا اور انجن بند کر دیا... بونٹ کی جانب آ کر اس نے دونوں ہاتھ نیچے ڈالے اور گاڑی کا اگلا حصہ بھی بلاکس پر سے اتار دیا۔

ایبی حیرت اور خاموشی سے سب کارروائی دیکھ رہی تھی۔ باسل نے اسے پسنجر سیٹ پر بٹھایا۔ انسولین کا مخصوص باکس اور بیلا (باربی ڈول) کو وہ نہیں بھولا تھا۔ سفید کار درختوں میں سفر شروع کر چکی تھی...

''روکو، روکو، گڈ بیسٹ۔'' ایبی معاً کراہ اٹھی تھی۔

باسل سمجھ گیا تھا۔ اس نے گاڑی روکتے ہی ہاتھ بڑھا کر دروازہ بھی کھول دیا... ایبی جلدی سے اتر کر درختوں کے پیچھے چلی گئی۔ چند منٹ بعد وہ واپس آتی دکھائی دی۔ باسل کے چہرے پر تشویش تھی۔ ایبی کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ باسل نے ہاتھ لہرایا۔ ایبی نے بھی ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی، تاہم وہ منہ کے بل گر پڑی۔

ایبی کو احساس ہوا کہ اس کی شوگر خطرناک حد تک بڑھ گئی تھی۔ سر دکھ رہا تھا اور شدید تھکن کا احساس حاوی تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تو دیکھا کہ باسل گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھا تھا۔ اس نے ایبی کو سیدھا لٹا کر منہ پر سے گندگی صاف کر دی تھی۔

''بیسٹ، میری شوگر ہائی ہے... مجھے انسولین کا شاٹ چاہیے۔''

''میں ابھی آیا، بیلا گھبراؤ مت۔'' وہ اٹھ کر بھاگا۔ لحیم شحیم باسل بھاگتا ہوا عجیب بے ڈول سا لگ رہا تھا۔ وہ انسولین باکس لے کر واپس آیا تو مزید پریشان لگ رہا تھا۔ شاٹ کون لگائے گا؟

''تمہیں انسولین شاٹ لگانا آتا ہے؟'' اس نے ایبی سے پوچھا۔

''میں نے ممی، ڈیڈی کو یہ کام کرتے دیکھا ہے، خود میں نے کبھی نہیں کیا۔ تم سرنج میں دوائی کھینچو اور سوئی یہاں رکھ کر پلنگر (Plunger) کو دباؤ۔ تم کر لو گے نا؟''

باسل کے تاثرات میں بوکھلاہٹ تھی۔ ''مم... مجھے سوئیوں سے ڈر لگتا ہے۔''

''لیکن میری حالت خراب ہو رہی ہے... شاٹ لگانا پڑے گا۔''

باسل نے بے بسی اور شرمندگی سے ایبی کو دیکھا۔

''اچھا تم یہ باکس کھولو۔''

باسل نے پش بٹن کے ذریعے باکس کھول دیا۔ ایبی نے ہاتھ ڈال کر انسولین کی شیشی اور ایک سرنج نکالی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ سرنج میں دوائی بھرنے میں کامیاب ہو گئی... ران پر سے لباس ہٹا کر اس نے ہونٹ

دبائے اور انسولین شاٹ لگا ہی ڈالا۔
باسل کی آنکھوں میں نمی تھی۔ ''بیلا، تم بہت بہادر ہو۔'' ایمی حیران تھی دیونما باسل نے گاڑی کو کھلونے کے مانند اٹھالیا تھا اور ایمی کو بہادر قرار دے رہا تھا... کچھ دیر بعد سفر پھر شروع ہو گیا۔
''کیا ہوا؟ تم رو رہے ہو؟'' ایمی نے باسل کو دیکھا۔
''نہیں۔'' باسل نے آستین سے آنکھیں صاف کیں۔
''تم گڈ بیسٹ ہو، جھوٹ مت بولو... بیلا سے جھوٹ بول رہے ہو۔''
باسل نے ایمی کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ اس کا نچلا موٹا ہونٹ ہل رہا تھا۔
''کیا ہوا؟'' ایمی نے اس کا ہاتھ دبایا۔
''تمہاری ماما تمہیں لے جائیں گی۔ میں تمہیں کبھی نہیں دیکھ پاؤں گا۔''
''نہیں ایسا نہیں ہوگا۔'' ایمی نے اس کے بازو پر ہاتھ پھیرا۔
''ایسا ہی ہوگا... ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔''
ایمی کے دل میں اداسی سرائیت کرنے لگی۔ اس نے بیلا کو اٹھا کر باسل کے پاس رکھ دی۔ تاہم باسل نے گڑیا کو ہاتھ نہیں لگایا۔

☆☆☆

''پکڑو اسے۔'' ول چیخا۔ ''اسے جواب دو۔''
شیرل نے ترچھے ہو کر فون لے لیا۔
''ہیلو؟ یاہ، میں سمجھ گئی... وہ یہیں ہے... نہیں، نہیں میں نے نہیں دیکھا... ہم انٹر اسٹیٹ دس پر ہیں۔ انٹر اسٹیٹ 55، رائٹ... نارتھ، اوکے... اوہ گڈ... وکے۔ ایک سیکنڈ۔'' شیرل نے لوکیا ول کے حوالے کیا۔
''جو؟''
''تم نے ہیرو بننے کی کوشش کیوں کی؟''
''جو، میں نے وہی کیا جیسے تم کہتے رہے، کیونکہ مجھے اپنی بیٹی عزیز ہے۔''
''جھوٹ۔ تم نے ایف بی آئی کو اطلاع دی۔''
''یہ غلط ہے، وہ بینک میں موجود تھے۔ میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کال نہیں کی۔ یہ تمہاری غلطی تھی۔''
''میری غلطی؟ کیا بکواس کر رہے ہو؟''
''ہارٹ سرجن جیمس میکڈیل نے کال کی تھی۔ جو، کے بیٹے کو تم نے گزشتہ برس اغوا کیا تھا۔''
خاموشی۔
''سرجن کے دماغ میں یہ بات گھس گئی تھی کہ اس سال بھی کوئی فیملی نشانہ بننے والی ہے... بالآخر اس نے کل رات ایف بی آئی کو بتا دیا۔''
خاموشی۔
''اس کے بعد ہی ساری گڑبڑ شروع ہوئی۔
خاموشی۔
''بینک میں تمہارے خلاف انہوں نے مجھے کس طرح استعمال کرنے کی کوشش کی اور میں کس طرح وہاں سے نکلا... یہ کہانی شیرل سے سن لو۔''
گہری خاموشی... اچانک جو نے سرجن میکڈیل کی فیملی کی سرجری زبان سے شروع کر دی... لوکیا، ول نے شیرل کو پکڑا دیا...
شیرل نے اس کی بغیر نقطے والی زبانی سرجری کو لگام دے کر ول کی باتوں کی تصدیق کی۔ کچھ دیر بات ہوئی اور لوکیا ایک بار پھر ول کے ہاتھ میں تھا۔
''تم شیرل کو واپس ہیوریج لے جاؤ۔ فون اس کو واپس کر دو۔ تم بھی اس کے حوالے کر دو۔ بعدازاں اپنے سوئٹ میں میری کال کا انتظار کرو۔ اگلے چند گھنٹوں میں کال بار بار آئے گی اور تم جواب دو گے۔ کیونکہ میرے کال کرنے پر تم نے جواب نہیں دیا تو ایمی کو ختم سمجھو۔''
''سنو جو... میں جانتا ہوں کہ یہاں تمہیں صرف رقم سے مطلب نہیں ہے، او کے؟ تم مجھے اور میری فیملی کو سزا دینا چاہتے ہو۔ میں نے رقم نکلوالی ہے اور یہ تمہاری ہے۔ لیکن ٹریڈنگ کے وقت مجھے سامنے ہونا چاہیے۔ جب میں کیرین اور ایمی کو دیکھ لوں گا تو چلا جاؤں گا۔ پیسے تمہیں دے دوں گا۔ اس کے بعد جو تمہارا دل کہے کرو۔ تم مجھے مار بھی سکتے ہو۔ لیکن ان دونوں کو جینے دو۔ مجھے اتنا ہی کہنا تھا۔''
''قربانی، عظیم قربانی... ابھی تک ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہو... بھول جاؤ۔ یہ میرا طریقہ ہے، مائی وے، یا ہائی وے... بچے تمہارے پاس کوئی چوائس نہیں ہے۔'' جو نے فون آف کر دیا۔
ول کی گردن کی رگیں پھول گئیں، اس نے دونوں مٹھیاں اسٹیئرنگ وہیل پر ماریں۔
''کیا غلط ہو گیا؟'' شیرل چلائی۔
''وہ شیطان صفت ہے۔'' ول نے بتایا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ ہمیشہ دو تین قدم آگے رہتا ہے۔'' شیرل نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

''دیکھوں گا وہ کتنا بڑا شیطان ہے۔ ہم نہیں تو وہ بھی نہیں۔'' ول نے نشست سے ٹیک لگالی۔ اس کے ہاتھوں اور سر میں دکھن ہو رہی تھی۔ ''چند گھنٹے کے لیے اپنے کسی بھی دوست کو سوئٹ میں بٹھا دوں گا۔ وہ اس کی کالز کا جواب دیتا رہے گا۔''

''حماقت مت کرو، وہ ایک منٹ میں پہچان لے گا۔ کوئی بھی ایسا سوال کرے گا، جس کا صرف تمہیں پتا ہو گا تمہارا دوست جواب نہیں دے پائے گا۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔ تم سمجھتے ہو۔''

ایک اور جہاز گرج دار آواز کے ساتھ سر پر سے گزرا۔ یہ جیٹ F-18 ہارینٹ تھا۔ کار لرز اٹھی۔ ول کے ذہن میں ایک خیال کوندا... اس نے والٹ نکال کر ایک کارڈ برآمد کیا، شیرل کا فون لیا اور بیوریج کیسینو ریسورٹ کا نمبر ملایا۔

آپریٹر کی آواز سن کر اس نے ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا اور گیوٹریو سے بات کی خواہش ظاہر کی۔

''دس از گیوٹریو، کیا مدد کر سکتا ہوں؟''

''میں ڈاکٹر ول جیننگ ہوں۔ کل ہم ملے تھے جب میں چیک ان کر رہا تھا۔''

''ہاں، ڈاکٹر، مجھے یاد ہے۔''

''آج صبح ایف بی آئی وہاں تھی، رائٹ؟''

''ٹھیک بات ہے۔'' گیوٹر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ اب بھی ہوٹل میں ہیں؟''

''چند منٹ پیشتر آخری اہلکار نکل چکا ہے۔'' منیجر نے بتایا۔

''سنو، مجھے نہیں پتا کہ ایف بی آئی نے تمہیں کیا بتایا ہے۔ میں ہوٹل میں نہیں ہوں۔ میری بیٹی اور بیوی اغواکنندگان کے قبضے میں ہیں۔ مجھے ہر قیمت پر انہیں چھڑانا ہے۔ تمہاری تھوڑی سی مدد درکار ہے۔''

''ڈاکٹر، میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہ ایف بی آئی کا کیس لگتا ہے۔''

''ایف بی آئی پہلے ہی کئی مرتبہ ناکام ہو چکی ہے... لمبی کہانی سنانے کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔ تمہیں صرف اتنا کرنا ہے کہ میرے سوئٹ میں جو کال آئے وہ اس نمبر پر ٹرانسفر کر دی جائے، جو نمبر میں اس وقت استعمال کر رہا ہوں۔ کئی گھنٹے تک بار بار کال آئے گی۔'' ول نے نمبر بتایا۔

ول نے اس انتظام کے لیے ایف بی آئی کو کاؤنٹ کیا تھا۔ پھر اس نے فیصلہ کیا کہ ایف بی آئی کو آخری وقت تک الگ رکھنا ہی بہتر ہے۔

''گیوٹریو، میں جواب کا منتظر ہوں۔'' ول نے کہا۔

''سنو ڈاکٹر...''

''پلیز صرف اتنا بتا دو کہ ٹیکنیکلی کیا یہ ممکن ہے؟''

''ڈاکٹر یہ ممکن تو ہے، لیکن ہوٹل کی پالیسی...''

''منیجر، تم اپنی ذاتی پالیسی بتاؤ۔'' ول نے شیرل والی ترکیب آزمانے کا فیصلہ کیا۔ ''کئی زندگیاں داؤ پر لگی ہیں اور میں کوئی غلط کام نہیں کر رہا... پھر تعاون کے بدلے میں ذاتی طور پر تمہیں دس ہزار ڈالرز ادا کروں گا۔''

''دس ہزار...؟'' منیجر کا لہجہ بدل گیا۔

''پندرہ ہزار کر لو، چند گھنٹے کے پندرہ ہزار۔ لیکن کال کرنے والے کو پتا نہیں چلنا چاہیے کہ درحقیقت ہو کیا رہا ہے... اپنے پندرہ ہزار پکے سمجھو۔''

''ڈاکٹر، معافی چاہتا ہوں۔ ضمانت کیا ہے اور رقم کیسے ملے گی؟'' منیجر کی کاروباری رگ پھڑکنے لگی۔

''معقول بات ہے۔ ڈاکٹر جیکسن ایورٹ کے کمرے میں ملاؤ۔'' ول نے ہدایت دی۔ ''میرا نام لینا۔''

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر جیکسن لائن پر تھا۔

''ول، اس وقت کیا افتاد آن پڑی؟ تم ہو کہاں؟'' ڈاکٹر جیکسن ایورٹ کی آواز آئی۔

''غور سے سنو، وقت بہت کم ہے... یہ میری زندگی موت کا معاملہ ہے... تمہاری بھتیجی اغوا ہو چکی ہے... کہانی بعد میں سناؤں گا۔ فی الحال یہ احسان کرو کہ منیجر کو دو ہزار ڈالرز دے دو... آج کی تاریخ میں زندہ یا مردہ آ جاؤں گا۔ زندہ نہ آیا تو تیرہ ہزار مزید منیجر کو دے دینا۔ پلیز کوئی سوال نہ کرنا۔ میں مصیبت میں ہوں اور وقت بالکل نہیں ہے۔''

''کام ہو جائے گا۔ اتنا کہہ دے کہ تو زندہ آئے گا اور کامیاب آئے گا... گڈ لک۔'' ڈاکٹر جیکسن نے فون بند کر دیا۔

''میں نے سن لیا ہے، ڈاکٹر ول۔'' منیجر کی آواز آئی۔

''رازداری کا خیال رکھنا، تھینکس۔''

''بے فکر ہو جاؤ۔''

ول نے فون بند کر کے ائرپورٹ کا رخ کیا۔

☆☆☆

"بیرن 58" وہیں کھڑا تھا جہاں کل ول نے چھوڑا تھا۔ ایوی ایشن کی رسمی کارروائی اور گلف ٹاور سے رابطے کے بعد تھوڑی دیر میں "بیرن 58" فضا میں بلند ہونے والا تھا۔ شیرل ہمراہ تھی۔ تاہم چند قیمتی منٹ ضائع ہو گئے۔ وہاں خاصا ٹریفک تھا۔ C-130، F-18 فائٹر، ہارنیٹ... انٹرنیشنل گارڈ کا فلائٹ آپریشن جاری تھا۔

ول ذہن میں حساب کتاب کر رہا تھا۔ ساتھ شیرل سے بھی مشورہ کر رہا تھا۔ جو گاڑی بدل کر جیکسن ائرپورٹ کی پارکنگ سے نکلا تھا تو اس نے یقیناً انٹراسٹیٹ 55 پر جنوب کی سمت سفر شروع کیا ہوگا... وہ ہیزل ہرسٹ جاتا ہے یا بروک ہیون، کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ دونوں ٹاؤن ایک ہی لائن پر تھے۔ جس وقت وہ جیکسن ائرپورٹ سے نکلا ہے، تخمینے کے مطابق اسے 35 منٹ میں منزل پر ہونا چاہیے۔ ول بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ تاہم بیرن 58 کے ذریعے اب بھی وہ جو سے پہلے پہنچ سکتا تھا۔

ابھی اس نے بیرن 58 کے انجن اسٹارٹ ہی کیے تھے کہ ائرپورٹ سیکیورٹی وہیکل کا تیز سیٹی جیسا سائرن سنائی دیا۔ گاڑی، بیرن کے پیچھے آرہی تھی۔ گاڑی کی چھت پر سرخ بتی جھلملا رہی تھی۔

"لعنت ہے۔" ول نے تھراٹل کھینچ کر بیرن 58 کو جنرل ایوی ایشن کے رن وے کے متوازی ٹیکسی کرنا شروع کیا۔ سیکیورٹی وہیکل تعاقب میں تھا لیکن ائرکرافٹ کی بڑھتی ہوئی رفتار کو چھونا کسی گاڑی کے بس کی بات نہیں تھی۔

معاً ریڈیو سے گلف ٹاور کی وارننگ جاری ہوئی جو بیرن 58 کو واپس لانے کے لیے تھی۔ وارننگ نظرانداز کر کے ول رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ اس کی کوشش تھی کہ ٹیکسی وے سے ہی فضا میں بلند ہو جائے۔ اسے اپنی امید خاک میں ملتی نظر آئی جب سامنے دیوہیکل C-130 ہرکولیس ٹرانسپورٹر نظر آیا... ایک امکان بچا تھا کہ وہ C-130 کے بازو کے نیچے سے ہو کر دوسرے ٹیکسی وے پر چلا جائے... ریڈیو پر ٹاور سے برابر وارننگ نشر ہو رہی تھی۔ ول کمال مہارت اور جرأت کے ساتھ C-130 سے بچ کر دوسرے ٹیکسی وے پر نکل آیا... وہاں آٹھ سو فٹ کے فاصلے پر دو F-18 ہارنیٹ، ٹیک آف کرنے جا رہے تھے۔ ول کو ٹیک آف کے لیے وقت کی تفریق کا خیال رکھنا تھا۔ وہ پُراعتماد تھا۔ ہارنیٹ کی رفتار، بیرن 58 کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ رفتار کے فرق کی وجہ سے ول کو یقین تھا کہ دونوں ہارنیٹ، بیرن 58 سے پہلے ہوا میں ہوں گے اور وہ خود ان دونوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ٹیک آف کرے گا۔ وہ جانتا تھا کہ آئندہ کبھی وہ اس ائرپورٹ سے اڑنے کی اجازت حاصل نہ کر پائے گا بلکہ آئندہ وہ کسی بھی ائرپورٹ سے نہیں اڑ پائے گا۔ یہ اس کا آخری مگر بہترین ٹیک آف ہوگا۔

ول نے بیرن 58 کے بریکس پر سے توجہ ہٹالی۔ بیرن 58 آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی رفتار کو خاص حد میں رکھنے کے لیے، ول نے تمام مہارت اور تجربہ جھونک دیا۔ ریڈیو پر کیا واویلا ہو رہا تھا، اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ دونوں F-18 گرجتے ہوئے بیرن 58 پر چڑھے آرہے تھے... شیرل نے چیخ ماری اور چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔

ول کی تمام حسیات آنکھوں میں سمٹ آئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دونوں F-18 کے درمیان سے گزرنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ دونوں بیرن 58 سے پہلے ہوا میں چلے جائیں۔ بصورت دیگر ایک قیامت خیز تصادم یقینی تھا۔

ہارنیٹ والے بھی اندھے نہیں تھے۔ انہوں نے رفتار مزید بڑھادی، وہ رن وے پر جانے کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ شیرل متواتر چیخ رہی تھی۔

سیکنڈوں کے فرق سے ہارنیٹ ہوا میں چلے گئے۔ بیرن 58 ہانپتا کانپتا درمیان سے گزرا۔ ول نے رفتار بڑھائی اور ٹیک آف کر گیا۔

"تم پاگل ہو ڈاکٹر۔" شیرل نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔

"اور جو؟"

"وہ جنونی ہے۔"

"کیا فرق ہوا؟"

"پتا نہیں۔"

فضا میں آنے کے بعد گزشتہ چوبیس گھنٹے کی تھکاوٹ جیسے تحلیل ہو گئی۔ ایک اہم اور خطرناک مرحلہ وہ طے ہو چکا تھا۔ ول نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔

کنٹرول ٹاور کا واویلا معدوم تھا... تاہم ول فضا میں ابھی ہزار فٹ ہی اٹھا تھا کہ ایک نئی کرخت آواز سنائی دی۔

"بیرن وھسکی، جولیٹ، میں ہیلی کاپٹر میں تمہاری اسٹار بورڈ سائڈ پر ہوں۔ میرا نام جان اسمتھ ہے۔ اسپیشل ایجنٹ آف ایف بی آئی تم متواتر قانون شکنی کے مرتکب ہوتے آرہے ہو۔ فوراً ائرپورٹ کی طرف واپس چلو۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"کیا وہ ہمیں مجبور کر سکتا ہے؟" شیرل نے استفسار

کیا۔

''ناممکن۔ ہم 220 ناٹ کی رفتار تک جا سکتے ہیں۔ بادل آنے والے ہیں۔ اسے بھول جاؤ۔'' ول نے جواب دیا۔ وہ بیرن 58 کو بادلوں کی سمت اوپر ہی اوپر لے جارہا تھا...

''ڈاکٹر جیننگ۔'' ریڈیو پھر بڑبڑایا۔ ''وز از فرینک۔'' فرینک زک... ہمیں سائڈ لائن کر کے تم نے اپنی بیٹی اور بیوی کے لیے خطرات میں اضافہ کر دیا ہے۔ تمہیں ہماری مدد کی ضرورت پڑے گی۔ بصورتِ دیگر ایک المیہ جنم لے سکتا ہے۔''

ول نے مائیک سنبھالا۔ ''میں رسک لے چکا ہوں اور ذہنی طور پر نہ صرف تیار ہوں بلکہ پُرامید بھی۔ آفیسر میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ تم میری مدد کرنا چاہتے ہو تو چند ایجنٹ سادہ لباس میں بروک ہیون پہنچا دو۔ میں جلد رابطہ کروں گا۔'' ول نے ریڈیو آف کرنے کے بعد ٹرانسپونڈر بھی بند کر دیا۔ ائر ٹریفک کنٹرولرز کو عام طور پر طیارے کی پوزیشن براڈ کاسٹ کرنے کا کام ٹرانسپونڈر نامی آلہ ہی کرتا ہے۔

''ہیلی کاپٹر تو تمہیں چھو نہیں سکتا۔ لیکن تم نے اس سے بڑا ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔'' معاً شیرل نے خبردار کیا۔

''وہاٹ؟''

''ہوٹل سے جو کال یہاں فارورڈ ہوگی، میرے فون پر... وہ سمجھے گا تم ہوٹل سے جواب دے رہے ہو۔''

''ہاں تو پھر...؟''

''لیکن اگر اس نے براہ راست مجھے میرے نمبر پر فون کر دیا تو کون فون وصول کرے گا۔ کیسے پتا چلے گا کہ کال ہوٹل سے ٹرانسفر ہو کے آئی ہے یا وہ ڈائریکٹ مجھے فون کر رہا...''

ول کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ شیرل کی بات سمجھ گیا تھا۔ اگر وہ فون اٹھانے میں غلطی کرتے تو سارا منصوبہ ہی درہم برہم ہو جاتا... ول کچھ سوچ کر بولا۔ ''اگر کال آئی تو میں وصول کروں گا۔ پندرہ بیس منٹ اور گزار دیں گے... میں کہوں گا کہ ٹریفک جام کی وجہ سے ہم ابھی تک ہوٹل نہیں پہنچ سکے۔''

''تم بھول رہے ہو کہ کال ہوٹل سے ٹرانسفر ہو کے آئے گی۔ اگر تم ابھی راستے میں ہی ہو تو سوئٹ میں ہونے کا جھانسا کیسے دے سکتے ہو اور اگر فون وصول نہیں کرو گے تو کہانی ختم سمجھو۔''

ول نے جھلا کر پیشانی پر ہاتھ مارا۔ ''ہاں تو ٹھیک ہے نا... میں ٹریفک کا بہانہ کیوں بناؤں گا۔ کال ٹرانسفر ہو کے آئے گی... میں وصول کروں گا... وہ یہی سمجھے گا کہ میں سوئٹ میں ہوں۔ کیوں کنفیوز کر رہی ہو؟''

بیرن 58 بادلوں میں گھس گیا۔ اب دور رہ جانا والا ہیلی کاپٹر اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس بات کا امکان کم تھا کہ اس کے پاس ریڈار بھی ہوگا۔

''ایف بی آئی نے کیبن پر ریڈ کیا تو پاسل کا سبز ٹرک وہاں تھا۔ کیا وہاں کوئی دوسری گاڑی بھی تھی؟'' ول نے پُرسوچ انداز میں پوچھا۔

''میں نے بتایا تھا کہ میں وہاں کبھی نہیں گئی؟''

''لیکن کبھی تم نے باتوں کے دوران میں تو کچھ سنا ہو گا؟''

شیرل نے انکار میں سر ہلایا۔

☆☆☆

ہیوریج کے سوئچ بورڈ سینٹر پر موجود نوجوان آپریٹر ''اسٹیفن کنگ'' کے ناول میں کھویا ہوا تھا۔ ہوٹل کی مرکزی لائن گنگنائی تو اس نے حسبِ معمول رٹا رٹایا فقرہ دہرایا... کال کرنے والا سوئٹ نمبر 28021 مانگ رہا تھا۔ آپریٹر نے مخصوص بٹن پُش کیا اور فارورڈنگ نمبر ڈائل ہونے لگا۔ ڈیجیٹل کنکشن اپنا کام کر رہا تھا... منیجر کی ہدایت کے مطابق آپریٹر اپنا کام کر کے پھر ناول میں گم ہو گیا۔ فون کی گھنٹی، ہوٹل کے سوئٹ کے بجائے بیرن 58 میں شیرل کے سیل پر بج رہی تھی۔

☆☆☆

گھنٹی کی آواز سن کر ول اچھل پڑا۔ اس نے گھڑی دیکھی اور بولا۔ ''میں جواب دوں گا۔ فون میرے کان سے لگا کر بٹن دباؤ...'' شیرل نے ایسا ہی کیا۔ دفعتاً ول نے اسے بٹن دبانے سے روک دیا۔ گھنٹی پھر بجی... ول کو اچانک احساس ہوا تھا کہ جو فون پر بیرن 58 کی گھن گرج بہ آسانی سن لے گا۔

''کیا ہوا؟'' شیرل نے پریشانی سے پوچھا۔ ول نے پھرتی سے پینل بورڈ کو ایڈجسٹ کیا اور انجن بند کر دیے۔ پُراسرار خاموشی... بیرن 58 نے زمین کی طرف گرنا شروع کیا۔

''شٹ۔'' شیرل چیخی۔ ول نے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ اور اسے فون آن کرنے کا اشارہ کیا۔ بپ کی آواز سنائی دی اور پھر کنکشن کی مخصوص ہسنگ (Hissing)

ساؤنڈ سنائی دی۔ ''جو؟''

''ڈاکٹر، سو گئے تھے کیا؟''

''ان حالات میں کون سو سکتا ہے۔'' ول نے آواز نارمل رکھی۔

''وہاں اوپر کیا کر رہے ہو؟''

ول کا دل زور سے دھڑکا۔ پھر اسے خیال آیا کہ جو کا اشارہ بلند و بالا ہوٹل کے اونچے سوئٹ نمبر 28021 کی جانب تھا۔

''ابھی کہاں ہے؟'' ول نے سوال کیا۔ وہ بیرن 58 کی گرتی ہوئی بلندی سے غافل نہیں تھا۔ جو 1000 فٹ فی منٹ کے حساب سے نیچے جا رہا تھا۔ ''میں ابھی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''بات کرنے کا موسم ابھی نہیں آیا۔ دوبارہ فون کروں گا۔'' ول نے فون، شیرل کی گود میں پھینکا اور تیزی سے پینل بورڈ کو ری ایڈجسٹ کر کے انجن اسٹارٹ کیے۔

شیرل کا چہرہ ہڈی کے مانند سفید ہو رہا تھا۔

بیرن 58 نے پھر سے بلندی پکڑنی شروع کر دی۔

''شیرل، باسل سبز شیوی ٹرک چھوڑ کر ابھی کے ساتھ پیدل نہیں نکل سکتا۔ وہ جس پلان بی کی بات کرتے رہے، اس کے لیے دوسری گاڑی کی موجودگی وہاں لازمی تھی۔ سوچو باسل کون سی گاڑی استعمال کر رہا ہے... ڈرومت بیرن 58 کیش نہیں ہوگا۔ ہم اب 7000 فٹ کی بلندی پر ہیں۔ بہت نیچے بھی جانا پڑا تو میں سات منٹ انجن کے بغیر گلائیڈ کر سکتا ہوں۔''

''باسل کی گاڑی کے سلسلے میں تم ایف بی آئی سے مدد لے سکتے ہو۔'' شیرل نے مشورہ دیا۔

''نہیں ابھی نہیں۔ ویسے SWAT کی ٹیم کو وہاں دوسری گاڑی کے پہیوں کے نشانات ملے تھے۔'' دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔

''کون جواب دے گا؟'' شیرل نے پریشانی سے پوچھا۔

''وہ مجھ سے بات کر چکا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس نے ڈائریکٹ کال کی ہے۔'' ول نے پینل کی سیٹنگ میں ضروری تبدیلیاں کیں اور انجن بند کر دیے۔

بیرن 58 نے ایک بار پھر زمین کی جانب رخ کیا اور شیرل نے فون پر بات شروع کی۔

''جو...؟''

''ہاں، رقم میرے پاس ہے۔'' شیرل نے انگوٹھا بلند کر کے ول کو اشارہ کیا۔

''ہاں، کوئی مسئلہ نہیں ہے... وہ... وہ ہارا ہوا جواری لگ رہا تھا... ہاں مجھے یاد ہے... باسل کہاں ہے... او کے... اب مجھے کہاں جانا ہے؟... او کے... او کے...''

''شیرل غور کرو باسل کس گاڑی پر سفر کر رہا ہے۔'' ول نے انجن دوبارہ اسٹارٹ کر کے بیرن 58 کو اوپر اٹھانا شروع کیا۔ ''کیا کہہ رہا تھا وہ؟''

''اس نے مجھے ''پاکو'' پہنچنے کی ہدایت کی ہے۔

''..... پاکو کی جگہ کلب میں ہے... کلب کا نام پیراڈائز ایلے ہے۔ میں وہیں ''کام'' کرتی تھی۔ کلب پیٹس برگ کے قریب ہے۔ میں وہاں رقص کرتی تھی۔ وہاں لڑکیوں کے لیے کمرے بنے ہوئے تھے۔ جو نے کلب کا نام لیا ہے... ''پاکو'' وہاں کام کرتا ہے۔'' ول نے نقشہ نکال کر پیٹس برگ کی لوکیشن کا جائزہ لیا۔

''سن آف بچ۔''

''کیا؟'' ول نے گردن گھمائی۔

''دی ریمبلر۔ جو کی ماں کے پاس ایک AMC ریمبلر تھی۔ پرانی سلور رنگ کی۔ کلب کا نام آیا تو مجھے خیال آیا۔ ایک رات ہم ریمبلر میں پیراڈائز ایلے پہنچے.... واپسی پر ریمبلر کسی صورت اسٹارٹ نہ ہو سکی۔ تب ہی بعد میں جو اسے ڈرائیو کرنے میں کامیاب ہوا۔ دو سال وہ کھڑی رہی پھر اچانک غائب ہو گئی... ممکن ہے کہ کیبن پر ریمبلر ہی موجود ہو...''

ول اپنی ہیجانی کیفیت کو چھپا نہ سکا۔ ایسا ہی ہے تو باسل اور ابھی ریمبلر میں محوِ سفر ہوں گے۔ لیکن وہ کہاں ہوں گے؟

''ایف بی آئی کو باسل کا سیل فون کیبن میں ملا تھا۔'' ول نے با آوازِ بلند کہا۔ ''اگر باسل روڈ پر ہے تو جو اس سے رابطہ نہیں کر سکتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ باسل کے پاس دوسرا سیل فون ہوگا۔''

''ہاں، اس کے پاس وہی فون تھا۔'' شیرل نے تصدیق کی۔

''باسل کو پیراڈائز ایلے کے بارے میں پتا ہے؟ وہ گیا ہے وہاں کبھی؟''

شیرل ہنس پڑی۔ ''مذاق کر رہے ہو، وہاں اگر وہ کسی بے لباس لڑکی کو دیکھ لیتا تو مسئلہ بن جاتا۔ ایک مرتبہ جو اسے میرا ڈانس دکھانے وہاں لایا تھا، تو وہ اسٹیج پر چڑھ گیا تھا اور

اپنا کوٹ اتار کر میرے بدن پر ڈال دیا تھا۔''
''کیا اس نے پیٹس برگ کے آس پاس وقت گزارا ہے؟''
''میرے علم میں نہیں ہے۔''
''اس کا مطلب یہ ہے کہ باسل پاکو کے مسکن پر نہیں جائے گا۔ وہ معمول کے بیک اپ پلان پر عمل کرے گا۔ مزید یہ کہ جو اسے فون کے ذریعے نئی ہدایات بھی جاری نہیں کر سکتا۔ تو اوریجنل ''بیک پ'' پلان کے تحت اسے کہاں کا رخ کرنا چاہیے؟''
''جو نہیں چاہے گا کہ باسل اور ابھی زیادہ دور جائیں کیونکہ ہائی وے پٹرول انہیں روک سکتے ہیں... میرے اندازے کے مطابق باسل کو بروک ہیون جانا چاہیے۔ جو ہیزل ہرسٹ سے 20 منٹ کے فاصلے پر ہے۔ کیبن سے تقریباً 60 منٹ دور۔ جو، جیکسن ائرپورٹ سے نکل کر 55 منٹ میں باسل اور ابھی تک پہنچ سکتا ہے پھر ان دونوں کو لے کر پیٹس برگ میں تمہیں مدعو کرے گا۔''
''اس کا مطلب جو اس وقت انٹر اسٹیٹ 55 پر ہے اور باسل بھی... ساؤتھ بینڈ لینز پر دونوں کے درمیان تقریباً 20 منٹ کا فاصلہ ہونا چاہیے... بھول جاؤ ہائی وے 49 کو۔''
ول نے بیرن 58 کا رخ بدلنا شروع کیا۔

☆☆☆

کیرین نے کیمری کے ٹرنک میں جھانکا۔ وہ مجروح بڑی بی کو سفید کیمری کے ٹرنک سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ لوگ جہاں تھے وہاں ویرانی اور سناٹے کا راج تھا۔ صرف ایک گیس اسٹیشن نظر آ رہا تھا۔
''قبل اس کے کہ اس کا ارادہ بدلے، نکلو یہاں سے۔'' کیرین اس کی مدد کر رہی تھی۔ جو ڈرائیونگ سیٹ پر فون پر بات کر رہا تھا۔ کیرین بڑی بی کو سہارا دے کر سڑک کے کنارے درختوں تک لے آئی۔
''تم مجھے یہاں چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟''
''تم یہاں زیادہ محفوظ ہو... گو، رن... گو... گیس اسٹیشن میں چلی جاؤ۔''

☆☆☆

بیورنج کے سوئچ بورڈ سینٹر پر آپریٹر بدستور ''اسٹیفن کنگ'' کے ناول میں ڈوبا ہوا تھا... پرائمری لائن کے آٹو پائلٹ پر کوئی کالر سوئٹ نمبر 28021 کا رابطہ مانگ رہا تھا۔

''ون منٹ۔'' آپریٹر نے حسبِ عادت کہا اور کنکشن ملا دیا۔ اٹھائیس منزل اوپر ول کے سوئٹ میں فون کی گھنٹی بجی... آپریٹر دوسرا پیراگراف پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ وہ پلکیں جھپکا رہا تھا۔ کوئی غلطی ہو گئی تھی۔ غلطی سمجھنے میں اسے چند سیکنڈ لگے۔ ناول اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ اس نے سوچا کہ وہ اپنی غلطی اب بھی درست کر سکتا ہے۔ اس نے کمپیوٹر کی بورڈ سنبھال کر کال ٹرانسفر کرنے کے لیے کمانڈ ٹائپ کی۔ تاہم سوئٹ 28021 میں فون بجنا بند ہو گیا تھا۔
''شٹ۔'' وہ بڑبڑایا۔ گیوٹریو نے اگلے تین گھنٹے تک کال ٹرانسفر کرنے کے لیے الگ سے 100 ڈالر معاوضہ دیا تھا۔

☆☆☆

بیرن 58 انٹر اسٹیٹ 55 پر 200 ناٹ کی رفتار سے پرواز کر رہا تھا۔ ول کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ ریمبلر سے کتنے فاصلے پر ہے۔ اگر واقعی باسل ریمبلر، ڈرائیو کر رہا تھا۔ تاہم وہ پُرامید تھا اور ساؤتھ بینڈ کی سڑکوں کے متوازی فلائی کر رہا تھا۔
معاً سیل فون بج اٹھا۔
''کون جواب دے گا؟'' شیرل نے ول کو دیکھا۔
''تم۔'' ول کی پیشانی پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔
''نہیں۔ وہ گزشتہ کال میں مجھے بتا چکا ہے کہ کہاں جانا ہے... لہٰذا یہ کال تمہارے لیے ہے۔'' شیرل نے بتایا۔
ول 300 فٹ کی بلندی پر انجن بند نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ادراک ہو گیا کہ نازک اور دشوار ترین مرحلہ بالآخر آن پہنچا ہے۔ یہ ڈو اور ڈائی والی سچویشن تھی۔ شیرل کے چہرے پر بھی ہراس تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ کوئی گڑبڑ نہیں بھی ہوئی تو جو جہازی انجنوں کی آواز سن لے گا۔ اگر ول فون سرے سے اٹینڈ نہ کرتا تو بھی پھنستا... تاہم روشنی کی ایک کرن اب بھی تاریکی سے لڑ رہی تھی۔ جو، باسل کو ہدایت جاری نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ابھی کو مار دے۔ رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا... جو کو ڈرائیونگ کے ذریعے باسل تک پہنچنا پڑتا۔ ول کے خیالات برق رفتاری سے ذہن میں چکرا رہے تھے۔
مہیب خطرات کے حامل پرندے نے پَر کھول دیے تھے۔ گھنٹی تیسری چوتھی بار بجی۔ ول نے کشتیاں جلائیں اور فون ریسیو کیا۔
''جو؟''

''شیرل کہاں ہے؟''
''ہوٹل میں ہوگی۔''
''بکواس مت کرو۔'' جو دھاڑا۔ ''اوہ، تم اپنے طیارے میں سفر کررہے ہو؟ خوب، بہت خوب۔''
''جو...''
''شیرل کو فون دو۔'' وہ شکاری کتے کے مانند غرایا۔ ول کی سانسیں اٹکنے لگیں۔
''تمہاری بیٹی گئی، ڈاکٹر... گئی... تم نے بہت ہوشیاری دکھائی۔ لیکن بھول گئے کہ تمہارا واسطہ جو سے پڑ گیا ہے۔ ماں میرے لیے انمول تھی، تم نے چھین لی۔ ابھی تمہارے لیے انمول ہے، میں چھین لوں گا۔''
جو کے الفاظ، ول کی ہڈیوں میں اُتر گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ گفتگو سن کر کیرین کی چیخ ضرور سنائی دیتی... کیا وہ کیمری میں نہیں ہے؟
''جو، کیرین کہاں ہے؟''
''تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''
دفعتاً ول کے جسم کا ہر خلیہ تپنے لگا۔ چہرہ سرخ ہوگیا۔
''جو!''
''بولو۔''
''تم نے کہا تھا نہ کہ یہ تمہاری آخری واردات ہے؟''
''ہاں، پھر؟''
''تو نے ٹھیک کہا تھا لیکن تو یہ بھول گیا کہ دن بھی یہ تیرا آخری ہے۔'' ول کی آواز میں عزم کا لاوا ابل رہا تھا۔
شیرل نے حیرت سے ول کو دیکھا۔ آواز کے شدید غیظ و غضب نے چند لمحے کے لیے جو کی بولتی بند کردی۔
''ڈاکٹر، ہذیان بک رہا ہے... تیری بیوی، بیٹی کو تیرے سامنے ماروں گا... بعد میں تجھے...'' وہ بھی تڑاخ پر اتر آیا۔ اس کی سانس پھولی ہوئی لگ رہی تھی۔ اسے ڈاکٹر سے اس ردِعمل کی توقع نہیں تھی۔
''میں ہذیان بک رہا ہوں... تجھے بکنے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔'' ول نے جواب سنے بغیر فون بند کردیا۔

☆☆☆

کیرین نے کیمری کا ٹرنک بند کیا اور مڑ کر گیس اسٹیشن کی طرف دیکھا۔ چند قدم چل کر وہ پسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جو کا فون بند تھا اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر ونڈ شیلڈ کی دوسری جانب گھور رہا تھا۔
''ول سے بات ہوئی؟''
''ہاں۔''
''کیا کہہ رہا تھا؟''
''یہ پوچھو کہاں سے کہہ رہا تھا؟''
''کیا مطلب؟''
''وہ اپنے سوئٹ میں نہیں ہے۔''
کیرین کے دماغ میں الارم نے شور کیا۔ ''وہاٹ؟''
''وہ میری توقع سے زیادہ ہوشیار اور خطرناک ہے...'' جو نے بہت مشکل یوٹرن لیا۔ ٹائروں سے دھواں اٹھا۔ اس نے سمت یکسر تبدیل کردی تھی۔

☆☆☆

ول نے اسپیڈ مزید کم کرکے 100 ناٹ کردیا۔ اب وہ شمال سے کافی فاصلے پر تھے۔ ''باسل اور ابھی کی گاڑی ڈھونڈو۔'' یہی آخری روشن کرن تھی۔ ول کے چہرے کے عضلات اکڑے ہوئے تھے۔ حیرت انگیز طور پر گٹھیا کا درد غائب تھا۔ جب آدمی کرب و اذیت کے سمندر میں تیر رہا ہو تو چھوٹے موٹے درد اور تکالیف کا احساس فنا ہو جاتا ہے... ول جانتا تھا کہ باسل بیک اپ پلان پر عمل کررہے اور یہ بات جو کے علم میں بھی تھی۔ سوال یہ تھا کہ کون پہلے باسل تک پہنچتا ہے... ڈراما سپر کلائمکس میں داخل ہوگیا تھا جس میں خطرات ہی خطرات تھے۔
شیرل اور ول نیچے روڈ پر ریمبلر کو اسکین کررہے تھے۔ ایف بی آئی سے مدد لینے کا وقت آگیا تھا... ول نے ریڈیو آن کردیا۔
''دس از بیرن وھسکی جولیٹ، اوور، ایمرجنسی ہے، پلیز جواب دیں۔''
مختصر خاموشی کے بعد آواز آئی۔ ''ڈاکٹر جیننگ، دس از فرینک زک۔ تم کہاں ہو؟''
''فرینک، وقت بہت کم ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری گاڑی جیکسن ائرپورٹ کی پارکنگ میں ہے۔ یعنی وہ ہوائی سفر کا دھوکا دے کر دوسری گاڑی کے ذریعے واپس ائرپورٹ سے نکل گیا... میری مدد کرو، وہ کس گاڑی میں وہاں سے نکلا ہے؟''
''اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سفید ٹویوٹا کیمری میں سفر کررہا ہے۔ ہم نے سیکیورٹی ٹیپ چیک کرلی ہیں۔ ڈاکٹر پلیز اپنی لوکیشن بتاؤ، اس کے بغیر...'' ول نے ریڈیو آف کردیا۔
''تم نے روڈ پر کچھ دیکھا؟''
''نہیں، ابھی تک نہیں۔''
''فوکس مت کرو، اسکین کرو اور پُرسکون رہو اور ہاں

جو سفید رنگ کی ٹویوٹا کیمری میں ہے۔''

''اوہ گاڈ، شاید میں نے ریمبلر کو دیکھ لیا ہے۔'' شیرل چلائی۔ ''میں نے باسل اور ایبی کو بھی دیکھ لیا ہے۔''

ول کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اس نے عقب میں دیکھنے کی کوشش کی، تاہم ناکام رہا۔ اس نے بیرن 58 کا رخ آسمان کی طرف کیا اور چکر کاٹ کر پیچھے کی جانب گیا۔

☆☆☆

ول کا رخ سامنے سے آنے والی ٹریفک کی جانب تھا۔ اس نے چھوٹی سی پرانی سفید ریمبلر دیکھ لی۔ ول نے رفتار اور بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ پسنجر سیٹ میں اسے چھوٹا سا سر نظر آیا۔ اسٹیئرنگ وھیل پر دیوزاد باسل موجود تھا۔ زندگی میں وہ سکون اور مسرت اس نے محسوس نہیں کی تھی جو ایبی کو زندہ دیکھ کر اس نے محسوس کی...

جیسے ہی ول نے چکر مکمل کیا۔ بیرن 58 مخالف سمت سے آنے والی ٹریفک کی جانب جانے لگا۔ ریمبلر باکس نما سلور رنگ کی پرانی اور سست رفتار گاڑی تھی۔ ول رفتار کم کرتا گیا، حتیٰ کہ بیرن 58 اڑنے کے بجائے تیرتا ہوا لگ رہا تھا۔ رفتار مزید کم ہوتی تو وہ کریش کر جاتا...

ایبی زندہ تھی اور اب دنیا کی کوئی طاقت ول کو ایبی تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی تھی۔

☆☆☆

باسل اور ایبی ایک ساتھ گا رہے تھے۔ ''بٹسی اسپائیڈر... بٹسی اسپائیڈر...'' جس وقت جہاز پہلی مرتبہ سامنے نمودار ہوا۔ بلند درخت کی چوٹیوں سے ذرا اونچا وہ سیدھا ان کی طرف آ رہا تھا۔

''وہ دیکھو۔'' باسل نے اشارہ کیا۔

''اسے اتنا نیچے پرواز نہیں کرنا چاہیے۔'' ''میں جانتی ہوں، کیونکہ میرے ڈیڈی بھی جہاز اڑاتے ہیں۔''

جہاز ان کے اوپر سے گزر گیا۔ ایبی نے مڑ کر دیکھا۔ وہ بلند ہو رہا تھا۔

ان دونوں نے پھر گانا شروع کر دیا۔ دفعتاً باسل نے بریک پیڈل دبایا۔ جھٹکا لگا اور ایبی نے ڈیش بورڈ پر ہاتھ رکھ کر اپنا سر بچایا۔ جہاز پھر نمودار ہو گیا تھا۔ اس مرتبہ اس کی بلندی بہت ہی کم تھی اور وہ سیدھا ریمبلر کی جانب آ رہا تھا... انٹر اسٹیٹ پر موجود ٹریفک میں ہلچل مچ گئی۔ ایبی کی چیخ نکل گئی تھی... ایبی پلکیں جھپکائے بغیر جہاز کو گھور رہی تھی۔ اس کا ننھا سا ذہن کنفیوز ہو رہا تھا۔ جہاز کے بازو تھوڑے سے ڈگمگائے۔ پہلے دایاں بازو، پھر بایاں بازو

جھک کر سیدھا ہو گیا۔

ایبی کا منہ کھل گیا۔ ''وہ میرے ڈیڈی کی طرح کر رہا ہے۔'' ایبی کا چہرہ تمتما اٹھا۔ ''وہ میرے پاپا ہیں... بیسٹ وہ میرے پاپا ہیں... اب سب ٹھیک ہو جائے گا...'' فرطِ ہیجان سے وہ بے قابو ہوئی جا رہی تھی۔ دو مرتبہ جہاز کے نمودار ہونے کے بعد انٹر اسٹیٹ کی ٹریفک بھی سمجھ رہی تھی کہ کوئی خرابی ہے اور جہاز وہاں اترنا چاہ رہا ہے۔ ٹریفک کو بچانے کے لیے جہاز نے اچانک کریش لینڈنگ نہیں کی تھی۔

☆☆☆

بیرن 58 دوبارہ ریمبلر کے پاس سے گزر گیا۔ ایبی کا چہرہ گاڑی کے شیشے سے چپکا ہوا تھا۔ بے اختیار ول آبدیدہ ہو گیا۔

''کیا کرو گے؟'' شیرل نے پوچھا۔

''لینڈ کروں گا۔''

''روڈ پر؟''

''بے شک۔''

شیرل کا چہرہ پھر سفید پڑ گیا۔

''سیٹ بیلٹ باندھ لو۔'' ول نے کہا۔

ول نے 500 فٹ کی بلندی پر آ کر رفتار 180 ناٹ کر دی۔

''کیا ہوا لینڈ نہیں کر رہے؟''

''پہلے کیمری کو تلاش کرنا ہے۔'' ول نے دیکھ لیا تھا کہ ٹریفک کو گڑبڑ کا احساس ہو گیا ہے۔ گاڑیوں کی لمبی قطار لگ گئی تھی۔ بیشتر روڈ سے اتر گئی تھیں۔ ول نے اندازہ لگایا کہ اسے زیادہ سے زیادہ پانچ میل صاف ملیں گے اور 90 سیکنڈ۔

''میں نے کیمری دیکھ لی ہے، وہی ہے... سلور رنگ کی۔'' ضروری نہیں تھا کہ وہ ول کی مطلوبہ کیمری ہو... بہر حال اس نکتے پر سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ یہی کافی تھا کہ ریمبلر اور کیمری ایک روڈ پر تھیں۔ اتنی منطق بھی حوصلہ افزا تھی۔

ول فرمانبردار بیرن 58 کو 1000 فٹ اوپر لے گیا۔ وہاں سے وہ مڑا تو بھاری پتھر کے مانند گرا... ہر طرف سے دھیان ہٹ گیا تھا۔ ارتکازِ توجہ محفوظ ترین لینڈنگ پر تھا۔

ائر اسپیڈ 85 ناٹ ہوتی ہے۔ روڈ کی سفید پٹی کو سینٹر لائن بنا کر اس نے رفتار گراتے گراتے 82 ناٹ کر دی۔

یوک (YOKE) کو نرمی سے آگے کیا اور پاور مزید گھٹا کر روڈ پر اتر گیا۔

☆☆☆

جو، بیرن 58 سے تین میل پیچھے تھا۔

''سن آف اے بچ، کریش لینڈنگ کرنی تھی تو ہائی وے پر جاتا۔'' جو کا منہ بن گیا۔

کیرین خاموش تھی۔ جس وقت جہاز آسمان سے گر کر انٹر اسٹیٹ کے متوازی ہوا تھا، اس وقت سے اس کا دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔ اس کا دل نعرہ زن تھا کہ یہ اس کا شوہر ول ہے... یقیناً یہ ول ہے۔

''یہ خودکشی کے لیے اوپر گیا تھا۔'' جو نے تبصرہ کیا۔ ''یا اس کا ایک انجن فیل ہو گیا ہے؟'' اس نے کیرین کو دیکھا۔ کیرین خاموش اور ساکت تھی۔ انٹر اسٹیٹ پر لینڈ کر کے ول نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا تھا۔ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی تھی کہ ابی زندہ ہے...

''تمہیں کیا ہوا؟'' جو پھر بولا۔ ''دیکھ رہی ہو اس پاگل کو... CNN کو ایک بڑی اسٹوری مل گئی ہے... تم خاموش کیوں ہو... بیمار ہو؟ کیا مسئلہ ہے، خوف زدہ...''

اچانک جو کے جبڑے بھینچ گئے۔ ''مردود، ٹھیک جگہ پہنچا ہے۔ یہیں مرے گا۔'' جو نے ایکسلریٹر دبایا۔ وہ آگے کیڈی لاک کو اوورٹیک کرنا چاہ رہا تھا۔

ابی نہ صرف زندہ ہے بلکہ یہیں آس پاس ہے۔ اسی لیے ول اور جو یہاں پہنچے تھے۔ چوبیس گھنٹے سے جاری بھیانک خواب کی تعبیر کا وقت آن پہنچا تھا۔ یہ زندگی کا طویل ترین اور ڈراؤنا خواب تھا۔ کیرین اپنا کردار ادا کرنے کے لیے نئے سرے سے توانائی جمع کرنے لگی۔

اچانک کیرین نے وہیل پکڑ کر پوری قوت سے کھینچا۔ کیمری لڑکھڑائی اور کیڈی لاک گھبرا کر سڑک سے اتر گئی۔ جو نے کیرین کے سر پر گھونسا رسید کیا لیکن کیرین اسٹیئرنگ وہیل چھوڑنے کے بجائے بری طرح وہیل سے لپٹ گئی۔ کیمری نے بھی سڑک سے اتر کر درختوں کی جانب رخ کیا۔

جو کے حلق سے گالی برآمد ہوئی۔ اس نے کہنی کیرین کے کان کے قریب ماری۔ چند لمحات کے لیے وہ اندھیروں میں ڈوب گئی۔ نگاہ کے سامنے سے تاریکی ہٹی تو کیرین نے دیکھا کہ کیمری واپس روڈ پر تھی اور ول کی گن اعشاریہ اڑتیس کا رخ اس کے پیٹ کی جانب تھا۔ جو متواتر بائیں ہاتھ سے گاڑی بھگا رہا تھا۔

''کوئی غلط حرکت کی تو جان سے مار دوں گا۔'' جو نے سرد و سفاک آواز میں سنجیدہ دھمکی دی۔ کیرین نے اسپیڈو میٹر پر نظر ڈالی۔ سوئی 90 کے ہندسے پر لرز رہی تھی... 90 سے اوپر ہوتی ہوئی وہ 100 تک چلی گئی۔ کیرین نے جو کے ہاتھ میں گن کا جائزہ لیا۔ گولی کب چلے گی، کیا کرے گی؟ تاہم اتنی اسپیڈ پر ہونے والے حادثے میں دونوں کی موت یقینی تھی۔ اگر صرف گولی چلی تو کیرین مرے گی۔

جو کے حلق سے پھر گالی نکلی اور اسے بریک لگانے پڑے۔ سامنے گاڑیوں کی قطار کی سرخ بیک لائٹس اشارہ کر رہی تھیں کہ وہ بریک لگا رہی ہیں۔ آگے کیا ہو رہا تھا کچھ پتا نہ تھا۔ جو نے بے محابا ایمرجنسی کے لیے ریزرو پٹی پر گاڑی ڈال دی اور کیمری کو دوڑاتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ سرخ نہیں ہو رہا تھا بلکہ یوں لگ رہا تھا جیسے چہرے پر آگ کے شعلے رقص کر رہے ہیں... اس کی یادداشت میں ول کے زہریلے فقرے چھریوں کی طرح پیوست تھے۔ ''تو نے ٹھیک کہا تھا کہ یہ تیری آخری واردات ہے، مگر تو بھول گیا کہ دن بھی یہ تیرا آخری ہے... تجھے مرنے سے پہلے ہذیان بکنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔'' جو کا تن بدن آگ میں پھنک رہا تھا۔ آخری واردات... آخری دن... آخری دن... دن... دن...

کیرین نے آنکھیں بند کر کے ابی کا تصور کیا۔ اس چھوٹی سی ابی کا جب وہ صرف چھ ماہ کی تھی۔ ننھی منی، مسکراتی ہوئی، گول مٹول... جس کے لیے کیرین نے اپنا کیریئر قربان کر دیا تھا، سپنا بھلایا تھا۔ سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ اس کا دل جیسے سرخ آنسو ٹپکا رہا تھا۔ اداسی کی چادر نے اس کے وجود کو لپیٹ لیا... معاً سب احساسات و جذبات ایک عمیق سکون کی نذر ہو گئے... نہ غم نہ خوف... وہ خود فراموشی کی حالت میں تھی۔ دل دھڑکتا ہے تیری قربت کے لیے... قربان اک لمحے پر سارا جیون... اندیشوں سے آزاد ہے ہر دھڑکن...

اس نے پھر آنکھیں موند لیں۔ ''آئی لو یو، ابی۔'' اس نے خود سے سرگوشی کی۔ ''آئی ایم سوری، ول۔''

''وہاٹ؟'' جو نے پوچھا۔

جواب میں، سود و زیاں سے بیگانہ وہ خونخوار بلی کی طرح جھپٹی۔ ایک ساعت کے فرق سے جو نے گولی چلا دی۔

☆☆☆

بیرن 58 تیر کی طرح، ریمبلر کی جانب جارہا تھا۔ درمیان میں اسکول وین دیکھ کر ول کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیا ڈرائیور بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ ول نے پاور آف کر کے بریک لگائے۔ فوراً ہی اسے اندازہ ہو گیا ہے کہ بیرن 58 بروقت نہیں رک پائے گا، اس نے دوبارہ ہوا میں جانے کے بارے میں سوچا لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا تھا۔ ول کی سانس رک گئی۔

شیرل پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخنے لگی یہ اور بات کہ ول کو اس کی چیخ و پکار سنائی نہیں دے رہی تھی۔

ول نے فیول بھی بند کر دیا اور انتہائی بائیں جانب جھکتے ہوئے وین کے قریب سے گزر گیا۔ آہ... بیرن 58 کے دائیں بازو کی ٹپ نے وین کو چھو لیا تھا۔ وین، پھرکی کے مانند گھومی اور دو تین دائرے بنا کر سڑک کے کنارے پر رک گئی۔ ول نے رکی ہوئی سانس خارج کی، یہ سنسنی خیز مرحلہ ایک منٹ سے پہلے ختم ہو گیا۔ ول کا چہرہ پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔

''ول!'' شیرل پھر چیخی اور سامنے اشارہ کیا جہاں گاڑیوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ وہاں ایمرجنسی پٹی پر سفید کیمری آ کر رکی۔ ایمرجنسی پٹی کو بلاک کرنا خلافِ قانون تھا نہ کہ بلا جواز، اس پر سفر کرنا۔ بیرن 58 ابھی فاصلے پر تھا۔ کیمری میں کون ہے، چہرے نظر نہیں آ رہے تھے۔ تاہم کیمری سے ایک ہی فرد برآمد ہوا۔ ''نہیں۔'' اس بار ول چلایا۔ ایک یہی مطلوبہ کیمری تھی تو کیرین کہاں ہے؟ اترنے والا یقیناً جو تھا۔ دوسری بات ول کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ ریمبلر بڑھتی کیوں چلی آ رہی ہے۔ اگرچہ بیرن 58 کی رفتار کم ہو چکی تھی۔ تاہم اب بھی وہ ماچس کی ڈبیا جیسی ریمبلر کے پرخچے اڑا سکتا تھا۔

گاڑیوں کی قطار کے آگے فولاد اور مضبوط لکڑی کا بنا ہوا جگرناٹ ٹرک کھڑا تھا جس پر درختوں کے موٹے، وزنی تنے لدے ہوئے تھے۔ کیمری سے اترنے والا ٹرک کے ڈرائیور کو باہر نکال کر خود اندر چلا گیا یقیناً جو کے پاس کوئی ہتھیار تھا۔

جگرناٹ، اسٹارٹ ہو کر بیرن 58 کی جانب چل پڑا، اس کی رفتار لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے آگے ریمبلر تھی۔ ریمبلر کو رک کر بہت پہلے سائڈ میں ہو جانا چاہیے تھا۔ ول کو محسوس ہوا کہ 30 ٹن وزنی ٹرک ریمبلر کو اڑانے جا رہا ہے۔ ٹرک کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔ اچانک ریمبلر عجیب طریقے سے سڑک چھوڑ کر ڈھلوان میں اتر گئی، گاڑی کا رخ درختوں کی جانب تھا۔ ول کا سکون عارضی ثابت ہوا۔

دفعتاً اس کی نگاہ پھر ٹرک کی جانب گئی۔ وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ ٹرک کی رفتار خاصی بڑھ چکی تھی۔ وہ سیدھا بیرن 58 کی جانب آ رہا تھا۔ یوں کہنا چاہیے کہ دونوں ایک دوسرے کی طرف جا رہے تھے۔

ول نے پھرتی سے دونوں سیٹ بیلٹس کھولیں اور شیرل کی جانب جھک کر اس کی جانب کا ڈور بھی کھول دیا۔ ''باہر کودو'' وہ چلایا۔ تاہم شیرل کودنے کے بجائے طیارے کے عقبی حصے میں جھانکنے لگی۔

''باہر کودو۔'' ول نے لوڈڈ ٹرک کی جانب دیکھا۔

بریف کیس میں رقم طیارے کے پچھلے حصے میں پڑی تھی ''میرے پیسے...'' وہ چلائی۔

''اپنی جان بچاؤ، پاگل ہوئی ہو۔'' ول نے دھکیل کر اسے باہر پھینکا اور خود بھی نکل گیا... بیرن 58 کی رفتار کم ہو چکی تھی۔ ورنہ وہ اب تک ٹرک سے ٹکرا چکا ہوتا۔ شیرل اسے کہیں نظر نہیں آئی۔ وہ اب بھی کاک پٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی یا شاید اٹکی ہوئی تھی۔ ول نے دیکھا کسی نہ کسی طرح وہ دوبارہ اندر گھس گئی تھی، وہ اتنی بڑی رقم چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ حالانکہ موت ٹرک کی صورت میں بڑھی چلی آ رہی تھی۔ خوفناک تصادم ناگزیر تھا۔ ول سڑک کے کنارے کی طرف بھاگا... بھاگتے ہوئے وہ ٹرک ڈرائیور کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ذرا دیر بعد گونج دار دھماکا سنائی دیا۔ دھماکے سے چند سیکنڈ پہلے ول نے مڑ کے دیکھا۔ ٹرک ڈرائیور دروازہ کھول کر باہر کود رہا تھا۔

☆☆☆

گھاس کے ترچھے قطعہ اراضی پر ریمبلر درختوں کی طرف جا رہی تھی۔ باسل تواتر سے بریک پیڈل دبا رہا تھا۔ گاڑی برابر درختوں کی طرف بڑھ رہی تھی... ایبی، باسل کے کان کے پاس چلا رہی تھی۔ باسل کا دماغ ماؤف تھا۔ معاً اس نے گاڑی روکنے کی کوششیں ترک کر دیں اور ایبی کو اٹھا کر عقبی نشست پر پھینک دیا۔ ٹھیک دس سیکنڈ بعد گاڑی ایک درخت سے ٹکرائی۔ ایبی اچھل کر اگلی نشست کی نرم پشت سے ٹکرائی۔

ونڈ شیلڈ ٹوٹ گئی تھی۔ باسل کی پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ بے حس و حرکت تھا۔ ایبی پھر آگے آ گئی۔

''بیسٹ۔'' ایبی نے باسل کو ہلانے کی ناکام کوشش کی۔ وہ کراہا اور ایک ہاتھ اپنی پسلیوں پر رکھ لیا۔

ایمی نے اس کا بڑا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہلایا۔ ''اٹھو، بیسٹ... اٹھو...''

''کیا تم بات کر سکتے ہو؟''

باسل کی دائیں آنکھ پھڑکی۔ وہ پھر کراہ اٹھا۔

''بھاگو۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''تیل کی بو آرہی ہے۔ تم بھاگ جاؤ۔''

''جاؤ، ڈیڈی کے پاس جاؤ۔ بُرا آدمی آرہا ہے۔ ''ایلن'' بھاگو...''

ایمی کو یاد آیا کہ باسل کی چھوٹی بہن کا نام ایلن تھا۔ ایمی نے نیچے دیکھا۔ ٹوٹے ہوئے شیشوں پر گڑیا اور وہ بھالو پڑا تھا جو باسل نے ایمی کے لیے تراشا تھا۔ اس نے گڑیا اٹھا کر باسل کی گود میں ڈال دی اور بھالو لے کر گاڑی سے اتر گئی۔ ''گڈ بیسٹ، میں ڈیڈی کے ساتھ واپس آرہی ہوں۔'' وہ بھاگ اٹھی۔ وہ ترچھی ڈھلان پر اوپر چڑھ رہی تھی... اوپر کنارے پر ایک دراز قامت ہیولہ نظر آیا۔

''ڈیڈی... ی... ی...'' وہ چلائی۔

دراز قامت ہیولہ نیچے کی جانب بھاگا۔

☆☆☆

شیرل کا حلیہ بگڑ چکا تھا۔ اس کے گھٹنے اور بایاں بازو زخمی تھے۔ تاہم وہ نہ صرف زندہ تھی بلکہ لاکھوں ڈالرز والا بریف کیس بھی نکال لائی تھی۔ اس کے عقب میں دھواں اور شعلے بلند ہورہے تھے۔ چھوٹے موٹے دھماکے بھی جاری تھے۔ وہ گھاس پر لیٹی تھی۔ گاڑیاں اور ہجوم بڑھتا جارہا تھا۔ بریف کیس لے کر شیرل درختوں کی جانب چل پڑی... گاڑیوں کی قطار ایک میل تک چلی گئی تھی۔

☆☆☆

کیرین پسنجر ڈور کے ساتھ نیم دراز تھی۔ گولی اس کے پیٹ میں قدرے اوپر لگی تھی۔ جو جاچکا تھا۔ ونڈ شیلڈ سے کیرین کو بیرن 58 دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ چند منٹ قبل اسے خاصا زوردار دھماکا سنائی دیا تھا وہ امید ہی کرسکتی تھی کہ بیرن 58 سلامت ہو... اس نے ول اور ایمی کے لیے دعا کی۔ پھر گلو باکس کھلا، باکس میں اسے کلینکس کا پیڈ مل گیا۔ (نرم ٹشو جسے رومال کی طرح استعمال کیا جاتا ہے) کلینکس کا گولہ بنا کر اس نے گولی کے سوراخ میں گھسا دیا۔ درد و کرب کو برداشت کرتے ہوئے کیمری کا دروازہ کھولا اور باہر لڑھک گئی۔

☆☆☆

ول نے ایمی کو دبوچ کر اوپر اٹھالیا۔

''مام کہاں ہیں؟'' ایمی نے سوال کیا۔

ول کے پاس اس آسان سوال کا جواب نہ تھا۔

''سوئٹی، ہم ممی کو ابھی ڈھونڈ لیں گے۔''

''رکیے، باسل گاڑی میں پھنس گیا ہے، وہ زخمی ہے۔'' ایمی نے کہا۔

ول، ریمبلر کے قریب چلا گیا۔ فضا میں پیٹرول کی بو تھی۔ اگر آگ لگ جاتی تو وہ زندہ جل جاتا۔ ول نے ایمی کو نیچے اتارا اور ڈرائیونگ ڈور کی طرف بھاگا۔ ڈور جام نہیں ہوا تھا لیکن اسٹیئرنگ کے ساتھ باسل نامی بھاری جثہ پھنسا ہوا تھا۔ ول بمشکل اسے ہلا پایا۔

''ہیلپ...'' باسل کی آواز آئی۔

ول نے دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو دبوچا ایک ٹانگ گاڑی کے فریم پر جمائی، کچھ باسل نے کوشش کی اور دونوں لڑھک گئے... اور کروٹیں بدلتے ہوئے ریمبلر سے دور ہوگئے۔

کیرین اور جو کا مسئلہ نہ ہوتا تو ول درختوں میں جاکر پولیس کا انتظار کرتا۔ اسے شیرل کی گن بھی یاد آئی جو یقیناً ٹرک اور بیرن 58 کے تصادم میں ضائع ہوگئی ہوگی۔ وہ اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ انتظار کرنا بے سود تھا۔ اوپر سڑک کے کنارے کافی لوگ جمع تھے اور نیچے دیکھ رہے تھے۔ اگر جو ان میں شامل ہوا تو؟ کسی نہ کسی کے پاس تو گن ہوگی، آخر یہ مسی سپی تھا... ول نے ایمی کو اٹھایا اور روڈ کی طرف چل دیا۔

''پیچھے ہٹ جاؤ... پیچھے ہٹو۔'' کوئی زور سے چیخا۔

ول کا دھیان پولیس کی جانب گیا۔ وہ آدمی 30 فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ سیاہ بال اور سیاہ آنکھیں۔ اس کی پتلون کا ایک پائنچہ خون آلود تھا۔

''جو!'' ول کے دماغ میں گھنٹی بجی۔ جو کے ہاتھ میں ول کی ہی گن تھی۔

''میرے پیسے کہاں ہیں، ڈاکٹر؟''

''ٹرک میں تم تھے؟'' ول نے سوال کیا۔

''اور کون ہوسکتا ہے؟''

ول ہنس پڑا۔ ''بہت چالاک ہو۔ تمہیں خیال نہیں آیا کہ ظاہر ہے پیسے جہاز میں ہوں گے۔''

جو نے ٹرک اور جہاز کے ملبے کی طرف دیکھا، اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ اس نے گولی چلائی اور ول لڑکھڑا کر ایک گھٹنے کے بل پر گر گیا۔

''یہ تمہاری ہی گن ہے، کیسا لگ رہا ہے؟'' جو نے

کہا۔

ول سوچ رہا تھا کہ ایبی کو، جو اس کے پیچھے تھی اور چلائے جا رہی تھی، بھاگنے کے لیے کہے لیکن خدشہ تھا کہ آڑ سے نکلتے ہی جَو ایبی کو گولی مار دے گا۔ جَو کی چلائی ہوئی گولی ول کی ران میں گھس گئی تھی۔

''شیرل کہاں ہے؟''

''مجھے نہیں معلوم۔'' ول نے جواب دیا۔

جَو مزید آگے آیا، اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کی نظر باسل پر پڑی۔

''کم آن بوائے۔'' اس نے باسل کو پکارا۔

''تم نکل سکتے ہو جَو، یہاں سے نکل جاؤ۔'' ول نے کہا۔

جَو نے قہقہہ لگایا۔ ''ہاں جاؤں گا، ضرور جاؤں گا لیکن تمہارے ساتھ کاروبار ابھی نامکمل حالت میں ہے اور وہ چھوٹی گڑیا جو تمہاری پشت پر ہے، وہ لیگل ٹینڈر ہے۔''

جَو دو قدم اور آگے آیا۔ ول جانتا تھا کہ ران میں لگنے کے باوجود وہ ہمت کر کے بھاگ سکتا ہے اگرچہ یہ ایک فضول کوشش ثابت ہوتی تاہم اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ ایبی کو اٹھا کر بھاگ نکلے۔ اسے حیرت تھی کہ پولیس اور ایف بی آئی اب تک کہاں ہیں اور روڈ پر موجود جمِ غفیر میں سے کسی نے جَو پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ول بھاگنے کے لیے ذہن کو تیار کر رہا تھا، معاً اس کی نظر ایک قریبی پتھر پر پڑی... اس نے اپنا ارادہ بدل دیا... اچانک ایک نسوانی آواز گونجی۔

''جَو میں نے پیسے بچا لیے ہیں۔'' وہ شیرل کی آواز تھی۔ ''کم آن، نکلو یہاں سے۔'' وہ مسکرائی بھی تھی۔

''ویل ویل...'' جَو نے تعریف کے ساتھ شیرل کے لیے ایک قدرے نازیبا لفظ استعمال کیا جو اس کے بدنما ماضی سے متعلق تھا۔ ''بے بی، مجھے اپنا کام تو پورا کرنے دو۔''

جَو تو مستی میں تھا لیکن ول نے تاڑ لیا کہ شیرل فطری انداز میں نہیں مسکرائی تھی۔ جَو کا جواب سن کر اس کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

''اس معصوم بچی کو نقصان پہنچانے کی اب کوئی وجہ نہیں رہ گئی ہے۔'' وہ بولی۔

''بہت اچھا مشورہ ہے۔'' جَو کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس نے ول کی ٹانگوں کا نشانہ لیا کہ کسی طرح گولی ایبی تک پہنچ جائے۔ یہ ایک مشکل نشانہ تھا۔

''جَو نہیں۔'' شیرل چیخی۔ اس نے بریف کیس کھول کر گن نکالی۔ ''ایبی کو مارنے سے تمہاری ماں واپس نہیں آئے گی۔ ایبی کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے بلکہ ول بھی بے قصور ہے۔ کوسٹاریکا چلو، تمہارا رینج تمہارا منتظر ہے۔''

''کتیا، میرے دشمن کی حمایت میں بول رہی ہے۔ ایک رات میں بدل گئی۔'' اس نے سرسری انداز میں شیرل کی جانب رخ کیا۔

ول کی چھٹی حس نے خطرے کا واضح سگنل نشر کیا... پیشتر اس کے کہ وہ شیرل کو خبردار کرتا۔ جَو کا سرسری انداز بدل گیا۔ اس نے پھرتی سے فائر کیا اور مکروہ قہقہہ بلند کیا۔

''یہ گندی گائے شروع سے احمق تھی۔'' جَو نے نفرت بھرا تبصرہ کیا۔ شیرل نیچے گری، بریف کیس کھلا تھا۔ لہٰذا ڈالرز کی گڈیاں اطراف میں بکھر گئیں۔

جَو نے دوبارہ ول کی طرف توجہ دی۔ سر سے ٹانگوں تک وہ گن اوپر نیچے، دائیں بائیں کر کے ایبی کو نشانہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی کھیل کھیل رہا ہے۔ آہ راحتِ جاں پشت پر تھی اور آفتِ جاں سامنے... ول نے کن انکھیوں سے پتھر کو تاڑا...

وھپ، وھپ، وھپ... دور سے ایک اجنبی آواز ابھرنا شروع ہوئی۔ ول نے لمحہ بھر میں پہچان لیا کہ یہ روٹر بلیڈ کی آواز تھی۔ بعدازاں جَو نے بھی ہیلی کاپٹر کی قریب ہوتی ہوئی آواز شناخت کر لی۔ اس کا ردِعمل تبدیل ہونا چاہیے تھا۔ لیکن وہ دو قدم اور آگے آ گیا۔

''کوسٹاریکا کے رینج میں کیا رکھا ہے، ڈاکٹر اصل مزہ تو یہاں ہے، اس جگہ...''

''ڈیڈی، دیکھو۔'' ایبی کی آواز آئی۔

جَو نے نشانہ باندھا... ول نے ایبی کو نیچے گرا کر پوری طرح چھپا لیا۔ ایبی نیچے دبی ہوئی تھی۔ موت کا سامنا کرنے کے لیے ول نے گردن موڑی۔ ایک تعجب خیز منظر سامنے تھا۔ ول پوری طرح گھوم گیا۔

درخت کی شاخ جیسا موٹا بازو جَو کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ باسل نے گردن دبوچ کر جَو کو اوپر اٹھا لیا تھا۔ جَو کی ٹانگیں زمین چھونے سے قاصر تھیں۔

''تم ایبی کو چھو نہیں سکتے... تم ایبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے... وہ میری بیلا ہے... بیلا ہے...''

وھپ... وھپ... وھپ...

جَو بری طرح تڑپا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور دہشت تھی۔ اس کا نرخرا دبتا جا رہا تھا۔ آخری کوشش کے طور

مگر اس نے ہاتھ گھما کر فائر کیا، لیکن گولی باسل کو چھو کر گزر گئی۔

وھپ... وھپ... وھپ...

گردن پر باسل کی گرفت فولادی تھی۔ اس نے جو کو مزید اوپر اٹھالیا۔ لگ رہا تھا جیسے جو کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا ہو۔ اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی، لیکن حلق سے خرخراہٹ ہی برآمد ہو سکی۔ اس کے ہاتھ سے گن نکل کر نیچے گر گئی۔ آنکھیں حلقوں میں ابل پڑیں۔

''وہ میری بیلا ہے۔''

ابی سامنے آ گئی۔ ''مار دو، بیسٹ .... اس کو مار دو...'' وہ چلا رہی تھی۔

جو کے چہرے پر موت کا سایہ گہرا ہوتا چلا گیا۔ ہاتھ پیر لٹک گئے... آنکھیں حلقوں سے ابل پڑیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے زندگی کی روشنی آنکھوں سے معدوم ہوتی چلی گئی۔ جو باسی مولی کی طرح باسل کی جان لیوا گرفت میں لٹک رہا تھا۔ باسل نے اسے نیچے لٹا دیا اور اس کے پاس بیٹھ کر سر سہلانے لگا۔ ''جو... جو؟'' وہ رو رہا تھا۔ ''تم نے بیلا کو مارنے کی کوشش کیوں کی؟''

''ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے، ڈیڈی۔'' ابی نے کہا۔

''پہلے مما کو تلاش کرتے ہیں۔'' ول نے بیلٹ کھول کر ران پر باندھ لی، اور کھڑا ہو گیا۔ ابی، روتے ہوئے باسل کی طرف جانا چاہ رہی تھی۔ تاہم ول نے روک لیا۔ ''ہنی، ہمیں تمہاری ماما کو تلاش کرنا ہے۔''

''میں یہاں ہوں۔''

ول نے چونک کر سر اٹھایا۔ کیرین روڈ کے کنارے پر شیرل کی گن تھامے کھڑی تھی۔ شیرل گھاس پر رینگتے ہوئے ڈالرز کی گڈیاں بریف کیس میں جمع کر رہی تھی۔ کیرین نے شیرل کا نشانہ باندھا ہوا تھا۔

''ماما!'' ابی ماں کی طرف بھاگی۔ ول نے بروقت ابی کو پکڑ لیا۔ ول نے بہ آسانی جانچ لیا کہ کیرین حواس میں نہیں ہے۔ وہ نارمل حالت میں ہوتی تو بیٹی کو دیکھتے ہی اس کی جانب لپکتی جبکہ وہ ایک ہی جگہ کھڑی تھی۔

''گن مجھے دے دو۔'' وہ آہستہ آہستہ کیرین کی طرف بڑھا۔ کیرین نے جیسے سنا ہی نہیں۔ اس کے ہاتھ میں موجود گن کا رخ چند فٹ دور زخمی شیرل کے سر کی جانب تھا۔ ہیلی کاپٹر تقریباً سر پر پہنچ چکا تھا۔

ول نے شیرل کے شانے پر خون دیکھا۔ اس کی حرکات بتا رہی تھیں کہ جو اسے کوئی مہلک زخم لگانے میں ناکام رہا تھا۔

''کیرین! پلیز گن مجھے دے دو۔'' وہ پھر بولا۔

''یہ بھی ان میں سے ایک تھی۔'' کیرین دفعتاً رو پڑی۔

''سب ختم ہو گیا۔ جو مر چکا ہے۔ شیرل نے ہماری بہت مدد کی تھی۔''

اچانک ول کا جسم سنسنا اٹھا۔ اس کی نگاہ کیرین کے پیٹ پر پڑی تھی۔

''کیا ہوا تمہیں۔'' اس نے اشارہ کیا۔

''مزاحمت پر جو نے گولی ماری تھی۔''

''ہتھیار گرا دو۔'' کوئی چیخا۔ ''پولیس... ڈراپ اٹ ناؤ... ہتھیار پھینک کر نیچے لیٹ جاؤ۔''

ول نے مڑ کے دیکھا۔ وردی میں دو اسٹیٹ ٹروپر ریوالور تانے کھڑے تھے۔

''فائر مت کرنا۔'' ول چیخا۔ ''وہ شاک میں ہے۔''

''ڈراپ دی گن۔'' ایک وردی پوش پھر چلایا۔ کیرین، ٹروپرز کی طرف مڑی، لیکن گن نہیں چھوڑی۔ ول کو پتا تھا کہ ٹروپرز کسی بھی لمحے فائر کر دیں گے۔ وہ زخم کی پروا کیے بغیر کیرین کے سامنے آ گیا۔

وھپ... وھپ... وھپ...

ایک اور ہیلی کاپٹر آ رہا تھا۔ وہ قریب آیا تو ول نے ایف بی آئی کے چاپر کو پہچان لیا۔ ہیلی کاپٹر کے اترتے ہی دو آدمی کود کر باہر نکلے اور جھک کر بھاگتے ہوئے ٹروپرز کی طرف گئے۔ ان کے بیج ہاتھوں میں تھے۔ چند منٹ دونوں نے ٹروپرز سے گفتگو کی... پھر ول کی طرف آ گئے۔

''تم یقیناً ڈاکٹر ول جیننگ ہو؟''

''یس۔''

''میں فرینک زک۔'' دونوں نے مصافحہ کیا۔

''مجھے خوشی ہوئی۔'' فرینک نے کہا۔ ''تم زندہ ہو۔''

''تمہاری مدد چاہیے، میری بیوی کے پیٹ میں گولی لگی ہے۔''

''کیا تم گن اس کے ہاتھ سے لے لو گے؟''

''سوئٹ ہارٹ، یہ لوگ ہماری مدد کے لیے آئے ہیں، ابی تم سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ گن کی ضرورت نہیں ہے۔ پلیز گن مجھے دے دو۔'' ول نے نرمی سے کہا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

''ماما!'' ابی چیخی۔ کیرین جیسے ایک دم ڈھے گئی...

وہ گھٹنوں کے بل بھی نہ ٹک سکی اور لیٹ گئی۔ گن اس نے چھوڑ دی تھی۔ ول نے بیٹھ کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ گن فرینک نے اٹھالی۔

نبض دیکھنے کے بعد ول نے زخم کا جائزہ لیا۔ فوری طبی امداد ملتی تو کیرین کو بچایا جا سکتا تھا۔ ول نے فرینک زک کو ایمرجنسی سے آگاہ کیا۔ کیرین کی نبض کمزور تھی۔

''پندرہ سے بیس منٹ میں ایمبولینس یہاں پہنچ رہی ہے۔'' فرینک نے بتایا۔

''نو... نو... اپنے چاپر میں یونیورسٹی اسپتال پہنچانے میں تمہیں دس منٹ لگیں گے۔'' ول نے زور دے کر کہا۔ ''ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔''

''ممی کو کیا ہوا؟'' ابی چلائی۔

''کسی بھی طرح کیرین کو دس منٹ میں اسپتال پہنچا دو۔'' ول کے لہجے میں اضطراب کروٹیں لے رہا تھا۔

''ممی ٹھیک ہو جائیں گی۔'' ول نے کہا۔ تاہم وہ دیکھ رہا تھا کہ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے زخم ہلاکت خیز صورت اختیار کر گیا ہے۔

''پیرامیڈیک، ایمبولینس کے ساتھ جلد پہنچ جائیں گے میں ان کو کال کرتا ہوں۔'' فرینک نے کہا۔

''اوہ گاڈ، فرینک میں ڈاکٹر ہوں... دس منٹ میں کیرین کو اسپتال میں ہونا چاہیے آپریٹنگ ٹیبل پر...''

''لیکن یہ ہیلی کاپٹر ''ائر ایمبولینس'' نہیں ہے۔ اس میں صرف نشستیں ہیں۔'' فرینک نے وضاحت کی۔

''فرینک کوئی فرق نہیں پڑتا... کچھ کرو... یہی چاپر استعمال کرنا پڑے گا... چاہے ایک آدھ نشست اکھاڑنی ہی پڑے... وقت ضائع مت کرو... جلدی کرو...'' ول نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجوڑا۔

فرینک سر ہلا کر پائلٹ کی جانب دوڑا۔

''ابی کہاں ہے؟'' کیرین نے نقاہت زدہ آواز میں کہا۔

''آپ کے پاس۔'' ابی گھٹنوں کے بل ماں کے پاس بیٹھ گئی۔ ول نے دوبارہ کیرین کی نبض چیک کی اور گھبرا گیا۔

''ڈیڈی سب ٹھیک کرلیں گے مما۔'' ابی نے تسلی دی۔

کیرین نے مسکرانے کی کوشش کی۔ ''میں جانتی ہوں بیٹی۔''

''بہت تکلیف ہو رہی ہے؟'' ابی نے معصومیت سے پوچھا۔

''تم میرا ہاتھ پکڑے رہو تو درد نہیں ہوگا۔''

''چلو۔'' فرینک کی بلند آواز سنائی دی...

''یہ رقم کس کی ہے؟'' ایک ٹروپر نے سوال کیا۔

''میری ہے۔'' شیرل چیخ اٹھی اور ول کی جانب اشارہ کیا۔ ''پوچھ لو اس سے۔''

''کتنی ہے؟''

جواب سن کر ٹروپر کے ہونٹ سکڑ گئے۔ دوسرے نے دھیمی سی لمبی سیٹی بجائی...

''باسٹرڈ، تم نے جھوٹ بولا تھا۔'' شیرل، ول پر چیخی۔

''میں بھولا نہیں ہوں، میں کورٹ میں آؤں گا اور گواہی دوں گا۔'' ول نے کہا اور ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ ابی اس کے ہمراہ تھی۔

''باسل کا کیا ہوگا؟'' فرینک نے سوال کیا۔ باسل ابھی تک جوکا سر ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔

''وہ کنٹری جیل کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اسے نفسیاتی علاج کی ضرورت ہے۔ اگر تم اسے یونیورسٹی اسپتال پہنچا دو تو میں مدد کر سکتا ہوں۔'' ول نے کہا اور کیرین کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیرین کو ایک موٹے دری نما کپڑے پر...... لٹایا گیا تھا۔ ول باتوں کے ذریعے اس کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ ول کی کوشش تھی کہ وہ بے ہوش نہ ہو۔

انہوں نے ہیلی کاپٹر کے کمیونیکیشن سسٹم کے ذریعے اسپتال میں ایمرجنسی روم اور (آپریشن روم) تیار کر لیا تھا۔ علاوہ ازیں کیرین کی حالت بھی بتا دی تھی۔ ول نے بلڈ گروپ بھی بتا دیا تھا۔

کیرین نے کچھ کہا، لیکن روٹر کے شور میں ول کو سنائی نہیں دیا۔ اس نے اپنا کان کیرین کے ہونٹوں سے لگا دیا۔

''فیملی۔'' کیرین نے سرگوشی کی۔ ''اگین۔''

''وی آر فیملی اگین۔'' ابی زور سے بولی۔

''یس، ایگری۔'' ول نے کہا۔

تینوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ بنا لیا۔ کیرین پھر ہولے سے مسکرائی۔ مسکراہٹ میں یقین کی آمیزش تھی۔

یہ دن طویل تھا... کتنا طویل تھا یہ دن ... بقا بھی ایک سراب اور فنا بھی ایک سراب، یہ دن طویل تھا، کتنا طویل تھا یہ دن...



برفانی صحرا

امجد رئیس

بلند و بالا پہاڑ... برف پوش وادیاں... خدا کی صناعی کا منہ بولتا ثبوت ہیں... ان کی خوبصورتی... بلندی انسان پر ہیبت طاری کر دیتی ہے... برفانی براعظم انٹارکٹیکا کو پیدل عبور کرنے والے مہم جو... اور دوسری طرف ایک سائنسی تحقیق میں مصروف ٹیم کا سفر... ایک ہی دنیا میں دو مختلف خوابوں کے پیچھے گامزن... دونوں طرف ایڈونچر تھا... مہم جو خواب کی تعبیر پانے کے لیے وادیِ اجل کے کنارے پر جا پہنچا اور تحقیقی ٹیم فرشتۂ اجل کا روپ اختیار کر چکی تھی... موسم کے بدلتے خطرناک روپ... بکھرتے خوابوں... انسانی عزم و ہمت کی کروٹ بدلتی عجیب تر داستان...

فنا و بقا کے جان لیوا لمحات سے گزرتا ایک ناقابل فراموش شاہکار......

کارل نورلینڈ کے بچپن میں انٹارکٹیکا وہ آخری براعظم تھا جہاں انسانی قدم نہیں پہنچے تھے۔ سرد و سنسان براعظم کی انوکھی کہانیاں سنتے ہوئے وہ بڑا ہوا تھا۔ اس کا تعلق ناروے سے تھا اور عمر اس وقت ستائیس برس۔ براعظم سے عشق بھی جوان ہو گیا تھا۔ نارویجیئن مہم جو کو عشق کے آغاز میں ہی موت کے قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ بچپن کا لو افیئر شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہونے جا رہا تھا۔

اُس نے چہرہ شمال کی سمت میں کر لیا۔ سیاہ اُفق کی جانب۔ جہاں گرمی تھی...... زندگی اور روشنی سے بھرپور دنیا تھی۔ محبت کرنے والی بیوی اور بیٹی تھی۔ اگر اس نے ہتھیار ڈال دیے تو وہ ان دونوں کو پھر کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

وہ رینگتا ہوا خیمے میں گیا اور رک سیک کی سائڈ پاکٹ سے ایمرجنسی بیکن برآمد کی۔ انگلیوں میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ جنہیں نظر انداز کر کے اس نے آلہ سنبھالا...... انگلیاں فراسٹ بائٹ کی زد میں تھیں۔ کھال تڑخ گئی تھی۔ کئی ہفتے قبل مرکزی ریڈیو کی آخری بیٹری نے جواب دے دیا تھا۔ اب آخری لائف لائن، اس کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اگر اس نے بھی کام کرنے سے انکار کر دیا تو کارل کی

موت یقینی تھی۔ اس نے دعا مانگی اور ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ ایمرجنسی کی صورت میں مستقل ریڈیو سگنل کی شکل میں اشارہ خارج ہوتا تھا۔ بین الاقوامی امدادی فریکوئنسی 12.15 میگا ہرٹز تھی۔ جسے کوئی گزرتا ہوا مصنوعی سیارہ اٹھا سکتا تھا۔ جس کے بعد ایمرجنسی کے مقام کی نشاندہی ہو جاتی۔ بعدازاں، انٹارکٹیکا سے قریب ترین علاقہ ٹیرا ڈیل فیگو سے ہوائی جہاز کارل کو تلاش کرنے کے لیے پرواز کرتا۔

ساڑھے تین ماہ قبل وہ اور جولین فنز جیرالڈ، انٹارکٹیکا کی چھان بین کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ دونوں کے پاس ایک ایک سلیج تھی۔ ہر سلیج پر 500 پاؤنڈ وزنی سامان لدا تھا۔ جسے ان دونوں کو ہی کھینچنا تھا۔ اتنے وزن کو خود کھینچنا تکلیف دہ تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کے ہاتھ متاثر ہورہے تھے۔ جسمانی حالت اور قوت بھی زوال پذیر تھی۔ جولین کا ارادہ تھا کہ براعظم پیدل عبور کرکے تاریخ میں نام امر کرلے۔

بطور اینٹارٹیک ایکسپلورر۔ جولین کی شہرت داستانی تھی۔ براعظم کراس کرنے والا، جھنڈے گاڑنے والا، برفانی وسیع علاقے کی گہرائیوں اور بلندیوں کو چھاننے والا...... میڈیا فرینڈلی...... مہم جُو، ایک نمایاں نام جو اکثر ٹی وی پر دکھائی دیتا تھا۔ رائل جیوگرافیکل سوسائٹی آف لندن اور ایکسپلورر کلب آف نیویارک کا رکن۔ حقائق کچھ اور تھے۔ جولین کی بیشتر مہمات ناکامیوں سے دوچار ہوئی تھیں۔ جنہیں میڈیا نے منفی کے بجائے اس کے عزم سے تعبیر کیا تھا۔ وہ میڈیا میں رہنا چاہتا تھا۔ خود کو منوانے کے لیے اسے ایک عظیم کامیابی درکار تھی۔ متواتر ناکامیوں نے اسے ڈھیٹ اور ضدی بنا دیا تھا۔ اس کی بھوک بڑھتی جا رہی تھی۔

کارل کے پیر سوج گئے تھے۔ خیمہ سرد ہواؤں کی زد میں پھڑ پھڑا رہا تھا۔ اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے لامتناہی سفیدی کو دیکھا۔ اس کا یقین پہلے سے زیادہ ڈگمگا گیا۔ جولین کے کہنے پر منصوبہ بنایا گیا تھا کہ انٹارکٹیکا کو انتہائی طویل راستے سے کراس کیا جائے...... یعنی دو ہزار میل۔ ایسی کامیابی کے بعد ان کا نام عظیم مہم جُو افراد میں شامل ہو جاتا۔ تاہم جب وہ منزل سے اسّی میل کے فاصلے پر تھے تو جسم و جان نے آگے بڑھنے سے انکار کردیا۔ قاتل علاقے اور موسم کی شدت نے انہیں کھالیا تھا۔ کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ برف کے سمندر نے ہڈیوں سے گوشت اور عضلات چوس لیے تھے۔ ان کی حالت رینگتے ہوئے ناتواں بچوں جیسی تھی۔ موسم سرما سر پر تھا۔ دن کی روشنی مدھم تھی۔ وہ بھی محض چند گھنٹوں کے لیے۔ کوئی دن جاتا تھا کہ انٹارکٹیکا کی مستقل، طویل رات چھا جاتی۔ جس کے بعد فرار کی موہوم سی امید بھی دم توڑ جاتی۔

تیزی کے ساتھ نکلنے کا یہی وقت تھا۔

میڈیا فرینڈز لاعلم تھے کہ نام نہاد داستانی جولین، وہاں نیم مردہ حالت میں پڑا ہے۔ کارل بیٹھ گیا۔ اسے جولین کو بتانا تھا کہ اس نے کیا فیصلہ کیا ہے اور ایڈونچر خودکشی میں بدلنے والا ہے...... وہ دونوں اتفاقاً دو برس قبل الپائن کلب میں ملے تھے۔ پھر ان کی اکیلے میں ملاقات ہوئی۔ جولین نے اپنے جھوٹے سچے کارنامے سنا کر کارل کے شوق کو مہمیز کیا۔ کارل خاصا متاثر اور پُرجوش ہو چلا اور اس کی نئی موجودہ مہم کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوگیا۔ یہ اس کی زندگی کی فاش غلطی تھی۔ جولین نے کہا تھا۔ چونکہ وہ صرف دو ہوں گے، لہٰذا تجربے کی بنیاد پر ٹیم لیڈر وہ ہوگا۔ کارل نے بلاتوقف اس کی لیڈرشپ تسلیم کرلی تھی۔

☆☆☆

”میں ایک قدم آگے نہیں جا سکتا۔“ کارل نے جولین کو بتایا۔

جولین خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ بولا تو اس کی دبنگ آواز ٹوٹی پھوٹی سرگوشی کے مانند تھی۔ ”جب ہم بہت قریب پہنچ گئے ہیں تو تم فرار ہو رہے ہو؟“

”میں اس بار کسی بحث میں نہیں جارہا۔ یہ زندگی اور موت کا معاملہ بن چکا ہے۔“ کارل نے کہا۔

”اسّی (80) میل رہ گئے ہیں جس کے بعد ہمارا نام تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔“

”ہاں، ایک ناکام مہم اور دو لاشیں۔ جو شاید کبھی دریافت ہی نہ ہوسکیں۔ یہ تاریخ میں لکھا جائے گا۔ ہم نے ایک ہفتے سے کچھ نہیں کھایا۔ موسم سرما شروع ہوگیا تو جہاز بھی پہنچ نہیں پائے گا۔ اسی میل اسی ہزار میل بن جائیں گے۔“ کارل نے فیصلہ کن انداز میں حقائق سے آگاہ کیا۔

”میں اکیلا جاؤں گا۔ تمہارے بغیر رفتار بڑھ جائے گی۔“ جولین نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔ گزشتہ ہفتوں میں دونوں کے مابین، نیوی گیشن...... فوڈ، ریڈیو اور غیرضروری میڈیا انٹرویوز پر تکرار ہوئی تھی۔ انٹرویوز کے شوق کے باعث ہی بیٹری نے وقت سے پہلے دم توڑ دیا تھا۔ گزشتہ ناکامیوں کی بات پر وہ جذباتی بحران کا شکار ہو جاتا تھا اور

میڈیا کو بھی نہیں بخشتا تھا۔

کارل کو جب بھی موقع ملتا، وہ جولین کے احمقانہ فیصلوں اور مہم کی تباہ کن صورتِ حال کے بارے میں لکھتا رہتا تھا۔ بدتر صورتِ حال نے ''ساؤتھ پول'' پر فل اسٹاپ لگا دیا۔ اس سے آگے جانا ناممکن تھا۔

''افسردگی کی بات یہ ہے۔'' کارل نے کہا۔ ''جس جگہ کی محبت میں، میں مبتلا رہا...... وہ دشمن نکلی۔''

''ہم اب بھی کر سکتے ہیں۔''

''حالت دیکھو...... میرے منہ میں امونیا کا ذائقہ ہے۔ یعنی ہمارا جسم خود کو کھا رہا ہے۔'' کارل نے کہا۔ جولین نے متنفرانہ انداز میں منہ پھیرا۔

''تم مایوس ہو تو سگنل دے دو۔ لیکن یہ اعتراف کرنا کہ مہم کا اختتام تمہاری وجہ سے ہوا اور ایمرجنسی سگنل تم نے دیا تھا۔''

''میں یہ دونوں کے لیے کر رہا ہوں، وہ وقت آئے گا جب تمہیں احساس ہوگا کہ یہ کتنا اہم اور کارآمد تھا۔'' کارل نے ٹرانسمیٹر سنبھالا۔

☆☆☆

رچرڈ لیٹن اپنے ہوٹل روم میں تھا، جب ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ فون کرنے والی جولین کی سیکریٹری، آئی ون الوانز تھی۔ وہ ائرپورٹ پر ایکسپوٹیشن کنٹرول روم سے بات کر رہی تھی۔ ''انہوں نے ایمرجنسی سگنل دیا ہے۔ فوراً پہنچو۔''

''آ رہا ہوں۔'' رچرڈ نے خدا کا شکر ادا کیا اور تیزی سے کِٹ بیگ تیار کیا......

ائرپورٹ پر آئی ون نے اسے بریف کیا کہ جولین ہر دوسرے تیسرے دن ریڈیو پر رابطہ کرتا تھا...... گیارہ دن سے رابطہ منقطع ہے۔ اب سگنل ملنے پر انتظار ختم ہو گیا تھا۔

''کیا خبر ہے؟'' رچرڈ نے مقامی پائلٹ سے سوال کیا۔ جو نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

''وہ یہاں پر ہیں۔'' آئی ون نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھی۔ ''بلیک مور گلیشیئر کی انتہائی حد پر...... میں نے ریسکیو کے لیے کیپٹن ولانووا سے تبادلہ خیال کیا ہے۔''

رچرڈ نے کیپٹن سے ہاتھ ملایا۔ ''کیا امکانات ہیں؟''

''کوشش کی جا سکتی ہے...... اگرچہ وہاں کافی دراڑیں، کھائیاں وغیرہ ہیں۔ خاص طور پر گلیشیئر پر۔''

''اور موسم؟''

''ایک بڑا طوفان مغرب کی جانب سے ہے لیکن یہ انٹارکٹیکا کے لیے غیر معمولی نہیں ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ طوفان کے ٹکرانے سے پہلے ان کو نکال لیں۔''

رچرڈ نے اپنی منگیتر صوفیہ کو کال پر بتایا...... پھر کو پائلٹ کے ساتھ ائرپورٹ کی طرف چل پڑا۔

☆☆☆

دونوں آدمی ایک دوسرے کے قریب سلیپنگ بیگز میں لیٹے تھے۔ نیم غنودگی میں...... امید اور مایوسی کے مابین جھول رہے تھے۔ کارل نے ادراک کیا کہ بھوک سے مرنا کتنا خوفناک ہوتا ہے۔ سترہ دن سے ایک کھیل اُڑ کر پیٹ میں نہیں گئی تھی۔ جسم کا ہر خلیہ کیمیائی ردِعمل کے ذریعے اذیت میں اضافہ کر رہا تھا۔ گردوں میں درد ہو رہا تھا۔ پیشاب کا اخراج ایک خوفناک عمل تھا۔ سر میں مستقل تیز چبھن تھی۔ دانت ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ جڑوں میں انفیکشن شروع ہو گیا تھا۔ وہ اپنی تحقیق کے مطابق تمام تفصیلات سے آگاہ تھا اور جانتا تھا کہ باڈی سسٹم بریک ہو رہا ہے۔ وہ لمحہ آنے والا تھا جب ریکوری کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس نے دہشت پر قابو پانے کی کوشش کی۔

جولین برف چوس رہا تھا۔ اگر جہاز آیا تو اترے گا کیسے؟ کارل نے سوچا فلیئرز جلا کے راستہ دکھانا پڑے گا۔ جولین نے یہ ذمے داری بھی اس پر ڈال دی...... کارل نے آہستہ سے بیگ کی زپ نیچے کی اور باہر آ کے سرد موسم کا مخصوص لباس پہنا۔ فلیئرز لے کر وہ گلیشیئر پر آ گیا۔ اس نے ائراسٹرپ بنانے کے لیے برفانی سطح کا جائزہ لیا۔ ''ٹوئن اوٹور'' (چھوٹا جہاز) کو اترنے کے لیے کم از کم 400 گز درکار تھے۔ علاقہ ہموار نہیں تھا۔ ابھار، اونچ نیچ...... رخنے اور خود اس کی اپنی ناگفتہ بہ حالت۔ لہٰذا ٹھوس برفانی ابھاروں کے باعث جہاز نہیں اتر سکتا تھا۔ ڈھلوان کی صورت میں بات مختلف ہوتی۔ وہ گرتا پڑتا مناسب مقام تلاش کرتا رہا۔ دو گہری کھائیوں کے درمیان اسے ایک چوڑی پٹی نظر آئی۔ جہاں ٹوئن اوٹو ر اتر سکتا تھا۔ تاہم اسے یقین نہیں تھا کہ یہ چار پانچ سو گز طویل ہوگی۔

مزید برآں لینڈنگ کے مقام پر دو ٹھوس برفانی چھوٹے ٹیلے تھے۔ کارل شدید مخمصے کا شکار تھا۔ بہرحال اس نے ایک مشکل فیصلہ کیا۔ فلیئر کی نکیلی بنیاد برف میں گاڑ دی۔ لڑکھڑاتا ہوا 150 گز دور گیا اور دوسری فلیئر لگائی۔ تیس منٹ بعد وہ سیدھی لکیر میں چار فلیئرز جما چکا تھا۔ پھر اس نے مخصوص جگہ پر نشاندہی کے لیے اسکائی پول نصب کیا اور اس

پر اسکارف باندھ دیا۔ جسے دور سے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ ہانپتے ہوئے تنقیدی نظروں سے اپنی کاوش کو دیکھتا رہا۔ دل مطمئن نہیں تھا لیکن کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ خیمے کی طرف واپس چل پڑا۔ جہاز کی آواز آنے پر فلیئرز کو روشن کرنا تھا۔

☆☆☆

اتنی سُریلی آواز، سماعت میں رس گھول رہی تھی۔ نئی زندگی کی نوید سنا رہی تھی۔ کارل کو ائرکرافٹ کی آواز اس وقت اتنی ہی بھلی معلوم ہوئی تھی۔ جولین نے فلیئرز روشن کر دیں۔ کارل نے نئی توانائی محسوس کی اور ائرکرافٹ کو خیمے پر سے گزرتے دیکھا...... جہاز گھوم کر دھیمی رفتار سے آیا اور درمیان سے برفانی پٹی کو چھو کر اٹھ گیا۔ پائلٹ محتاط تھا۔ اس نے برفانی سطح کی صلاحیت کو جانچا تھا...... اب وہ لینڈنگ کے لیے آ رہا تھا۔ برفانی پٹی کی لمبائی کم نہ پڑ جائے لہٰذا اس نے عین دو چھوٹی برفانی چٹانوں کے اوپر سے گلائیڈ کیا اور بال برابر بچتا ہوا نکلا لیکن کارل نے دیکھ لیا تھا کہ ائرکرافٹ کے بازو نے انتہائی ٹھوس اٹھتے ہوئے برفانی ابھار کو چوم لیا تھا۔ پورٹ ونگ جھکا ائرکرافٹ کا توازن بگڑا...... بلندی کم ہوئی۔ بہت معمولی فرق تھا لیکن قسمت پائلٹ کے ساتھ نہیں تھی۔ جہاز بے قابو ہو گیا تھا۔ وہ پیٹ کے بل گلیشیئر پر گر کے پھسلا۔ پائلٹ نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ برف کے ذرات کی چادر بلند ہوئی۔ رفتار اب بھی سو میل فی گھنٹا تھی۔ اسّی میل فی گھنٹا...... انجن مکمل طور پر علیحدہ ہو گیا۔ برف اور فولاد کی رگڑ سے خوفناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ مومنٹم، ائرکرافٹ کو آگے بڑھا رہا تھا۔ ایک پائلٹ کا چہرہ شیشے سے لگا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا لیکن آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ائرکرافٹ منہ کے بل کھائی میں جا گرا...... ایک انجن اور کچھ ٹکڑے گلیشیئر پر رہ گئے۔

کارل کنارے تک گیا۔ جولین کا چہرہ بجھی ہوئی راکھ کے مانند سفید ہو رہا تھا۔ وہ بھی کارل کے پاس آ گیا۔

☆☆☆

کیپری کارن بیس پانچ عمارتوں پر مشتمل تھا۔ بیس بہت بڑا نہیں تھا۔ تین ایک دوسرے سے منسلک تھیں اور دو ایک طرف پچاس فٹ کے فاصلے پر شیڈ کے مانند تھیں۔ ایک شیڈ سے تھڈ...... تھڈ...... کی مخصوص آواز تواتر کے ساتھ بلند ہو رہی تھی جو کسی بڑے انجن کے کام کی نشاندہی کر رہی تھی۔

لورین برجیس، کیپری کارن بیس کمانڈر تھی۔ انٹارکٹیکا کی تاریخ میں وہ اس قسم کی پوسٹ حاصل کرنے والی سب سے کم لڑکی تھی۔ عمر اٹھائیس برس۔ اس نے سات برس وہاں دوسرے بیس میں گزارے تھے۔ وہ گلیشیل بائیولوجی (glacial) میں ریسرچ اسپیشلسٹ تھی۔ کیپری کارن کی بات مختلف تھی۔ یہ اس کی اپنی ذہنی اختراع تھی۔ وہ یہاں کی کمانڈر تھی۔ یہی اس کی کائنات کا آغاز و انجام تھا۔ زندگی بھر کا خواب...... نتائج کے حصول کے بعد انقلاب برپا ہو جاتا۔

ساتوں دن ہر صبح کے مانند وہ لیب میں آئس کور کے نمونوں کا تجزیہ کر رہی تھی۔ جو ڈرلنگ انجینئر سین نے بھجوائے تھے۔ دوپہر تک اس نے کام ختم کر کے لاگ بکس مکمل کیں اور نیا ڈیٹا کمپیوٹر میں محفوظ کر دیا۔ خالی کافی مگ لے کر وہ کارپٹڈ کوریڈور میں میس روم کی طرف بڑھنے لگی، دائیں جانب جم کا دروازہ راستے میں آیا۔ لورین نے کھلے دروازے میں جھانکا۔ کیپری کارن کی میڈیکل آفیسر ورک آؤٹ میں مصروف تھی۔ وہ بینچ پریس لگا رہی تھی۔ ”ہائے میل۔“

میل نے بینچ پریس روکے بغیر منہ سے جواب دیا۔ لورین آگے بڑھتی چلی گئی۔ میس روم میں میز پر طعام کا انتظام تھا۔ اس کی پہلی ملاقات ریڈیو آپریٹر فرینک سے ہوئی۔ پھر اس نے مرڈو سے ہاتھ ملایا جس کا تعلق اسکاٹ لینڈ سے تھا۔ میس میں دو بڑے سائز کے صوفے بھی نظر آ رہے تھے۔ ایک کونے میں چھوٹی سی لائبریری تھی۔ فارغ اوقات کے لیے ٹی وی اور وڈیو کا بندوبست تھا۔ پانچ افراد کی مختصری ٹیم کے لیے میس روم پسندیدہ جگہ تھی۔ ان کے مابین ذہنی ہم آہنگی اور اعتماد کا رشتہ تھا۔ لورین نے کبھی خود کو باس کے روپ میں پیش نہیں کیا تھا۔ مہذب آباد دنیا سے بہت دور اس ناموافق زمین، موسم اور ویرانے میں وہ خوش تھے۔

موسم سرما سر پر تھا۔ درحقیقت انٹارکٹیکا وہ بعید ترین اور سرد مقام تھا جہاں سردی سرما سے بڑھ کر بارہ مہینے ہی رہتی تھی۔ موسم سرما کا فرق یہ تھا کہ سات مہینے کے لیے دن کی روشنی غائب ہو جاتی تھی۔ یہی وقت ان کی حقیقی کارکردگی اور برداشت کے لیے امتحان ثابت ہوتا تھا۔ سات مہینے کے لیے وہ کرۂ ارض کے تاریک ترین سرد مقام پر گویا صندوق میں بند ہو جاتے تھے۔ جو ایک اعصاب شکن مرحلہ تھا۔

لورین نے کھڑکی سے باہر طوفان کے آثار دیکھے۔
”سین کہاں ہے؟“

ہے۔''فرینک نے جواب دیا۔لورین کھاپی کراٹھی۔

''وہ انتھک کام کرتا ہے۔میں اسے کافی دے کر آتی ہوں۔''لورین نے کہا۔فرینک ''لواسٹوری'' کا تھیم سانگ گنگنانے لگا۔ وہ انجان بن گئی۔ٹیم کے افراد اکثر اسے چھیڑتے رہتے تھے۔لورین نے ہک پر سے حفاظتی سوٹ لیا۔یہ تند و تیز سرد ہواؤں کے جھکڑوں سے بچاتا تھا۔سر پر اونی ہیٹ تھا۔پلاسٹک کے ''بنی بوٹس'' چڑھائے۔بوٹ خصوصی طور پر آئل لان ورکرز کے لیے ڈیزائن کیے گئے تھے۔انہیں الاسکا میں تیار کیا گیا تھا۔پیروں کو گرم رکھنے کے لیے دنیا میں اب تک ان کا مدِمقابل نہیں آیا تھا۔آخر میں لورین نے گلوز لیے اور یخ بستہ فضا میں نکلنے کے لیے تیار ہوگئی۔

باہر تیز ہوائیں اس کے قدم اکھاڑنے پر تُلی بیٹھی تھیں۔وہ مضبوطی اور احتیاط کے ساتھ قدم بہ قدم آگے بڑھ رہی تھی۔کافی چھلک جاتی تو مزہ نہیں آتا...... ڈرلنگ شیڈ کے نیچے مہیب پارکنس انجن اور رگ کے اطراف میں سین منڈلا رہا تھا۔سین لوری، ٹیم میں ایک شاندار اضافہ تھا۔اسکاٹ پولر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں لورین کو سین کے لیے متعدد مشورے ملے تھے۔بالآخر وہ سین کی ساکھ سے متاثر ہوکر اس جانب متوجہ ہوئی۔سین، اس کی توقع سے زیادہ کم عمر اور مضبوط تھا۔گرین لینڈ سمیت مختلف علاقوں میں کام کرنے سے وہ مزید سخت جان ہو چکا تھا۔لورین نے پہلی نظر میں ہی اسے پسند کرلیا تھا۔

وہ جب پہلے دن اس کے لیے کافی لے گئی تھی، اس وقت سین محتاط تھا۔وہ خاتون سائنس دانوں کے بارے میں الگ نظریہ رکھتا تھا۔ تاہم بہت جلد اسے حسین اور سادہ طبیعت لورین کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ان دونوں کے درمیان کوئی نادیدہ چیز مشترک تھی۔وہ سائنس داں سے زیادہ فلم ایکٹریس دکھائی دیتی تھی۔گویا سیگورنی ویور کے جوانی کے دن لوٹ آئے تھے۔

''مجھے بتاؤ، کیا کرنا ہے؟''اس نے کافی کا تھرمل مگ وصول کیا۔''کیا گرین لینڈ کی ٹیم کے مانند کور تک ڈرل کرنی ہے؟''

''کور کی انتہائی حد پر جھیل ہے۔ مجھے پانی کا نمونہ چاہیے جو مکمل شفاف حالت میں ہو۔''

''انٹارکٹیکا کے نیچے جھیل؟ ہوئی بھی تو جمی ہوئی ہو گی۔''

''یہی خیال تھا۔''لورین نے کہا۔''لیکن 70 کی دہائی میں کئی سائنسی مشن ائرکرافٹ میں بھیجے گئے۔ان کے ساتھ خاص قسم کا ریڈار تھا جس نے برفانی چٹانوں کے نیچے سے انعکاس ریکارڈ کیا۔اس کی حقیقت واضح نہیں تھی۔''

''میں سمجھ گیا۔''سین نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

''انٹارکٹیکا کے مشرقی سمت میں چونکا دینے والا انکشاف ہوا۔ جہاں ''لیک اونٹاریو'' کے برابر تازہ پانی کی جھیل تھی۔اس کی گہرائی لیک اونٹاریو سے دگنی تھی اور یہ برف کے نیچے چھپی تھی۔اسے لیک واسٹاک کا نام دیا گیا۔ یہ نام اس وقت پڑا جب روسیوں نے وہاں تک کیمپ بنایا۔''سین توجہ سے سن رہا تھا۔

''لیکن وہ جمی کیوں نہیں؟''

''ہمیں یقین ہے کہ اس کی وجہ وہ مقام ہے جہاں یہ پوشیدہ ہے۔یعنی ٹیکٹونک رفٹ...... یہ اسی طرح کا فالٹ ہے جو جھیل بیکال اور بحر احمر کے ساتھ ہے۔زمین کی مرکزی تپش اسے جمنے نہیں دیتی۔اوپر برف کی موجودگی نے اسے کرۂ ارض کے لیے لاک کر دیا ہے۔یہ قدیم ترین پانی کا ذخیرہ ہے۔لہٰذا گہرے امکانات ہیں کہ اس میں زندگی نامعلوم شکل میں موجود ہوگی۔''

''تم چاہتی ہو، جھیل میں ڈرل کیا جائے؟''

''واسٹاک میں نہیں۔ وہاں دشواریاں ہیں۔ہمیں بڑے پیمانے پر پہلے دو میل تک ڈرل کرنی پڑے گی۔''

''دو میل؟''سین حیران رہ گیا۔''یہ ناممکن ہے۔''

''بالکل ٹھیک۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے دوسرے امکانات کا خیال رکھا تھا۔واسٹاک سے ہزار میل کے فاصلے پر برف کے نیچے آتش فشاں موجود ہے۔کسی نے اس پر خاص توجہ نہیں دی تھی۔''

''پھر تم کیوں اتنی دلچسپی لے رہی ہو؟''سین نے سوال کیا۔

''اس لیے کہ اسے دریافت کرنے والے سائنس دانوں میں میرے ڈیڈی بھی شامل تھے۔دوسری وجہ ہے کہ یہ آتش فشاں برفانی سطح سے سب سے زیادہ قریب ہے۔اس کا دہانہ برفانی تہ سے محض دو ہزار فٹ نیچے ہے۔یہاں جھیل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے میں نسبتاً آسانی رہے گی۔''

''ایک سیکنڈ رکو۔کنفیوز مت کرو۔اس آتش فشاں کے ساتھ جھیل کا ہونا کیوں لازم ہے؟''سین نے استفسار کیا۔

''اس کا دہانہ ٹھنڈا ہے اور وولکینو (Volcano)

گرم ہے۔ اگر تم crater (دہانہ) لکھ کر کمپیوٹر میں اشکال دیکھو گے تو سمجھ جاؤ گے۔ بعض دہانوں میں تمہیں پانی تک نظر آئے گا۔ آتش فشاں کی گرمی سے برف پانی بن جاتا ہے اور جہاں پانی ہوگا وہاں زندگی ہوگی۔ غالباً ہم اس زندگی کی بات کررہے ہیں جو خودمختار ہے، اجنبی ہے...... ہماری دنیا سے بالکل الگ۔ یہ سائنس کے لیے ایک چیلنج ہو گا...... یہ جھیلیں ''ٹائم کیپسولز'' کے مانند ہیں۔ ہم زندگی کے بارے میں اپنی معلومات میں غیرمعمولی اور انقلابی اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ کیسے اور کہاں سے شروع ہوئی؟ کس شکل میں تھی اور اب کہاں ہے؟''

''کیا یہ سب کچھ عملی ہے؟''

''ہاں، میں چاہتی ہوں کہ ہم ایک الگ مختصر بیس بنائیں اور ڈرلنگ رگ کے ذریعے دو ہزار دو سو پچاس فٹ نیچے جا کر صوتی ارتعاش کی مدد سے اجنبی مخلوق کا نمونہ حاصل کریں۔''

سین کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ لفظ ''مخلوق'' پر وہ ہنس دیا تھا۔ ''یہ کتنی بڑی ہوگی؟''

''شاید ہم دیکھ بھی نہ سکیں، ہوسکتا ہے اجنبی ''زندگی'' کو دیکھنے کے لیے الیکٹرون مائیکرو اسکوپ استعمال کرنا پڑے۔''

سین بھی پُرجوش نظر آرہا تھا۔ ''میں اس میں شامل ہوں۔'' وہ بولا۔ ''کوئی خطرہ تو نہیں؟''

''کس چیز سے؟''

''مخلوق سے......'' وہ پھر ہنسا۔

☆☆☆

کیپری کارن کے سیٹ اپ کے لیے سب سے بڑا مسئلہ فنڈز کا تھا کیونکہ پروجیکٹ رسکی تھی۔ گرانٹ دینے والی بہت سی سائنسی تنظیمیں ہچکچاہٹ کا شکار رہیں...... لیکن لورین کی ناقابلِ شکست لگن اور برق رفتار شہرت کے باعث تین لاکھ پاؤنڈز اسکاٹ پولر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے دیے۔ کوارٹر ملین نیشنل فاؤنڈیشن فار سائنس کی جانب سے آئے۔ چیری نیبل ٹرسٹ کی مجموعی رقم ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈز تھی۔ اس کے علاوہ لورین کچھ رقم مؤقر سائنسی جرائد سے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی جو اس قسم کے پروجیکٹس کے نتائج کے اولین امیدوار ہوتے ہیں۔ باوجود ان تمام کامیابیوں کے ایک ملین پاؤنڈ مزید درکار تھے...... اس وقت چیف ایگزیکٹو آف کریگولین آئل کی کال آئی۔ الیگزینڈر ڈی پیئرمین، بلینیئر آئل ٹائیکون تھا۔ تاہم پانی میں آلودگی پھیلانے کے الزام میں گرین لابی اس کے پیچھے پڑی تھی۔ نتیجے کے طور پر اسٹاک مارکیٹ میں ڈی پیئرمین کے شیئرز کی قیمت گررہی تھی۔ اس کے پی آر ایڈوائزر نے اسے کسی معقول ساکھ کے حامل پروجیکٹ میں ہاتھ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ لورین کی خوش قسمتی رہی کہ اس نے پروجیکٹ میں دلچسپی ظاہر کی۔ لورین ہچکچا رہی تھی۔ تاہم دونوں کی ملاقات ہوئی۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے متاثر ہوئے...... اور ڈی پیئرمین نے پروجیکٹ پر ہاتھ رکھ دیا۔ لورین نے اپنی مرضی کی ٹیم منتخب کی۔ سین اس میں شامل تھا۔ فرینک کے ساتھ وہ کام کرچکی تھی۔ اس کی شمولیت ناگزیر تھی۔ اپنی فیلڈ میں اس کی قابلیت بے مثال تھی۔ مرڈو نہ صرف بہترین شیف تھا بلکہ پلمبنگ، الیکٹریکل ورک کا بھی ماہر تھا۔ میل، سین کے مانند نیا چہرہ تھا۔ تعلق نیوزی لینڈ سے تھا۔ وہ بھی بہترین ساکھ کی حامل تھی۔ یہ تھے کیپری کارن کے پانچ مشہور و معروف کردار۔ ڈی پیئرمین سے چیک لینے کے ٹھیک ایک سال بعد جنوری میں تیار کیپری کارن فضائی راستے سے انٹارکٹیکا کے مخصوص مقام پر نصب کرنے کے لیے روانہ ہورہا تھا۔ اس کی تیاری میں ہر ضروری شے کا خیال رکھا گیا تھا۔ بالخصوص لورین اور فرینک نے ہزاروں گھنٹے کمپیوٹر کے ساتھ مل کر ماڈل بناتے پر صرف کیے تھے۔

انٹارکٹیکا میں پہنچنے کے سات ہفتے بعد کیپری کارن کی سادہ سی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ ربن کاٹتے وقت لورین کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ مسکراہٹ میں جذبے اور خواب مچل رہے تھے۔ اس نے فخر سے ایک جملہ کہا۔

''یہ بیس اگرچہ بہت بڑا نہیں ہے لیکن اس کے نتائج دیوہیکل ثابت ہوں گے۔''

اس کی بات کے جواب میں تالیوں کی گونج تھی۔

☆☆☆

''کیا صورتِ حال ہے؟''

سین نے برگ کے ساتھ اسکرین دیکھا۔ ''چار سو ساٹھ فٹ۔''

''کوئی رکاوٹ؟''

''کچھ نہیں۔''

لورین نے ہیجانی کیفیت محسوس کی۔ پانچ سال کی منصوبہ بندی اور خوابوں کی تعبیر کا آغاز تھا۔ ''لورین! ریڈیو کال، ارجنٹ!'' ڈوروے کی طرف سے آواز آئی...... کیا

ارجنٹ ہوسکتا ہے؟ لورین نے تجسس محسوس کیا۔ فرینک کے نارمل تاثرات میں پریشانی کا عکس تھا۔ وہ پلٹ کر مرکزی بلاک میں آ گئی۔ ریڈیو روم کے کنکشن سے نسوانی ہراساں آواز ابھر رہی تھی۔ ''دس از ٹرانس انٹارکٹیکا ایکسپیڈیشن کنٹرول۔ کیپری کارن، ہمیں ایمرجنسی کا سامنا ہے۔ میں دہراتی ہوں۔ ایمرجنسی...... ڈو یو ریڈ می؟ اوور۔''

لورین عالمِ استعجاب میں ریڈیو ہینڈسیٹ کو گھور رہی تھی۔ اسے اپنی سماعت پر شک ہو رہا تھا...... کون ایمرجنسی رپورٹ کر رہا تھا اور کیپری کارن کو آواز کیوں دے رہا تھا؟

''تم کون ہو؟ اور ہنگامی صورتِ حال کی نوعیت کیا ہے؟ اوور۔''

''میرا نام آئی ون ایوانز ہے۔ میں جولین فٹز جیرالڈ کی سیکریٹری ہوں۔ وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ طویل راستے سے انٹارکٹیکا کراس کرنے نکلا تھا۔ اڑتالیس گھنٹے قبل ہمیں ایمرجنسی سگنل ملا...... جواب میں ہماری طرف سے ٹوئن اوٹور روانہ کیا گیا۔ ائرکرافٹ میں ایک رپورٹر بھی تھا۔ وہ دونوں ''بلیک مار'' گلیشیر پر بری حالت میں تھے۔ ائرکرافٹ واپس نہیں آیا ہماری سمجھ کے مطابق وہ کریش کر گیا ہے اوور......''

''او کے۔'' لورین نے کہا۔ ''لیکن دوسرا ائرکرافٹ، ٹھیک معلومات لینے کے لیے کیوں نہیں بھیجا گیا؟ اوور۔''

''ہم کوشش کر رہے ہیں...... لیکن موسم حائل ہے۔ اوور۔''

''میں سمجھ گئی۔'' لورین نے سر کو جنبش دی۔ ''یہاں بھی برفانی طوفان قریب ہے۔ مجھے بتاؤ، کتنے لوگ ملوث ہیں؟ اوور۔''

''کل پانچ افراد۔ دو پائلٹ، ایک برٹش صحافی اور دو مہم جو۔'' آئی ون نے ہچکچاتے ہوئے وقفہ لیا۔ ''میرا خیال ہے کہ لینڈ ریسکیو واحد آپشن ہے...... اور کیپری کارن قریب ترین بیس ہے۔ اوور۔''

''آئی ون، ہمیں صحیح معلومات درکار ہیں۔ اوور۔''

آئی ون نے کچھ وقفے کے بعد لیٹی ٹیوڈ اور لونگی ٹیوڈ کی نشاندہی کی۔

فرینک نے پنسل سنبھالی...... تیزی سے حساب جوڑا اور نقشہ دیکھ کر پنسل سے نشان لگایا۔ ''وہ یہاں پر ہیں۔'' اس نے لورین کو بتایا۔

لورین کا چہرہ مرجھا گیا۔ ''لوکیشن کتنے فاصلے پر ہے؟''

''کوئی سمت بھی اختیار کریں...... خطرناک، لگ بھگ تین سو میل۔''

لورین ریڈیو کی طرف متوجہ ہوئی۔ ''آئی ون، ہمارے لیے خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اتنے فاصلے تک کے لیے ہمارے وسائل نابود ہو جائیں گے۔ کیپری کارن ایک چھوٹا ریسرچ بیس ہے۔ ائر ریسکیو ہی بہترین آپشن ہے۔ اوور۔''

آئی ون نے گہرا سانس لے کر امکانات کا جائزہ لیا۔ کیونکہ لورین کا جواب مایوس کن تھا۔ ان کی واحد امید کیپری کارن تھا۔ طوفان کی غیر موجودگی میں غالباً صورتِ حال بدل جاتی۔

''ریسکیو مہم پر جانے کے لیے میں چوبیس گھنٹے لوں گی۔'' لورین نے کہا۔ ''اس دوران تم ہر چینل استعمال کر کے یہ معلوم کرو کہ ٹوئن اوٹور کریش ہوا ہے یا کوئی اور بات ہے۔ تصدیق ہونے تک میں اپنی ٹیم کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ تم امریکن ائر سروس سے بھی مدد لے سکتی ہو۔ دوسرے یہ کہ مجھے وہاں پانچوں افراد کے نام اور حالات کا علم ہونا چاہیے۔ تم سمجھ رہی ہو نا؟ اوور۔''

''میں پوری کوشش کروں گی۔ اوور۔'' ریڈیو خاموش ہو گیا۔

لورین نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ باہر سیاہی تھی۔ طوفان کی شدت بڑھ گئی تھی۔ ''تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔'' اس نے فرینک سے کہا۔ ''لگتا ہے مجھے ٹرپ پر جانا پڑے گا۔ سین میرے ساتھ ہوگا۔ دو افراد سے زیادہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ لاجسٹک کا خیال رکھنا بے حد اہم ہے۔''

''ڈرلنگ کا کیا ہوگا؟''

''ڈرلنگ؟'' لورین بدمزگی کو پوشیدہ نہ رکھ سکی۔ ''ڈرلنگ روکنی پڑے گی۔''

☆☆☆

جوز رومیرو اور کلاڈیو ورگاس ٹوئن اوٹور میں پرواز کر رہے تھے۔ ریڈیو پر کیپری کارن بیس سے بات کیے ہوئے چودہ گھنٹے گزر چکے تھے۔ پہلے ائرکرافٹ کے غیاب کو پورے تین دن ہو رہے تھے۔ دونوں پائلٹ باخبر تھے کہ وہ ایک مخدوش سفر پر ہیں لیکن گنجائش نہیں تھی کہ وہ طوفان کے ہلکا ہونے کا انتظار کرتے۔ موہوم امید تھی کہ ان کے ساتھی پائلٹ زخمی حالت میں امداد کے منتظر ہوں۔ مہم جو پہلے ہی

پہنے ہوئے تھے۔ دونوں نے رات میں کیپ ہارن سے پرواز کی۔ صبح نو بجے کے قریب وہ جائے حادثہ پر تھے۔ طوفان کی شدت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ سیاہی مائل بادل بصارت کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ پچاس منٹ تک پائلٹ زاویہ بدل کر گلیشیئر کو کھنگالتے رہے۔ ایک موقع پر ورگاس چلّایا۔ ”ادھر کچھ ہے، گھوم کے آؤ۔“

بادلوں نے بھی مہلت دی اور انہوں نے برف پر SOS کے بڑے بڑے نشانات دیکھ لیے۔ قبل اس کے کہ منظر دھندلاتا، رومیرو نے خیمے سے قریباً سو گز کے فاصلے پر برفانی گیند نما شے دیکھی۔ نہیں، وہ ائرکرافٹ کا انجن تھا۔ جولین اور اس کے ساتھی نے انجن آئل کی مدد سے SOS کے حروف بنائے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ ائرکرافٹ کریش کر گیا تھا۔ دونوں نے مایوسی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھا۔ بعدازاں تین چکر اور کاٹے تاہم کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کوئی بچا بھی ہے تو نیچے اترے بغیر کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا اور ان حالات میں نیچے اترنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ ”ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“ رومیرو نے بھرائی ہوئی آواز میں ناامیدی کا اظہار کیا۔

☆☆☆

لورین نے ریسکیو کا اعلان کر دیا۔ فرداً فرداً سب سے مشورہ طلب کیا۔ منصوبہ بندی کی۔ سامان کی تفصیلات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ کمیونیکیشن، ٹرانسپورٹ، پروویژن، میڈیکل اور اسپیشل ایکوپمنٹ...... انہوں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ روانہ تو دو ہو رہے ہیں...... کیا امکانات ہیں کہ واپسی پر کتنے ہوں گے؟ منصوبے کی تکمیل پر فرینک نے ہاتھ اٹھایا۔ ”مداخلت کے لیے معذرت...... لیکن کسی نے اب تک غیر متوقع سچویشن کا اظہار نہیں کیا۔ مثلاً اگر تم دونوں کسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو۔ مثلاً اسنو موبائلز، ریڈیوز اور سپلائی کسی کھائی کی نذر ہو جاتے ہیں، اس صورت میں تمہیں کون ریسکیو کرے گا؟“

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ”تمہارے پاس کیا حل ہے؟“ لورین نے سوال کیا۔

”میرے خیال میں تم دونوں کو ہر پچاس میل پر کچھ نہ کچھ دفن کر دینا چاہیے۔ ایسی صورت میں کم از کم فائٹنگ چانس برقرار رہے گا اور ہمیں تم تک پہنچنے میں آسانی ہو گی......“

سین کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہوئیں۔ ”اس طرح ”اسنو موبائلز“ کا وزن بڑھ جائے گا اور رفتار کم ہو جائے گی۔“

”یوں کرتے ہیں کہ پہلا مارکر سو میل پر اور دوسرا دو سو میل پر...... کچھ نہ ہونے سے کچھ بہتر ہے۔ تمہارا خدشہ بھی ٹھیک ہے، جو ہلکا ہو جائے گا۔“

لورین نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیم کی طرف دیکھا۔ سب نے اتفاق کیا۔

”کوئی اور بات یا مشورہ؟“ اس نے سوال کیا۔

سب خاموش تھے۔ ”اوکے۔ ہم ایک گھنٹے میں نکل جائیں گے۔“

☆☆☆

ابتدائی تیس میل روانی کے ساتھ گزرے۔ لورین اسنو موبائل (جو انجن سے چلتی ہے) پر کمپاس کے ساتھ آگے تھی۔ گاہے گاہے وہ آئینے کے ذریعے عقب میں سین کی ہیڈ لائٹس دیکھ رہی تھی۔ تیس میل کے بعد روانی متاثر ہونے لگی۔ سطح زمین کی کیفیت بدل رہی تھی۔ گاگلز پر جمنے والی برف صاف کرنے کے لیے انہیں ہر ایک دو میل پر رکنا پڑ رہا تھا۔ سفر کے سینتیس میل اور ڈھائی گھنٹے...... برفانی سطح تواتر کے ساتھ رنگ بدل رہی تھی۔ کہیں کھائی، اونچائی، نالیاں...... دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ رفتار کم ہو گئی تھی۔ ایک مقام پر رک کے انہوں نے تھرموفلاسک سے کافی لی پھر سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔

وہ گڑھوں، برفانی تودوں، نالوں، کھائیوں...... سے بچتے بچاتے، رخ بدل بدل کے کمپاس کی مدد سے واپس راہ پر آ جاتے۔ علاقہ بھول بھلیوں کے مانند تھا۔ متعدد بار راستہ مسدود ہوا۔ کبھی آئس بال کا رخ اوپر کی جانب اور کبھی ڈھلوان کی طرف ہو جاتا۔ کہیں چال ہموار رہتی...... کہیں لڑکھڑانے لگتی...... برفانی پہاڑیوں کے قریب انہوں نے کیمپنگ کا فیصلہ کیا۔ تند ہواؤں میں خیمہ نصب کرنے کے لیے کافی تگ و دو کرنی پڑی۔ رات کے نو بج رہے تھے۔ لورین نے کوکنگ کا سامان نکالا اور سین نے اسنو موبائلز کو کینوس سے ڈھک دیا۔ کھا پی کر وہ سلیپنگ بیگس میں گھس گئے۔ جگہ مختصر تھی۔ پہلی مرتبہ لورین، سین کے اس قدر قریب تھی کہ اجسام ایک دوسرے کو چھو رہے تھے۔ دونوں کو اس عجیب صورتِ حال کا ادراک تھا۔ گہرائی میں کہیں دونوں کی کیمسٹری ملتی جلتی تھی۔

سونے سے پیشتر دونوں نے جولین کے بارے میں کچھ دیر گفتگو کی...... لورین کی معلومات زیادہ تھیں جس کے مطابق وہ کوئی عظیم مہم جو نہیں تھا۔ تاہم اتنا ہوشیار ضرور تھا کہ

www.pklibrary.com

میڈیا کو سنبھال لیتا تھا اور ڈرامائی مہمات کے لیے مطلوبہ فنڈز بھی حاصل کر لیتا تھا۔ اس کے ریکارڈ پر کوئی قابلِ ذکر کامیابی نہیں تھی۔ اگرچہ اس نے کئی ڈرامے رچائے تھے۔ وہ خود کو اسکاٹ اور شیکلٹین کے پائے کا مہم جو ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا۔ کم از کم اپنی نظروں میں بزعم خود وہ ایسا ہی تھا۔

اب کیپری کارن کے قیمتی وسائل اور وقت اسے بچانے پر صرف ہونے جا رہا تھا۔

☆☆☆

صبح نکھری ہوئی اور بادلوں سے پاک تھی۔ مل مین رینج کا منظر سحر طاری کر رہا تھا۔ اس کی چوڑی نیلی برفانی شاخیں گلیشیئر کے اطراف میں ہزاروں فٹ دور نکلی ہوئی تھیں۔ جیسے کسی ..... مہیب پھول کی دراز پنکھڑیاں۔ نظارہ مبہوت کیے دے رہا تھا۔

لورین نے نقشہ نکالا۔ ''ہمارے پاس دو راستے ہیں۔'' اس نے کہا۔ ''پہلا یہ کہ ہم گلیشیئر کے متوازی مزید اسی میل تک جائیں یا پھر سیدھا بالائی راستہ اختیار کریں۔''

سین دوربین سے جائزہ لے رہا تھا۔ ''ہم سیدھے اوپر جائیں گے۔ مجھے ''پاس'' میں کوئی خاص رکاوٹ نظر نہیں آ رہی۔''

لورین مسکرائی۔ ''اوکے لیکن ہمیں یہاں پہلا ایمرجنسی ڈپو قائم کرنا ہے۔ اس کے بعد ہی ہم پہاڑیوں میں پیش قدمی کریں گے۔''

تین بجے سین نے مائلومیٹر چیک کیا۔ ''ہم بیس'' سے سو میل دور آ چکے ہیں۔ ڈپو کہاں بنائیں؟''

''وہاں ان دو پستہ قد چوٹیوں کے درمیان۔'' لورین نے اشارہ کیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو، موزوں مقام ہے۔''

دو میں سے ایک ایمرجنسی بیرل وہاں برف میں دفنا دیا گیا۔ وہاں چھ فٹ کا مارکر پول نصب کیا گیا جس کی چوٹی پر سرخ کپڑا موجود تھا...... لورین نے GPS یونٹ نکال کر آن کیا۔ کچھ دیر میں ٹرانسمیٹر مصنوعی سیارے کے ساتھ جڑ گیا۔ لورین نے ٹھیک ٹھیک لیٹی ٹیوڈ اور لانگی ٹیوڈ نوٹ پیڈ پر لکھا۔ پھر GPS واپس جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ وہ مل مین رینج سے گزرنے کے لیے تیار تھے۔

اسنوموبائلز ترچھی حالت میں بلندی کی طرف جا رہی تھیں۔ ہر ایک ہزار فٹ پر سردی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ حفاظتی لباس کے باوجود جلد ہی سین نے کپکپاہٹ محسوس کی۔ انگلیاں گویا جمنے لگی تھیں۔ اس نے بڑھتی ہوئی سردی کی جانب سے توجہ ہٹائی اور توجہ چڑھائی کی طرف مرکوز کر دی۔ سین نے کسی بھی حادثے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ اس کے آگے لورین ماہرانہ انداز میں ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس کا بدن اوپر اٹھا ہوا تھا...... بالکل ہارس ریس کے جاکی کے مانند۔ جس کے پیر رکابوں میں ہوتے ہیں اور جسم معلق...... سر گھوڑے کی گردن کے قریب ہوتا ہے۔ وہ جس حالت میں اوپر جا رہے تھے اس کے لیے یہ انداز بہترین تھا۔ کیونکہ اسنوموبائلز میدان میں نہیں دوڑ رہی تھیں۔ ذرا سی غفلت مشینوں کو لڑھکا سکتی تھی۔

محفوظ حالت میں وہ خاصے اوپر آ کے رک گئے۔

لورین نے الٹی میٹر، سین کو دکھایا۔ ''ہم بلندی کے قریب ہیں۔'' یہ بڑا ڈرامائی منظر تھا۔ کہیں کہیں بادلوں کے ٹکڑے چکرا رہے تھے۔ یہ دراصل برف کے اجتماعی ذرات تھے۔ بادلوں کے نیچے گلیشیئر تھا۔

بلیک مور...... کرۂ ارض پر سب سے بڑا گلیشیئر۔ جتنا علاقہ عظیم گلیشیئر نے گھیرا ہوا تھا۔ اتنی جگہ فرانس اور جرمنی جیسے ممالک کے لیے کافی تھی...... گلیشیئر پر آنے کے لیے ان کے پاس دو راہیں تھیں۔ ایک راہ سین نے برفانی یلغار کے خطرے کے باعث مسترد کر دی۔ دوسرا راستہ گھاٹی میں سے ہو کے گزرتا تھا۔ جو بائیں جانب تھی۔ انہوں نے گھاٹی کا انتخاب کیا۔ اسنوموبائلز کی رفتار دھیمی تھی۔ کبھی یوں لگتا جیسے وہ قدم بہ قدم چل رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے سفر جاری رکھا۔ آٹھ بجے تک وہ متواتر تیرہ گھنٹے کی ڈرائیو کر چکے تھے۔ تھکن سے بُرا حال تھا۔ جسم اکڑ گئے تھے۔

''کیمپ؟'' لورین کے منہ سے نکلا۔

سین پہلے ہی تیار تھا۔ خیمہ جمایا گیا۔ کھانے پینے کے بعد انہوں نے کیپری کارن ریڈیو کال کی۔ فرینک نے دونوں طرف کی صورتِ حال سے آگاہ کیا...... مختصر گفتگو کے بعد وہ ریڈیو بند کر کے لیٹ گئے۔

''کل ہم انٹارکٹیکا کی بدترین اور شیطانی کھائی کا سامنا کریں گے۔'' لورین نے کہا۔

☆☆☆

غیر یقینی امکانات اعصاب کے لیے امتحان ثابت ہوتے ہیں۔ موسم اور برفانی پُل ان میں سرفہرست ہیں۔ فولادی اعصاب بھی پارہ پارہ ہونے لگتے ہیں۔ کھائیوں، گڑھوں سے بچا جا سکتا ہے۔ تاہم اول الذکر دونوں امکانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے...... لڑنا پڑتا ہے...... پہلے برفانی پل سے مڈبھیڑ ہوئی تو لورین نے کہا۔ ''طریقہ

کار ایک ہے اور سادہ ہے...... اگر چہ جان لیوا خطرہ اپنی جگہ پر ہے۔ برج پر جانے سے پہلے اچھی طرح جائزہ لے لو، وہ کتنا طویل اور دبیز ہے۔ چوڑائی کتنی ہے؟ پُل کے مضبوط حصے کا انتخاب کرو اور اس حصے پر جتنی تیزی سے ڈرائیو کر سکتے ہو کرو...... پُل گرنے سے پہلے تم پار ہو جاؤ گے۔'' اس نے سین کو بتایا۔ ''لیکن حقیقت یہ ہے کہ پُل کہیں بھی ٹوٹ سکتا ہے۔''

''ہمیں کتنے پُلوں سے واسطہ پڑے گا؟'' سین نے سوال اٹھایا۔

لورین نے آنکھیں سکیڑ کر دور تک کھائیوں بھرے علاقے کو جانچا۔ ''مشکل ہے...... شاید سو یا سو سے بھی زیادہ۔''

''ٹھیک ہے۔ میں پہلے جاتا ہوں۔''

سین نے مومینٹم بنانے کے لیے فاصلے سے اسنو موبائل اسٹارٹ کی۔ وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ پُل کے کس حصے پر اس نے مشین دوڑانی ہے...... پہلا پُل دونوں نے یکے بعد دیگرے بخیریت عبور کر لیا۔ انہوں نے نصف فاصلہ کامیابی سے طے کیا۔ بعد ازاں قدرے ہموار سطح برفانی سطح آئی اور سین نے رفتار بڑھا دی...... پندرہ میل فی گھنٹہ، بیس...... بائیس...... اور لورین نے دیکھ لیا۔ ''رک جاؤ۔'' وہ حلق کے بل چلائی تھی۔

بظاہر وہ ایک مبہم سیاہی مائل طویل لکیر ہی تھی۔ سین نے گاڑی روک لی تھی۔ دونوں پیدل لکیر کی طرف گئے۔

''تم نے دیکھا؟'' لورین نے استفسار کیا۔

''مجھے یقین نہیں تھا۔ میں اسے ٹھوس ہی سمجھا تھا۔ قدیم دباؤ سے بننے ولی فالٹ لائن۔''

''دیکھو اس کی چوڑائی۔'' لورین نے قریب پہنچ کر کہا۔

فاصلے سے وہ سیاہی مائل لکیر کے مانند تھی لیکن وہ کم سے کم تیس فٹ چوڑی تھی۔ لورین نے دائیں بائیں دیکھا۔ وہ سیکڑوں گز نہیں تو، دونوں سمتوں میں میلوں تک چلی گئی تھی۔

حقیقت کا ادراک ہونے پر سین کے سرد جسم میں ٹھنڈ اور بڑھ گئی۔ گویا ریڑھ کی ہڈی میں برفانی سلاخ اتر گئی تھی۔ ''کیا یہ گہری ہے؟''

لورین نے شانے اچکائے۔ ''چیک کرنا ضروری ہے۔'' وہ پیٹ کے بل کنارے کے ساتھ لیٹ گئی اور نیچے جھانکا۔

وہ گزر سکتے تھے۔ جھکاؤ فٹ بھر سے بھی کم تھا۔ اسے لیٹ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کچھ اور دیکھنا چاہتی تھی۔ اشارہ کرنے پر سین نے المونیم کا نوک دار مخصوص آلہ اسے پکڑایا۔ جسے برفانی ریلوں میں دفن ہونے والے کوہ پیماؤں کی تلاش میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لورین نے ہاتھ بڑھا کر برفانی سطح کی صلابت چیک کی۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے...... آلہ اس کی مٹھی سمیت اندر گھس گیا تھا۔ جیسے چھری مکھن میں اترتی ہے۔ لورین نے مٹھی گھما کر بہ آسانی وہاں سوراخ بنایا۔ یہ امر کسی بھی شک سے بالاتر تھا کہ وہ جگہ کھوکھلی تھی۔

''پیچھے رہو اور میری ٹانگ پکڑ لو۔'' اس نے سین سے کہا۔ خود وہ احتیاط سے چند انچ آگے کھسکی اور سوراخ میں جھانکا۔ اس کی سانس رک گئی۔ ''سین...... تم یقین نہیں کرو گے کہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔'' انٹارکٹکا میں ''کوبالٹ کریک'' سے گہری کھائی، دوسری نہیں تھی لیکن لورین جو کچھ دیکھ رہی تھی، وہ ناقابلِ یقین تھا۔

''مطلب ہم اس پر قدم نہیں رکھ سکتے؟'' سین نے نتیجہ اخذ کیا۔

لورین پیچھے ہٹ گئی۔ دو عدد برفانی گولے ڈھونڈ کر اس نے سوراخ سے فاصلے پر دس فٹ آگے بے ضرر برفانی سطح پر اچھال دیے۔ تصادم ہوتے ہی چار فٹ چوڑا خلا نمودار ہوا۔ گولوں کے گرنے کی آواز سننے کے لیے دونوں نے کان لگائے۔ پورا منٹ گزر گیا...... کوئی آواز نہیں آئی۔ دونوں وحشت کے عالم میں ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔

''اس کا نام رکھنا پڑے گا۔'' سین بڑبڑایا۔

''ڈیپ تھروٹ (Deep Throat)'' لورین نے برجستہ کہا۔

☆☆☆

دونوں نے ڈیپ تھروٹ کے متوازی مناسب رہ گزر کے لیے سفر کا آغاز کیا...... اس جستجو میں کافی وقت ضائع ہو گیا تھا۔ تاہم وہ ڈیپ تھروٹ سے جان چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ لورین نے محسوس کیا کہ وہ بدترین مراحل طے کر چکے ہیں۔ کیمپری کارن سے دو سو میل دور انہوں نے دوسرا ایمرجنسی ڈپو قائم کیا۔ لورین نے پیڈ پر GPS پوزیشن نوٹ کی۔

''پچاس میل تک سطح گراؤنڈ ہے۔ اس کے بعد پھر کھائیوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔'' لورین نے نقشے کا

جائزہ لیا۔

''میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جولین اور اس کا ساتھی بڑھتے کیوں رہے؟ انہیں وہاں رک جانا تھا، جہاں ائرکرافٹ کو اترنے میں آسانی ہوتی۔'' سین کے لہجے میں بیزاری تھی۔

''غالباً جولین اس خوبی سے محروم ہے کہ کب پسپائی اختیار کرنی چاہیے۔'' تین گھنٹے بعد وہ اس میدان کے وسط میں تھے جو ناہموار سطح اور کھائیوں سے پُر تھا۔ اس دوران میں وہ خود کو کسی بھی حادثے سے بچانے میں کامیاب رہے۔

''یہ ہے وہ جگہ۔'' لورین نے کہا۔ ''تخمینے اور معلومات کے مطابق ایمرجنسی سگنل یہاں سے فائر کیا گیا تھا۔''

سین نے اطراف میں نظر دوڑائی۔ ''کوئی علامت نظر نہیں آرہی، کیا تم پُریقین ہو؟''

''اطراف میں چار پانچ سو گز کا فرق ممکن ہے۔'' لورین نے جواب دیا۔ گلیشیئر کا یہ مقام مائن فیلڈ کے مانند تھا۔ جولین کا خیمہ تلاش کرنا کوئی آسان مرحلہ نہیں تھا۔ بہرحال پلان بنا کر انہوں نے تلاش شروع کی۔ وہ آہستگی سے گلیشیئر پر گرڈ پیٹرن بنا کے حرکت پذیر تھے۔ ہر دس منٹ بعد وہ رک کر دوربین کے ذریعے علاقہ اسکین کرتے...... موسم اچانک اور تیزی سے بدلا۔ لورین تلاش روکنے پر مجبور ہوگئی۔ موسم جیسے بدلا تھا، ویسے ہی معا برف باری رک گئی۔ موقع ملتے ہی انہوں نے پھر سے سرچ کا آغاز کیا۔

دفعتاً سین کی آواز آئی۔ ''میں نے خیمہ دیکھ لیا ہے۔ وہاں کوئی کھڑا ہے۔ شاید اس نے اسنوموبائلز کے انجن کی آواز سن لی ہے۔'' اکلوتے آدمی نے انہیں دیکھ کر ہاتھ بلند کیا۔ مشینوں کے انجن بند کردیے گئے۔ خیمہ نصف کے قریب ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ لورین اور سین آگے بڑھتے ہوئے تباہ شدہ ائرکرافٹ کی باقیات پر نظر ڈال رہے تھے جن کے بیشتر حصے برف میں روپوش ہوچکے تھے۔ وہ آدمی گرتا پڑتا ان کی طرف آیا۔ لورین اسے جولین کی حیثیت سے پہچاننے میں ناکام رہی۔ اس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اگر وہ جولین تھا بھی تو اس تباہ شدہ حالت میں اس کے گھر والے بھی اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔

''ہم کئی سو میل کے فاصلے پر کیمبری کارن بیس سے آئے ہیں؟'' لورین نے اسے بتایا۔

''ویلکم......'' یہ کہہ کر وہ گھٹنوں کے بل گرا۔ لورین اور سین نے اسے بٹھانے میں مدد دی اور فلاسک میں سے گرم چاکلیٹ پلائی۔

''تم لوگوں کے پاس کھانے کا سامان ہے۔'' وہ کچھ سنبھلا تو پہلا سوال کیا۔

''ہاں، سب کچھ ہے...... ہوا کیا تھا...... کریش کیسے ہوا؟''

''میں جولین فٹزجیرالڈ ہوں۔'' جولین نے تعارف کرا کے مختصر احوال سنایا۔ اشارے سے انجن کے بارے میں بتایا جو فاصلے پر پڑا تھا۔

''جہاز کے بقیہ حصے کہاں ہیں؟''

جولین، انہیں کھائی کے کنارے پر لے آیا۔ ''کوئی نہیں بچا۔'' وہ بولا۔

لورین نے افسردگی کے ساتھ نیچے ٹوئن اوٹور کے ملبے کو دیکھا۔ سین کی نگاہ نیچے جھولتی ہوئی سرخ رسی پر پڑی۔

''تم نیچے گئے تھے؟'' اس نے جولین کو دیکھا۔ ''کسی کو نکالا ہے؟''

جولین نے رسی اینکر سے جدا کی اور نیچے پھینک دی۔ ''یقیناً میں نیچے گیا تھا لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں نے وہاں سے صحافی کو نکالا تھا؟''

سین کو مزید حیرت کا سامنا تھا۔ ''تم نے خود ایک آدمی وہاں سے نکالا تھا؟''

جولین نے شانے اچکائے۔ ''ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے۔ متعدد بار میں نے ایسا کیا ہے۔ صورتِ حال مختلف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پُلی (چرخی) (Pully) ہم ساتھ رکھتے ہیں۔''

''اس کی حالت کیسی ہے؟''

''بہت تکلیف میں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔''

سین کو توقع تھی کہ جولین رتی واپس کھینچ لے گا لیکن اس نے الٹا کام کیا...... ان کے پہنچتے ہی رسی کی ضرورت ختم ہوگئی؟ وہ جولین کی اس حرکت پر الجھن کا شکار ہوگیا تھا۔ لہٰذا وہ سوال کیے بغیر نہ رہ سکا۔

''دونوں پائلٹ ختم ہوچکے ہیں۔ رتی کے ذریعے ہم ان کے لیے کچھ نہیں کرسکتے۔'' جولین کے جواب نے سین کو مزید الجھا دیا۔ تاہم وہ خاموش رہا۔ لورین خیمے کی حالت دیکھنے چلی گئی۔ خیمہ دو آدمیوں کا مدفن نظر آرہا تھا۔ دو ہڈیوں کے ڈھانچے...... قریب المرگ...... بائیں جانب ناروے کا کارل نورلینڈ، لورین نے اندازہ لگایا۔ وہ دونوں بلاک۔ تینوں میں سب سے بدتر حالت کارل کی تھی۔ منہ پر خون جما تھا۔

ناک فراسٹ بائٹ کا شکار تھی۔ وہ قریب قریب بے ہوش تھا۔ کسی بھی وقت کوما میں جانے والا تھا۔ کچھ نہیں پتا کب سے بھوکا تھا۔ ڈی ہائیڈریشن (قلتِ آب) انتہا پر تھی۔ دائیں ہاتھ میں ایمرجنسی ٹرانسمیٹر تھا۔ انگلیاں جن پر کھال رہ گئی تھی، ٹرانسمیٹر پر یوں لپٹی تھیں جیسے زندگی کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہو۔ لورین نے ٹرانسمیٹر ہاتھ سے چھڑا کر اس کا سوئچ آف کیا اور اسے ایک طرف ڈال دیا۔ اب جبکہ لینڈ ریسکیو جاری تھا... ہوا کی لہروں پر ایمرجنسی سگنل کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ ہوش میں تھا۔ ''میں نے آواز سنی تھی.....کوئی ائرکرافٹ آیا ہے؟'' اس نے بکھری ہوئی آواز میں سوال کیا۔

''نہیں۔ یہ لینڈ ریسکیو ہے۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ کیا نام ہے؟''

''رچرڈ۔ اُف، میری ٹانگیں.....''

لورین نے آہستگی سے سلیپنگ بیگ ہٹایا اور ٹانگوں کی حالت دیکھ کر کانپ اٹھی۔ رچرڈ کی اذیت کا تصور ہی کیا جاسکتا تھا۔

''تمہیں مارفین کی ضرورت ہے۔ میں انجکشن لاتی ہوں۔''

''شکریہ۔'' اس کی آنکھوں میں ناقابلِ بیان تشکر اور امید تھی۔

لورین نے خود کو رونے سے باز رکھا۔

''وہ کیسے ہیں؟'' لورین کو دیکھ کر سین نے سوال کیا۔

''میری توقع سے زیادہ خستہ اور بدحال..... میں دونوں کو سنبھالنے کی کوشش کروں گی۔ لیکن انہیں ہمیں پرلے جانا پڑے گا۔''

لورین نے کیپری کا رن رابطہ کر کے احوال بتایا اور فریک سے کہا کہ وہ ٹھیک صورتِ حال سے آئی ون کو آگاہ کردے۔

''سین، مشینوں میں ایندھن بھرو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے۔''

''تمہارا نہیں خیال کہ ہمیں نیچے جا کر ائرکرافٹ کے ملبے کا جائزہ لینا چاہیے؟'' سین نے کہا۔

جولین دخل انداز ہوا۔ ''کس مقصد کے لیے؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ ان دونوں کو طبی امداد کی ضرورت ہے۔''

سین نے پھر جولین کے لہجے پر حیرت محسوس کی۔ ''میرا خیال تھا کہ میں اور لورین دیکھ لیتے تو آئندہ انکوائری میں مدد مل سکتی تھی..... کریش اور اموات کے بارے میں.....''

''انکوائری میں۔ ہر سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں۔'' جولین نے کہا۔

''کیا تم نے فوٹوگراف لیے ہیں؟''

جولین، سین کے قریب آگیا۔ ''فوٹوگراف؟ وہاں دو آدمی مردہ حالت میں ہیں.....اور مجھے وہاں تصویر کشی کرنا چاہیے؟''

لورین کو مداخلت کرنی پڑی۔ ''سین، شاید جولین ٹھیک کہہ رہا ہے، ہمارے پاس وقت کم ہے۔ ائرکرافٹ کو بھول جاؤ۔''

سین نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔ ''اوکے۔'' وہ مشینوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لورین نے رچرڈ کی مرہم پٹی کی اور تینوں کو ری ہائیڈریٹ کرنے کے لیے پانی گرم کرنے لگی۔ جولین نے اسٹوو پر سوپ بنا کر رچرڈ کو دینے سے پہلے خود پیا۔

''تمہارا سازوسامان کہاں ہے؟'' لورین نے استفسار کیا۔ ''ہم مشینوں پر صرف ضروری سامان رکھیں گے۔''

''صرف ذاتی رک سیک ہیں۔ باقی سامان بیکار ہے۔''

رچرڈ اور کارل کی مناسب مدد کرنے کے بعد انہیں صاف سلیپنگ بیگز میں منتقل کیا گیا۔ سین نے انہیں کٹ بیگ میں رکھ کر اس طرح سلیج کے ساتھ باندھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ آرام محسوس کریں۔ سلیج پر محفوظ ایندھن سے کچھ حصہ پیٹرول ٹینک میں ڈالا۔

واپسی کا سفر دھیمی رفتار کے ساتھ شروع ہوا۔ مارفین کا اثر ختم ہوتا تو رچرڈ کی چیخیں نکل جاتیں..... وہ حتی الامکان رواں ڈرائیونگ کر رہے تھے پھر بھی کہیں کہیں جھٹکا لگتا جو رچرڈ کی فریکچرڈ ٹانگوں پر اثرانداز ہوتا۔

''ہمیں چند گھنٹے آرام کرنا چاہیے۔'' لورین نے تجویز پیش کی۔ انہوں نے تین خیمے کھڑے کیے۔ برف پگھلا کر کھانا تیار کیا۔ کارل کو چمچے کے ذریعے کھلایا گیا۔ اس کی حالت میں خفیف سی بہتری ظاہر ہوئی تھی۔ لورین نے بیس کال کی اور سونے کی تیاری کرنے لگی۔ تھکن اس کے ریشے ریشے میں سرایت کر رہی تھی۔ سین اس کے ساتھ لیٹا تھا لیکن بیدار تھا۔ اس کے ذہن میں مختلف سوالات چکرا رہے تھے۔ جولین کا رویہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ سب سے بڑا سوال

یہ تھا کہ تین آدمیوں میں صرف وہی بہتر حالت میں تھا۔ کارل اور جولین کی جسمانی کیفیت میں نمایاں فرق تھا۔ اگر وہ چند گھنٹے تاخیر سے پہنچتے تو کارل کی سانس اکھڑ جاتی تھی۔ وہ ایک دم اٹھ بیٹھا۔ اس نے خاموشی سے تیاری کی اور گلیشیر پر نکل آیا۔ پلٹ کر خیموں کی جانب دیکھا...... سکوت طاری تھا۔

وہ اپنی اسنو موبائل کے پاس آ گیا۔ دفعتاً ایک ہاتھ اس کے بازو پر آیا۔ وہ اس کے قریب برف پر موزوں میں کھڑا تھا۔ ''کہاں جا رہے ہو؟''

''اسنو موبائل کی عقبی جانب سے ایک بیگ کھو گیا ہے۔'' سین نے اطمینان سے جھوٹ بولا۔ ''واپسی کے راستے پر دیکھتا ہوں، شاید مل جائے۔'' سین نے اس کا ہاتھ ایک طرف کیا۔

''رکو، میں بھی آتا ہوں، اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔''

''تم سو جاؤ، میں ٹھیک ہوں۔'' سین کی آواز سپاٹ تھی۔

☆☆☆

سین نے تیزی کا مظاہرہ کیا۔ تاہم احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ رات دو بجے وہ مطلوبہ مقام پر پہنچ گیا۔ رک سیک میں سے رسی کا چھلا نکال کر کھولا۔ کھائی کے کنارے مناسب جگہ تلاش کر کے اس نے رسی پھنسائی...... جولین کا رسی سے جان چھڑانے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ ایک سو تیس فٹ نیچے ٹوئن اوٹور کے آثار نظر آنے لگے۔ ہیڈ ٹارچ کی روشنی میں وہ احتیاط سے اتر رہا تھا۔ گہرائی میں اس کا سفر ایک سو پینتالیس فٹ پر ختم ہوا۔ رسی بھی ایک سو پینتالیس فٹ پر ختم ہو گئی۔ سین نے تفتیش شروع کی۔ ایک ونگ کچے کپڑے کے مانند پھٹ چکا تھا۔ دوسرا ونگ مڑ کر ڈھانچے کے نیچے دبا ہوا تھا۔ دونوں انجن غائب تھے۔ ایک بات واضح ہوئی کہ ائرکرافٹ دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا جبکہ جولین کی کہانی میں ٹوئن اوٹور کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ دروازہ قبضوں سے اکھڑ گیا تھا۔ وہاں سے سین پسنجر ایریا میں داخل ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایسے خوفناک حادثے میں صحافی کیسے بچ گیا تھا۔ تقریباً تمام نشستیں اکھڑ گئی تھیں۔ سامنے کے حصے میں سیاہ خون کے بڑے بڑے دھبے تھے۔ ملبے کے ساتھ اس نے تیز سبز رنگ کے دو ڈبے دیکھے۔ لیبل پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ ایمرجنسی فوڈ کے لیے تھے۔ سین نے ڈبے کھول کر دیکھے۔ ان میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ متعدد ٹن پیک بھی خالی ملے۔ اشیائے خورونوش کے ریپرز ادھر اُدھر بکھرے پڑے تھے...... تو اس طرح انہوں نے خود کو اب تک زندہ رکھا۔ لیکن کارل کی بدتر حالت سین کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ کیا جولین نے اسے خوراک سے محروم رکھا تھا۔ اگر ہاں...... تو کیوں؟ صحافی کی حالت زخموں کی وجہ سے خراب تھی۔ خصوصاً ٹانگوں کا فریکچر۔ لیکن وہ بھوکا پیاسا نہیں لگ رہا تھا۔ سین نے میڈیکل سپلائی باکس بھی دیکھا۔ جسے چھوا تک نہیں گیا تھا۔ کیوں؟ کیوں؟ غصے کی لہر نے اس کے جسم کو وقتی طور پر گرم کر دیا۔

وہ کاک پٹ میں داخل ہوا۔ دونوں پائلٹ برف کے ذرات اور برفانی ہواؤں میں جم چکے تھے۔ اس کا دل بوجھل ہو گیا۔ اسے ان دونوں کی فیملیز کا خیال آیا۔ وہ ان دونوں کو مناسب تدفین کے لیے یہاں سے نکال کر بھی نہیں لے جا سکتا تھا۔ اس نے کیمرا نکال کر مختلف زاویوں سے فوٹو لیے۔ جو انکوائری میں بطور شہادت کام آ سکتے تھے۔ پسنجر ایریا کے فوٹو لینے کے بعد اس نے باہر سے ٹوئن اوٹور کی حالت کے فوٹو لیے۔ کیمرا رکھ کر رسی کے سہارے وہ اوپر چڑھنے لگا۔

ایک گھنٹے بعد وہ کیمپ میں واپس پہنچ چکا تھا۔ اسنو موبائل کو محفوظ کر کے وہ خاموشی سے لورین کے ساتھ لیٹ گیا۔ وہ دونوں ایک ہی خیمے میں تھے۔ ''دیکھ آئے جہاز کو؟'' لورین نے خمار آلود آواز میں پوچھا۔

''ہاں۔''

''سو جاؤ، صبح چھ بجے نکل جائیں گے۔''

''یہ لوگ ایک جہنم سے نکل کر دوسرے میں جا رہے ہیں۔'' سین نے کہا۔ ''کل سے آفیشلی ہم ونٹر میں ہوں گے۔ ستمبر تک کوئی فلائٹ نہیں آئے گی۔ اور ایک طویل رات......''

''ہاں، ان کے لیے ایک نیا بھیانک خواب شروع ہو گا۔''

''یہ ہمارے ساتھ کمس نہیں ہو سکتے۔'' سین نے کہا۔

''سین، ہم کیا کر سکتے ہیں۔'' وہ چپ ہو گئی۔ اس سے زیادہ کون جانتا تھا کہ انٹارکٹیکا کا ونٹر اپنی طرز کا خوفناک اور شدید دباؤ لاتا ہے جو انسانی اعصاب اور نفسیات کے لیے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ اس کے لیے ''ڈراؤنا خواب'' کی لفظی ترکیب ناکافی ہے۔

☆☆☆

فرینک دوربین سے شمالی اُفق کو کھنگال رہا تھا۔ پانچ

ناکامیوں کے بعد یہ اس کی چھٹی کوشش تھی جو رائگاں نہیں گئی۔ اسنوموبائلز کے چار روشن نقطے اس نے دیکھ لیے تھے۔ فاصلے کی وجہ سے ہیڈ لائٹس نقطوں کے مانند دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے میس روم کی کھڑکی پر دستک دی۔

''وہ آرہے ہیں۔''

کیپری کارن کی ٹیم بے قراری سے ان کی منتظر تھی۔ لورین کی موبائل پہلے پہنچی۔ دو منٹ بعد سین بھی آن ملا۔ دونوں جانب سے اظہارِ مسرت کیا گیا۔ ٹیم کے اراکین نے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ جولین سے ہاتھ ملایا گیا...... مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا...... رچرڈ اور کارل کی نگہداشت ہر شے پر مقدم تھی۔ دونوں کو کلینک میں پہنچایا گیا۔ آگے ڈاکٹر میل کا کردار اہم تھا۔ جس نے تیزی سے دونوں کی حالت کا جائزہ لیا۔ لورین نے آرام کے بجائے ڈاکٹر میل کی مدد کا فیصلہ کیا۔

''کارل کا وزن خطرناک حد تک گر چکا ہے۔ وہ شاک میں ہے۔ کوئی بات کی ہے اس نے؟'' میل نے سوال کیا۔

''ایک لفظ بھی نہیں...... لگتا ہے اسٹریس اور ٹراما کے باعث اس کا دماغ شٹ ڈاؤن ہے۔'' لورین نے کہا۔

ابتدائی طبی امداد کے دوران ہی کارل ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔ میل نے رچرڈ کو فی الوقت پنسلین پر رکھنے کا فیصلہ کیا۔ لورین میس روم میں آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔ اسنوموبائلز پر چھ دن کے مشن کے بعد صوفے پر بیٹھنا کسی عیاشی کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔

جولین فلاسک میں سے چائے لے رہا تھا۔ لورین یہ بات نظرانداز نہ کر سکی کہ جولین چائے ڈاکٹر کے ذاتی مگ میں انڈیل رہا تھا۔ جس پر ڈاکٹر میل کا نام تک واضح تھا۔ اس دوران مرڈو نے اشیائے طعام میز پر سجائیں اور جولین چائے سے نمٹ کر کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے لورین کو بھی دعوت دی اور مائی ڈیئر کے الفاظ استعمال کیے۔

''میں سین کا انتظار کر رہی ہوں۔''

''کافی؟'' فرینک نے بھاپ اڑاتا مگ آگے بڑھایا۔

لورین نے مگ لے کر چسکی لی۔ ''کیا خبریں ہیں؟''

فرینک نے کاغذات کا پلندا اسے پکڑایا۔ ''پریس کی کالز...... میڈیا نے ریسکیو مشن میں ناقابلِ یقین دلچسپی ظاہر کی ہے۔''

''صبح دیکھوں گی۔''

سین کی شکل نظر آئی۔ وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ڈرل اسٹارٹ کرنی ہے۔'' وہ بولا۔

''اگر تم تیار ہو تو میں چاہوں گی کہ چند گھنٹے بعد پلانٹ اسٹارٹ کر دیا جائے۔ چھ دن ضائع ہو گئے ہیں۔ اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے اضافی گھنٹے لگانے پڑیں گے۔''

''مجھے تیار سمجھو۔'' سین نے ہامی بھری۔

''شکریہ...... کافی پیو، یا کھانے کے لیے کچھ لو گے؟''

''کھانے کی بات پر سین کو ٹوئن اوٹور سے ملنے والے بسکٹ یاد آگئے۔

''میرے پاس بسکٹ ہیں۔ میں بالکل بھول گیا تھا۔'' اس نے جیب سے بسکٹ کا سبز پیکٹ نکالا۔ چکھنے کے لیے ایک بسکٹ لورین کو دیا۔ معاً اس کی نظر جولین پر گئی جو دونوں کو گھور رہا تھا۔ سین نے نظرانداز کرنے کی کوشش کی۔ تاہم وہ جولین کے عجیب انداز کو برداشت نہ کر سکا۔ ''کوئی مسئلہ ہے؟''

''نہیں......'' جولین نے نگاہ پھیری۔ سین نے بسکٹ کا ریپر بن میں اچھال دیا۔

☆☆☆

''تم ڈی پیئرمین سے بات کرلو۔'' فرینک نے لورین سے کہا۔ ''وہ کچھ گرمی کھا گیا ہے۔'' لورین، فرینک کے ہمراہ ریڈیو روم میں چلی گئی۔ اس نے ڈی پیئرمین کو ریسکیو مشن کی کامیابی کے بارے میں بتایا اور معذرت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ آج صبح ہی واپس پہنچی ہے۔

''اچھی بات ہے۔'' پیئرمین کی آواز آئی۔ ''لیکن یہاں میرے حالات اچھے نہیں ہیں۔ میڈیا اسٹوری کو گھما رہا ہے...... جو مجھ سے اور میرے آئل آپریشن سے متعلق ہے۔''

''ایسا کیا ہوا؟''

''میڈیا بھی ایک کاروبار ہے۔ سمجھو کہ انہوں نے میرے گھر کے باہر کیمپ لگا دیا ہے۔ مصیبت بن گئے ہیں میرے لیے...... خاصی خرافات جمع ہوگئی ہیں۔ صرف ایک ٹکڑا سنا رہا ہوں جو ڈی ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ تیل کا سرمایہ دار الیگزینڈر ڈی پیئرمین نئے آپریشن کے لیے انٹارکٹیکا کی برف پر قدم رکھ چکا ہے۔ انٹارکٹیکا کے قلب میں ڈرلنگ کی جارہی ہے جو ''انٹارکٹک ٹریٹی'' کی خلاف ورزی ہے۔ ٹریٹی کے تحت وہاں صرف حقیقی سائنسی ریسرچ کی جا سکتی

ہے۔ متعدد سائنس دانوں نے کیمپری کارن کمانڈر لورین برجیس پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ سائنسی تحقیق کی آڑ میں پیئر مین کے لیے کام کر رہی ہے۔ ڈی پیئر مین احمق نہیں ہے، وہ جانتا ہے کہ انٹارکٹیکا معدنی دولت کا آخری دفینہ ہے۔ لورین کی سائنسی تحقیق ایک ڈھکوسلا ہے جس کی کامیابی انتہائی مشکوک ہے۔ اگر سائنسی تحقیق کامیاب نہیں ہوئی تو پیئر مین کو پچاس ملین ڈالرز تک بطور ہرجانہ ادا کرنا ہوں گے۔"

"اوہ گاڈ، میں معذرت خواہ ہوں...... اگر تمہارا نام اور ساکھ خراب کرنا ہوگی تو وہ میری زندگی کا آخری کام ہو گا۔" لورین نے کہا۔

"افواہوں کی گردش روکنے اور صحافیوں کی بکواس بند کرنے کے لیے نتائج درکار ہیں۔ کتنا وقت لگے گا؟"

لورین نے گہری سانس لی۔ "اگر ہم حد سے تجاوز کرتے ہیں تو کام بگڑنے کا خطرہ ہے۔ میری بھرپور کوشش ہوگی کہ اگست تک تکمیل تک پہنچ جاؤں۔"

"اگست؟ مہینے درمیان میں ہیں۔" ڈی پیئر مین نے تشویش سے کہا۔ "دیکھو، میں پھنستا جا رہا ہوں۔ مجھے کوئی اچھی خبر دو۔ چند ہفتوں میں کوئی مثبت پروگریسو رپورٹ...... کچھ بھی، تاکہ میں میڈیا کے کتوں کو زنجیر ڈال سکوں۔"

"میں اپنی بہترین صلاحیت صرف کروں گی۔"

رابطہ منقطع ہوگیا۔ لورین نے انگڑائی لے کر تناؤ کم کرنے کی کوشش کی اور باہر کا رخ کیا تو جولین پر نظر پڑی۔ وہ اسی جانب آرہا تھا...... اسی اثنا میں ریڈیو نے ٹرانسمیشن سگنل دیا جو کسی کال کی آمد کا اعلان تھا۔ وہ پلٹی، فرینک وہیں تھا۔ "رائٹر، لندن کی سارا لائن پر ہے۔" اس نے بتایا۔

لورین نے اپنا تعارف کرایا۔ سارا، جولین کے ریسکیو مشن کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ فرینک نے دیکھا کہ جولین راہداری میں کھڑا تھا۔ "وہ بخیریت کیمپری کارن پہنچ چکا ہے۔" لورین نے سارا کو مطلع کیا۔

"شاندار، بہت عمدہ...... کیا ہم اُس سے بات کر سکتے ہیں؟" مہم جو جولین پھرتی سے آگے بڑھا اور ٹرانسمیشن ڈیسک پر بیٹھتے ہوئے ہینڈسیٹ مانگا۔

"میں جولین فٹز جیرالڈ بات کر رہا ہوں۔"

"گڈ مارننگ سر، آپ کی آواز سن کے بہت خوشی ہے۔ آپ اتنے خوفناک حادثے کے بعد زندہ ہیں۔ کیا آپ ریسکیو کے بارے میں بتائیں گے؟"

"ریسکیو؟" جولین ترخا۔ "میری جگہ کوئی بھی ہوتا، وہ یہی کرتا......"

"ایک منٹ۔" سارا نے قطع کلامی کی۔ "میرے خیال میں آپ کو بدتر صورتِ حال سے بچا کے کیمپری کارن لایا گیا ہے۔"

"وہ ایک سادہ سا کام تھا۔ اسنوموبائلز کی ڈرائیونگ...... ایسا ہی تھا جیسے درخت پر چڑھ کے پھل توڑنا، مائی ڈیئر، ریسکیو میں نے کیا تھا۔ ڈیلی میل کے مرتے ہوئے صحافی کو کھائی سے نکالا تھا۔"

"ویل، یہ ایک ڈرامائی کہانی لگتی ہے۔ کچھ اور بتائیے۔"

"ضرور، کیوں نہیں۔"

لورین میں اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں تھی۔ وہ نکل کر اپنے کمرے میں پہنچی تو پہلے سے زیادہ تھکی ہوئی تھی بلکہ ایسی پژمردگی اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی، ایک بات یقینی تھی۔ تین نو وارد افراد کی آمد کے بعد کیمپری کارن کا ماحول بدلنے جا رہا تھا۔ کم از کم اس وقت تک جب تک ونٹر کے بعد کوئی ائرکرافٹ تینوں کو یہاں سے نہیں لے جاتا......

ونٹر میں بیس بخ بستہ پریشر کوکر میں بدل جاتا ہے۔ انسانی جسم سرد ترین آگ میں پگھل کر فنا ہوتے ہیں۔ انٹارکٹیکا کا ذائقہ چکھنے والے کیمپر زونٹر کو "بگ آئی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹیم منتخب کرنے میں بڑی محنت سے کام لیا تھا۔

☆☆☆

"کوئی تو راستہ ہوگا...... کسی طرح میں یہاں سے نکل جاؤں۔" رچرڈ گڑگڑایا۔ "بہت سے کام رہ گئے۔ پتا نہیں میری جاب کا کیا ہوگا؟"

"اور تمہاری گرل فرینڈ۔" جولین نے اضافہ کیا۔

"ہماری شادی ہونے والی تھی۔" رچرڈ کا چہرہ تاریک ہوگیا۔

"حقیقت سے جولین اور کارل واقف ہیں۔" لورین نے کہا۔ "انٹارکٹیکا کا موسم سرما...... نو وے، کوئی آسکتا ہے، نہ کوئی جاسکتا ہے۔ کم از کم دو سو دن کے لیے کیمپری کارن مکمل طور پر بیرونی دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ موسم اور ہواؤں کی شدت ہوائی سفر کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ٹمپریچر سدِراہ ہے۔ ہرکولیس 130C نقطۂ انجماد سے ساٹھ درجے نیچے تک فلائی کر سکتا ہے۔ ٹوئن اوٹر منفی

چالیس تک ہینڈل کر لیتا ہے۔ ہم پہلے ہی منفی چالیس سے نیچے جا چکے ہیں اور ونٹر منفی اسی بلکہ اسی سے نیچے بھی جا سکتا ہے۔"

ہولناک اعداد و شمار سن کر رچرڈ آبدیدہ ہو گیا۔

"بہر حال اب تم تینوں کیپری کارن کا حصہ ہو لہٰذا ضروری ہے کہ تمہیں ٹور کرایا جائے اور یہاں کے اصول و ضوابط سمجھا دیے جائیں۔ ضوابط کی خلاف ورزی ہمیں مصیبت میں ڈال سکتی ہے۔"

کارل خاموش تھا۔ اس نے چادر میں منہ چھپا لیا......

رچرڈ وہیل چیئر میں بیٹھا تھا۔ وہ اور جولین، لورین اور ڈاکٹر میل کے ہمراہ چل پڑے...... میٹنگ پلیس، پیلے روم، میس روم اور بار دکھایا گیا۔ کھانے کے اوقات کار متعین تھے۔ بار کی ٹائمنگ اور الکحول کا کوٹا مقرر تھا۔ کوریڈور میں نوٹس بورڈ پر ڈیوٹی روٹا چسپاں تھا...... لانڈری، باتھ روم، کیلی، ڈرلنگ شیڈ، پانی بنانے کے لیے آئس کٹنگ...... لیب اور اس کے لوازمات۔ "اصل کام یہیں ہوتا ہے۔" لورین نے بتایا۔ تاہم سنجیدہ ڈراما ونٹر میں شروع ہوتا ہے جب ہمیں دو ہزار فٹ نیچے موجود جھیل تک پہنچنے کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔"

"جھیل؟ ہمارے نیچے جھیل ہے؟" رچرڈ نے تعجب سے کہا۔

"ہاں، تفصیل پھر بتاؤں گی۔"

باتھ روم دکھائے گئے۔ ایک آدمی ہفتے میں دو شاور لے سکتا تھا، صرف تین منٹ کے لیے۔ کیونکہ برف پگھلا کر پانی حاصل کرنے کے لیے قیمتی توانائی صرف ہوتی تھی......

دوسرے کمرے میں آفتاب نہیں تھا لیکن آفتابی بستر تھا۔ ڈاکٹر کے آرڈر پر ہفتے میں دو گھنٹے وہاں گزارنا ضروری تھے۔

"لازم ہے؟" جولین نے سوال کیا۔

"بالکل۔" میل نے جواب دیا۔ "بصورت دیگر تم انیمیا کا شکار ہو جاؤ گے اور وٹامن ڈی کی قلت بھی پیدا ہو جائے گی۔"

لورین نے دیوار پر سرخ الارم بٹن کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ آگ کے لیے ہے۔ جس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ ونٹر میں ہم ہر ہفتے فائر ڈرل کی مشق کرتے ہیں۔ آگ یہاں تباہی کی اکلوتی سب سے بڑی وجہ ہے...... گزشتہ تین دہائیوں میں چھ بڑے تحقیقی مراکز راکھ ہو چکے ہیں۔"

"کچھ سمجھ نہیں آیا؟" جولین نے استفسار کیا۔

"سب سمجھ آ جائے گا۔" وہ ریڈیو روم کے سامنے تھے۔

"اچھی ٹائمنگ ہے۔" فرینک نے کہا۔ "ایک اور اخبار بات کرنا چاہتا ہے۔" اس نے ہینڈسیٹ جولین کو دیا۔ جو خوشی خوشی ٹور چھوڑ کر ریڈیو کی طرف متوجہ ہو گیا۔

لورین، میل اور رچرڈ ڈریسنگ روم کی طرف آ گئے۔ لورین نے موسم کے حساب سے "تھرمل گیئر" کی اہمیت سمجھائی۔

"تم کیپری کارن سے مناسب ڈریسنگ کے بغیر نہیں نکل سکتے...... کھڑکی سے باہر دیکھو، تم کچھ کچھ سمجھ جاؤ گے۔"

رچرڈ نے باہر جھانکا۔ جہاں گاڑھے تارکول کے مانند سیاہی کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ لورین نے روشنی پھینکی۔ مختلف سائز کے برفانی اولے حیران کن رفتار سے اُڑ رہے تھے۔ رچرڈ نے دو شیڈ بھی دیکھے۔ دونوں رسّوں کے ساتھ کیپری کارن سے منسلک تھے۔ رسے کرسے بلند کھمبوں کے گرد گھومتے ہوئے کیپری کارن تک آئے تھے۔ بائیں شیڈ میں جنریٹر تھا۔ وہی شیڈ ڈرلنگ کے لیے مخصوص تھا۔ دائیں میں ایندھن کا ذخیرہ تھا۔

"فٹ ہونے پر تم لوگ بھی ہمارے ساتھ ڈیوٹی میں شامل ہو جاؤ گے۔" لورین نے کہا۔

☆☆☆

آنے والے دنوں میں سین اور لورین واپس روٹم میں آ گئے۔ رچرڈ اور جولین کو صورتِ حال سے ہم آہنگ ہونے میں شدید جدوجہد کرنی پڑی۔ خصوصاً رچرڈ کے لیے بدترین دن تھے۔ اس نے ریڈیو کے ذریعے اپنی منگیتر تک اطلاع پہنچا دی تھی۔ بعدازاں اس نے ذہن بٹانے کے لیے کریش لینڈنگ اور جان بچنے کی اسٹوری لکھنا شروع کر دی۔

"مجھے اپنی اسٹوری فائل کرنی ہے۔ ایڈیٹر منتظر ہو گا۔" اس نے لورین سے اپنی ضرورت کا اظہار کیا۔ "اس طرح میری تھیراپی بھی ہو جائے گی۔ چائے اور چین کلر دینے کے بعد رچرڈ کو ریڈیو تک رسائی دے دی گئی۔ یہ ایک اندوہناک اور جذباتی اسٹوری تھی۔ دوسرے دن ہی جواب آ گیا کہ اسٹوری کو اگلے روز فرنٹ پیج پر شائع کیا جا رہا ہے۔ کھانے کے موقع پر رچرڈ سب کو بتا رہا تھا کہ پہلی مرتبہ فرنٹ پیج پر اس کا نام آئے گا۔

کارل زندوں میں تھا نہ مُردوں میں۔ میل اس پر محنت کر رہی تھی۔ وہ کارل کی ذہنی کیفیت کے بارے میں

متفکر تھی۔ وہ لڑنے کا ارادہ کھو بیٹھا تھا۔ حتیٰ کہ کھانے پینے میں بھی اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ حادثہ اس کے لیے بھیانک آزمائش ثابت ہوا تھا جو اسے ذہنی شاک میں لے گیا تھا۔ وہ بستر میں پڑا رہتا...... بیس بیس گھنٹے سوتا۔ لورین اور میل نے ہر ترکیب آزمائی لیکن اس کا ذہن بیدار نہ ہوا۔ اس کی بیوی نے ریڈیو پر بات کرنے کی کوشش کی۔ جو ہر بار ناکام ثابت ہوئی۔

دوسری طرف جولین تھا جس کی ہوشیاریاں اور خود ستائش جاری تھی۔ وہ زیادہ تر ریڈیو روم کے آس پاس ہی منڈلاتا رہتا...... انٹرویو پر انٹرویو...... لورین کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ دس دن میں جولین نے دو ہزار ڈالرز کا سیلائٹ ٹائم استعمال کر ڈالا تھا اور ایک دن لورین نے اُسے دھر لیا۔ کیپری کارن کے اصل مقاصد پر مختصر روشنی ڈالی۔ جولین کو صاف زبان میں انتباہ جاری کر دیا کہ وہ اپنے سائڈ شوز اور میڈیا سرکس بند کر دے۔ دونوں میں تکرار ہوئی۔

"جب میرا دل چاہے گا میں ریڈیو استعمال کروں گا۔" وہ پیر پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔

☆☆☆

آپریشن ٹھیک رفتار سے جاری تھا۔ سین طویل سیشن کے بعد شاور روم میں چلا گیا۔ ڈرلنگ شیڈ اس نے فرینک کے حوالے کر دیا تھا۔ سین چند گھنٹے آرام کرنا چاہتا تھا۔ ریسکیو مشن سے واپسی کے سولھویں دن، سین نے کچھ وقت دیگر امور کے لیے مختص کیا...... جو التوا میں چلے گئے تھے۔ وہ کیمرا لے کر ڈارک روم میں آیا اور فلم نکال کر پروسیسنگ شروع کی...... نصف گھنٹے بعد اس نے کیمیکل خشک کیے اور فلم روشنی کی طرف کی۔ وہ دنگ رہ گیا۔ فلم بلینک تھی۔ اسے یقین نہیں آیا کہ وہ کوئی غلطی کر سکتا ہے۔ اس نے کیمرے کا شٹر چیک کیا۔ وہ بھی درست حالت میں تھا۔ کیا اس نے دوسری فلم پروسیس کر دی ہے؟ اس نے ہر زاویے سے دیکھا۔ کوئی غلطی نہیں تھی...... حیرت فزوں تر ہوتی گئی۔ تنگ آکر عالمِ استعجاب میں اس نے مفروضہ قائم کیا کہ کہیں وہ کوئی غلطی کر گیا ہے...... فلم کی طرف سے توجہ ہٹا کر اس نے دوسرے چھوٹے کاموں کی طرف توجہ مبذول کی۔

☆☆☆

لورین اور میل گلیشیئر پر برف کاٹ رہے تھے۔ ونٹر کے تریسٹھ دن گزر چکے تھے۔ برف کے ٹکڑوں کو جنریٹر شیڈ کے واٹر میٹر تک ٹرانسپورٹ کیا جاتا۔ برف کی سختی اور موسم کی شدت نے اس مرحلے کو از حد محنت طلب بنا دیا تھا۔

"میں ابھی تک کارل کے حوالے سے فکر مند ہوں۔" میل نے کہا۔ "ونٹر کے دو مہینے گزر رہے ہیں اور اس کی حالت تیزی سے زوال پذیر ہے۔"

"میں نے واچ کیا ہے۔" لورین نے جواب دیا۔

"وہ جس حال میں یہاں لایا گیا تھا...... وہ تمام خراب علامات ٹھیک ہو چکی ہیں۔ مسئلہ دماغ سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈپریشن کی شدت میں کمی نہیں آ رہی۔"

"ہمیں آئندہ اسے میس روم تک لانا چاہیے۔" لورین نے مشورہ دیا۔

"ہاں کوشش کریں گے۔"

وقتاً فوقتاً میس میں کارل کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ تاہم وہ صوفے پر لیٹا رہتا۔ کبھی کبھی میز پر نشست سنبھالتا لیکن تھوڑا سا کھا کر اٹھ جاتا۔ میل کے لیے اتنا بھی امید کی کرن کے مانند تھا۔ جولین جب بھی آتا، کارل کے تاثرات بدل جاتے۔ وہ جولین سے بہت ہٹ کر بیٹھتا...... آخر ایک دن لورین کو کارل سے تنہائی میں بات کرنے کا موقع مل گیا۔

"کارل، ونٹر ہم سب کے لیے کڑی آزمائش ثابت ہوتا ہے لیکن تمہارے لیے یہ بڑی مصیبت ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ تم خود کو کسی کام میں مشغول کرو۔"

"کہنا آسان ہے۔" کارل نے قدرے بہتر جواب دیا۔ "میرے لیے یہ مصیبت کے بجائے ایک آفت ہے، قیامت ہے، کوئی شغل اس آفت میں کمی نہیں کر سکتا۔"

لورین اس کے منطقی جواب پر خوش تھی۔ اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں بجلی بن کے چمکا۔ "کیا خیال ہے اگر میں تمہیں ایک لیپ ٹاپ دے دوں...... لیپ ٹاپ جولین کے لیے بھی مصروفیت کا بہانہ ثابت ہوا ہے۔" لورین نے تجویز پیش کی۔

کارل کے چہرے پر دلچسپی کی لہر نمودار ہوئی۔

"جولین کے پاس لیپ ٹاپ ہے؟"

"ہاں، اس نے ونٹر کے آغاز پر عاریتاً لیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنی "غیر معمولی مہم" کا قصہ لکھ رہا ہے۔"

"کیسی غیر معمولی مہم؟" کارل معترض ہوا۔

لورین نے صاف محسوس کیا کہ کارل کے ذہن کے گرد لپٹا ہوا خول ٹوٹ رہا ہے۔ "وہ ایک عظیم مہم جو ہے...... کیا تمہیں شک ہے؟" لورین نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

کارل نے مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے دے کر لورین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

''وہ ہمیشہ کی طرح ناکام رہا تھا۔'' کارل نے آواز دھیمی کی۔ ''اور غالباً وہ اپنی ناکامی کا ملبا مجھ پر گرائے گا۔''

''لیکن وہ ایسا کیوں کرے گا؟ کیا ناکامی میں تمہارا حصہ نہیں تھا؟''

''قطعی نہیں۔ اُس نے میرے کسی مشورے پر کان نہیں دھرے اور غلطی پر غلطی کرتا رہا۔ اگرچہ پھر بھی ہم واپس ہو سکتے تھے...... لیکن اس نے آخری چانس بھی کھو دیا۔ میں اس کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں ہوں۔ اب وہ اپنی کتاب کے ذریعے دنیا کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے۔ میں مہم کی کمزور کڑی تھا۔'' کارل نے بیڈ سائڈ کی دراز سے اپنی خستہ حال ڈائری نکالی۔ ''اسے نہیں معلوم کہ میں ڈائری لکھتا رہا تھا۔ اس ڈائری میں حقیقی اسٹوری ہے۔ دنیا کو اس ڈائری کے مندرجات پڑھنے چاہئیں۔ عوام کی آنکھیں کھل جائیں گی۔''

لورین نے ڈائری لے کر دیکھی۔

''لیکن میں جولین کے مانند اسے شائع نہیں کرا سکتا۔''

''وہ کیوں؟''

''وہ مکار ہے۔ اس نے مہم شروع کرنے سے پہلے مجھ سے ایک معاہدے پر دستخط کرا لیے تھے۔'' کارل نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے، میں تمہیں لیپ ٹاپ دیتی ہوں۔ کم ازکم .... تم اپنے ریکارڈ کے لیے اسے محفوظ کر سکتے ہو۔'' لورین نے پیشکش کی۔ کارل کچھ دیر سوچتا رہا پھر ہامی بھر لی۔ ''کم ازکم میں معروف ہی ہو جاؤں گا۔'' دوسرے دن وہ خود اٹھا اور بغیر کسی سہارے کے میس روم میں جا کر مرڈو کو ششدر کر دیا اور سینڈوچ کی درخواست کی۔ مرڈو نے پھرتی سے اس کے لیے سینڈوچ تیار کیا۔ کارل نے پہلی مرتبہ معقول حد تک کچھ تناول کیا تھا...... بعدازاں لیپ ٹاپ کے ساتھ اس نے خود کو میڈیکل روم میں لاک کر لیا۔

☆☆☆

کیپری کارن میں رچرڈ بانوے دن گزار چکا تھا۔ خصوصی دیکھ بھال کے علاوہ میل کے ساتھ روز دو گھنٹے کا فزیو سیشن بھی شامل تھا۔ وہ خود کو نیا محسوس کر رہا تھا۔ کمرے سے نکل کر اس نے روٹا بورڈ دیکھا کہ آج اس کے ذمے کونسا کام ہے۔ گاہے بگاہے صوفیہ کو وہ اپنی حالت سے آگاہ کرتا رہا۔ اس کی شادی میں تین سو مہمان متوقع تھے۔ شادی چند مہینے کے لیے ملتوی کر دی گئی تھی......

لورین مختصر لباس میں سن بیڈ پر تھی۔ الٹرا وائلٹ ٹیوبس کی شعاعوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ سیشن سے فارغ ہو کر اس نے شاور لیا اور لباس تبدیل کیا۔ ونٹر کا نصف دورانیہ گزر چکا تھا۔ ٹیم بہتر ذہنی کیفیت میں تھی اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ وہ میس روم کی طرف چل پڑی۔ ماحول اچھا تھا۔ اس کے بولنے پر سب خاموش ہو گئے۔

''میں سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ سو دن گزر چکے ہیں۔ آغاز میں سب کچھ اچھا نہیں تھا۔ ہم نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا ہے بلکہ اگلے سو دن مثبت انداز میں استعمال کرنے ہیں۔ آنے والے دن کیپری کارن کے نام۔''

''اور سورج کے......'' فرینک نے اضافہ کیا۔

''اور سورج کے نام۔'' سب نے اپنے اپنے جام اٹھائے۔

جولین کھڑا ہو گیا۔ ''میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک طرح کا اعلان ہے۔ میری انٹارکٹیکا کی مہم ناکامی سے دوچار ہوئی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ونٹر کے اختتام پر ایک اور کوشش کروں۔ جہاں میں فیل ہوا تھا، وہیں سے دوبارہ آغاز کروں۔ اس مرتبہ میں اکیلا جاؤں گا۔ ابھی تک کسی نے انٹارکٹیکا کو طویل ترین راستے سے کراس نہیں کیا۔ یہ ایڈونچر میں کر کے دکھاؤں گا۔'' وہ بیٹھ گیا۔ سب خاموش تھے۔ کچھ دیر بعد ڈارٹ بورڈ پر ٹورنامنٹ ہوا اور اراکین بکھر گئے۔

وہاں دو افراد رہ گئے۔ جولین اور لورین۔

''تین افراد کی جان بچ گئی۔ یہ ایڈونچر کافی ہے۔ تم کیونکر واپس گلیشیر پر جاؤ گے؟''

''اسنو موبائل کے ذریعے۔''

''اسنو موبائلز تمہارے احمقانہ ایڈونچر کے لیے نہیں ہیں۔'' لورین نے درشت لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس چار ہیں۔ مشن کی کامیابی کے بعد میں یورپ میں ادائیگی کر دوں گا۔''

لورین کا دماغ تپ گیا۔ ''تم کیپری کارن کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کے اس کے وسائل استعمال کرتے رہے ہو...... ہمارے وسائل اور منصوبہ بندی پانچ افراد کے لیے تھی، آٹھ کے لیے نہیں۔ یہ انسانی جانوں کا معاملہ تھا...... اس لیے ہم نے ایندھن، خوراک وغیرہ کا نقصان برداشت کیا۔ کام میں بھی تاخیر ہوئی۔''

''تم میرے آئیڈیے کی اہمیت نہیں سمجھ رہی ہو۔''

"تم ناسمجھی کی باتیں کررہے ہو۔ کس کو پتا ہے کہ تم دوبارہ فیل ہو جاؤ گے اور ہمیں دوسرا ریسکیو مشن شروع کرنا پڑے گا۔"

جولین تپ گیا۔ "ہم منزل سے زیادہ دور نہیں تھے۔ مہم روکنے کا فیصلہ کارل نے کیا تھا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں کہی اُس نے۔"

"اوہ، اس نے کیا بات کہی ہے؟" جولین کے جبڑے بھنچ گئے۔

"تمہیں اس کی کتاب پڑھنی چاہیے۔" الفاظ لورین کے منہ سے نکلتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

جولین کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ "وہ اس لیے کمرے میں بند پڑا رہتا ہے۔ وہ کتاب لکھ رہا ہے؟"

"میرا مطلب تھا کہ وہ ڈائری کو لیپ ٹاپ میں محفوظ کررہا ہے...... اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

جولین تلملا کے رہ گیا۔ وہاں کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ سکوت کا پردہ جولین نے چاک کیا۔ "میں تمہارے اور سین کے بارے میں جانتا ہوں۔ تم اپنے تئیں اس معاملے کو خفیہ سمجھ رہی ہو۔"

لورین کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ "کیا بکواس کررہے ہو؟"

"یہ بکواس نہیں...... اسے رومینس (romance) کہتے ہیں۔" جولین نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

☆☆☆

"لورین کیا ہم بات کرسکتے ہیں؟"

لورین نے مائیکرواسکوپ سے سر اٹھایا۔ "کیوں نہیں، کیا بات ہے؟"

"کارل جو کچھ لکھ رہا ہے، اس کا کچھ حصہ اس نے مجھے دکھایا تھا۔ اس کی جزئیات بہت خوفناک ہیں۔ ٹوئن اوٹور کے کریش کے بعد ریسکیو، ادویات اور شکم پروری کی امیدیں دم توڑ گئی تھیں۔ بھوک نے اسے پہلے ہی نیم جان کیا ہوا تھا۔ کریش کے بعد فاقہ کشی کی اذیت نہایت دردناک تھی۔"

"میں سمجھتی ہوں، پھر؟"

"جہاز میں ضروری اشیا موجود تھیں۔ ان کا کیا ہوا؟ ان سے جولین مستفید ہوتا رہا۔"

لورین نے نفی میں سر ہلایا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟"

"خیمے کے عقب میں ہنگامی حالات کے لیے دو بڑے باکس موجود تھے۔ ان کو جولین نے استعمال کیا۔ میڈیکل کٹ بھی تھی جس میں بینڈیج، مارفین کے علاوہ دیگر لوازمات شامل تھے۔ میڈیکل کٹ کی بیشتر اشیا جوں کی توں موجود ہیں۔"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" لورین نے کہا۔

سین نے ندامت محسوس کی۔ "میں نے یہ فرض کرلیا تھا کہ جولین نے اشیا باہم تقسیم کی ہوں گی۔ اس نے پوچھنے پر جواب بھی یہی دیا تھا کہ بس رک سیک ہیں۔ باقی سامان ناکارہ ہے۔ دوسرے یہ کہ کارل کا مسودہ اب تک میں نے نہیں پڑھا تھا کہ وہ بھوکا مرتا رہا۔ جولین نے اسے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ہم ایک مردہ شخص کو کیمپری کارن لائے تھے۔ تم نے نوٹ کیا ہوگا کہ صرف جولین کی حالت بہتر تھی۔ ہم نے زیادہ غور نہیں کیا...... کچھ وہ اداکاری کرتا رہا۔ تم نے یہ بھی نوٹ کیا ہوگا کہ اس نے رسّی واپس کھائی میں پھینک دی تھی جس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ وہ اس بات کے بھی خلاف تھا کہ میں اپنے طور پر نیچے جاکر صورتِ حال کا جائزہ لوں۔"

لورین اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔

"جب میس میں، میں جہاز سے ملنے والے بسکٹ کھا رہا تھا تو اس کی نظروں اور تاثرات میں استعجاب تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میں نے خفیہ طور پر واپس جاکے کھائی کا جائزہ لیا تھا۔ وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ فوڈ اور میڈیکل سپلائی کا راز، راز نہیں رہا۔"

"تمہارے خیال میں تمام سہولتوں سے وہ خود استفادہ کرتا رہا؟" لورین نے متنفر لہجے میں کہا۔ "اور ان دونوں کو فاقہ کشی کے ذریعے مرنے کے لیے چھوڑ دیا؟"

"بلاشبہ......"

لورین کے چہرے پر خوف کا سایہ لہرایا۔ "تم نے کارل اور رچرڈ کو تو نہیں بتایا۔"

"میں بتانا چاہتا ہوں۔ یہ اُن کا حق ہے۔"

"لیکن رچرڈ جانتا تھا کہ جہاز میں کیا کچھ تھا۔ اس نے جولین سے سوال نہیں کیا ہوگا؟"

"وہ ایک بہت بڑا کریش تھا۔ ایک انجن تو گلیشیر پر ہی الگ ہو گیا تھا۔ دوسرا غائب تھا۔ جہاز کی بُری حالت تھی۔ ملبا جہاں پڑا تھا...... اس سے کچھ فاصلے پر ایک اور کھائی تھی۔ اگر رچرڈ نے سوال کیا بھی ہوگا تو جولین نے کوئی بہانہ بنا دیا ہوگا۔ ممکن ہے رچرڈ اس وقت بے ہوش ہو۔ جولین نے اسی حالت میں اسے باہر نکالا ہو۔ یا اس نے پہلے

کام کی اشیا اوپر پہنچا کر چھپا دی ہوں ۔ دوائی استعمال کر کے اور کھاپی کر اس نے حالت بہتر بنائی ہو اور دوسرے یا تیسرے دن اسے نکالا ہو۔ اس وقت رچرڈ اگر ہوش میں تھا بھی تو اس نے دیکھ لیا ہوگا کہ جہاز میں کچھ نہیں ہے۔ جولین نے اسے چند بسکٹ کھلا کر بہلایا ہوگا کہ دوسرا ریسکیو مشن متوقع ہے۔ مختصر یہ کہ کئی امکانات ہوسکتے ہیں....."

"ٹھیک ہے لیکن فی الحال کسی کو نہ بتاؤ۔ ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ میں کوئی اور حل تلاش کرتی ہوں۔ تم سیکنڈ رہو....." وہ دس منٹ بعد واپس آئی تو مزید پریشان حال تھی۔ "میں نے رچرڈ سے کہا کہ میں ایک چارٹ بنا کر اس کی فائل میں لگاؤں گی جس سے ظاہر ہوگا کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر کتنی کیلوریز لے رہا ہے..... مختصر گفتگو میں اس نے تصدیق کر دی کہ اسے جو کچھ ملا، وہ کیپری کارن میں ملا۔ کریش کے بعد جب ہم وہاں پہنچے اس دورانیے میں اسے طبی امداد ملی نہ کھانے کے لیے کچھ ملا۔ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ ہمارے پہنچنے تک وہ تینوں ہی بھوکے تھے۔"

سین نے سیٹی بجائی۔ "یہ صریحاً مرڈر ہے..... مجھے ان دونوں کو بتانا پڑے گا۔"

لورین نے دھیمی آواز میں زور دے کر کہا۔ "پلیز سین، ونٹر کے دوران ہم پہلے ہی مہین تار پر چل رہے ہیں۔ صبر سے کام لو۔ کیپری کارن کی خاطر..... جولین اچھا آدمی نہیں ہے۔ وہ ایسی غیر انسانی حرکت کر سکتا ہے تو کوئی بعید نہیں..... کب کیا کر جائے۔"

"آل رائٹ، تاہم اس قسم کے راز کو خفیہ رکھنا مجھے پسند نہیں ہے۔"

☆☆☆

لورین تقریباً بھاگتی ہوئی جولین کے کمرے تک پہنچی تھی۔

"کیا تم اندر ہو؟" غصے سے اس کا برا حال تھا۔ "جھوٹے انسان تم حد سے بڑھ گئے ہو..... باہر نکلو۔"

لورین نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا لیکن دروازہ لاک تھا۔

جولین نے لورین اور سین کے "تعلقات" کی افواہ اُڑا دی تھی..... میس میں میل نے لورین کو اس کے انتخاب پر مبارک باد دی۔ لورین نے اسے جھوٹ قرار دیا اور وہاں سے اٹھ کر سیدھی جولین کے کمرے کی طرف آئی۔ تاہم کمرا لاک تھا اور جولین ندارد.....

دوسری طرف جولین خاموشی سے منصوبہ سازی میں لگا ہوا تھا۔ کیپری کارن کے لاکس کبھی بند نہیں ہوتے تھے۔ وہ راتوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے ضروری سامان جمع کر رہا تھا۔ کارل کے علاوہ سب ہی ٹائم ٹیبل کے مطابق اپنے حصے کا کام کر رہے تھے۔ انہیں باہر بھی جانا پڑتا۔ جولین بھی تھرمل گیئر کے ساتھ باہر نکلتا اور موقع بہ موقع چرائی گئی اشیا ایک چھوٹے سے گڑھے میں چھپا دیتا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ نئی مہم کے لیے لورین کسی طرح مددگار ثابت نہیں ہوگی۔ لہٰذا غیر متوقع صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے وہ اپنے طور پر تیاری کر رہا تھا۔ اس کے نزدیک لورین کا انکار غیر منصفانہ تھا۔ مزید یہ کہ کارل سنبھل گیا تھا۔ بدترین یہ کہ لورین نے اسے لیپ ٹاپ دے دیا تھا۔ اگر لورین کتاب چھپوا دیتی تو جولین کا بیڑا ہمیشہ کے لیے غرق ہو جاتا تھا۔ اس کے لیے مہیب خطرات پیدا ہوگئے تھے جس کا ذمے دار وہ لورین کو گردانتا تھا۔

☆☆☆

لورین ڈرلنگ شیڈ میں تناؤ کا شکار تھی۔ ڈرلنگ آپریشن فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہونے جا رہا تھا۔ بورنگ برف کے نیچے جھیل کے قریب تھی۔ برف کی آخری حد گویا جھیل کی چھت تھی۔ جسے توڑ کر نادر پانی کا نمونہ حاصل کرنا تھا۔ ذرا سی غلطی برسوں کی محنت پر پانی پھیر سکتی تھی۔ انہوں نے روایتی رگنگ ٹولز واپس لیے۔ اور خاص طور پر تیار کردہ "ہیڈ" پہیوں والی ٹرالی پر رکھا۔ آخری مرحلہ اسی مخصوص ہیڈ کے ذریعے طے کیا جاتا تھا۔ یہ اکلوتا نمونہ ہی دو لاکھ ڈالرز کھا گیا تھا۔ مارکیٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔

لندن میں لورین اور سین نے کئی مہینے سر کھپایا تھا۔ مائننگ انجینئرز سے ملاقاتیں کی تھیں کہ کیسا ڈیزائن ہونا چاہیے۔ اگر وہ غلطی کر جاتے تو دوسرا موقع نہیں ملتا تھا۔ دنیا بھر کے بہترین دماغوں سے مشورے کے بعد انہیں جو حل دستیاب ہوا، وہ یہ تھا۔ "تمہیں آخری مرحلہ طے کرنے کے لیے ڈرلنگ ایکسٹریکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں ایک بہت بڑی "بائیوپسی نیڈل" بنوانی پڑے گی۔"

یہ مشورہ ان دونوں کو ایک نئی دنیا میں لے گیا۔ انہوں نے بائیوپسی ٹیکنالوجی کو ضرورت کے مطابق ڈھالا۔ ناروے میں ڈرل کی بٹ (bit) بنانے والے ماہر کو ڈیزائن اور اپنی ضرورت سمجھائی۔ نتیجتاً خواب کی تعبیر تین سو پاؤنڈ وزنی ٹائٹینیم اور کروم کے مخصوص ہیڈ کی شکل میں سامنے آئی۔ اب اس خاص دیوزاد نیڈل کو برف کی طویل سیاہ گہرائی میں اتارنا تھا۔

جھیل کی چھت سے تین فٹ اوپر وہ رک گئے اور ہر

چیز کو دوبارہ چیک کیا۔ دیوزاد نیڈل کے آخری نکیلے حصے کا ڈایا میٹر چدانچ کا تھا۔ یہ مخروطی شکل کا تھا۔ مخروط کی چونچ نکیلی اور چوڑائی چدانچ کی تھی۔ ہیڈ کے ساتھ ایک کیبل تھا جو اوپر مانیٹر سے منسلک تھا۔ ایک آپریٹر اسکرین کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ لورین، فرینک کے ساتھ ریڈیو ایکو مانیٹر پر موجود تھی۔ اس کے پیٹ میں اینٹھن ہو رہی تھی۔ لورین نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔ وہ ایک تاریخی لمحہ تھا...... اگر فائنل مرحلہ فیل ہو جاتا تو انہیں خالی ہاتھ لوٹنا پڑتا۔ اگر جھیل کا انتہائی خالص پانی جو بیرونی دنیا کی کسی بھی چیز سے دور تھا، آلودہ ہو جاتا تو یہ ایک بدترین ناکامی کے مترادف تھا اور دوبارہ تحقیق کے لیے فنڈ ریزنگ ناممکن شکل اختیار کر لیتی۔

لورین نے کلائی کی گھڑی دیکھی...... سانس روک کے بٹن دبایا۔ آخری تین فٹ کا آخری مرحلہ مخصوص ہیڈ نے مخصوص نیڈل کے ساتھ طے کرنا تھا۔ ہائیڈرولک دباؤ فعال ہو گیا۔ ہوا کے دباؤ کے باعث سسکاری نما گونج سنائی دی۔ ہیڈ دھیمی رفتار سے گھومتا ہوا برف کاٹ رہا تھا۔ ڈیوائس کا ریڈیو ایکو ساؤنڈر او پر آپریٹر کو صورتِ حال سے آگاہ کر رہا تھا۔ نیڈل کی چونچ کا آخری حصہ ایک کوارٹر انچ چوڑا اور انتہائی شفاف تھا۔ جھیل کی برفانی چھت کی آخری پرت کے قریب مخصوص ہیڈ نے فائر کیا۔ کوارٹر انچ چوڑی نیڈل پانی میں گئی...... لیٹر سے کم پانی لیا اور سیکنڈ سے پیشتر واپس ہیڈ میں چلی گئی۔ سیکنڈ بھی لگتا تو نیڈل برف میں (جھیل کی چھت) جم جاتی۔ زور آزمائی کا نتیجہ جھیل کو آلودہ کر دیتا...... نیڈل پلک جھپکنے میں گئی اور خاص میکزم کے تحت واپس آگئی۔ اگلے لمحے ننھا سا سوراخ برف نے بند کر دیا...... پانی، ٹائی ٹینیم اور کروم کے ہیڈ کے اندرونی اسٹرائل (شفاف) ٹینک میں محفوظ ہو گیا۔ انسٹرومنٹ پینل پر سبز بتی روشن ہو گئی۔

فرینک نے گیج چیک کیا جو ہیڈ کی کارکردگی کو مانیٹر کر رہا تھا۔ ''ہم کامیاب ہو گئے۔'' اس نے لورین کی طرف دیکھا۔ سین نے بچوں کے مانند پُرمسرت قلقاری لگائی۔ لورین چہرے پر خوشی کے رنگ سجائے انسٹرومنٹ پینل کو گھور رہی تھی۔ ''کام بن گیا۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''واقعی ہم نے کر دکھایا۔ چار منٹ بعد ٹائی ٹینیم ہیڈ واپس ٹرالی میں تھا۔ لورین نے چیمبر کھول کر نمونہ ہاتھ میں لیا۔ اس کی قوتِ گویائی سلب ہو چکی تھی۔ سین نے مسکراتے ہوئے، رومال سے اس کے آنسو خشک کیے۔ ''تم سالوں سے محنت کر رہی ہو...... ایک لیٹر پانی حاصل کرنے کے لیے۔''

☆☆☆

جولین بستر پر پڑا تھا۔ دماغ میں خیالات کا بھنور تھا۔ روز بروز اس کی فرسٹریشن بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کی مہم کا پارٹنر کارل غیر حل شدہ معما بن گیا تھا۔ وہ جولین کے سر پر تلوار کے مانند لٹک رہا تھا۔ اپنی دانست میں جولین نے یہ تلوار گلیشیئر پر توڑ دی تھی۔ اس کا کیا منصوبہ ہے؟ کیا وہ پبلشر کو ای میل کر چکا ہے؟ یہ براہِ راست مڈبھیڑ کا وقت تھا...... وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رخ کارل کی کیمن گاہ کی طرف تھا۔

کارل لیپ ٹاپ گھٹنوں پر رکھے بستر میں موجود تھا۔

''کیا احوال ہے؟'' جولین نے حال معلوم کیا۔

کارل کی متحرک انگلیاں ساکت ہو گئیں۔ اس نے مشکوک نظروں سے جولین کو دیکھا۔ ''کیا چاہتے ہو؟''

جولین بیٹھ گیا۔ ''کیا کر رہے ہو؟''

''خط و کتابت۔''

''نہیں، تم مہم سے متعلق کتاب لکھ رہے ہو۔''

''میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔'' کارل نے کہا۔

''تم کیا جواب دو گے۔ تم قانونی طور پر معاہدے کے پابند ہو۔''

''کیا تم خوف زدہ ہو؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان کوئی غلط فہمی نہ ہو۔'' جولین نے کہا۔

''غلط فہمی؟'' کارل ہنسنے لگا۔ ''تم پریشان مت ہو۔ معاہدے کا ذکر بھی نہ کرو۔ اس فضول معاہدے کا میں پابند نہیں ہوں۔ جو میرے بنیادی حق، یعنی بولنے پر پابندی لگائے۔''

''میرا وکیل نمٹ لے گا۔ قانون میرے ساتھ ہے۔''

''یہاں کوئی قانون نہیں ہے۔ کیا تم اتنے بے بہرہ ہو؟'' وہاں سکوت طاری ہو گیا۔ جولین تلملا رہا تھا۔ کارل کی انگلیاں دوبارہ متحرک ہو گئیں۔ جولین نے خود کو بمشکل لیپ ٹاپ چھیننے سے باز رکھا۔ ''اگر یہ رقم کا معاملہ ہے تو میں مفاہمت کے لیے تجویز پیش کروں گا۔''

''کوئی ڈیل نہیں ہوگی۔'' کارل نے خشک لہجے میں کہا۔ ''میری کتاب کے سامنے تمہاری کتاب صفر ہو جائے گی۔''

"میں تم پر مقدمہ کروں گا۔"

کارل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی توجہ لیپ ٹاپ کی طرف تھی۔ جوئین اسے کینہ توز نظروں سے گھورتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

☆☆☆

لورین نے میل کو لیب میں بلا لیا تھا۔ وہ خود جھیل سے حاصل شدہ نمونوں کا تجزیہ کر رہی تھی۔ "میل پلیز، تم دیکھو...... کہیں مجھے مغالطہ تو نہیں ہو رہا۔" لورین کی آواز غیر متوازن تھی۔ میل نے کمپاؤنڈ مائیکرو اسکوپ سے آنکھ لگائی۔ "یہ کیا ہے؟" اس کا فوری ردِعمل سوال نما تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ کسی نصابی کتاب میں، میں نے ایسی چیز نہیں دیکھی۔ نہ ایسی کسی چیز کے بارے میں پڑھا...... یہ زندگی کی کونسی شکل ہے؟"

میل مائیکرو اسکوپ کے ذریعے بہت چھوٹے خلیات کو گھومتے، بل کھاتے دیکھ رہی تھی۔ "بیوٹی فل...... ہمیں دوسروں کو بتانا چاہیے۔" منٹوں میں ٹیم لیب میں اکٹھی ہو گئی۔

"لورین، ہمارا تجسس مت بڑھاؤ۔ یہ بتاؤ کہ پانی میں زندگی کی کوئی علامت ملی ہے یا نہیں؟" فرینک نے بے قراری سے سوال کیا۔

"ہاں، بہت زندگی ہے۔ فرینک۔" لورین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ "لیکن یہ ہمارے لیے اجنبی ہے۔"

"یعنی زندگی کی کوئی نئی شکل؟"

"نہ صرف نئی، بلکہ پیچیدہ بھی...... جھیل سے متعلق ہمارا نظریہ درست تھا لیکن یہ خلیاتی مخلوق زندگی کے عام اصولوں کے خلاف زندہ ہے۔ قطعی نئی دریافت۔ ہم سب جانتے ہیں کہ روشنی جھیل تک نہیں جا سکتی۔ جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ نمونے کاربن سے محروم ہیں۔ دس ملین کے ایک حصے سے بھی کم ہو تو ہو۔ یہ جرثومہ موجودہ سائنس کے تمام اصولوں کو درہم برہم کرتے ہوئے زندہ ہے۔"

"روشنی اور کاربن کے بغیر زندگی کا راز کیا ہے؟" فرینک نے سوال کیا۔

"سلی کون (Silicon)" لورین مسکرائی۔ "جھیل کے نیچے آتش فشاں ہے۔ کیسی انوکھی بات ہے۔ آتش فشاں کے اوپر جھیل اور جھیل کے اوپر برفستان۔ بہرحال سلی کون آتشیں چٹانوں سے آتا ہے۔ اس مخصوص طریقہ کار کے تحت یہ کامیابی سے نسل در نسل بڑھ رہے ہیں...... ہوا اور روشنی کے بغیر۔ یہ عمل کم سے کم پچیس ملین برس سے جاری ہے۔"

"یہ دریافت ہمیں کہاں لے جا رہی ہے؟" فرینک نے ایک اور سوال کیا۔

"بہت دلچسپ ...... ہیجان خیز...... ہمارے پاس جو نمونہ ہے وہ جھیل کی انتہائی بالائی سطح سے حاصل کیا گیا ہے...... اگلا قدم بہت بڑا ہو گا۔ گہرائی میں جانے کے لیے روبوٹ سب میرین کی ضرورت ہے۔ ڈرامائی صورتِ حال ہو گی۔ ممکن ہے گہرائی میں یہ مخلوق بڑے سائز میں ہو...... لیکن یہ کام روبوٹ سب میرین کے بغیر ممکن نہیں۔"

"اس پر کیا کاسٹ آئے گی؟"

لورین نے سوچ کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ پچاس ملین یا اس سے زیادہ...... اور کیپری کارن کا سائز چار گنا بڑا کرنا پڑے گا۔ ٹیم بھی زیادہ افراد پر مشتمل ہو گی۔"

"کیا تم اتنا فنڈ حاصل کر لو گی......؟"

لورین نے ایک ٹیسٹ ٹیوب بلند کی۔ "ان نمونوں کے بل پر ہم جتنا فنڈ چاہیں، حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے، میں گارنٹی دیتی ہوں کہ کیپری کارن کم سے کم مزید پانچ سال قائم رہ سکتا ہے۔ میرے لیے یہ خواب کی تعبیر جیسا ہے۔"

☆☆☆

"میں نے پریس ریلیز کی تیاری کر لی ہے۔" لورین نے ریڈیو روم میں داخل ہوتے ہوئے فرینک سے کہا۔ "وقت آ گیا ہے کہ ہم دنیا کو آگاہ کر دیں کہ ہم نے کیا کیا ہے......"

"فوراً ممکن نہیں ہے۔ سیٹلائٹ یونٹ ڈاؤن ہے۔"

"ایسا کیا ہوا؟" لورین نے عام سے انداز میں کہا۔

"موسم کا مسئلہ نہیں ہے۔" فرینک نے بتایا۔ "میرا مطلب ہے کہ پورا اسسٹم ڈاؤن ہے۔ فرنٹ پینل کے فیوز تمام اپنی جگہ پر ہیں...... جتنا چیک کر سکتا تھا، سرکٹ میں نے دیکھ لیا ہے۔"

"ہنگامی حالات میں.... بیک اپ ریڈیو موجود ہے؟"

"ہاں، ہم اسے استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہ شروع سے پریشان کر رہا ہے۔"

لورین نے فرینک کے ساتھ انسٹرومنٹ پینل کے متعدد سرکٹ بورڈ دیکھے۔ تاہم کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ لورین کی الیکٹرونکس اچھی تھی لیکن یہ میدان فرینک کا تھا۔

"تم ہر ایک چپ کا پاور آؤٹ پُٹ دیکھو۔ اس دوران میں بیک اَپ پر جاتی ہوں۔ تعطل آیا تو ہمارے اسپانسر پریشان

ہو جائیں گے۔ انہیں بتانا ضروری ہے کہ کمیونیکیشن پرابلم کے علاوہ سب ٹھیک ہے۔''

فریک نے اثبات میں سر ہلایا اور لورین باہر نکل گئی۔ بیک اپ ریڈیو پرانی طرز کا تھا۔ ٹیم کے گمان میں نہیں تھا کہ فریک کی موجودگی میں بیک اپ ریڈیو کی ضرورت پڑے گی……

دس منٹ میں لورین ایک پیغام دینے میں کامیاب ہو گئی۔ پیغام ڈی پیئر مین اور برٹش انٹارکٹک سروے اِن کیمبرج کے لیے تھا…… ''انہیں بتاؤ کہ ہمیں سیٹلائٹ کمیونیکیشن کا مسئلہ درپیش ہے۔ ہم اسٹینڈرڈ ریڈیو آپریشن ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چند روز بات نہ ہو تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''راجر دیٹ۔'' جواب آیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

لورین واپس فریک کا ہاتھ بٹانے آ گئی۔ وہ ایک ایک کر کے مدر بورڈ کی چپس کو وولٹ میٹر کی مدد سے چیک کر رہے تھے۔ تمام کی آؤٹ پٹ مثبت تھی۔ فریک تحمل کے ساتھ سرکٹ ڈایا گرام کا معائنہ کر رہا تھا۔ بالآخر اس کی اُلجھی ہوئی آواز آئی۔

''دیکھو یہ کنکٹر خالی پڑا ہے۔''

''پھر؟ پیچیدہ سرکٹ سسٹم میں عموماً خالی کنکٹر بھی ہوتے ہیں۔''

''ہاں، جانتا ہوں۔'' فریک نے کہا۔ ''لیکن یہ کنکٹر خالی نہیں تھا، یہاں سے کسی نے چپ نکالی ہے۔ جس کی وجہ سے رابطے کا سیٹلائٹ سسٹم ڈاؤن ہوا ہے۔''

لورین کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ ''مائی گاڈ۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''بیس میں کون یہ حرکت کر سکتا ہے۔'' اس نے پیشانی رگڑی…… ''فالتو چپ ہے؟''

انوینٹری چیک کرنے پر فریک کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

''ہونی چاہیے تھی۔'' وہ بولا۔ ''لیکن فالتو چپ بھی غائب ہے۔''

''جس نے بھی یہ کام کیا ہے، وہ بہت مکار ہے…… اگر ہمارے پاس ڈایا گرام نہ ہوتی تو ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہوتے۔'' لورین نے اٹھ کر کھڑکی سے باہر سیاہ تاریکی میں جھانکا۔

''یہ ایک بہت بُری خبر ہے۔'' وہ بولی۔ ''آج کسی نے رابطے کا وقت مانگا تھا؟''

''سین…… اسے چند ای میلز بھیجنی تھیں۔ میل بھی رابطہ کرنا چاہتی تھی…… اوہ، اور کارل اپنی کتاب کا کچھ حصہ پبلشر تک پہنچانا چاہتا تھا۔ گزشتہ رات اس نے مجھے ڈسک دی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ آج صبح اس کا کام کر دوں گا۔''

فریک کے اشارہ کرنے پر لورین نے ڈسک اٹھائی۔ یہ کتاب کا پہلا ڈرافٹ تھا۔ لیبل پر لکھا تھا۔ ''پہلا حصہ اور پچاس ہزار الفاظ۔''

''کیا تم نے اسے ڈیسک پر اسی طرح چھوڑ دیا تھا؟''

فریک نے خفت محسوس کی۔ ''وہ…… کارل نے ڈسک خفیہ رکھنے کے لیے کہا تھا۔ میری غلطی تھی یا بھول۔ میں اسے ڈیسک پر ہی چھوڑ گیا۔''

''کیا جولین یہاں آیا تھا؟''

''تم جانتی ہو کہ ڈور بھی لاک نہیں کیا گیا۔''

''اگر وہ دیکھ چکا ہے تو سمجھ گیا ہوگا کہ تم اسے روانہ کرنے والے ہو۔''

''تمہارا خیال ہے کہ وہ یونٹ سبوتاژ کرنا چاہتا تھا؟''

لورین نے ڈور بند کیا اور دھیمی آواز میں کہا۔ ''غور سے سنو، بیس میں کسی کو چپ کے بارے میں نہیں پتا چلنا چاہیے۔ کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ سیٹلائٹ کا فالٹ ہے۔ چند روز میں دور ہو جائے گا۔''

''او کے۔''

''حقیقت تک پہنچنے کے لیے وقت درکار ہے۔''

''ٹھیک ہے…… لیکن خدا کے لیے احتیاط سے کام لینا۔''

☆☆☆

جولین ویٹ ٹریننگ سیشن میں تھا۔ جب لورین حرکت میں آئی۔ وہ ننگے پاؤں قالین پر چلتی ہوئی بے آواز جولین کے کمرے تک پہنچی۔ ایکسٹرا کی (فالتو چابی) جیب سے نکال کر دروازہ کھولا۔ پہلے اس نے ڈیسک کی تلاش لی۔ درازیں تک باہر نکال کر اچھی طرح اندر ہر طرف ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ کوئی چیز ٹیپ سے چپکائی ہوئی تو نہیں ہے۔ پھر اس نے واش بیسن کے زیریں خلا کو چیک کیا۔ بیسن کے اوپر کیبنٹ کو چھانا۔ شیونگ فوم اور شیمپو تک کھول کے دیکھا۔ ناکام ہونے کے بعد وہ بیڈ کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس نے بیڈ کے نیچے گھسنے کی کوشش نہیں کی۔ چھوٹی سی چپ کو دھاتی فریم کے نیچے چپکانے کے لیے جولین کو بیڈ کے نیچے جانے کی ضرورت نہیں تھی…… لورین نے گھٹنوں کے بل پر نیچے ہاتھ ڈال کر فریم کو چاروں طرف سے ٹٹولا۔ تاہم کچھ ہاتھ نہ

آیا۔ اس نے کرسی اٹھا کے فائر الارم کے نیچے رکھی۔ الارم دیوار میں اونچی جگہ پر نصب تھا۔ کیپری کارن میں جگہ جگہ ایسے الارم موجود تھے۔ الارم کیس میں چھوٹی سی شے کو پوشیدہ رکھنے کی گنجائش تھی۔ امید کا دامن تھامے وہ کرسی پر کھڑی ہوگئی اور ہاتھ بڑھا کر الارم چیک کیا۔ وہاں کچھ تھا۔ تاہم وہ چپ نہیں تھی۔ اس کے بجائے اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا خول تھا جس میں پینتیس ایم ایم کی فلم موجود تھی۔ نئی دریافت پر وہ حیران رہ گئی...... پلاسٹک خول جیب میں ڈال کر وہ نیچے اتر آئی۔

ابھی اس نے کرسی جگہ پر رکھی ہی تھی کہ عقب میں آہٹ ہوئی۔ لورین کے پلٹنے سے پہلے سر کے دائیں جانب ضرب لگی۔ زوردار گھونسا تھا۔ جولین چھا گیا تھا۔ لورین کی گردن اس کے مضبوط بازو کی گرفت میں تھی۔ آکسیجن کی قلت بڑھنے لگی۔ نظر دھندلا گئی۔

میں مر رہی ہوں، مجھے لڑنا پڑے گا...... ذہن کی آواز تھی۔ وہ تڑپی...... تاہم اس کی کشمکش تیزی سے زوال پذیر تھی۔ آنکھوں میں اندھیرا اتر آیا۔ حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ دفعتاً کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ ٹھمپ...... پ...... کی آواز آئی۔ کسی نے جولین کے سر پر ڈنڈا یا راڈ بجائی تھی۔ اِدھر لورین ٹوٹی ہوئی شاخ کے مانند بستر پر گری۔ اُدھر جولین بے جان لاش کی طرح زمین بوس ہوا۔ لورین ماہیِ بے آب کے مانند منہ کھولے ہانپ رہی تھی...... کھانس رہی تھی۔ چہرے کے نیلگوں ہوتے ہوئے رنگ میں سرخی لوٹ رہی تھی۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سین کے ہاتھ میں آگ بجھانے والا آلہ تھا۔ جسے چھوڑ کر اس نے لورین کو سہارا دیا۔ کچھ دیر میں وہ ٹھیک طرح سے سانس لینے کے قابل ہوئی۔ ''وہ مجھے مارنا چاہتا تھا۔'' لورین نے نفرت سے بے ہوش جولین کو دیکھا جو اس کے قدموں میں بے حس و حرکت پڑا تھا۔

''لیکن تم یہاں کیا کر رہی تھیں؟''

''میں یہاں چوری شدہ چیز تلاش کرنے آئی تھی۔''

''کیا چرایا ہے اس نے؟ کیا ملا تمہیں؟''

لورین نے فلم نکالی۔ سین دنگ رہ گیا۔ بے اختیار اس کے منہ سے گالی نکلی۔ سین فوراً سمجھ گیا کہ جولین نے فلم کیوں چرائی تھی۔ یہ اس کے خلاف ثبوت کی حیثیت رکھتی تھی۔

''تم یہ ڈھونڈنے آئی تھیں؟''

''نہیں۔''

''یہ کیا تماشا ہے؟'' دروازے میں پاجامہ پہنے مرڈو کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت و استعجاب کے سوا کچھ نہ تھا۔ کبھی وہ فرش پر پڑے جولین کو دیکھتا اور کبھی لورین کو...... میل اور فریک کے چہرے دکھائی دیے۔ اُن کے پیچھے رچرڈ تھا......

''جولین نے لورین کو مارنے کی کوشش کی تھی۔'' سین نے ان کو بتایا۔ ''اس سے پہلے کہ یہ ہوش میں آئے، ہمیں اس کی جکڑبندی کرنی ہے۔'' جولین کو پلاسٹک کیبل اور رسی کی مدد سے اچھی طرح بیڈ کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ لورین نے کارل کو بیدار کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے سب کو میس روم میں جمع ہونے کے لیے کہا، وقت آ گیا تھا......

''مجھے بریفنگ دینی ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم نے ایک ہو کر آئندہ کے لیے لائحہ عمل ترتیب دینا ہے۔'' لورین نے کہا۔

مرڈو نے کافی تیار کی...... لورین نے بات وہاں سے شروع کی جب اس نے ابتدا میں ہی جولین کی غیر اخلاقی حرکت نوٹ کی تھی۔ وہ ڈاکٹر میل کا مگ استعمال کر رہا تھا پھر اس نے ریڈیو کے ضرورت سے زیادہ اور غیر ضروری استعمال سے روکنے پر ہونے والی تکرار کے بارے میں بتایا۔ جولین نے اپنے پہلے ہی ریڈیو رابطے میں احسان ناشناسی کا ثبوت دیتے ہوئے کیپری کارن کے مشن کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی...... سین کو کریش سین دیکھنے سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ سین کی فلم چرائی...... فلم میں کیا تھا...... دونوں ساتھیوں کو کیسے غذا اور ادویات سے محروم رکھا۔ کارل جو کتاب لکھ رہا ہے، جولین اس کے بھی خلاف تھا...... وہ اپنی مہم دوبارہ اسی جگہ سے شروع کر کے اٹلانٹک کراس کرے گا اور تنہا کرے گا۔ وسائل ہمارے استعمال کرے گا اور اسنو موبائل بھی۔ لورین نے بتایا کہ اس نے جولین کے منہ پر صاف انکار کر دیا تھا کہ کیپری کارن اس کی نئی مہم میں کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ لورین نے یہ بھی بتا دیا کہ کس طرح انکار پر وہ کھل کر سامنے آیا اور لورین کو بلیک میل کرنے کے لیے اس کے رومینس کی افواہ اُڑا دی...... کارل کی کتاب پبلشر تک نہ پہنچے، اس کے لیے اس نے سرکٹ بورڈ کی چپ چوری کی اور سیٹلائٹ یونٹ ڈاؤن ہو گیا۔ اس نے انوینٹری سے ایکسٹرا چپ بھی غائب کر دی۔

''میں اس کے کمرے میں چپ تلاش کرنے گئی تھی۔ وہاں مجھے سین کی چوری شدہ فلم ملی۔ اسی اثنا میں وہ وہاں پہنچ

گیا..... سین نہ آتا تو اس نے مجھے مار ہی ڈالا تھا۔"

سب خاموشی سے ناقابلِ یقین سنسنی خیز کہانی سن رہے تھے۔ ہر چہرے پر پُرغضب تاثرات تھے۔ سین آگ بگولا ہو گیا تھا......

"وہ تین افراد کا قاتل ہے..... اگرچہ تینوں قسمت سے بچ گئے۔ میں اسے قاتل ہی سمجھتا ہوں۔ بات بہت دور چلی گئی ہے۔ اسے برف میں دفن کرنا ہی بہترین حل ہے۔"

"وہ کیپری کارن کے لیے خطرہ بن گیا ہے۔" لورین نے کہا۔

"بلاشبہ۔" سین نے تائید کی۔

"کارل اور رچرڈ کے لیے غذا اور دوا کا غیاب ایک دردناک انکشاف تھا۔ اُس وقت کارل کی جسمانی حالت ابتر تھی۔ کھائی میں رچرڈ ٹوٹی ٹانگوں کے ساتھ بے ہوش پڑا تھا۔ ہوش میں آیا تو حرکت کے قابل نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھا کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ غذا اور ادویات ناپید ہیں۔ اس کے خیال میں مہم جُو خود موت کے منہ میں تھے۔ لہٰذا اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اسے علم نہیں تھا کہ کب جولین نیچے آیا اور آہستہ آہستہ غذا اور ادویات اوپر پہنچاتا رہا۔ رچرڈ کے نزدیک جولین اس حد تک ہیرو تھا کہ اپنی بدتر حالت میں اس نے رچرڈ کو کھائی سے نکالا۔ لیکن اب اس کے خیالات یکسر پلٹ گئے تھے......

"مجھے نہیں معلوم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔" کارل نے زبان کھولی۔ "لیکن وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اسے مستقل باندھ کے رکھنا ضروری ہے..... یہ بھی ہماری طرف سے نرم ترین ردِعمل ہوگا۔ میں سین کی بات سے اتفاق کروں گا کہ قاتلانہ جراثیم اس کے اندر موجود ہیں۔ وہ تاریخ میں امر ہونا چاہتا ہے۔ یہی کام اس کے لیے سب سے اہم ہے۔"

مختصر یہ کہ دو باتوں پر اتفاق ہوا۔ اول یہ کہ فی الحال اسے مقید رکھا جائے۔ دوم، سین فلم پروسیس کر کے فوٹو بنائے۔

"تمہاری کتاب میں کیا ہے؟" سین نے کارل سے سوال کیا۔

"سچ..... جولین اور سچ دو متضاد چیزیں ہیں۔ کتاب کا سچ مصنوعی مہم جُو کو دفن کر دے گا۔ وہ مجھے قانونی کارروائی سے ڈرا رہا تھا۔ اس نے سودے بازی کی بھی کوشش کی کہ میں اپنے ارادے سے دست بردار ہو جاؤں۔" کارل نے جواب دیا۔

"میں بھی اپنی اسٹوری شائع کرواؤں گا۔" رچرڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "اسے دفن کرنا کافی نہیں ہے، میری اسٹوری اسے زندہ دفن کرے گی۔"

کیپری کارن نے طویل جدوجہد کے بعد اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔ ابھی جشن منانے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ وہاں کا ماحول یکسر تبدیل ہو گیا۔

☆☆☆

جولین کی ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بستر پر بندھا پڑا تھا۔ کمرا اس کے لیے زندان کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ وہ آزاد ہونے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ٹانگوں اور دھڑ کے بندھن مضبوط تھے..... وہ آزما چکا تھا۔ بائیں ہاتھ کی بندش بھی سخت تھی۔ دائیں ہاتھ میں اس نے خفیف گنجائش محسوس کی۔ اور توجہ دائیں ہاتھ پر مبذول کر دی۔ کئی گھنٹوں کی متواتر جدوجہد کے بعد وہ اس قابل ہوا کہ بندھن کے حلقے سے ہاتھ باہر نکال سکے، اس دوران اسے خاصی تکلیف سہنی پڑی۔ تاہم مکمل کامیابی ابھی دور تھی۔ سونے کا سوال نہیں تھا۔ اندازے کے مطابق صبح کے چار بجے تھے۔ وہ پھر اپنے کام میں جُت گیا۔

☆☆☆

جولین کے کمرے میں جانے سے پہلے رچرڈ نے کوریڈور میں جھانک کر اطمینان کیا۔ گزشتہ چند گھنٹوں میں جولین کے بارے میں اسے جو کچھ معلوم ہوا تھا، اس کے بعد اس کے ذہن میں غصے کے ساتھ سوالات بھی تھے۔

"تم سو رہے ہو یا شرم کے مارے نیند نہیں آ رہی؟"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" جولین نے آنکھیں کھولیں۔

"انہوں نے فلم ڈیویلپ کر لی ہے۔" رچرڈ نے کہا۔

"کیا ہے فلم میں؟"

"تم جانتے ہو۔"

"میں اتنا جانتا ہوں کہ میں نے تمہیں بچایا۔"

"زخمی حالت میں بھوکا مرتا دیکھنے کے لیے؟ مجھے سمجھ نہیں آیا..... نیچے بھی میں مر ہی جاتا؟"

"اگر تین یا چار آدمی مر رہے ہیں اور ایک کے بچنے کا معمولی چانس بھی ہے..... تو کیا کرو گے؟ تم بھی وہی کرتے جو میں نے کیا۔ جب جان بچانے کی بات آتی ہے تو جبلی طور پر ہر ایک کو اپنی پڑی ہوتی ہے۔ کیا حقیقت نہیں ہے؟" جولین نے پینترا بدلا۔ جھوٹ بولنے کی گنجائش نہیں تھی۔ رچرڈ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ "نہیں کبھی

نہیں...... میں اپنے ساتھی کو بھوکا مرتے نہیں دیکھتا...... شیئر کرتا اور ساتھ ہی مرتا۔''

''کاش میں تمہیں وہیں کھائی میں چھوڑ دیتا...... مرنے کے لیے۔'' جولین کی نظر رچرڈ کی بیلٹ میں اُڑسے سوئس نائف پر پڑی۔

بحیثیت ایک صحافی کے میرا فرض ہے کہ میں یہ وحشت ناک اسٹوری شائع کرواؤں۔''

''نہیں، نہیں...... تم ایسا نہیں کرو گے۔'' جولین گڑگڑانے لگا۔ ''سب تباہ ہو جائے گا۔''

جولین کی بے بسی دیکھ کر رچرڈ نے سکون محسوس کیا۔ وہ آگے بڑھ کے جھکا اور الفاظ چبا چبا کے بولا۔ ''یہ دنیا کو بتانا پڑے گا کہ تم نے کس طرح دو انسانوں کو بھوک سے تڑپا تڑپا کے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔''

جولین نے اپنا دایاں ہاتھ تیزی سے ڈھیلے حلقے سے کھینچا اور بھرپور گھونسا رچرڈ کی ناک پر رسید کیا۔ ناکام مہمات کی جفاکشی نے اسے سخت جان بنا دیا تھا۔ کیپری کارن میں وہ دوبارہ فٹ ہو گیا تھا۔ صحافی کے لیے یہ ضرب غیر متوقع اور تباہ کن ثابت ہوئی۔ وہ اذیت میں ڈوبی ہوئی کراہ کے ساتھ زمین بوس ہو گیا۔ چند منٹ بعد جولین اپنے بندھن کھول کر رچرڈ کے چاقو پر ہاتھ ڈال رہا تھا۔

☆☆☆

مرڈو اور سین دیر تک جاگ رہے تھے۔ دونوں بار میں بیئر کے ساتھ شغل میں تھے اور گزرے ہوئے واقعات پر گفتگو کر رہے تھے۔ مرڈو کھڑکی کے پاس کھڑا تاریکی میں گھور رہا تھا۔ سین کی طرف رخ پھیرتے پھیرتے وہ اچانک رک گیا۔ ''یہ کیا ہے؟'' وہ بولا۔ ''شاید میں نے وہیل شیڈ کے نیچے روشنی کی جھلک دیکھی ہے۔''

سین اس کے قریب آ گیا۔ ''ناممکن...... سب سو چکے ہیں۔'' سین نے باہر تاریکی میں گھورا۔

''نہیں، نہیں کچھ ہے...... جھلک دوبارہ نظر آئی۔ اس مرتبہ سین نے بھی دیکھ لیا۔

''چیک کرنا چاہیے۔ وائرنگ فالٹ کا اسپارک ہو سکتا ہے۔'' سین نے کہا۔ انہوں نے تیزی سے مخصوص لباس زیب تن کیا اور باہر نکل گئے۔ شیڈ کے قریب انہوں نے اسنو موبائل کے انجن کی آواز سنی۔ سین کے اعصاب تن گئے۔ انہوں نے ڈور کو دھکا دیا۔ حیرت اور خطرے کے احساس نے انہیں ساکت کر دیا۔ جولین، مرکزی اسٹوریج ٹینک سے متعدد جیری کین پیٹرول سے بھر چکا تھا۔ قریب ہی ایک اسنو موبائل کا انجن دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔ اس کے ساتھ منسلک سلیج پر چوری شدہ لوازمات...... بشمول غذا، ادویات اور اوزار وغیرہ رکھے تھے۔ ایک کلہاڑی بھی نظر آ رہی تھی۔ جولین بھی ان دونوں کو دیکھ کر منجمد رہ گیا۔

''قریب مت آنا، میں جا رہا ہوں...... کوئی روک نہیں سکتا۔''

مرڈو نے ٹول باکس سے دس پاؤنڈ کا نورک رنچ اٹھایا۔ ''تم کہیں نہیں جا رہے...... ہاں جہنم میں جا سکتے ہو۔'' سین نے لقمہ دیا۔ وہ دونوں مختلف سمتوں سے کونے میں کھڑے جولین کی طرف بڑھے۔

''پیچھے ہٹو۔'' اچانک جولین نے کھلے منہ کے جیری کین پر لات چلائی۔ مرڈو اور سین نے عالم دہشت میں پانچ گیلن پیٹرول کو چوبی فرش پر پھیلتے دیکھا۔ مرکزی ٹینک قریب تھا۔ جولین نے لائٹر نکال کے ایک کونے پر دباؤ ڈالا...... دوسری کوشش میں شعلہ نمودار ہوا۔

''مجھے مجبور مت کرو۔'' جولین کی آنکھوں میں جنونی کیفیت تھی۔

''تم نہیں جانتے آگ کیا کرے گی۔'' سین نے قدم اٹھایا۔

''مرکزی دروازہ کھولو۔'' جولین نے لائٹر والا ہاتھ دھمکی آمیز انداز میں لہرایا۔ دروازہ کھول دیا گیا۔

''دونوں ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔'' جولین نے اسنو موبائل سنبھالتے ہوئے کہا اور مشین گیئر میں ڈالی۔ اسنو موبائل پوری طرح گرم نہیں ہوئی تھی۔ اسنو موبائل کی اکڑی ہوئی بیلٹ ابھی پوری طرح رواں نہیں ہوئی تھی۔ وہ ابھی مرکزی دروازے سے نکل نہیں پایا تھا کہ بیلٹ کی وجہ سے معمولی جھٹکا لگا اور اسنو موبائل رک گئی۔

''ناؤ'' مرڈو اچھل کر چیخا اور جھپٹ کر رنچ کی چوٹ جولین کی کلائی پر ماری۔ لائٹر ایک طرف گرا۔ سین نے رسی کا ''پارکا ہڈ'' کھینچ کر الگ کیا اور اسے موبائل سے گھسیٹ لیا۔ جولین زخمی ناگ کے مانند پھنکارے مار رہا تھا۔ تینوں فرش پر تھے...... کشمکش جاری تھی۔ جولین کا بچنا مشکل تھا اور وہ جانتا تھا۔ صرف ایک امکان تھا اور وہ ہولناک تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک پانا آ گیا جسے وہ اندھا دھند گھما رہا تھا۔ نظر بجھے ہوئے لائٹر پر تھی۔ زور آزمائی کے دوران پانے کی ضرب مرڈو کے شانے پر لگی۔ رنچ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سین نے جولین کی کلائی دبوچنے کی کوشش کی۔ تاہم سر بچانے کے لیے اسے وقتی طور پر ہٹنا پڑا۔ جولین

کروٹ بدل کر اوندھا ہو گیا اور پانا پھینک دیا۔ "او کے او کے، تم ٹھیک ہو۔۔۔ شاید۔۔۔" اس نے مصنوعی پسپائی اختیار کی۔ لائٹر اس کے نیچے تھا۔۔۔ مرڈو اور سین نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"موبائل بند کر کے جگہ پر لے جاؤ۔" سین نے کہا۔

جولین مجہول انداز میں کھڑا ہو گیا۔ لائٹر اس کی مٹھی میں تھا۔

"پہلے لائٹر تلاش کرو۔" مرڈو بولا۔

"لائٹر یہاں ہے۔" جولین نے زہرخند کے ساتھ کہا۔ مٹھی کھول کے لائٹر جلایا اور پیٹرول پر اچھال دیا۔ مرڈو اور سین پر سکتہ طاری تھا جو فوراً ہی ٹوٹ گیا۔ جری کین کا پیٹرول سیکنڈ کے سویں حصے میں آگ کا گولا بن گیا۔ وہ دونوں ہر چیز بھول کر آگ کی طرف متوجہ ہوئے۔ "آگ بجھانے والا آلہ نکالو۔" سین چلایا۔ خود وہ ترپال کے ذریعے شعلوں سے لڑ رہا تھا۔ مرڈو نے آگ بجھانے کے لیے اسپرے کیا۔

"کام نہیں بنے گا۔" مرڈو گھبراہٹ میں چیخا۔ "ٹینک بلاسٹ ہونے والا ہے۔" انہیں احساس تھا کہ جولین موبائل پر فرار ہو رہا ہے۔

☆☆☆

لورین خواب گاہ کی کھڑکی پر تھی۔ چہرے کی رنگت ہلدی کے مانند زرد پڑ گئی تھی۔ تیس گز کے فاصلے پر دو ہزار چار سو گیلن فیول بے قابو ہو کر بھڑک رہا تھا۔ ہوا آگ کے شعلوں کو مرکزی بلاک کی طرف بڑھا رہی تھی۔ لورین کا سکتہ ٹوٹا اور وہ کوریڈور میں بھاگی۔ "آگ۔۔۔ آگ۔۔۔ سب لوگ باہر نکلو۔" وہ ہر دروازہ بجا رہی تھی۔ یک لخت کھلبلی مچ گئی۔ لورین نے پھرتی سے حفاظتی لباس سب کے حوالے کیا۔ ہر چہرے پر ہراس اور بے چینی کے سائے گڈمڈ ہو رہے تھے۔ رچرڈ اور کارل غائب تھے۔

آگ کی وجہ سے برف پر بوٹ پھسل رہے تھے۔ دھوئیں کے بادل سے اس نے سین اور مرڈو کو نمودار ہوتے دیکھا۔

"جولین فرار ہو گیا۔" سین نے کھانستے ہوئے کہا۔

"وہ موبائل اور خاصا سامان بھی ساتھ لے گیا ہے۔"

"کیا۔۔۔!" وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بعد ازاں اس نے چیخنا شروع کیا۔ "فریک اور سیل کو باہر لاؤ۔" اس نے مرڈو کو ہدایت جاری کی۔ "رچرڈ اور کارل کو تلاش کرو۔" پھر وہ سین کی طرف مڑی۔ "اگر کیمبری کا رن تباہ ہوتا ہے تو بچت کا ایک ہی راستہ ہے۔۔۔ اسنو موبائل۔" دونوں شیڈ کی طرف بھاگے۔ وہاں آتشیں جہنم کا در کھلا ہوا تھا۔ "تم واپس جاؤ، دوسروں کی مدد کرو۔ جو کچھ بچا سکتا ہوں، میں بچا لوں گا۔"

لورین نے واپس دوڑ لگائی۔ اس نے دیکھا کہ ہوا آگ کو کیمبری کا رن کے رخ پر بھڑکا رہی تھی۔ رہائشی حصے کو شعلے حیرت انگیز رفتار سے چاٹ رہے تھے۔ دھوئیں میں ایک سایہ نمودار ہوا۔ "میل اور فریک باہر آ رہے ہیں۔" مرڈو نے کہا۔ "دھوئیں کے باعث میں زیادہ اندر نہیں جا سکا۔" لورین اس کے قریب سے گزر گئی۔ چیخیں اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔ "مدد۔۔۔ میری مدد کرو۔ خدا کے لیے مجھے بچاؤ۔" رچرڈ واویلا کر رہا تھا۔ لورین گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل پر جولین کے کمرے میں پہنچی۔ مرڈو اسی کے انداز میں لورین کے پیچھے تھا۔ لورین کے پھیپھڑوں میں دھوئیں کے اثرات بڑھ رہے تھے۔ اندر کا منظر ڈراؤنا تھا۔ آگ سر پر تھی اور رچرڈ بیڈ پر بندھا پڑا تھا۔ اس نے بھی دونوں کی موجودگی محسوس کر لی۔ اور چلایا۔۔۔ "مجھے نکالو یہاں سے۔"

لورین نے جیب سے چاقو نکالا اور کھانستے ہوئے، رچرڈ کی بندشیں کاٹیں، دونوں اسے گھسیٹتے ہوئے کوریڈور میں لائے۔ اسی وقت ان کے عقب میں جولین کے کمرے کی دیوار بیٹھ گئی۔ ہانپتے کانپتے وہ تینوں باہر نکلے۔ لورین نے گہری گہری سانسیں لیں اور واپس دھوئیں میں غوطہ لگایا۔ اس کا رخ میڈیکل بے کی جانب تھا۔ وہاں پہنچی تو رنج اور مایوسی نے اسے بانہوں میں لے لیا۔ وہاں آگ ہی آگ تھی۔ سرخ، نارنجی شعلوں کا ہیبت ناک رقص جاری تھا۔ اس نے ٹوٹتے ہوئے دل کے ساتھ آس باندھی کہ شاید کارل آگ سے پہلے وہاں سے نکل گیا ہو۔

اسی دوران میں دھوئیں میں لت پت فریک نمودار ہوا۔ "ریڈیو نکالنے میں میری مدد کرو۔" اس نے لورین سے کہا۔ یہ کہہ کر وہ ریڈیو روم کی طرف بڑھ گیا جہاں انسٹرومنٹ پینل آگ کی زد میں تھا۔

"بھول جاؤ، فریک۔۔۔ میس روم کو بچاؤ۔" لورین نے کہا۔ میس روم میں مرڈو اور سیل پہلے ہی ہاری ہوئی جنگ لڑ رہے تھے۔ گیس اور چوبی حصوں نے مل کر آگ میں اضافہ کر دیا تھا۔ "باہر نکلو سب۔" لورین چیخی۔ "جو کچھ ہاتھ لگے، لو اور نکل جاؤ۔۔۔ سلیپنگ بیگ مت بھولنا۔" دفعتاً نئے انکشاف نے اسے دہلا دیا۔ "او مائی گاڈ۔۔۔ پانی کی ٹیوبس

لیب میں ہیں۔"

دیگر افراد دیکھتے ہی رہ گئے اور لورین کسی آن کی کرتی ہوئی لیب کی طرف بھاگی۔ کوریڈور گویا آگ اور دھوئیں کی سرنگ تھی، آگ سیلنگ پر تھی۔ نگاہ کی رسائی تقریباً مفقود تھی۔ وہ پھر چاروں ہاتھ پیروں پر دروازے گن کر اندازے سے آگے جا رہی تھی — چوتھا دروازہ، دائیں ہاتھ پر۔ وہ لیب میں چلی گئی۔ ابتدائی خطرناک قدم تھا۔ واپس کوریڈور سے گزر رہا تھا۔ آگ سیلنگ سے نیچے آتی تو لورین کے لیے لیب آتشیں قبر ثابت ہوتی۔ ٹائی ٹینیم میں محفوظ نمونہ سلامت تھا جسے لورین نے فریج میں سے نکال لیا۔

"لورین!" سکن اسے پکار رہا تھا۔ دفعتاً اس کے ہاتھوں نے لورین کو تھام لیا۔ وہ لورین کو بے بس ہرنی کے مانند گھسیٹ رہا تھا۔ کیمپ کارن تباہی و بربادی کے کنارے پر تھا۔ دونوں برف پر ساتھیوں سے جا ملے۔ آگے پیچھے گیس سلنڈر پھٹے۔ آگ کے نارنجی سیب گولے نے سیاہ رات کو روشن کر دیا۔ لورین برف پر پڑی کھانس رہی تھی۔ اس کی ٹیم تاسف کے ساتھ اس کے گرد جمع تھی۔ وہ خاموش تھے۔ شاک میں تھے۔ لورین کا خواب اس کے سامنے زمین بوس ہو رہا تھا۔ راکھ میں تبدیل ہونے جا رہا تھا —

☆☆☆

"کیا کارل بچ گیا؟" لورین نے سوال کیا۔

سب لب بستہ تھے۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ خاموشی کی زبان میں جواب لورین تک پہنچ گیا — خواب آناً فاناً چکنا چور ہو گئے تھے۔ صدمے نے سب کو ہی آبدیدہ کر دیا تھا۔ لورین، سیل اور مرڈو نے چھوٹے بڑے زخم کھائے تھے۔ لورین کے ہاتھوں اور سر پر تکلیف دہ آتشیں زخم تھے۔ سکن اور مرڈو کے ہاتھ دستانوں کی وجہ سے محفوظ رہے۔ مرڈو کے چہرے پر آبلے تھے۔ فریک سب سے زیادہ متاثر ہوا تھا۔ ریڈیو بچانے کے چکر میں وہ تھرڈ ڈگری کی سطح پر آتش زدگی کا شکار ہوا تھا۔ سیل نے لورین کو بتا دیا کہ فریک کو اینٹی بائیوٹکس نہ ملیں تو صورتِ حال خراب ہو جائے گی۔

لورین نے ہدایت کی۔ "فریک کو نہ بتانا۔"

سیل، وقتی طور پر متاثرہ افراد کے لیے برف استعمال کر رہی تھی — آگ تقریباً ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ تب سکن نے نوٹ کیا کہ جولین وہیں منڈلا رہا تھا۔ لگ بھگ ایک میل دور سوبائل کی ہیڈ لائٹس نظر آ رہی تھیں۔ معاً مرڈو اچھل کر کھڑا ہوا۔ "قاتل — قاتل، تو بچے کا تھیں۔" وہ حلق پھاڑ کر چلا رہا تھا۔

"ٹھنڈے رہو، اپنی توانائی بچاؤ۔" لورین نے کہا۔

"میں اسے مار دوں گا۔"

"پلیز مرڈو خاموش ہو جاؤ۔" لورین نے قدرے تحکمانہ انداز میں کہا۔ لورین کی آواز میں موجود اتھارٹی نے مرڈو کو ٹھنڈا کر دیا۔

"سب غور سے سنو۔" وہ بولی۔ "افراتفری حالات کو بدتر کرے گی۔"

"بدتر؟ لورین سب تباہ ہو گیا۔" سکن نے کہا۔

"مجھے ادراک ہے۔ اگر ہم ٹھنڈے اور پُرامید رہے تو مجھے یقین ہے کہ ہم کوئی راستہ نکال لیں گے۔"

سکن پُرسکون تھا۔ لورین ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اگرچہ حالات مایوس کن تھے۔ تاہم ریڈیو سے رابطہ نہ ہوا تو وہ جہاز روانہ کریں گے۔ اگر وہ لینڈ نہیں کر سکے گا تو ضروری اشیا گرا جائے گا۔ اس نے اپنے خیالات ظاہر کر دیے اور کہا کہ ایسی صورت میں بھی کم سے کم ہمیں ایک ہفتہ گزارنا ہو گا —

"اور مجھے شک ہے کہ ہم ایک ہفتے سے زیادہ گزار سکیں گے؟"

لورین نے فریک کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں مایوسی جھلک رہی تھی۔

"سکن، ایسا کوئی امکان نہیں۔" لورین نے سکن کو دیکھا۔ "بیک اپ ریڈیو پرسن نے پیغام دیا تھا کہ کچھ روز رابطہ نہ ہو تو کوئی پریشان نہ ہو۔ یہاں کمیونیکیشن کی پرابلم ہے۔ جسے ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔"

تمام لوگوں کے چہرے لٹک گئے۔ "مطلب دنیا سمجھ رہی ہو گی کہ ہم حسبِ معمول اپنے کام میں مصروف ہیں؟"

"ایسا ہی ہے۔" لورین کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

"اور اُن کی تشویش پندرہ دن بعد شروع ہو گی — یہ بھی الگ سکتا ہے؟"

لورین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کھانے اور پناہ گاہ کے بغیر ہم کتنے دن زندہ رہ سکیں گے؟" مرڈو نے ہاتھ لہرا کے سنسان، دشمنِ جان — وسیع برفانی دنیا کی طرف اشارہ کیا۔ "ہم الارم نہیں بجا سکتے۔ ونٹر کے اختتام میں چند ہفتے باقی ہیں — ہم موت

کے سفر پر ہیں۔"

کوئی جواب نہیں آیا۔

وقفے کے بعد لورین نے کہا۔"ہم میں سے کوئی بھی مرے گا نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔" تاہم وہ حیران تھی کہ یہ وعدہ وہ کیسے پورا کرے گی؟

☆☆☆

لورین کی پہلی ہدایت ملبے میں کارل کی تلاش کے بارے میں تھی۔ یہ ایک دشوار کام تھا۔ بُری طرح جھلسی ہوئی باقیات شناخت کرنے میں وقت لگا...... جو کچھ تھا، درحقیقت ناقابلِ شناخت تھا۔ ٹیم رنج و غم کے عالم میں سر جھکائے کھڑی تھی۔ فضا سوگوار تھی۔ انہوں نے برف میں اتھلی قبر بنائی اور کارل کی باقیات کو دفن کر دیا۔ تدفین کے دعائیہ کلمات کے بعد لورین ٹیم کی طرف متوجہ ہوئی۔

بعدازاں لورین کی ہدایت پر اراکین نے ملبے میں کام کی اشیا تلاش کیں۔ لیکن خوفناک آتشزدگی کے بعد وہاں ہر شے ناکارہ ہو چکی تھی۔ لکڑی کوئلہ بن گئی تھی۔ جو جلانے کے کام آ سکتا تھا۔

سین بمشکل ایک سلیج بچا پایا تھا۔ سلیج میں چند اشیا تھیں۔ لپٹا ہوا ایک خیمہ تھا۔ جو آگ سے متاثر ہوا تھا۔ موبائل کوئی نہیں تھی۔ اچانک کسی کی چیخ بلند ہوئی۔"وہ پھر آ گیا ہے۔" فرینک ہاتھ سے اشارہ کر رہا تھا۔ سین اور لورین نے دور افق کی جانب دیکھا۔

"وہ نگرانی کر رہا ہے کہ ہمارے ارادے کیا ہیں؟" لورین نے کہا۔

"نہیں۔" سین خشک لہجے میں بولا۔"وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم موت کے منہ میں جانے کے لیے کتنے دن لیں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے ہیروازم کا آغاز کرے گا اور ایک متاثر کن کہانی بنائے گا کہ کس طرح وہ حادثاتی آگ سے بچنے والا واحد شخص تھا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ موبائل کے ساتھ سلیج میں اس کے پاس کافی سپلائی ہے...... جو کئی ہفتوں کے لیے کافی ہے۔ اگر اس نے احتیاط سے کام لیا تو مہینے نکال سکتا ہے۔"

"لورین، وہ بچے گا یا ہم بچیں گے۔" سین نے کہا۔

"سادہ سی بات ہے۔"

☆☆☆

مدھم روشنی غائب ہو رہی تھی۔ دس بجے کوئلوں کو آگ دکھائی گئی۔ وہ ایک دوسرے سے جڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نامکمل خیمے سے عارضی شیلٹر بنایا گیا تھا۔ کوئلوں کی آگ نے زیادہ دیر ساتھ نہیں دیا۔ میل نے مزید آتش کے لیے التجا کی۔

"ہمیں بچت کرنی پڑے گی...... ہر رات چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں۔" لورین نے سمجھایا۔ ان کے پاس ایک سلیپنگ بیگ تھا جسے ہنگامی حالت میں دو افراد استعمال کر سکتے تھے۔ میل گاہے گاہے فرینک کی جھلسی ہوئی کھال کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ فرینک خاموشی سے اذیت برداشت کر رہا تھا۔ دو بجے کے قریب سردی ان کی ہڈیوں میں اترنے لگی۔ لورین جانتی تھی کہ وہ ہائپوتھرمیا کی جانب بڑھ رہے ہیں۔"سب کھڑے ہو جائیں۔" اس نے اعلان کیا۔

"ہمیں حرکت کرنی ہے۔ جسم کا درجہ حرارت بڑھانا ہے۔"

یہ ہدایت جاں گسل تھی۔ تاہم اس پر عمل کرنا بھی ناگزیر تھا۔ وہ اٹھ کر ایک دائرے میں چلنے لگے...... بہتری کا احساس بیدار ہوا۔ لیکن اس کسرت کو طول نہیں دیا جا سکتا تھا۔ پچاس منٹ بعد لورین نے مشق ختم کرا دی۔ کڑاکے کی ٹھنڈ بے رحم تھی۔ جس نے جسم میں پیدا ہونے والی حرارت کو بہ سرعت چوس لیا۔

"اس طرح کیسے...... کب تک......" مرڈو کی آواز مایوسی سے ٹوٹنے لگی۔ اس کے آنسو رخساروں پر جم گئے۔

"میں نے اس طرح مرنے کا منصوبہ نہیں بنایا تھا۔"

لورین نے میل کی طرف دیکھا۔

"پانچ دن۔" وہ بولی۔"حد سے حد سات دن۔"

لورین نے مرڈو کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔"آج کی رات نکال لو۔ کل ہم کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ ہمارے دو سلیپنگ بیگ اور دو سردی سے بچاؤ کے لباس ہیں۔"

☆☆☆

صبح آٹھ بجے لورین نے کوئلے سلگائے۔ سلیج میں سے فرائی پین لے کر اس میں برف پگھلائی اور ایک لیٹر پانی حاصل کیا۔

"تمام افراد تھوڑا تھوڑا پانی لیں۔ ڈی ہائیڈریشن، ہمیں بھوک سے پہلے مار دے گی...... اور مجھے دیکھنا ہے کہ ہمارا اثاثہ کیا ہے؟"

سین کی جیب سے ایک لفافہ ملا۔ پنسل کے ٹکڑے سے اس نے لفافے کی پشت پر لکھنا شروع کیا۔ دو سلیپنگ بیگ، ایک کوکنگ پاٹ، سلیج، چند ٹولز، کمپاس، دو سوئس چاقو، چند سگریٹ لائٹرز، سرد موسم کے لیے چند لباس، ایک کمبل اور کوئلے......

"یہ فیصلے کی گھڑی ہے۔" اس نے بولنا شروع کیا۔

بدترین حالات میں بھی امکانات کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ خدا نے انسان کو شکست کھانے کے لیے نہیں پیدا کیا...... ہمارے جذبات غیر معمولی انداز میں جسم پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر موجود ارادہ اور یقین بہت بڑی طاقت ہے۔ منفی خیالات ہمیں ہلاک کرنے کے لیے کافی ہیں...... مایوسی یا پھر امید اور عزم۔ فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ سوچو ہم کیا کر سکتے ہیں؟''

''جولین کو گھیرنا چاہیے۔'' مرڈو نے تجویز دی۔ ''اسنوموبائل کے نشانات کے سہارے رات میں اس پر چھاپا مارا جاسکتا ہے۔ میں خود اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔''

''اس میں خطرہ زیادہ ہے۔'' لورین نے کہا۔ ''اگر اسے خبر ہوگئی کہ ٹیم کے دو یا تین فٹ افراد اس کے پیچھے ہیں تو وہ جان سکتا ہے کہ کمزور افراد یہاں بے بس ہیں۔ پروٹوکول کا تقاضا ہے کہ ہم یکجا ہیں...... یہیں بیس پر۔''

سین نے زبان کھولی۔ ''زندہ نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے۔''

سب نے حیرت سے اُسے دیکھا۔ استفہامیہ نظروں نے سین کو مرکزِ نگاہ بنالیا۔

''جولین کا ایمرجنسی ٹرانسمیٹر ...... جسے آف کر کے ہم نے گلیشیر پر چھوڑ دیا تھا۔''

لورین سوچ میں پڑگئی۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔ ''سین وہ جگہ تین سو میل کے فاصلے پر ہے۔''

''میں تین سو میل نہیں بلکہ سو میل کی بات کر رہا ہوں۔ پہلا ڈپو ہم نے سو میل کی دوری پر بنایا تھا۔ تم بھول گئیں؟''

''مائی گاڈ...... ہم نے دو ڈپو بنائے تھے۔ ریسکیو پر جانے سے پہلے یہ فرینک کا مشورہ تھا۔''

''آئیڈیا یہ ہے کہ سو میل تک ہم پیدل جائیں گے۔ پہلے بیرل میں فوڈ اور ادویات کے علاوہ چند اشیا ہیں۔ یہ سفر مشکل ہوگا لیکن ناممکن نہیں ہے۔'' سین نے کہا۔

''اور وہاں سے نئی توانائی حاصل کر کے ہم دوسرے ڈپو اور پھر گلیشیر تک پہنچیں گے۔'' لورین کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ دیگر افراد کے چہرے بھی کِھل اٹھے۔

''ہم نے کریش سائٹ تک پہنچ کے ٹرانسمیٹر فعال کرنا ہے۔''

''ایک منٹ۔'' میل نے مداخلت کی۔ ''کیا مدفون ڈپوز کے بارے میں جولین کچھ جانتا ہے؟''

چند لمحے کے لیے وہاں ناگواری خاموشی چھا گئی۔

''لعنت ہے۔'' سین کراہ اٹھا۔ ''واپسی پر میں نے ذکر کیا تھا۔''

''آخری دیا بھی بجھ گیا۔'' مرڈو نے کہا۔ ''وہ پاگل آدمی ہم سے پہلے وہاں پہنچ جائے گا۔''

''ایک منٹ......'' سین کے تاثرات بدل گئے۔ ''میں نے مقام کی نشاندہی نہیں کی تھی۔''

''کتنا امکان ہے کہ جولین وہاں پہنچ جائے گا؟'' میل نے سوال کیا۔

''زیرو۔'' لورین اور سین نے بیک زبان کہا۔

''ایسی بات ہے تو کیا ہم ڈپوز تلاش کرلیں گے؟''

''مشکل ہے، لیکن کمپاس کی موجودگی سے میں اس دشواری پر قابو پالوں گی۔'' لورین نے جواب دیا۔

چہ مگوئیاں ہوئیں پھر فرینک نے کہا۔ ''پھر نکلا جائے؟''

''ابھی نہیں ...... جولین نگرانی کر رہا ہے۔ رات میں ہمارے پاس بارہ گھنٹے ہوں گے اور ہم خاموشی سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جائیں گے۔''

''لیکن جب اسے علم ہوگا تو دو جمع دو کر کے ردِعمل دے گا۔''

لورین نے سوچ کر کہا۔ ''میں اُسے بھٹکانے کے لیے یہاں نوٹ چھوڑ دوں گی۔''

''اور اگر واقعی ریسکیو مشن آگیا، پھر؟''

''میرے پاس آئیڈیا ہے، ایسی صورت میں وہ اصل بات سمجھ جائیں گے۔''

☆☆☆

سلیج میں دستیاب اشیا رکھ لی گئی تھیں۔ سین نے اس کے ساتھ اس طرح رسی باندھی تھی جس کی مدد سے دو افراد اسے کھینچ سکتے تھے۔ رات میں خاموشی کے ساتھ وہ عارضی شیلٹر سے روانہ ہو گئے۔ جھیل سے حاصل شدہ نادر نمونہ لورین کی جیب میں تھا۔ آنے والے کٹھن وقت کا اسے خوب احساس تھا۔

وقت کے ساتھ فرینک کی حالت بگڑ رہی تھی۔ اس کی گفتگو اور سوچ میں رابطے کا فقدان بڑھ رہا تھا...... ایک جگہ وہ رکے تو لورین نے میل سے تشویش کا اظہار کیا۔ ''میرا خیال ہے کہ وہ ہائپو تھرمیا کی طرف جا رہا ہے۔''

''ہمیں اسے سلیپنگ بیگ میں رکھنا ہوگا۔'' میل نے کہا۔

سین اور مرڈو نے مل کر اسے ایکسر سائز کرائی۔

جسمانی حرارت دھیرے دھیرے ابھرنے لگی۔ وہ سونا چاہ رہا تھا لیکن میل نے پہلے اس کی انگلیوں کا معائنہ کیا۔ زخموں میں پیپ پڑنے لگی تھی۔ گینگرین کے امکانات بڑھ رہے تھے۔ ٹشوز کے خلیات مردہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

پہلی مرتبہ لورین نے حقیقی سراسیمگی کی کیفیت محسوس کی۔ ان کا ایک ساتھی توقع سے پہلے معذور ہو رہا تھا۔ ابھی وہ فرسٹ ڈپو سے دور تھے۔ فرینک نے سلیج پر لیٹنا تھا۔ لامحالہ وزن بڑھ جاتا۔ سلیج کھینچنے کے لیے اسنو موبائل تھی نہ کتے...... اگر کوئی دوسرا ساتھی بھی سلیج پر آ گیا تو کیا ہوگا۔ بطور لیڈر سب کی ذمے داری اس پر تھی۔ اس رات نیند کی دیوی لورین سے روٹھی رہی۔

☆☆☆

جولین اسنو موبائل پر عارضی پناہ گاہ سے قریب تھا۔ چند سو گز کے فاصلے پر۔ وہ پہلی مرتبہ اتنے قریب آیا تھا۔ اس میں زیادہ قریب جانے کی جرأت نہیں تھی۔ ممکن ہے اس کے لیے پھندا لگایا گیا ہو۔ وہ تسلیم کرنے پر مجبور تھا کہ بہت خوبی سے اسے ٹریپ کیا جا رہا تھا۔ تین دن گزر گئے تھے اور وہاں زندگی کی کوئی علامت نظر نہیں آئی تھی۔ وہ اسے بہکا رہے تھے...... قریب آنے پر آمادہ کر رہے تھے۔ اس کے صبر کا امتحان لے رہے تھے کہ وہ مہلک غلطی کرے اور وہ بھوکے بھیڑیوں کے مانند اس پر ٹوٹ پڑیں۔

''تم لوگ مجھے احمق سمجھتے ہو؟'' وہ چلاّ اٹھا۔ ''میں جانتا ہوں کہ تم لوگ زندہ ہو۔ سامنے آؤ، میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔''

جواب ندارد...... سکوت...... سناٹا۔

شاید وہ مر ہی گئے ہیں۔ اس کے ذہن میں خیال آیا۔ ان حالات میں تین دن اور تین راتیں انہیں ختم کرنے کے لیے کافی تھیں۔ تاہم وہ جانتا تھا کہ لورین اور سین دوسروں سے مختلف ہیں۔ وہ دونوں زندہ ہو سکتے ہیں۔ معاً اسے ایک چال سوجھی۔

''میرے پاس فوڈ ہے۔ میں یہاں برف پر چھوڑے جا رہا ہوں۔'' اس نے گوشت کا ایک ٹن اچھالا اور نصف میل دور چلا گیا۔ وہ ایک گھنٹے تک انتظار کرتا رہا۔ وہ بھوک کے خلاف مزاحمت نہیں کر سکتے۔ وہ ٹریپ کو بھول جائیں گے۔ تاہم کسی بھی قسم کی حرکت ناپید تھی۔

''ٹھیک ہے، کل یہ ٹن غائب ہوگا۔'' اس نے خیال آرائی کی۔ جو تیقن سے بھرپور تھی۔

دوسرے روز وہ حیرانی کے ساتھ آنکھیں مسل رہا تھا۔ ٹین وہیں پڑا تھا۔ ان حالات میں یہ ٹن نعمت غیر مترقبہ تھا اور انہوں نے نہیں اٹھایا۔ کتنے زندہ ہیں؟ جسمانی کیفیت کیسی ہے؟ ان میں کتنی توانائی ہے؟ کیا وہ حملہ کر سکیں گے؟ کیا وہ وہاں نہیں ہیں...... اس نے خود ہی آخری خیال کو مسترد کر دیا۔ ''ناممکن، یہاں سے وہ کہیں نہیں جا سکتے۔'' وہ ان کی لاشوں کو قریبی کھائی کے حوالے کیے بغیر وہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔ اس کا ذہن دو حصوں میں بٹ گیا۔ وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ وہ ختم ہو چکے ہیں پھر ذہن میں اندیشے نے سر اٹھایا۔ سین اور لورین بہ آسانی ہارنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اس نے سوچا کہ کلہاڑی لے کر حملہ آور ہو جائے۔ وہ نتائج دیکھنے کے لیے بے قرار تھا۔ کشمکش کا شکار تھا۔

رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمام کارڈز اس کے ہاتھ میں ہیں۔ متواتر غیر یقینی کیفیت اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔ اسے اپنی مہم شروع کرنی تھی۔ گلیشیر پر واپس جا کے ٹرانسمیٹر حاصل کرنا تھا۔ اس کے بعد فتح اور عالیشان استقبال اس کا منتظر تھا لیکن پہلے لاشوں کو ٹھکانے لگانا تھا...... کل وہ شیلٹر پر حملہ کر دے گا۔

☆☆☆

رچرڈ محسوس کر رہا تھا کہ وہ یہ جنگ ہارنے والا ہے۔ انہوں نے ستر میل کس طرح طے کیے تھے، یہ ایک طولانی داستان تھی اور وہ بنیادی طور پر ایک صحافی تھا۔ وہ قوت ارادی کے بل پر قدم اٹھا رہا تھا۔ وہ گزرے ہوئے دنوں کے بارے میں سوچتا تو رونا آ جاتا۔ کریش...... ٹانگوں کا فریکچر...... اجنبی، بے رحم برفستان کا موسم سرما اور پھر آتشزدگی۔ وہ لڑ رہا تھا۔ مایوسی گھیرتی تو منگیتر اور روشن دنیا کو یاد کرتا...... اسے وہاں جانا تھا۔ منفی ذہن کہتا کہ یہ اس کی خام خیالی ہے کہ وہ سرد جہنم سے نکل سکے گا۔ پیشاب تک قطروں کی شکل میں آتا اور برفانی زمین تک پہنچنے سے پہلے جم جاتا۔ جسمانی حالت دگرگوں تھی۔ اسّی میل پر اس کا حوصلہ جواب دے گیا۔

''مجھے پین نائف اور ٹارچ کی ضرورت ہے۔'' اس نے لورین سے کہا۔ دو سلیپنگ اور برفانی لباس کی غیر موجودگی میں اسّی میل بھی ناممکن تھے۔

''کس لیے؟''

''مجھے اپنے پاؤں دیکھنے ہیں۔''

''یہ میرا کام ہے۔'' میل نے کہا۔ لورین نے تائید

کی۔ رچرڈ لیٹ گیا۔ ورم کے باعث بوٹ عام انداز میں اتارنا ممکن نہیں تھا۔ چاقو کی مدد سے حتی الامکان احتیاط سے میل نے بوٹ الگ کیے۔ موزے کھال کے ساتھ چپک گئے تھے۔ انہیں اتارنے پر رچرڈ کی چیخیں نکل گئیں۔ ٹیم نے اجتماعی سسکی لی۔ وہ کسی انسان کے پاؤں نہیں تھے۔ موزوں کے ساتھ کھال بھی اتر گئی۔ سوجے ہوئے پیروں کے سرخ ٹشوز دکھائی دے رہے تھے۔

"کچھ کرنا پڑے گا— قبل اس کے کہ انفیکشن پھیلے۔" میل نے چاقو سنبھالا۔ کوئلے سلگا کر چاقو گرم کیا گیا۔

"تمہارا حوصلہ، سب سے بڑا ہتھیار ہے۔" لورین نے رچرڈ کی ہمت بندھائی اور میل نے چاقو سے متاثرہ جگہ سے مردہ حصوں کو تراشنا شروع کیا۔ وہ جانتی تھی کہ اس عمل کے دوران بھی رچرڈ کی اذیت میں اضافہ ہوگا۔ تاہم اس نے توجہ اپنے کام کی طرف رکھی۔ کہیں کہیں اسے چاقو گہرائی میں لے جانا پڑا۔ رچرڈ تڑپ اٹھا۔ وہ لورین سے فریاد کرنے لگا۔ تاہم میل نے دوسرے پاؤں کے ساتھ بھی مناسب سلوک کیا۔ جو بظاہر غیر مناسب معلوم ہورہا تھا۔ موزے بیکار ہو گئے تھے۔ پیروں پر پٹیاں لپیٹی گئیں۔ کسی طرح سوجے ہوئے پاؤں کٹے پھٹے بوٹوں میں داخل کر کے ان پر رسیوں کے ٹکڑے باندھ دیے گئے۔

اس رات رچرڈ نے لورین کا بازو چھوا۔ "اگر میں چل نہ سکا تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ دو گے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" لورین نے جواب دیا۔

"تم اپنی اسٹوری کے بارے میں سوچو۔ جب وہ شائع ہو گی تو تمہیں پلٹزر (Pulitzer) پرائز ملے گا۔ پھر تم ہماری دعوت کرو گے۔ کیوں؟"

"ہاں کروں گا۔" وہ ہولے سے مسکرایا۔

☆☆☆

جولین نے اسنو موبائل محفوظ فاصلے پر چھوڑی اور کلہاڑی لے کر شیلٹر کی طرف بڑھا۔ گومگو کی کیفیت نے اسے رات بھر سونے نہیں دیا تھا۔ اگر کوئی زندہ بھی ہوا تو نیم جان ہوگا.... یہی وقت ہے۔ عارضی پناہ گاہ میں کوئی نہیں تھا۔ چھپنے کی وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ کیا یہ بھی کوئی ٹرک ہے؟ اس کے وہمی ذہن نے کہا۔

نہیں، وہ جاچکے ہیں۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ دنگ رہ گیا۔ کہاں جاسکتے ہیں۔ یقیناً سرچ پارٹی کے لیے لورین نے کوئی تحریر چھوڑی ہوگی۔ اندر باہر اس نے تلاشی لینا شروع کی۔ پانچ منٹ میں اس نے نوٹ تلاش کرلیا۔

"اگست اکتیس۔ جولین فٹز جیرالڈ کے کیمپری کارن سے فرار ہونے کی کوشش میں آگ لگی۔ جس نے ٹیس کو خاکستر کردیا۔ اس اندوہناک حادثے میں کارل نورلینڈ مارا گیا۔ جولین کا کچھ پتا نہیں ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں ہے اور وہ تشدد پر آمادہ ہے۔ ہم چھ افراد بچے ہیں۔ ہم شمال مشرق کی جانب شیلٹن بیس کی طرف جارہے ہیں۔ لورین برجیس، بیس کمانڈر۔"

جولین نے تحریر دوبارہ پڑھی۔ کیا بکواس ہے۔ بغیر فوڈ اور ادویات کے وہاں تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے۔ تاہم پرچے پر یہی لکھا تھا۔ وہ احمق ثابت ہوا تھا۔ چار پانچ دن ضائع ہو گئے تھے۔ وہ سنسان پناہ گاہ کے گرد منڈلاتا رہا۔ وقت مزید ضائع ہوگا۔ اسے ان کے پیچھے جانا پڑے گا۔ اموات کی تصدیق کیے بغیر وہ اپنے مشن پر روانہ نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ اسنو موبائل کی طرف چل پڑا۔ دفعتاً اس کی نگاہ شیلٹر سے فاصلے پر ملبے کے ڈھیر پر پڑی۔ صاف عیاں تھا کہ وہ انسانی ہاتھوں کی کارستانی ہے۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے غور سے دیکھا۔ ملبا اس انداز سے ترتیب دیا گیا تھا کہ ایک بڑا سا تیر بن گیا تھا۔ جو کوئی بھی آتا، وہ فضائی روٹ استعمال کرتا اور تیر نگاہ میں آجاتا۔ جولین نے کمپاس چیک کیا۔ تیر کا رخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ وہ ملبے کی مدد سے بنائے گئے تیر کی طرف چل پڑا— کچھ سوچ کر اس نے ملبے کی تلاشی لینا شروع کی۔ جلد ہی اس کے ہاتھ دوسری تحریر تک پہنچ گئے—

"اگست، 31۔ کیمپری کارن کمانڈر لورین برجیس کی طرف سے۔ کوئی اور تحریر ملے تو اسے نظرانداز کر دیا جائے۔ وہ تحریر جولین کو دھوکا دینے کے لیے تھی۔ ہم پیدل بلیک مور گلیشیئر کی طرف جارہے ہیں۔ جہاں انٹارکٹک ائرسروس کا ٹوئن اوٹر کریش ہوا تھا۔ وہاں سے ہم کو ایمرجنسی ٹرانسمیٹر حاصل کرنا ہے۔"

جولین اپنی خوش قسمتی پر رشک کررہا تھا۔ خود اس کی طرح وہ بھی کریش سائٹ پر ٹرانسمیٹر کے لیے نکل چکے تھے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے— پیدل، تین سو میل۔ وہ خیالات میں غلطاں تھا۔ معاً اسے ایمرجنسی ڈپوز کا خیال آیا۔ آخر وہ انہیں کیوں بھلا بیٹھا تھا۔ ہر لمحہ قیمتی تھا۔ اس نے ملبا بکھیر کر تیر کی شکل بگاڑ دی۔ بعدازاں اس نے موبائل منزل کی جانب بھگانا شروع کی۔ ساتھ ہی وہ اپنا غصہ دبانے کی

کوششیں کر رہا تھا۔ لورین کی ہوشیاری نے اس کا دماغی سرکٹ اُڑا دیا تھا۔

☆☆☆

وہ پہلے ڈپو کے قریب تھے۔ لورین اعصاب زدہ ہو رہی تھی۔ ڈپو تلاش کرنا، سین سے زیادہ خود لورین کی ذمے داری تھی۔ وہ تخمینے لگا رہی تھی۔ خستہ حالی کو نظر انداز کر کے وہ ہر دس منٹ بعد کمپاس چیک کرتی، کبھی رکتی، پھر چل پڑتی۔ دیگر افراد امید و بیم کی کیفیت میں اس کے ہمراہ تھے۔

''ہم بیرل کے آس پاس ہیں۔'' اس نے کہا۔ ''تھکی ماندی، بدحال ٹیم ہر طرف دیکھ کے اندازے لگا رہی تھی۔ سین دماغ پر زور دے رہا تھا۔ اگر ڈپو نہ ملتا تو فلم کا اینڈ تھا۔ ہوا، برف اور موسم نے مقام کو بدل کے رکھ دیا تھا۔ اگرچہ ونٹر ختم ہو چکا تھا۔

وقت کے ساتھ امید و مسرت کی کیفیت معدوم ہو رہی تھی۔

''تم غلطی کر رہی ہو۔'' مرڈو نے کہا۔ ''تم نے کہا تھا کہ نشاندہی کے لیے بیرل کے ساتھ فلیگ لگا یا گیا تھا؟''

''ہاں، لیکن امکان ہے کہ طوفانی ہواؤں نے فلیگ اُڑا دیا ہو۔ میں ٹھیک جگہ پر ہوں۔ سو دو سو گز کا فرق ہو سکتا ہے۔'' لورین نے زور دیا۔ ''کچھ دیر آرام کر لینا چاہیے۔''

سب برف پر بیٹھ گئے۔ سکوت طاری تھا۔ یہ تصور ہی ہولناک تھا، ضروری اشیا نہ ملیں تو کیا ہوگا...... جوش اور ہیجان ڈوب رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لورین کھڑی ہو گئی۔ وہ بھی اپنی کیفیت چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے سین کی طرف دیکھا۔

''ہم کیا غلطی کر رہے ہیں؟ فلیگ اڑ گیا تو بیرل کہاں ہے؟ وہ چمکیلے نیلے رنگ کا ہے۔ GPS ہوتا تو کوئی پریشانی نہ ہوتی۔''

''ہم جس خطے میں ہیں، یہاں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ مدفون اشیا سطح پر اور سطح کی چیزیں برف میں کیموفلاج ہو سکتی ہیں۔ تودے، چٹانیں اِدھر سے اُدھر ہو جاتے ہیں۔ نئی کھائیاں نمودار ہو جاتی ہیں...... نئی دراڑیں۔''

''میں سمجھتی ہوں۔ تبدیلی بھی دیکھ رہی ہوں۔ ہر جانب سفیدی ہے لیکن میں نے جی پی ایس اور سیلائٹ کی مدد سے لوکیشن نوٹ کی تھی۔ ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ فلیگ اُڑ سکتا ہے راشن کا بیرل یہیں کہیں ہے۔ چلو پھر شروع کرتے ہیں۔''

ایک گھنٹے بعد سین کا نعرہ بلند ہوا۔ ''مل گیا...... یہاں ہے۔''

فلیگ غائب تھا لیکن اینکر کا ایک ٹوٹا ہوا حصہ برف میں سے جھانک رہا تھا۔ نیم مردہ چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی...... بیرل نظر نہیں آ رہا تھا۔

''یہاں کھودو۔'' لورین نے کہا۔ ''بیرل ٹوٹے ہوئے اینکر کے قریب ہے۔ برف کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا۔''

ٹیم نئے جوش و خروش کے ساتھ بیرل کو تلاش کرنے لگی۔ بیرل گہرائی میں نہیں تھا۔ لہٰذا بہ آسانی برآمد کر لیا گیا۔ ہر چہرہ کھل اٹھا تھا۔

☆☆☆

جولین ہوا کے جھونکے کے مانند اُڑا جا رہا تھا۔ اس نے رات میں آرام بھی نہیں کیا۔ اسے دوسروں سے پہلے ڈپو تک پہنچنا تھا جس روٹ سے انہوں نے تینوں کو ریسکیو کیا تھا۔ اسی سے واپس ہوئے تھے۔ لہٰذا ڈپوز بھی اسی روٹ پر ہونے چاہئیں۔ اسی کلیو کے بل پر موبائل دوڑا رہا تھا۔ اس کا اندازہ ٹھیک نکلا۔ موسِ سرما ختم ہو گیا تھا۔ دان میں کچھ روشنی ہونے لگی تھی۔ تقریباً تین بجے جولین نے انہیں دیکھ لیا اور موبائل روک دی۔ وہ تودے کی آڑ سے بغور جائزہ لے رہا تھا...... اسے دو تین گھنٹے کی تاخیر ہو گئی تھی۔ قسمت نے ساتھ دیا تھا لیکن معمولی فرق رہ گیا تھا۔ دوسرا ڈپو کہاں ہو گا؟ اس نے مائیلو میٹر دیکھا۔ ستانوے میل یعنی پہلا ڈپو تقریباً سو میل پر قائم کیا گیا تھا۔ منطق کے مطابق دوسرا مزید سو میل دور ہونا چاہیے تھا۔ یعنی کیپری کارن سے دو سو میل کے فاصلے پر۔ وہ نظروں میں آئے بغیر ان کو اوورٹیک کر سکتا تھا۔ تاہم ٹھیک ٹھیک مقام سے وہ لاعلم تھا۔

☆☆☆

وہ بچوں کے مانند بیرل پر ٹوٹ پڑے تھے جس میں غذا کے ساتھ میڈیکل کٹ بھی موجود تھی۔ سب نے ابتدا میں تھوڑا تھوڑا کھایا۔ بھوک انہوں نے ایک ہفتے سے زیادہ برداشت کی تھی۔ میل وقت ضائع کیے بغیر فرینک کی طرف متوجہ ہوئی۔ کٹ میں اینٹی بائیوٹکس، بینڈ تیج، پین کلرز، مارفین وغیرہ موجود تھیں۔ غذا اور ادویات کے علاوہ برتن، دو خیمے اور دو سلیپنگ بیگس بھی موجود تھے۔ لورین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ موت کے جبڑوں سے انہوں نے زندگی کا پیغام وصول کر لیا تھا۔

لورین نے تیزی سے حساب کتاب کیا۔

''اگرچہ ہم سب روز ایک سے زیادہ مرتبہ کھانا کھا سکتے ہیں۔ تاہم ہم احتیاط کریں گے۔ ہر رکن روز ایک مرتبہ کھائے گا۔''

دو میں سے ایک خیمہ تان دیا گیا۔ سین نے کوکر سنبھالا برف پگھلا کر اس میں چاکلیٹ ملائی۔ پلاسٹک مگ میں سب کو پیش کیا گیا۔ وہ پگھلی ہوئی برف پیتے آئے تھے۔ اب نیم گرم چاکلیٹ کا ذائقہ کسی عیاشی سے کم نہیں تھا۔ وقفے کے بعد انہوں نے ٹن پیک فوڈ مناسب مقدار میں داخلِ شکم کیا۔ زندگی میں کیسی کیسی لذیذ غذائیں کھائی تھیں لیکن اس وقت جو سرور اور لذت حاصل ہوئی تھی، وہ ناقابلِ بیان تھی۔

''ہمیں منصوبہ بندی کے تحت حرکت کرنی ہوگی۔'' لورین نے اگلے قدم کے بارے میں بتایا۔ ''ہم نہیں جانتے کہ جولین کیا کر رہا ہے اور کہاں ہے۔ لہٰذا چار آدمی سوئیں گے اور دو نگرانی کریں گے جو کچھ ہوتا آیا ہے، اس کے بعد رتی بھر غفلت کی گنجائش نہیں ہے۔''

سب نے اتفاق کیا۔ نگرانی کے لیے پہلا نمبر سین اور لورین نے خود منتخب کیا۔ ''کیا خیال ہے، کیا وہ ہمارے تعاقب میں ہوگا یا دھوکا کھا کے مخالف سمت میں نکل گیا ہوگا؟'' لورین نے سوال کیا۔

''دونوں امکانات ہیں۔'' سین نے تاریکی میں گھورتے ہوئے کہا۔ دو گھنٹے انہوں نے ہلکی پھلکی بات چیت میں گزارے، اس کے بعد میل اور مرڈو کو اٹھا کر سلیپنگ بیگ میں گھس گئے۔ خیمہ، سلیپنگ بیگ اور سین کی قربت۔ حرارت جاں فزا تھی۔ ''سین!''

''ہاں؟''

''ہمارے درمیان بیس میں جو ہوا، وہ پروٹوکول کی وجہ سے تھا۔''

''اور جو نہیں ہوا؟'' سین کی سانسیں لورین کے چہرے پر تھیں۔

''وہ بھی ہو جائے گا۔'' لورین نے چہرہ آگے بڑھایا......

''اگر زندہ رہے تو......''

''ہم زندہ رہیں گے۔'' وہ بولی۔

☆☆☆

ہل مین رینج کی چڑھائی مشقت طلب تھی۔ سلیج کو موبائل کے بغیر اوپر لے جانا تھا۔ فریکن کی وجہ سے سلیج کا وزن بڑھ گیا تھا۔ سلیج کو تین افراد کھینچ رہے تھے۔ رچرڈ چاہتے ہوئے بھی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ وہ سلیج پر نہیں تھا۔ ایک ایک قدم بھاری تھا۔ بلندی کی جانب ترچھی ڈھلوان کا سفر اعصاب شکن تھا۔

ڈپو دریافت ہونے کے بعد وہ پہلی صبح تھی جب انہیں کھانے پینے کے لیے عمدہ طعام دستیاب ہوا۔ نیند بھی نسبتاً زیادہ لی تھی لیکن ہل مین رینج کی چڑھائی ان کا امتحان لے رہی تھی۔ لورین متواتر انہیں کڑی آزمائش کے لیے اکسا رہی تھی۔ اس نے ٹیم کو بہت کم آرام کرنے کا موقع دیا تھا۔ وہ خود بھی ان کے ساتھ محنت کر رہی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ وقت کے ساتھ سلیج کا وزن بڑھتا جا رہا ہے۔ انگ انگ، ریشہ ریشہ احتجاج کر رہا تھا۔ تاہم وہ کمانڈر کا ساتھ دے رہے تھے۔ انچ انچ۔ قدم بہ قدم۔ رک رک کے۔ ہل مین رینج کی سطح نے مشکلات میں اضافہ کر دیا تھا۔ انہیں متعدد بار رخ بدلنا پڑا۔ موبائل کے لیے یہ کام سہل تھا۔ دوپہر میں رک کر اورنج پاؤڈر کا ڈرنک تقسیم کیا گیا۔

پانچ گھنٹے کی جدوجہد کے بعد میل کراہ اٹھی۔ ''کیا ہم کیمپنگ نہیں کر سکتے؟''

''نہیں، چند گھنٹے اور...... پھر یہ عذاب ختم ہو جائے گا۔'' لورین نے اصرار کیا۔ کچھ دیر بعد ہوا چلنے لگی جس میں برفانی ذرات بھی شامل تھے۔ دشواری میں اضافہ ہو گیا۔ حدِ نگاہ بھی محدود ہو گئی۔ ایک گھنٹے بعد لورین نے خدشہ محسوس کیا کہ ہل مین رینج کے غلط بازو پر سفر کر رہے ہیں جو انہیں بند گلی میں لے جائے گا۔ وہ خود زبوں حالی کا شکار تھی۔ وہ ہانپ رہے تھے...... تاہم یہ لورین کا وہم ثابت ہوا۔ وہ صحیح رخ پر تھے۔ تیس منٹ میں ہوا بادلوں کے ہمراہ غائب ہو گئی۔ لورین نے پوزیشن کا جائزہ لیا۔ وہ منزل کے قریب تھے اور چالیس منٹ بعد انہوں نے معرکہ سر کر لیا۔ دو ہزار فٹ کا سفر نو گھنٹوں میں طے کیا گیا تھا۔ آخری ٹارگٹ بلیک مور گلیشیئر تھا۔

''اوہ گاڈ۔'' مرڈو نے نیچے کا منظر دیکھا اور بیٹھ گیا۔ ''ہمیں وہاں جانا ہے؟''

☆☆☆

لورین کی توجہ پوری طرح ہل مین رینج کی طرف تھی۔ وہ اس کیفیت میں دوسری طرف گلیشیئر کی جانب اترائی کو بھلا بیٹھی تھی۔ اترائی، چڑھائی سے زیادہ مخدوش تھی۔ ناہموار برف...... کھائیاں، گڑھے، تودے...... سفر کی رفتار پہلے سے کم تھی۔ سین اور لورین دونوں بہت محتاط

تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ذرا سی غلطی پوری ٹیم کو لے ڈوبے گی۔ اگرچہ اترائی کسی اسکاٹش عام پہاڑی جیسی تھی لیکن ناہموار اور پُرپیچ سطح خطرناک تھی۔ لورین نے ٹیم کو بریف کیا...... ایک اور مشکل مرحلے کا آغاز ہوا۔ احتیاط نے کئی مرتبہ انہیں حادثے سے بچایا۔ اگر سین اور لورین پہلے بھی یہاں نہ آئے ہوتے تو ان کے خلاف کچھ بھی ہوسکتا تھا۔

خدا خدا کر کے وہ بلیک مور گلیشیئر پر جا اترے۔ وہ احمقوں کے مانند ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ خیمہ لگا کے کھانے پینے کا انتظام شروع ہوا۔

لورین کی آواز سن کر سین نے خیمے سے باہر جھانکا۔

''کیا ہوا؟''

''میرا خیال ہے کہ میں نے اوپر روشنی کی جھلک دیکھی ہے۔''

''تم سنجیدہ ہو؟''

''ہاں، شاید۔''

پھر دونوں نے کرن جیسی شعاع دیکھی جو جھلک دکھلا کر روپوش ہوگئی۔ ''تم درست ہو، وہ جولین ہے۔'' سین نے سیٹی بجائی۔ ''وہ کیونکر یہاں تک پہنچا؟''

لورین کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ ''وہ میری تحریر کے دھوکے سے کیسے بچا؟''

''دوسرا ڈپو بچانے کے لیے ہمیں اسے روکنا ہوگا۔''

سین کی آواز میں تشویش تھی۔ ''وہ ہم سے پہلے وہاں پہنچ گیا تو ہمارا خاتمہ یقینی ہے۔''

''دوسروں کو نہ بتانا۔ وہ سب پہلے ہی دردناک تجربوں سے گزر چکے ہیں۔'' لورین نے التجا آمیز لہجے میں کہا۔

☆☆☆

''گلیشیئر کی وسعت بہت زیادہ ہے اور ٹیم سلیج کو مزید چند سو گز سے زیادہ گھسیٹنے کی طاقت نہیں رکھتی۔'' سین نے لورین سے کہا۔

''کیا کرنا چاہیے؟''

''ایک آئیڈیا ہے...... ہوا بیس ناٹ کی رفتار سے جنوب کی سمت چل رہی ہے اور یہاں برف کی سطح ماربل کے مانند ہموار ہے۔ آگے کئی میل تک یہی صورت حال ہے۔''

لورین نے دور تک دیکھا۔ ''پھر؟''

''اگر ہم ہوا کی طاقت استعمال کریں...... جیسے بادبانی کشتی ہوتی ہے تو کئی میل تک نہ صرف ہم تیز جائیں گے...... بلکہ ٹیم بھی مشقت سے بچ جائے گی۔'' سین نے کہا۔

لورین کا چہرہ چمکنے لگا۔ ''تم خیمہ پھاڑنا چاہتے ہو؟''

''ہاں ہمیں اس کی چادر استعمال کرنی پڑے گی۔ ایک خیمے کی قربانی مہنگی نہیں پڑے گی۔''

''مستول کا کیا کرو گے؟''

''مستول کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کشتی نہیں ہے، نہ ہم مکمل بادبان بنا سکتے ہیں۔ تھوڑی سی جوڑ توڑ کے بعد برف کی چکناہٹ اور ہوا باقی کام کرے گی۔ سلیج کے سامنے دو پوائنٹ، تکون مکمل کرنے کے لیے ہم پہلے ڈپو سے ملنے والا اینکر استعمال کرلیں گے۔'' سین نے وضاحت کی۔

لورین نے دیگر افراد کو نئی سہولت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے سکون کی سانس بھرتے ہوئے حمایت کی اور نئے ولولے کے ساتھ مل کر سین کا ہاتھ بٹانے لگے۔ ہوا کے دباؤ نے حیرت انگیز کام کیا تھا۔ سلیج کو گھسیٹنے یا دھکیلنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔

''میں چالیس پچاس گز آگے رہوں گی۔ غیر متوقع خطرے کی صورت میں اشارہ کردوں گی۔ سین سلیج کے ساتھ رہے گا۔ باقی افراد آرام سے پیچھے آئیں گے۔'' لورین نے اعلان کیا۔

''اگر رفتار بڑھ گئی تو اکیلا سین کیسے روکے گا؟'' مرڈو نے سوال اٹھایا۔

''ٹھیک ہے، تم سین کے ساتھ رہو۔ پھر بھی صورتِ حال بے قابو ہو تو چاقو سے رسیاں کاٹ دینا۔'' لورین نے کہا۔

ڈھلوان، سطح برف اور بادبان نے خوب کام کیا۔ فرینک نے سر بھی سلیپنگ بیگ میں کرلیا۔ اس کے ذہن میں اندیشے سر اٹھا رہے تھے۔ کہیں رفتار زیادہ ہی نہ بڑھ جائے۔ کہیں وہ تیز رفتاری کے باعث کسی کھائی کی نذر نہ ہو جائیں۔ پہلی بار سلیج انسانی زور کے بغیر خوب صورتی سے رواں دواں تھی۔ پہلے کے مقابلے میں وہ توانائی ضائع کیے بغیر دگنی رفتار سے سفر کررہے تھے۔ عقب میں آنے والے کئی میل پیچھے رہ گئے تھے۔

پانچ بجے ہوا نے زور پکڑا۔ صورتِ حال بے قابو ہونے لگی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سلیج کے ساتھ موٹر لگی ہو۔ ایک بار تو سین لڑکھڑا کے گرا۔ ''رسی کاٹ دو۔'' وہ چیخا۔ مرڈو زخمی پیروں پر بھاگ رہا تھا۔ تاہم اسی حالت میں وہ رسی کاٹنے میں کامیاب ہوگیا۔ بادبان نما کپڑے کی شکل

بگڑی اور سلیج کی رفتار کم ہونے لگی۔ ایک دن میں انہوں نے تین دن کا فاصلہ طے کیا تھا۔

☆☆☆

جولین کی جھلک اڑتالیس گھنٹوں سے نظر نہیں آئی تھی۔ لورین اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے نقشے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے تخمینے کے مطابق وہ دوسرے ڈپو سے تین دن کے فاصلے پر تھا۔ اسنو موبائل ہوتی تو فاصلہ سمٹ جاتا۔ جولین کے غیاب نے لورین کو نروس کر دیا تھا۔

''آخر وہ کہاں چلا گیا؟''

''ہمارے پیچھے ہے۔'' سین نے کڑوا قہقہہ لگایا۔ ''کہاں جائے گا۔ وہ ہمارے مرنے کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ ہم کس مقام پر وادیٔ اجل میں اتریں گے...... اسی کے مطابق وہ اپنی کہانی بنائے گا۔ وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ مستقبل میں کوئی ہماری لاشیں دریافت کر لے۔''

''وہ ذہنی بیمار ہے۔'' لورین نے کہا۔

''ہمارے پیچھے رہنے سے اسے یہ بھی اطمینان ہوگا کہ وہ ٹھیک راستے پر ہے۔''

''اور دوسرے ڈپو کا کیا ہوگا؟ کیا اسے اندازہ ہوگا؟''

''دل تو کہتا ہے کہ وہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر اس نے ہمیں پہلے ڈپو پر دیکھا ہوگا تو امکانات روشن ہیں کہ سمجھ جائے گا۔ وہ اندازہ لگائے گا کہ پہلا ڈپو کیپری کارن سے سو میل کے فاصلے پر تھا...... مطلب دوسرا پھر سو میل کی دوری پر ہونا چاہیے۔'' سین نے جواب دیا۔

''اور وہ اس تک پہنچ جائے گا......''

سین خاموش رہا۔ وہ برف کو گھور رہا تھا۔

قدم بہ قدم سفر پھر شروع ہوا۔ چار افراد سلیج سے کشتی لڑ رہے تھے۔ تصور میں صرف دوسرا ڈپو اور بیرل کا خیال تھا۔ اشیائے طعام محدود ہوتی جا رہی تھیں۔ راشن سسٹم کا آغاز ہو گیا۔

☆☆☆

جولین نے گالی دے کر موبائل کو لات ماری۔ اس نے پینتالیس مرتبہ کوشش کی تھی۔ تاہم موبائل نے اسٹارٹ ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی اور شمال کی سمت دیکھنے لگا۔ کیا مشین مردہ ہو گئی ہے؟ اس خیال نے اسے بدحواس کر دیا۔ چوہے بلی کے کھیل سے مہم جو لطف اندوز ہوتا آیا تھا...... اسی نے شروع کیا تھا لیکن موبائل خراب ہونے کی صورت میں خود اس کی بقا خطرے میں پڑ گئی تھی۔ وہ آگے تھے اور مزید آگے چلے جاتے۔ اگر انہیں بھنک پڑ جاتی کہ اسنو موبائل دغا دے گئی ہے تو وہ اسے شکار کرنے کے لیے لوٹ سکتے تھے۔ چھ کے مقابلے میں ایک۔ لیکن انہیں کیونکر معلوم ہوگا۔ اس نے ناامیدی کے عالم میں آخری کوشش کی اور انجن کھنکھارتا ہوا بیدار ہو گیا۔ وہ بے یقینی کے ساتھ ریو میٹر کو تک رہا تھا۔ مطمئن ہو کے اس نے تعاقب شروع کر دیا۔ تاہم اس کے دل میں وہم بیٹھ گیا تھا۔ کیا اسنو موبائل آئندہ تنگ نہیں کرے گی؟ اس سوال نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا تھا۔

☆☆☆

سین دور اُفق پر موجود ڈاٹ کو دیکھ رہا تھا۔ پیشانی شکن آلود تھی۔ ''میں نے اس مسئلے کا حل سوچ لیا ہے۔'' اس نے لورین سے کہا۔ ''کیا خیال ہے 'ڈیپ تھروٹ' کے بارے میں؟''

لورین نے نڈھال انداز میں سر اٹھایا اور جھکے ہوئے ذہن سے بات سمجھنے کی کوشش کی۔

''ڈیپ تھروٹ، ہمارے اور دوسرے ڈپو کے درمیان ہے۔ تم نہیں سمجھتی ہو کہ ہم اسے ٹریپ میں تبدیل کر سکتے ہیں؟''

لورین کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ ''اوہ مائی گاڈ، سین۔ کیا ایسا ممکن ہے؟''

''کوشش کی جا سکتی ہے۔ تمہیں پرابلم ہے تو میں اکیلا کروں گا۔''

لورین اُلجھی ہوئی نظروں سے سین کو تک رہی تھی۔ ''میں نے کبھی اس طرح نہیں سوچا۔''

''سوچنا پڑے گا۔'' سین نے احتجاج کیا۔ ''ہمارا واسطہ کسی انسان سے نہیں، اِک درندے سے پڑا ہے۔''

''میرا مطلب ہے کہ اگر ہم بچ گئے تو بعد ازاں کیا کہانی بنائیں گے...... اور...... اور......''

''کچھ نہیں۔ ہم یا وہ...... تیسرا راستہ نہیں ہے۔ اتنا کچھ بھگت کے بھی اب سوچنے کے لیے کیا رہ گیا ہے۔'' سین نے کہا۔

''پلیز، مجھے تھوڑا وقت دو۔''

''اگر ٹریپ کامیاب رہا تو ہمارا فائٹنگ چانس بڑھ جائے گا۔'' ٹیم کی تگ و دو جاری رہی۔ حالات پھر ابتری کی طرف جا رہے تھے۔ لورین ٹیم کے ساتھ تھی مگر اس کا ذہن نئی کشمکش کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ڈیپ تھروٹ کے ذریعے جو کچھ ہوگا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس کی شخصیت کو تقسیم کر

دے گا۔ سین کی تجویز یا منصوبہ لورین کے اصولوں اور اخلاقیات کے ساتھ متصادم تھا۔ سین کا کہنا بھی ٹھیک تھا۔ جولین نے درحقیقت انسانیت روند کے رکھ دی تھی۔ ایک نکتہ اور بھی تھا، وہ انسان کا طاقتور ترین جذبہ تھا، بقا کا جذبہ۔ کیا اخلاقیات کے نام پر وہ خود کو ختم کر لیں؟

اکلوتے خیمے کے باہر آرام کے وقفے کے دوران لورین نے سین سے بات کی۔ "میں نے سوچ لیا ہے۔" وہ سپاٹ آواز میں بولی۔ "ٹھیک ہے کوشش کر لو لیکن دوسروں کو خبر نہ ہو۔ ہم یہ کام رات میں کریں گے۔"

☆☆☆

دونوں گیارہ بجے تاریکی میں باہر نکلے۔ سلیج خالی تھی۔ ٹیم کے اراکین سلیپنگ بیگز میں تھے۔ سین آہستگی سے سلیج کھینچ رہا تھا۔ "آنکھوں کو اندھیرے سے مانوس کرو۔ ہیڈ ٹارچ آن کرنے میں رسک ہے۔" سین نے کہا۔ "چاند کی روشنی کافی ہے۔"

ڈیپ تھروٹ کے قریب وہ محتاط ہو گیا اور گھٹنوں کے بل حرکت کی۔ پھر وہ پوشیدہ انتہائی گہری کھائی کے قریب لیٹ گیا۔ اس نے مٹھی کی مدد سے برف کی مہین سطح میں چھوٹا سا سوراخ کیا۔ ہیڈ ٹارچ اس میں پھنسا کے آن کر دی۔ مدھم روشنی دکھا رہی تھی کہ وہ ڈیپ تھروٹ کے کنارے پر ہیں۔

"نشانات کا کیا ہو گا۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ نشانات یہاں آ کے غائب ہو گئے ہیں۔" لورین نے سوال کیا۔

سین نے سلیج میں سے رسی نکالی اور اسے کمزور برفانی پل پر اچھال دیا۔ رسی اس نے دھیرے دھیرے واپس کھینچ لی۔ یہی حرکت اس نے دس بارہ مرتبہ کی۔ ڈیپ تھروٹ پر غیر واضح نشانات نمودار ہو گئے۔

"ناکافی ہیں......" لورین نے تبصرہ کیا۔ "قدموں کے نشانات؟"

سین نے مٹھی بھر کے برف اٹھائی، گولا سا بنا کے پوشیدہ کھائی پر پھینکا...... وہاں ایک سوراخ نمودار ہو گیا۔ لورین بھی ساتھ مل گئی۔ مختلف فاصلوں پر سوراخ نمودار ہو گئے پھر سین نے برف کے گولے کھائی کے پار اچھالے......

"امید ہے کہ اسے نشانات کی بناوٹ کے مطالعے کا موقع نہیں ملے گا۔ اگر اسے شک ہوا بھی تو بہت دیر ہو چکی ہو گی۔" سین نے تبصرہ کیا۔

واپسی پر انہوں نے خیال رکھا تھا کہ آتے ہوئے نشانات پر ہی قدم رکھتے ہوئے واپس جائیں۔ بعدازاں وہ دوبارہ ڈیپ تھروٹ تک گئے اور واپس آئے۔ نشانات گڈمڈ ہو گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری ٹیم وہاں تک گئی تھی۔

"باقی کام ڈیپ تھروٹ کا ہے۔" سین نے سرگوشی کی۔

☆☆☆

پانچ بجے انہوں نے دوسروں کو بیدار کر دیا۔ ٹیم کسلمندی کے ساتھ سلیپنگ بیگز سے باہر آئی۔

"آج ہم معمول سے ہٹ کر جائیں گے۔" لورین نے مطلع کیا۔ "فوراً روانہ ہوں گے اور خاموشی کے ساتھ۔ ناشتا ہم بعد میں کریں گے۔"

کسی نے کوئی سوال نہیں کیا۔ سویرا پھیلنے تک وہ گلیشیر کے ایسے مقام پر پہنچے جو گڑھے کے مانند تھا۔ اس کے ایک طرف برفانی چٹان تھی۔ سین، لورین کو اشارہ کر کے وہاں نکل گیا۔ اس کے ہاتھ میں اسٹک تھی۔ کیمپ سائٹ سے انہوں نے رخ پھیرا تھا۔ وہ نشانات مٹاتا ہوا واپس چل پڑا۔

"ناشتے اور آرام کے لیے یہ جگہ بہتر ہے۔" اس نے واپس آ کر کہا۔ میل طعام کا انتظام کرنے لگی۔

"میں باہر دیکھتا ہوں، تمہیں موقع ملے تو آ جانا۔" سین نے دھیرے سے اپنا ارادہ لورین کے گوش گزار کیا۔ ٹیم اتنی نڈھال تھی کہ کسی نے ان دونوں کی غیر حاضری کا نوٹس نہیں لیا۔

"سین، میں ابھی تک گومگو کی کیفیت سے دوچار ہوں...... کوئی دوسرا راستہ نہیں نکل سکتا؟ اگر ہم اس کے قریب پہنچ گئے تو اسے قابو کر لیں گے۔"

سین رک گیا۔ "تم بھول رہی ہو کہ ہم غیر مسلح ہیں اور اس کے پاس کلہاڑی ہے۔ ہم نے راشن بندی کی ہوئی ہے اور فاقے کر رہے ہیں۔ وہ ہر روز ضرورت کے مطابق کھاتا ہے۔ ہم کوئی چانس نہیں لے سکتے۔ ایک بات پریشانی کی ہے۔ وہ اگر ٹریپ ہو گیا تو اسنو موبائل بھی اس کے ساتھ ہی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے، لیکن میں تمہاری طرح سوچنے میں ناکام ہو جاتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ ہمیں ایسا کرنے کا حق ہے۔"

"لورین، تم دوسروں کے ساتھ رہو۔"

لورین نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ خاموشی سے ڈیپ تھروٹ کی طرف چلتے رہے۔ وہ ڈیپ تھروٹ سے زیادہ

دور نہیں تھے جب انہیں ایک برفانی تودے کی آڑ مل گئی۔ ایک گھنٹا گزرا...... دوسرا گزرا...... دونوں ٹھنڈ سے جمے جا رہے تھے۔ وقت اپنی رفتار سے رینگ رہا تھا۔

دفعتاً سین کے اعصاب تن گئے۔ ''وہ آرہا ہے۔''

انجن کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ وہ نشانات کے تعاقب میں رات والی کیمپ سائٹ تک پہنچ گیا۔ لورین نے محسوس کیا، جیسے وہ صدیوں سے وہاں کھڑی ہے۔ کیمپ سائٹ کے قریب جولین نے موبائل کی رفتار کم کر کے نشانات کا جائزہ لیا اور تیز رفتاری سے ڈیپ تھروٹ کی طرف موبائل دوڑائی۔ وہ نشانات دیکھتا ہوا پُراعتماد انداز سے موت کی گھاٹی میں دفن ہونے جا رہا تھا۔ سین ہیجانی کیفیت میں سب دیکھ رہا تھا جبکہ لورین کے دماغ میں شور بپا تھا۔ دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی۔ ٹھنڈ کا احساس وقتی طور پر ختم ہو گیا تھا۔ ''نہیں، یہ غلط ہے۔'' اس نے سسکاری لی۔

''لورین، نہیں۔'' سین جھپٹا۔ تاہم تاخیر ہو گئی۔ لورین آڑ چھوڑ کے کھلے میں چلی گئی تھی۔ ''رک جاؤ، آگے مت جاؤ۔'' انجن کے شور میں جولین نے اس کی وارننگ نہیں سنی۔ وہ ڈیپ تھروٹ سے پچاس گز دور تھا۔ موبائل کے لیے یہ فاصلہ کچھ نہیں تھا۔

''رک جاؤ۔'' وہ حلق کے بل چیخی۔ جولین نے گردن گھمائی۔ لورین اتنے قریب تھی کہ اس نے جولین کا جبڑا لٹکتے دیکھ لیا۔ چہرے کے تاثرات حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے، معاً اس نے پوری طاقت سے بریک لگائے۔ موبائل، ڈیپ تھروٹ سے چند گز کے فاصلے پر پھسل کے رکی۔ جولین نے سامنے کا منظر دیکھا۔ اور اندازہ لگا لیا کہ نشانات مصنوعی ہیں۔ اس نے چھوٹے چھوٹے سوراخ بھی دیکھ لیے۔ دونوں خاموش تھے۔ وہاں صرف انجن کی گھڑگھڑاہٹ تھی۔ سین اپنی جگہ پر کفِ افسوس مل رہا تھا۔

''تم نے دیکھ لیا، ہم کیا چاہتے تھے۔'' لورین نے کہا۔ ''لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے...... ہم مل کر کوئی دوسرا بہتر راستہ نکال سکتے ہیں۔'' وہ رکی اور جولین کے جواب کا انتظار کیا۔ تاہم دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔

''جولین، ٹیم کے دو ممبر بیمار ہیں۔ تم مدد کر سکتے ہو۔ ہمارے درمیان جو کچھ ہوا، مل کر اس کا کوئی حل نکال لیں گے۔ تم مہذب دنیا میں واپس جاؤ گے تو کیپری کارن کے بارے میں کیا بتاؤ گے۔ ہم مل کر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔''

جولین کچھ نہیں بولا۔ لورین کو دیکھتا رہا پھر موبائل گھما کے وہاں سے نکل گیا۔ لورین دیکھتی رہ گئی۔

''یہی موقع تھا۔'' سین کی آواز آئی۔ ''جسے تم نے اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا۔''

☆☆☆

جولین سلیج پر بیٹھا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ سامنے ناشتا رکھا تھا۔ وہ ابھی تک شاک میں تھا۔ وہ موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔ ٹھیک اور صحیح سلامت۔ وہ جانتے تھے کہ وہ پیچھے آرہا ہے۔ انہوں نے اسے جہنم رسید کرنے کا عمدہ منصوبہ بنایا تھا۔ پھر...... پھر کیا ہوا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ لورین نے بروقت اسے خبردار کیا تھا۔ درحقیقت لورین نے اسے موت کے منہ سے نکالا تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اس کی کیا کمزوری تھی؟ تاہم ایک چیز واضح ہو گئی تھی کہ ٹیم اس کی موت کی خواہاں ہے۔ اس نے خود سے طریقہ کار بدلنے کا وعدہ کیا۔ اب تک وہ سستی دکھاتا آیا تھا۔ اس نے نئی منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔

☆☆☆

لورین نے کمپاس پر سے برف کی تہ ہٹائی۔ شمال کی سمت چیک کی۔ سردی کی شدت کے باعث کمپاس کے اندر سیال مادہ جمنے کے قریب تھا۔ سوئی گھومنے کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ کیپری کارن سے نکلے ہوئے سترھواں دن تھا۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں سے بادلوں نے گلیشیئر کو گھیرا ہوا تھا۔ حدِنگاہ پچاس گز بھی نہیں تھی۔ ٹیم کی کارکردگی خطرے میں تھی۔ لورین کے لیے کمپاس کے بغیر نیوی گیشن محال تھی۔ لورین نے ٹیم کو سمجھایا کہ وہ سب ایک دوسرے سے بہت قریب رہیں۔ خطہ دشوار گزار تھا اور موسم سخت۔ ''اگر کوئی آنکھ سے اوجھل ہوا تو بچھڑ جائے گا۔'' وہ بولی۔ ''یہ اصول سب ذہن میں رکھیں۔''

ٹیم بدحال تھی۔ خوف بھی فزوں تر تھا۔ رات میں کیمپنگ کے دوران لورین نے کہا۔ ''آج نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ماحول میں، جولین چاہے بھی تو ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ انہوں نے کھانے پینے میں بہت احتیاط سے کام لیا۔ فاقہ کشی سے تھوڑا بہتر تھا۔ آنے والی صبح میں دھند کا وہی حال تھا۔

پانچ گھنٹے میں احتیاط سے انہوں نے بہت کم فاصلہ طے کیا۔ تاہم لورین کی جمع تفریق اعلان کر رہی تھی کہ وہ دوسرے ڈپو کے آس پاس ہیں۔ ''تمہیں کیا یاد ہے؟'' لورین نے سین سے سوال کیا۔

''میری یادداشت کے مطابق وہ برفانی تودے کے

قریب ہے تو وہ ٹرک کے برابر تو ہوگا۔ دھند نہ ہوتی تو ہم بہ آسانی دیکھ سکتے تھے۔ دس میل کے فاصلے سے بھی نظر آجاتا۔ اسی لیے ہم نے وہ جگہ منتخب کی تھی۔'' سین نے جواب دیا اور لورین کے ساتھ مل کر تگ ودو میں مصروف ہو گیا۔ ٹیم ان کے ہمراہ تھی۔ رخ بدل بدل کے کپاس کا سہارا لیے ہوئے تلاش جاری تھی۔ معاً ان کی نگاہ اسنو موبائل کے نشانات پر پڑی اور لورین کا دل ڈوب گیا۔

''جولین یہاں سے گزرا ہے۔'' سین نے تصدیق کی۔ ''اور زیادہ دیر بھی نہیں ہوئی ہے۔ ورنہ نشان مٹ جاتے۔''

وہ خاموش تھی۔ دل ہی دل میں دعا کررہی تھی کہ جولین ڈوبتک نہ پہنچے...... چند گھنٹے بعد وہ تلاش چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔ اگلی صبح نئے پروگرام کے ساتھ انہوں نے دائرہ پھیلا کر نئے سرے سے آغاز کیا۔ امید وبیم کی کیفیت تھی۔ ٹیم کو انہوں نے کیمپ میں چھوڑ دیا تھا۔ دو گھنٹوں کی چک پھیریوں کے بعد انہیں دھند میں چھپے تودے کی جھلک نظر آئی۔ دونوں بے تابی کے ساتھ آگے لپکے۔ بیرل بھی نظر آ گیا۔ جسے دیکھ کر لورین کا سر چکرایا۔ بیرل کھلا پڑا تھا۔ گداگر کے کشکول کے مانند خالی تھا۔ لورین گنگ رہ گئی۔ دونوں سرتاپا مفلوج کھڑے تھے۔

''ہم اس حال میں کتنی دور جاسکیں گے۔'' لورین نے سین سے سوال کرتے ہوئے اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ آواز لڑکھڑا گئی تھی۔ ''ادویات ہیں اور نہ فوڈ۔''

سین خاموش رہا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ برف کے مانند۔

''اور...... اور ہم ٹیم سے کیا کہیں گے؟'' لورین کی آنکھیں ڈبڈبانے لگی تھیں۔

☆☆☆

لندن میں الیگزینڈر ڈی پیئرمین پریشان حال تھا۔ دن ہفتوں میں بدل گئے تھے۔ وہ شک میں پڑ گیا تھا کہ یہ سیلائٹ کا مسئلہ نہیں ہوسکتا۔ اسکاٹ پولر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ڈائریکٹر، ڈاکٹر مائیکل کولنز تھا۔ انہوں نے بھی جزوی طور پر کیپری کارن کو اسپانسر کیا تھا۔ وہ بھی تشویش میں مبتلا تھا۔ دو ہفتے بعد انیسویں دن ڈی پیئرمین نے اسکاٹ پولر انسٹی ٹیوٹ سے رابطہ قائم کیا لیکن وہاں بھی بے خبری کا عالم تھا۔

یہ ممکن نہیں تھا کہ لورین انہیں اندھیرے میں رکھتی۔ انٹارکٹیکا میں ونٹر پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ دونوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ تیسرے ہفتے کے اختتام پر اگر کوئی خبر نہ آئی تو جہاز روانہ کیا جائے گا۔

☆☆☆

کرب واذیت رگ وریشے سے اتر کے ان کی روح میں جاگزیں ہو چکی تھی۔ ڈپریشن کی حد سرخ لکیر پر تھی۔ بے بسی کا احساس ہولناک تھا۔ انتہائی بہادری اور حوصلے کا مظاہرہ کرکے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔ انہیں ریسکیو کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ تاحدِ نگاہ برف ہی برف تھی۔ جسے بچایا تھا، اسی نے برباد کردیا تھا۔

''اب بیگ سے نکل کے کیا کرنا ہے۔'' مرڈو ٹوٹ گیا تھا۔ ''ہم جنگ ہار چکے ہیں...... باہر برف میں مرنے سے بہتر ہے کہ یہیں بیگ میں موت آجائے۔'' اس نے لورین کو جواب دیا۔

''پانچ منٹ ہیں پھر خیمہ ہٹا لیا جائے گا۔'' لورین نے اپنے مزاج کے برخلاف تنبیہ کی۔ ''تم نہیں اٹھے تو یہاں تنہا رہ جاؤ گے۔''

''کوئی ایک وجہ بتادو...... اب کیا رکھا ہے؟'' مرڈو منمنایا۔

''اگر ہم نے ہتھیار ڈال دیے تو موت یقینی ہے۔ وجہ موجود ہے۔ اگر ہم جولین سے پہلے جہاز تک پہنچ گئے۔ ممکن ہے اس کی موبائل خراب ہو جائے...... ممکن ہے وہ راستہ بھٹک جائے...... کسی کھائی میں گر جائے۔'' لورین بولتے ہوئے تکلیف محسوس کررہی تھی۔ اسے احساس تھا کہ اس کی بات میں زیادہ وزن نہیں ہے۔ اس نے سین کے ساتھ مل کر فرینک کو بیگ سے باہر نکالا۔ فرینک کے ہاتھ ناکارہ ہوچکے تھے۔ وہ زپ اور بٹن کے لیے بھی دوسروں کا محتاج تھا۔

''کیا تم چاہتے ہو کہ میل تمہارے ہاتھوں کو دیکھے گی۔''

''نہیں...... نہیں......'' فرینک نے زور سے انکار کیا۔ اس کے ہاتھوں سے تعفن کی بو آرہی تھی۔ انفیکشن بری طرح بگڑ گیا تھا۔ ٹھنڈ میں شدت تھی۔ تقریباً منفی پچاس۔ اتنی ٹھنڈ انہیں برفانی مجسموں میں تبدیل کرنے کے لیے کافی تھی۔ اس روز پندرہ سے بیس میل جانا، بغیر کھائے پیے...... یہ خیال ہی لورین کو رُلا دیتا۔ لیکن وہ کمانڈ کررہی تھی۔ اس پر ذمے داری تھی۔ وہ گرتی تو سب گر جاتے۔

''کتنا فاصلہ ہوگا؟'' سین نے اپنے تاثرات پوشیدہ رکھے۔

''نوے میل سے کچھ اوپر۔'' لورین نے جواب دیا۔

''فرینک کے لیے یہ بہت زیادہ ہے۔اس کی حالت بگڑ رہی ہے۔''

''میں جانتی ہوں اور رچرڈ بھی۔کیا خیال ہے، ان دونوں کو سلیج کے ساتھ کھینچا جاسکتا ہے؟''

سین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مرگ آسا خاموشی تھی۔

☆☆☆

دوسرے دن بخار نے فرینک کو دبوچ لیا۔''میرے ہاتھ ٹھیک نہیں ہیں۔'' اس نے لورین کو بتایا۔ لورین کے ذہن میں الارم بج اٹھا۔ اس نے بالآخر فرینک کو رضامند کر لیا کہ وہ اپنے ہاتھ میل کو دکھائے۔ بینڈیج کھولتے وقت میل کی آنکھوں میں خوف تھا۔ بدبو کے ساتھ کھال کی رنگت سیاہ پڑ گئی تھی۔

''فرینک، مجھے ایمانداری سے کہنے دو کہ تین انگلیوں میں گینگرین کی ابتدائی علامت ظاہر ہوگئی ہیں۔''

''اوہ گاڈ، اینٹی بائیوٹک کہاں ہیں؟''

''نہیں، اینٹی بائیوٹک وقتی طور پر سہارا دے سکتی ہیں لیکن اس حالت میں افاقہ ناممکن ہے...... اور ہر گزرتے دن کے ساتھ تمہاری قوتِ مدافعت بھی کمزور پڑ رہی ہے۔''

''اینٹی بائیوٹک کتنے دن چلے گی؟'' لورین نے استفسار کیا۔

''دو دن میں ختم ہو جائیں گی اور انفیکشن پھیلنے کی رفتار تیز ہے۔''

''کیا حل ہے؟'' فرینک نے بمشکل کہا اور لورین کے حلق میں جیسے گولا اٹک گیا۔ میل نے لورین کی طرف دیکھا۔

''انگلیاں کاٹنی پڑیں گی۔'' بالآخر وہ بولی۔

☆☆☆

''رچرڈ اٹھو، وقت ہوگیا ہے۔''

صحافی نے سر اور اندر کر لیا۔ آواز پھر آئی۔ تاہم وہ شناخت نہیں کر سکا کہ آواز لورین کی تھی یا میل کی۔ وہ بیگ میں چھپ کر بڑبڑا رہا تھا۔ وہ بیگ سے نکلے گا تو وہ اس کا آخری کام ہوگا۔ وہ ماضی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اگر وہ بچ بھی گیا تو ہمیشہ کے لیے بدل جائے گا۔ کسی کا ہاتھ اس کے شانے پر آیا۔ پھر کسی نے بیگ کی زپ کھولی۔ رچرڈ کراہنے لگا۔ طوعاً و کرہاً اٹھ کے بیٹھا۔ اکڑے ہوئے عضلات میں بھی لرزش تھی۔ حرکت میں درد تھا۔ اس نے لورین کو خیمے کے در پر دیکھا۔

''سب تیار ہیں۔'' وہ بولی۔''چند میل تک جانا ہے۔''

رچرڈ نے خود اپنی ہنسی سنی۔''چند میل؟'' وہ کمزور آواز میں بولا۔''کس لیے؟'' صحافی نے ٹانگیں سیدھی کرنے کی کوشش کی۔ ٹانگوں میں زندگی کی رمق نہیں تھی۔ یوں لگا جیسے وہ لکڑی کی بنی ہیں۔ رانوں میں کچھ لرزش ہوئی تاہم وہ اٹھنے میں ناکام رہا۔ سین نے اسے کھڑا ہونے میں مدد دی۔

''میں کھڑا نہیں رہ سکتا۔'' وہ بولا۔ اس کے پاؤں زخمی تھے۔ کھڑا ہونے سے دباؤ پڑا تو وہ تڑپ اٹھا۔ وہ توانائی کی حد سے پرے ہمت کے بل پر قدم اٹھا رہا تھا۔ ہانپ رہا تھا۔ ہر قدم ایک امتحان تھا۔ اس کی للچائی ہوئی نظر سلیج پر تھی۔ کیا اسے وہاں جگہ مل سکتی ہے...... لورین اس کے قریب تھی۔ سہارا دے رہی تھی۔ اسے باتوں میں لگا رہی تھی۔ وہ کچھ سمجھ رہا تھا...... کچھ نہیں۔ وقت ایک گھنٹے سے کچھ اوپر گیا تھا۔ جب ایک دیوار نما چٹان نے راستہ روک لیا۔ رچرڈ کے لیے بدترین چیلنج تھا۔ وہ جتنا خرچ کر سکتا تھا...... خرچ کر دیا تھا۔ اب خالی تھا۔ وہ میلوں کے حساب سے بے نیاز ہوگیا۔ اس کے گھٹنے مڑ گئے۔ اسے احساس ہوا کہ وہ خرچ تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ محض ارادے کے بل پر حرکت کرتا آیا تھا۔ ارادے کی قوت بھی نابود ہو چکی تھی۔ لورین اس کے سر پر کھڑی تھی۔ چہرہ تاثرات سے عاری تھا۔

☆☆☆

سلیج پر دو افراد تھے۔ چار خستہ حال افراد اسے کھینچ رہے تھے۔ مرڈو اور میل کو بھی شامل ہونا پڑا۔ گویا یکے میں چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ پیر نرم برف میں دھنس رہے تھے۔ رفتار دھیمی تھی۔ پورے دن میں رک رک کر صرف چار میل۔ دوسرے دن لورین نے عزم کیا کہ دس میل جائیں گے۔ فرینک اور رچرڈ بے بس تھے اور ڈپریشن کا شکار تھے۔ رچرڈ کے پاؤں کی سوجن بڑھ گئی تھی۔ لورین کو ادراک تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اب رچرڈ کو بوٹ بھی نہیں پہنائے جا سکتے تھے۔ جب تک اسپتال میں طبی امداد نہ ملے۔ چھوٹے وقفوں کے بعد دن کے درمیانی حصے میں لورین نے لمبا وقفہ دیا اور ٹیم جہاں کھڑی تھی وہیں لیٹ گئی۔ یہ وقفہ ایک گھنٹے کا تھا۔ طرفہ تماشا ایک گھنٹے بعد انہیں طوفان نے آلیا۔ کوئی کچھ نہ بولا نہ کسی نے حرکت کی۔ انہوں نے خود کو مردہ تصور کر لیا تھا۔ لورین انہیں تحریک دینے کے لیے

کچھ کہنے سے خوف زدہ تھی۔ شکر ہوا کہ طوفانی جھکڑوں کا سلسلہ تا دیر جاری نہیں رہا۔

''کتنے میل......؟'' لورین نے میل کو سہارا دیا تو اس نے سوال کیا۔

''تقریباً ساٹھ میل۔''

میل کا منہ لٹک گیا۔ اس نے بجھی ہوئی آنکھوں سے لورین کو دیکھا۔

''ٹھیک ہو جائے گا۔'' لورین نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ ''ہم پہنچ جائیں گے۔''

''کوئی جادو ہے...... منتر ہے......'' مرڈو کہے بغیر نہ رہ سکا۔

لورین سمجھ رہی تھی کہ کوئی بھی یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

''جادو نہیں ہے۔ سچائی ہے۔ ہم میں سے کوئی نہیں مرے گا۔'' لورین کی آواز کھوکھلی تھی۔ جسے چھپانے کی اس نے بھرپور کوشش کی۔ لورین کے دل میں بے یقینی کا عنصر بڑھتا جا رہا تھا۔ تاہم ذہن کے کسی خفیہ گوشے میں کوئی آواز تھی کہ کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ زندہ لاشوں نے سلیج کھینچنی شروع کی۔

☆☆☆

تیس دن گزر گئے تھے۔ لورین کے اسپانسرز کسی بھی اطلاع سے محروم تھے۔ ڈی پیئرمین اور اسکاٹ پولر متحرک ہونے پر متفق تھے۔ انٹارکٹیک ائرسروس بھی الرٹ تھی۔ بالآخر ٹوئن اوٹر ائرکرافٹ، کیمپری کارن کے لیے فضا میں بلند ہوا۔ اگلے روز ڈی پیئرمین نے اندوہناک اطلاع موصول کی...... کیمپری کارن آتشزدگی کے بعد راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ پائلٹس لینڈ کر گئے تھے۔ انہوں نے تصدیق کر دی کہ کوئی ذی نفس نہیں بچا۔

''کوئی باڈی ملی؟'' ڈی پیئرمین نے سوال کیا لیکن وہ جواب سننے سے خوف زدہ تھا۔

''مشکل ہے کچھ کہنا...... دھات تک پگھل چکی ہے۔''

ڈی پیئرمین خوب جانتا تھا کہ آئل رِگ کی آگ کا کیا مطلب ہوتا ہے اور انٹارکٹیکا میں یہ کتنی خوفناک ہوتی ہے، کیونکہ ریسرچ سینٹرز کو ہزاروں گیلن ایندھن اسٹور کرنا پڑتا ہے، کوئی غفلت، کوئی چنگاری، کوئی حادثہ ہر شے کو خاک کر دیتا ہے۔ انسانی جسم بے انتہا حدت کے باعث ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے......

ڈی پیئرمین نے اسنوموبائلز کے بارے میں پوچھا۔

''شیڈ میں موبائلز کی باقیات ہیں لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کتنی موبائلز ہیں۔'' جواب ملا۔

ڈی پیئرمین کے اعصاب منتشر ہو گئے۔ اس کا مقصد اور خواب تباہی کی نذر ہو گیا تھا۔ سائنسی تحقیق کے علاوہ وہ ذاتی طور پر اور اس کی کمپنی پر منفی دوررس اثرات مرتب ہوئے تھے۔ سب سے بڑھ کے درحقیقت وہ اس بات پر رنجیدہ تھا کہ قیمتی اور باصلاحیت افراد مارے گئے تھے۔ وہ لورین سے متاثر تھا اور اس کے ٹیلنٹ کی قدر کرتا تھا۔ وہ آگاہ تھا کہ اسے پبلک میں جانا پڑے گا لیکن اس سے پہلے سانحے کی اطلاع اسکاٹ پولر کو دینا ضروری تھی۔ ڈائریکٹر مائیکل کولنز کے لیے خبر سر پر بم کی طرح پھٹی تھی۔ وہ سہہ نہ سکا۔ اس کے آنسو نکل گئے۔ لورین کو کھونا...... اس نقصان کی تلافی ممکن نہ تھی۔ وہ لورین کے ساتھ مختلف پروجیکٹس پر کام کر چکا تھا۔

پانچ بجے شام ڈی پیئرمین سو سے زیادہ رپورٹرز سے مخاطب تھا۔ اس نے کیمپری کارن کی ہولناک بربادی کی خبر دیتے ہوئے کہا۔ کوئی حقیقی امید نہیں ہے کہ کوئی بچا ہوگا...... لورین بریجس اور اس کی ٹیم...... جولین اور اس کا ساتھی، ڈیلی میل کا صحافی...... کوئی نہیں بچا۔ سننے والوں پر سکتہ طاری تھا...... سکتہ ٹوٹا تو انہوں نے اپنے اپنے موبائل چیک کرنے شروع کیے۔ وہ فرنٹ پیج کے لیے دردناک خبر پہنچا رہے تھے۔

☆☆☆

آنے والی صبح اچھی نہیں تھی۔ فریک نے رات حالتِ کرب میں تڑپتے ہوئے گزاری۔ ''جو کرنا ہے، آج کرو۔'' وہ بلبلایا۔

لورین اور میل نے آپریشن کی تیاری شروع کی۔ سامان دیکھا۔ سوئس آرمی نائف، مارفین کی سرنج، آئیوڈین...... لورین نے بچی کچی اشیا کی طرف دیکھا۔

''کونسا بلیڈ استعمال کرو گی؟''

اس نے استفسار کیا۔ ''یہ سرفی بلیڈ ہے۔ اس ڈیوائس کے ساتھ آری ہے۔ اس کے بغیر ہڈیاں نہیں کٹیں گی۔ شکر ہے کہ ایک سرنج مارفین کی پوری بچی ہوئی ہے۔''

لورین لرز اٹھی۔ وہ دونوں باخبر تھیں کہ یہ سب ناکافی ہے لیکن کوئی دوسرا چارۂ کار بھی نہ تھا۔ گیس کوکر سلگایا گیا۔ اس میں برف کے ٹکڑے ڈال دیے۔ جب وہ پانی بن کے

اُبلنے لگا تو جاتو اس میں دس منٹ کے لیے ڈبو یا گیا۔ فرینک کو بتایا گیا کہ میل تیار ہے۔ درجہ حرارت منفی بیس، پچیس تھا۔ اس کے باوجود فرینک کو پسینا آ گیا۔ دیگر افراد آس پاس تھے لیکن کوئی فرینک سے آنکھ نہیں ملا رہا تھا۔

میل نے آئیوڈین کی مدد سے نرمی کے ساتھ اس کا ہاتھ صاف کیا اور دیکھا کہ گینگرین میں کوارٹر انچ کے قریب اضافہ ہو گیا تھا۔ میل سوچ رہی تھی کہ یہ آپریشن بروقت ہے۔ بصورت دیگر فرینک کو اپنے ہاتھ سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ ''ابھی میں نصف مارفین دوں گی۔'' اس نے فرینک سے کہا۔ ''اور نصف بعد میں۔''

میل نے سوئی براہِ راست متاثرہ انگلیوں میں سے ایک میں داخل کی اور فرینک کی چیخ نکل گئی۔ میل نے پانچ منٹ انتظار کیا۔ لورین، فرینک سے باتیں کر رہی تھی۔ اس پر غنودگی طاری ہوتے ہی میل نے ڈیوائس سنبھال لیا۔ لورین نے فرینک کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ میل نے تیزی سے کام لیا اور زخموں کو آئیوڈین سے صاف کر کے ڈریسنگ کر دی۔ ٹیم نے مل کر اسے بیگ میں لٹا دیا۔ لورین اور میل نے دن اس کے ساتھ گزارا۔ بقیہ نصف مارفین کی وجہ سے وہ زیادہ تر سوتا رہا، بحران تین بجے صبح شروع ہوا۔ جب بخار ٹوٹتا دکھائی دیا۔ ساتھ ہی اس کے دفاعی نظام نے بھی لڑنا شروع کیا۔ اس کی چیخ و پکار دوسروں کے لیے کرب و اذیت کا سامان تھی، صبح تک وہ پُرسکون ہو چکا تھا۔ بخار پسپا ہو گیا تھا۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ اسے چائے پلائی گئی۔ دس بجے وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اور گھاس نما سبزی کا سوپ پیا۔

''مارفین ختم ہو چکی ہے۔'' میل نے فرینک کو بتایا۔

''کوئی بات نہیں۔ اب جو تکلیف ہے، وہ قابلِ برداشت ہے...... ویسے بھی ہم سب ہی ابتلا کا شکار ہیں۔'' فرینک نے کہا۔ لورین نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ ''مجھے تم پر فخر ہے، فرینک۔ کوئی کوئی ہوتا ہے جو اس حد تک جا کر واپس آئے۔'' سب نے تالیاں بجائیں۔

نصف گھنٹے بعد وہ ایک بار پھر نئے حوصلے کے ساتھ انچ انچ کر کے آگے بڑھ رہے تھے۔ فرینک کے حوصلے نے ٹیم میں نئی روح پھونک دی تھی۔ جب ٹیم گھنٹے ٹیک چکی تھی۔ رات میں خیمہ نصب کیا گیا تو لورین نے پُرجوش آواز میں ٹیم کو بتایا۔ ''آج ہم نے نو میل کا سفر طے کیا ہے۔'' اس نے چاکلیٹ بار کے ٹکڑے تقسیم کیے۔ آگے کے لیے تین عدد چاکلیٹ بچی تھیں۔

☆☆☆

''تم شاید اسے دیوانگی سمجھو گی۔'' رچرڈ نے لورین سے کہا جب وہ صبح میں آگے بڑھنے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ ''میری ٹانگوں کی تکلیف ایک طرف...... لیکن موسم بدل رہا ہے۔''

لورین نے افق کی جانب دیکھا۔ اگرچہ اسے کسی ڈرامائی تبدیلی کی شہادت نہیں ملی لیکن سانس کے ذریعے جو ہوا پھیپھڑوں میں جا رہی تھی۔ وہ الارمنگ تھی۔ رچرڈ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ہوا کا دباؤ تبدیل ہو رہا تھا۔ ''ہاں کچھ ہونے والا ہے لیکن فوراً نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس سے پہلے چند میل طے کر لیں۔'' لورین نے فیصلہ کیا۔ ٹیم نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔

دو میل بعد خطرہ سامنے آ گیا۔ لورین نے فوری طور پر خیمہ نصب کرنے کی ہدایت کی۔ آناً فاناً برف باری شروع ہو گئی۔ وہ اولے نہیں، برف کے گولے تھے۔ بمباری نے خیمے کی پناہ بھی خطرے میں ڈال دی تھی۔ ''تم اپنے مسودے میں ایسی برف باری کا ذکر کرو گے تو قاری یقین نہیں کریں گے۔'' سین نے رچرڈ سے کہا۔

گیارہ بجے کے بعد برف باری کم ہو کر مٹر کے دانوں جیسی ہو گئی۔ تاہم سیاہ بادلوں کا لشکر تیزی سے ابھر رہا تھا۔ ہوا رفتار پکڑ رہی تھی۔ طوفان کی علامات واضح تھیں۔ ''ہم یہاں رہے تو خیمے سمیت اُڑ جائیں گے۔'' لورین نے کہا۔ ''آگے کسی گڑھے میں کیمپ لگانا ہو گا۔ جلدی کرو۔''

یہ نئی اُفتاد تھی۔ تاہم جیسے تیسے انہوں نے گڑھا تلاش کر کے کیمپ لگایا اور چند منٹ میں طوفان سر پر تھا۔ ہوا کی رفتار غیر معمولی تھی۔ خیمہ لرز رہا تھا۔ توقع کے برخلاف اسی حالت میں چوبیس گھنٹے گزر گئے۔ وہ پوری طرح انٹارکٹیکا کے رحم و کرم پر تھے۔ نیند کا سوال ہی نہیں تھا۔ چھتیس گھنٹے بعد موسم بدلنا شروع ہوا......

☆☆☆

تباہ شدہ کیمپری کارن سے نکلے ہوئے انتیس دن گزر گئے تھے۔ ہر قدم کے بعد انہیں وقفہ دینا پڑ رہا تھا۔ طوفان نے وقت کے ساتھ ان کی توانائی کو بھی نقصان پہنچایا تھا۔

آفت در آفت...... آزمائش ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ ایک نئی کھائی نمودار ہوئی۔ لورین اور سین ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

''یہ کیا ہے؟ یہ پہلے نہیں تھی۔'' لورین نے کہا۔

''انٹارکٹیکا میں ایسے مظاہر غیر معمولی نہیں ہیں۔ اس نے غالباً طوفان کے دوران جنم لیا ہے۔'' سین نے جواب

دیا۔ ''اور یہ کئی میل چوڑی ہے۔'' سین کی آواز میں مایوسی کی جھلک تھی۔

''اور لمبائی؟''

''دیکھنا پڑے گا۔'' دونوں بے دلی سے سلیج پر بیٹھ گئے۔ ہر کوئی اپنے خیالات میں گم تھا۔ بالآخر لورین نے زبان کھولی۔

''تم مشرقی سرے کی طرف جاؤ، میں اس طرف جاتی ہوں۔'' طوفان کے خاتمے کے بعد فضا میں برفانی ذرات موجود تھے۔ گویا دھند سی تھی۔ لورین نے کمپاس چیک کیا اور مغربی سمت میں چلنا شروع کیا۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے۔ اس نے مزید دس منٹ بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دعا مانگ رہی تھی کہ سین کی قسمت کام کر جائے۔

دفعتاً اس کے قدم برف میں گڑ گئے۔ کیا اسے دھوکا ہوا ہے۔ کوئی کھانس رہا تھا۔ لورین نے چہرے اور آنکھوں پر سے برف کے ذرات صاف کیے۔ چند قدم بڑھا کے دھند میں دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ الجھن کا شکار تھی۔ اس نے چند قدم اور اٹھائے۔ آواز موجود تھی۔ جو رک رک کر آرہی تھی، تاہم اسے اندازہ ہوا کہ یہ مشینی آواز تھی۔ پھر اسے دھند میں سایہ دکھائی دیا۔ سرخ رنگ کی جھلک تھی۔ یہاں سرخ رنگ کا کیا مطلب؟'' اوہ نو...... اس کے ذہن میں دھماکا ہوا۔ وہ جولین تھا جس کی پشت لورین کی جانب تھی۔ لورین جم کے رہ گئی۔ دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔ کیا اسے لورین کی موجودگی کا احساس ہے؟ اس نے سراسیمگی کے عالم میں سوچا۔ موبائل سے منسلک سلیج سامان سے بھری تھی۔ فوڈ، میڈیکل سپلائی...... اس نے کلہاڑی بھی دیکھ لی۔ لہو شریانوں میں سنسنانے لگا۔ وہی کیفیت تھی۔ حملہ کرو یا بھاگ جاؤ۔

پھر تصور میں دوسرے ڈیو کے خالی بیرل کا نقش ابھرا...... پھر فرینک کا تصور، جب کیمبل اس کی انگلیاں کاٹ رہی تھی۔ اس فتنے کو ختم کرنے کا یہ آخری موقع تھا۔ کھانسنے کی آواز موبائل کی تھی۔ جو خراب ہو چکی تھی اور جولین اسے اسٹارٹ کرنے کے لیے کک لگا رہا تھا۔ وہ غالباً بدمزگی کے عالم میں بڑبڑا رہا تھا۔ دھیان موبائل کی طرف تھا، لورین احتیاط سے آگے بڑھی۔ احتیاط کی ضرورت نہیں تھی۔ نرم برف میں آہٹ کا امکان صفر تھا۔

کلہاڑی اٹھا کے اس نے سر سے بلند کی۔ آخری لمحے میں شاید جولین نے موبائل کے مرر میں جھلک دیکھی۔ لورین نے وار کیا اور وہ پلٹا...... دونوں کام بیک وقت ہوئے۔ لورین نے بچی کھچی توانائی جھونک دی تھی۔ نشانہ چوکا...... تاہم کلہاڑی کا پھل جولین کے شانے میں گہرا اتر گیا۔ حیرت...... خوف...... یا اذیت تھی...... اس کی آنکھیں حلقوں سے ابل پڑیں۔ لورین دو قدم پیچھے ہٹی اور کلہاڑی پھر بلند ہوئی۔

جولین کا ہاتھ زخم پر گیا۔ ہاتھ پر لگے خون کو اس نے بے یقینی سے دیکھا۔ جیسے وہ کسی اور کا خون ہو۔ معاً اسے ہوش آیا۔ اذیت اور غصے میں ڈوبی ہوئی غراہٹ کے ساتھ اس نے بروقت نیچے آتی ہوئی کلہاڑی پھل کے قریب سے تھام لی، اور لورین کو دبوچنے کی کوشش کی۔ کلہاڑی چھوڑ کے لورین نے جھکائی دی اور بھاگ نکلی...... نرم برف میں بھاگنا مشکل تھا۔ تاہم وہ زگ زیگ کی صورت میں حتیٰ الامکان تیزی دکھا رہی تھی۔

☆☆☆

جولین نے تعاقب ترک کر دیا۔ قطعی غیر متوقع حملے نے اسے مفلوج کر دیا تھا۔ اسے زخم کی سنگینی کا احساس تھا۔ ترجیحات اور حالات بدل گئے تھے۔ اسے زخم دیکھنا تھا اور پیدل سفر کرنا تھا۔ اسے اتنی معلومات نہیں تھیں کہ موبائل کا نقص تلاش کر لیتا۔ جلدی فیصلہ کرنا تھا اور تیز حرکت کرنا تھی۔ کیا چھوڑنا ہے؟ کیا رکھنا ہے؟ اس نے جنونی انداز میں نصف کے قریب سامان سلیج سے کھائی میں پھینک دیا۔ باقی وزن کے ساتھ وہ سلیج کھینچ سکتا تھا۔ موبائل اس کے لیے بیکار تھی۔ لیکن کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ وہ سین کے لیے بھی ناکارہ ہو۔ اس نے اپنا صحت مند شانہ موبائل کے ساتھ مناسب جگہ پر لگا کر ٹانگوں سے عقب میں زور لگایا۔ مشین ہلی، کنارے تک پہنچانے میں چند منٹ لگے۔ بعدازاں ایک دھکا کافی ثابت ہوا۔

اس نے تیزی سے رسی سلیج کے ساتھ باندھی پھر اس کا حلقہ بنا کے کمر سے گزارا اور کھینچنے کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ اس جگہ رک کر زخم کی مرہم پٹی کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ کمپاس سنبھال کے زگ زیگ بناتا ہوا آگے بڑھا...... اس کے حساب سے وہ کریش سائٹ سے چالیس میل دور تھا۔ تین دن لگ سکتے تھے۔ زور لگاتا تو اڑتالیس گھنٹے۔ یہ اب دو پارٹیوں کے مابین ریس کے مانند تھا۔ تاہم زخم کے لیے اسے وقفہ لینا تھا۔

☆☆☆

لورین کو امید نہیں تھی کہ جولین اب وہاں ہوگا۔ تاہم چانس لیا جا سکتا تھا۔ اگر وہ نکلا بھی ہوگا تو اسنو موبائل چھوڑ کر

نکلا ہوگا۔ وہ سین اور مرڈو کے ساتھ اسی مقام پر آئی۔

"یہی جگہ تھی لیکن اس نے موبائل کیسے ٹھیک کی؟"

لورین نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ مرڈو گالی دیتے ہوئے رک گیا۔ سین گھٹنوں کے بل پر جائے واردات کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ کھائی کے کنارے تک آیا اور احتیاط سے نیچے جھانکا۔

"یہاں آؤ۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔ لورین نے قریب آ کے نیچے جھانکا۔ نیچے کی طرف کھائی دیوار کی طرح سیدھی نہیں تھی۔ آڑی ترچھی تھی۔ بعض جگہ سیڑھیوں کے مانند تھی۔ جولین موبائل اسٹارٹ نہیں کر سکا تھا۔ ان کے ہاتھ نہ آئے اس لیے، وہ کھائی میں دھکیل گیا تھا۔ وہ عجلت میں اور زخمی تھا۔ اسے خبر ہی نہیں تھی کہ موبائل کہاں گئی۔

موبائل تقریباً تیس فٹ نیچے ایک چھجے پر اٹکی ہوئی تھی۔ وہ ضروری سامان لے گیا تھا۔ باقی تلف کر گیا تھا۔ اس کا بھی کچھ حصہ چھجے پر پڑا تھا۔

"کیا ہم ان اشیا کو اوپر لا سکتے ہیں؟" لورین نے جذباتی آواز میں سوال کیا۔

"ہاں، لیکن تنہا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔" سین کے چہرے پر بھی رونق تھی۔

"میں دوسروں کو لاتی ہوں۔" لورین کپاس سنبھال کے حرکت میں آئی۔ فنا و بقا کی کشمکش، چوہے بلی کا کھیل بن گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر پُرامید ہو چلے تھے۔ معاً وہ رکی۔

"تم دونوں بھی آؤ، ہمیں کیمپ یہاں پر لگانا چاہیے۔"

☆☆☆

جولین نے گھڑی کا چمک دار ڈائل دیکھا۔ اس نے متواتر دس گھنٹے سفر کیا تھا۔ مغربی سمت میں اسے کھائی کا اختتامی کونا ملا اور وہ گھوم کر منزل کی طرف بڑھتا گیا۔ جی پی ایس بتا رہا تھا کہ اس نے بارہ میل واک کی تھی۔ دوسروں کی نسبت اسے تمام سہولتیں میسر تھیں۔ وہ سپر فٹ تھا۔ کیسری کارن کی ٹیم کے لیے اس رفتار سے آنا ممکن نہیں تھا۔ تاہم اب وقفہ ضروری تھا۔ اس نے خیمہ کھڑا کیا اور جیکٹ اتار کے زخم کی طرف توجہ دی۔ بایاں بازو خاصا متاثر ہوا تھا۔ شانے میں گہرا کٹ تھا۔ انفیکشن سے پہلے اسے کچھ کرنا تھا۔ گیس اسٹوو سلگا کے وہ نیلے شعلے کو گھورنے لگا۔ بعدازاں چاقو نکالا، جس کا پھل آٹھ انچ لمبا تھا۔ چاقو کا پھل اس نے برنر میں گھمانا شروع کیا، حتیٰ کہ وہ سرخ رنگت اختیار کر گیا۔ دانت پر دانت جما کے چاقو کا دستہ دائیں ہاتھ میں سختی سے پکڑا اور تپتا ہوا پھل زخم کے گھاؤ میں رکھ دیا۔ ایک......

دو...... تین...... چار۔ اس نے چاقو کا پھل گھمایا کہ زخم کا کوئی گوشہ رہ نہ جائے۔ پانچ...... چھ...... سات...... گوشت اور کھال جلنے کی بُو آنے لگی۔ آٹھ...... نو...... دس۔ اس نے چاقو ہٹا لیا اور لورین کی شان میں قصیدہ پڑھنے لگا۔

☆☆☆

سین کمر سے رسی باندھ کے کھائی میں اتر گیا۔

"موبائل ڈیمیج ہے، تاہم ٹھیک ہو سکتی ہے۔"

"پہلے فوڈ اور میڈیسن روانہ کرو۔" مرڈو نے بے قراری سے کہا۔

سین نے جو بھی ہاتھ آیا، اسے سلیپنگ بیگ میں ڈالا۔ کمر سے رسی کھول کے بیگ سے باندھ دی۔ مطمئن ہونے کے بعد اس نے کہا۔ "کھینچو۔" خود وہ چھجے پر رک گیا۔ بیگ اوپر گیا۔ خالی رسی پھر نیچے آ گئی۔ سین نے رسی کمر سے باندھی اور اوپر چلا گیا۔ ٹیم نے خیمے میں اشیا کا جائزہ لیا۔ توانائی کے لیے طعام کا بندوبست کیا گیا۔ چہرے پھر سے کھل اٹھے تھے۔ مناسب مقدار میں کھا پی کے دستیاب ادویات کے ساتھ میل، فرینک اور مرڈو کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کچھ دیر بعد سین ایک بار پھر نیچے اتر رہا تھا۔ غور کرنے کے بعد اس نے رسی دو مقام پر گھما کے موبائل کے ساتھ باندھی۔ اسے اٹھانے کے لیے خاصی طاقت درکار تھی۔ سین کا اوپر جانا ضروری تھا۔ اس نے رسی دونوں ہاتھوں میں پکڑی اور پیر برفانی دیوار پر جمائے۔ کہیں اسے پاؤں جمانے کے لیے رخنوں کی مدد مل رہی تھی۔ کنارے کے قریب دوسروں نے ہاتھ بڑھائے اور وہ اوپر آ گیا۔ اگلا مرحلہ زور آزمائی کا تھا۔ رسی کی مضبوطی بھی زیرِ غور تھی۔ انہوں نے کچھ آرام کرنے کے بعد برف پگھلا کے اس میں چاکلیٹ ملا کر پی...... "رسی ٹوٹ نہ جائے؟" لورین نے خدشہ ظاہر کیا۔

"امکان تو ہے بہرحال شروع ہو جاؤ۔" سین نے کہا۔

☆☆☆

جولین آگے بڑھ رہا تھا۔ تاہم برف کی سطح پہلے کے مقابلے میں زیادہ دشوار گزار ہو چکی تھی۔ کھڈے، دراڑیں، تودے۔ تاہم وہ بچ بچا کے چلتا رہا۔ جی پی ایس کی ریڈنگ اس کی ہمت بندھا رہی تھی۔ وہ کریش سائٹ سے پندرہ میل کے فاصلے پر تھا۔ زخم میں تکلیف تھی۔ اس نے رک کے چاکلیٹ بار نکالی۔ چاکلیٹ کھانے کے بعد اس نے چند

انرجی ٹیبلیٹس منہ میں رکھیں اور سلیج کو کھینچا۔

☆☆☆

موبائل کنارے سے اوپر لانے کے لیے غیر معمولی جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ رسّی نے ساتھ نبھایا تھا لیکن کنارے پر رگڑ کھا کے آدھی کٹ گئی تھی، وہ سب برف پر لیٹ گئے۔ اپنے کارنامے پر خود انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ بے دم پڑے رہے۔

سیٹ کے نیچے چھوٹا ٹول باکس تھا۔ سین نے پہلے اسے چیک کیا۔ جہاں کئی اسکروڈرائیورز اور اسپینرز موجود تھے۔ جولین ناواقف تھا۔ سین زیرلب مسکرایا۔ دس منٹ میں اس نے دونوں کاربوریٹرز کھول دیے۔ ان کی صفائی کرنے کے بعد دوبارہ فٹ کیا۔ فیول لائنز چیک کرنے کے بعد کک لگائی۔ پہلی کک میں انجن بیدار ہوگیا۔ وہاں جشن کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ ''سلیج اس کے ساتھ لگاؤ اور نکلو۔'' لورین نے کہا۔

''ایک منٹ۔'' سین بولا۔ اور پیٹرول ٹینک چیک کیا۔ ''ٹینکی میں نصف پیٹرول ہے۔''

''کتنی دور جاسکتے ہیں؟'' لورین نے سوال کیا۔

''ہونہہ...... کتنا فاصلہ ہوگا؟''

''اگر ہمیں کھائی کا موڑ جلدی مل گیا تو پینتیس کے لگ بھگ۔''

''بہت مشکل ہے...... دیکھتے ہیں۔'' سین نے پُرسوچ انداز اختیار کیا۔

☆☆☆

بینائی سے پہلے سماعت نے پھرتی دکھائی۔ جولین نے ہوا کے دوش پر آتی آواز سن لی تھی۔ جولین شک میں پڑ گیا۔ کیسے ممکن ہے۔ اس نے دوربین نکالی اور گلیشیر کو کھنگالا۔ تاہم کچھ دکھائی نہیں دیا۔ موبائل اچانک گہرائی سے اوپر آئی تھی۔ سلیج اس کے پیچھے تھی۔ وہ چند میل کے فاصلے پر تھے۔ جولین نے دوربین میں دیکھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سین اور اس کے عقب میں لورین تھی۔

یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ دنگ رہ گیا۔ موبائل اس نے کھائی میں گرادی تھی۔ بدحواسی نے اسے گھیر لیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مارا جائے گا۔ اس نے تیزی سے سلیج گھسیٹنے کی کوشش کی۔ وہ تباہ شدہ ٹوئن اوٹر سے ایک میل دور تھا۔ سلیج نے کئی بار جھٹکا کھایا لیکن وہ چلتا رہا......

☆☆☆

''وہ رہا......'' لورین نے جولین کی جھلک دیکھ لی۔ وہ چند سو گز کے فاصلے پر تھا۔ اس سے آگے ایک طرف کھائی تھی جہاں جہاز کا ملبا پڑا تھا۔ سامنے کی طرف جہاز کا انجن تھا۔ جس کا بیشتر حصہ برف میں چھپ گیا تھا۔ وہیں آس پاس کیمپ کی باقیات ہونی چاہیے تھیں۔ جہاں ٹرانسمیٹر پڑا تھا۔

معاً موبائل کی روانی میں فرق پڑا اور انجن کی آواز ڈوبنے لگی۔ تاہم موبائل چلتی رہی۔ ''فیول ختم ہورہا ہے۔'' سین نے اطلاع دی۔

انجن کی رنگ بدلتی آواز معاً خاموش ہوگئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جولین رک کے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ نئی صورتِ حال کا اندازہ لگا رہا تھا پھر وہ دوبارہ چل پڑا۔ اچانک لورین نے اسنو موبائل چھوڑ دی اور ہر ممکن تیزی سے جولین کے تعاقب میں گئی۔ اس سے چند قدم، عقب میں سین بھی لپکا تھا۔ جولین کو اندازہ تھا کہ وہ اس کے پیچھے آرہے ہیں۔ پیچھے دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔ جولین کی ٹانگیں دکھ رہی تھیں۔ عضلات اکڑ گئے تھے مگر کیمپ کی باقیات کی جھلک اسے آگے بڑھا رہی تھی۔

معاً برفانی سطح نے اس کے قدم پکڑ لیے۔ اس کے اور سابقہ کیمپ کے درمیان برف کا کمزور پل حائل تھا۔ یقیناً یہ طوفان کے دوران پیدا ہوا تھا۔ اگر پل نہ ہوتا تو اسے دراڑ پر گھومنا پڑتا اور فاصلہ ایک میل بڑھ جاتا۔ پل پر قدم رکھنے میں خطرہ تھا لیکن چوائس نہیں تھی۔ اس نے سلیج کے ساتھ پل پر قدم رکھ دیا۔ نازک لمحات تھے۔ اسے پسینا آگیا۔ کرو یا مرو والی بات تھی۔ وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتا گیا۔ دھڑکنیں کانوں میں بج رہی تھیں...... پل نے وزن سہار لیا۔ وہ پار اتر گیا۔

جولین نے مڑ کے دیکھا۔ سین اور لورین پل پر تھے۔ جولین رسّی کے حلقے سے نکلا اور تباہ شدہ جہاز کا ایک وزنی دھاتی ٹکڑا اٹھا کے پل پر پھینکا۔ اسے شک تھا کہ یہ چال رائگاں جائے گی۔ لیکن شاید پل خود اس کے گزرنے کے بعد مزید کمزور ہو چکا تھا۔ پل پر لکیریں نمودار ہوئیں...... پھر وہ ٹکڑوں کی شکل میں نیچے گرنا شروع ہوا۔ سین اور لورین اپنی جگہ پر جم گئے۔ جولین دوسری طرف فاتحانہ انداز میں محفوظ کھڑا تھا۔

☆☆☆

محض ایک گلاس پیٹرول کی کمی نے انہیں شکست سے دوچار کردیا تھا۔ بصورت دیگر وہ جولین کو پل تک پہنچنے

سے قبل دبوچ لیتے ...... ٹوٹتے پُل کی لکیریں تیز رفتار سانپوں کے مانند دس فٹ کے فاصلے سے سین اور لورین کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ نصف پُل گر چکا تھا۔ ''بھاگو۔'' سین چلّایا۔ وہ واپس دوڑے۔ سانپ ان کا تعاقب کررہے تھے۔ دونوں بروقت موت کے منہ سے نکل گئے۔ پُل تہس نہس ہوکر گہرائی میں جاگرا تھا۔ لورین نے محسوس کیا کہ شکستِ خوردگی اس کے ذہن کو جکڑ رہی ہے۔ اس کی نظر جولین پر گئی جو کیمپ کی باقیات کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سین کا بھی یہی حال تھا۔ وہ جنگ ہار چکے تھے۔ چوہے بلی کی دوڑ ختم ہوگئی تھی۔

لورین نڈھال تھی۔ اس کی آواز بکھر گئی۔ ''سین کیا کرسکتے ہیں؟ آخری بار سوچو...... اگر وہ نکل گیا تو پھر......''

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ شکستہ حال سین جواب دینے کے بجائے موبائل کی طرف چل پڑا۔ انجن چیک کیا۔ فیول ٹینک کو دیکھا۔ آخر میں فیول لائنز کو ٹٹولا۔ کھائی میں گرنے سے جو نقصان پہنچا تھا اس کے باعث ایک فیول لائن متاثر ہوئی تھی جس میں سے فیول لیک ہوتا رہا۔ شومئی قسمت۔ سین نے اس کا زاویہ بدل کے لیکیج روکی۔

''ان لائنوں میں کچھ فیول ہونا چاہیے۔'' اس نے بتایا۔ اگر آدھا گیلن بھی نکل آیا ...... کچھ دیر بعد اس نے جھکے ہوئے انداز میں مایوسی کا اعلان کیا۔ وہ بہت کم پیٹرول حاصل کرپایا تھا۔ سیل اور مرد کو سلیج کے ساتھ کیونکر کھینچا جائے گا۔ گزشتہ واقعات کا تصور ناقابلِ یقین تھا۔ انہوں نے عزم و ہمت کا لازوال مظاہرہ کیا تھا۔ کیا آخر میں شکست کھانے کے لیے ......

لورین موبائل کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔ وہ مایوسی کے اندھیروں میں کوئی کرن تلاش کررہی تھی...... کوئی حل ...... کوئی ترکیب ...... ورنہ چھ افراد لقمۂ اجل ہوجانے تھے۔ سوچو لورین ...... سوچو......

☆☆☆

جولین دراز کے ایک طرف کھڑا تھا اور دوسرے کنارے پر کیپری کارن کی بدحال ٹیم موجود تھی۔ ایک طرف موت تھی۔ دوسری طرف زندگی۔ درمیان میں محض بیس فٹ کا فاصلہ تھا۔

''یہ رہا ٹرانسمیٹر۔'' جولین نے ہاتھ بلند کرکے لہرایا۔

''اس کو فعال کیوں نہیں کرتے۔'' لورین نے کہا۔ ''تاکہ ہم سب گھر جاسکیں۔''

جولین نے قہقہہ لگایا۔

''جب ہماری لاشیں ملیں گی...... بالآخر حقیقت آشکار ہوجائے گی۔'' لورین کا لہجہ کڑوا ہوگیا۔

''کیسے؟ یہاں کون آئے گا...... جب میں دنیا کو بتاؤں گا کہ تم لوگ یہاں سے سومیل دور ختم ہوگئے تھے۔''

''تم جہاز کہاں بلاؤ گے؟'' سین نے سوال کیا۔

''محض تجسس ہے اور کچھ نہیں۔''

جولین نے محتاط انداز میں سوچ کے جواب دیا۔

''اپنا پلان بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں اپنا سفر جاری رکھوں گا اور کسی مناسب مقام پر کال کروں گا۔''

''شاید ستر اسّی میل، آخر کیوں؟'' سین نے کہا۔

''تم اس خطرناک خطے سے نکل کر ہموار برفانی میدان میں کال کرسکتے ہو...... ظاہر ہے ہم اس قابل نہیں کہ تعاقب کریں۔''

معاً لورین نے بدمزگی سے مداخلت کی۔ ''تم برِاعظم عبور کرکے دعویٰ کرو گے کہ تم واحد شخص ہو...... جس نے تاریخ میں اس راہ سے پیدل انٹارکٹیکا عبور کیا۔ یقیناً اس سے پہلے تم ٹرانسمیٹر کے علاوہ تمام باقی اشیا تلف کردو گے۔''

جولین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ محض لورین کو گھورتا رہا، پھر رخ پھیرلیا۔

''ایک آخری بات۔'' لورین نے کمزور آواز میں کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کے ٹائی ٹینیم کی ٹیوب نکالی۔ وہ شروع سے اس کی حفاظت کرتی آئی تھی۔ جولین رک گیا۔ لورین نے ٹیوب والا ہاتھ بلند کیا۔ ''یہ جھیل سے حاصل شدہ نمونہ ہے۔'' اس کی آواز کھوکھلی اور شکست کا اعلان کررہی تھی۔

''تم یہ کیپری کارن کے اسپانسر ڈی پیئر مین تک پہنچا دینا۔''

جولین ہنس دیا۔ ''کیا ضرورت پڑی ہے، مجھے یہ کام کرنے کی۔''

''کیونکہ یہ سائنسی دنیا کے لیے قطعی نئی چیز ہے۔ یہ میری آخری درخواست ہے۔ ہم اس احساس کے ساتھ مریں گے کہ کم ازکم جاتے ہوئے ہم دنیا کو کچھ دے کر گئے۔''

جولین نے پہلے سوچا کہ جہنم میں جاؤ۔ پھر کسی نئے خیال کے تحت اس نے ارادہ بدل دیا۔

''سائنس کی خدمت ...... پھینک دو اس طرف۔''

لورین نے ٹیوب سین کے حوالے کی۔ ''شاید میں بیس فٹ دور نہ پھینک سکوں۔''

سین نے ہچکچاہٹ کے ساتھ ٹیوب دوسرے کنارے پر پھینک دی۔ جولین نے اسے اٹھا کے غور سے دیکھا۔

''لورین، وہ اس کا کریڈٹ بھی خود لے گا۔'' سین نے کہا۔

''کیا کریں...... کم از کم نمونے کا تجزیہ ہوگا اور ریکارڈ پر آجائے گا۔''

''تم نے اس میں کوئی نوٹ تو نہیں رکھا۔'' جولین نے گارنٹی طلب کی۔

''ٹاپ کھول کر دیکھ لو...... ٹائی ٹینیم بیرونی خول ہے۔''

لورین نے اُسے اطمینان دلایا۔ جولین نے ایسا ہی کیا اور مطمئن ہونے کے بعد اسے جیب میں رکھ لیا۔

''اور کچھ؟'' اس کا انداز مضحکہ خیز تھا۔

سین اور لورین خاموش رہے۔

''پھر میں چلتا ہوں۔'' وہ بولا۔

☆☆☆

ڈی پیئر مین اس وقت میٹنگ میں تھا جب کال آئی۔

''آئی ون ایوانز لائن پر ہے۔'' سیکریٹری نے بتایا۔

''کون؟''

''جولین فٹز جیرالڈ کی سیکریٹری۔ وہ کہہ رہی ہے یہ ''ٹاپ ارجنٹ'' ہے۔''

ڈی پیئر مین کا دورانِ خون جیسے یک لخت رک گیا۔ کیپری کارن کا معاملہ تقریباً دفن ہو چکا تھا۔ ڈی پیئر مین کے گمان سے پرے تھا کہ کئی ہفتے بعد جولین کی سیکریٹری کیا چاہتی ہے......

''بات کرواؤ۔''

''آپ یقین نہیں کریں گے۔'' سیکریٹری کی ہیجانی آواز آئی۔ ''بہت بڑی خبر ہے، کوئی یقین نہیں کرے گا۔ جولین کا ٹرانسمیٹر سگنل دے رہا ہے۔ وہاں کوئی زندہ ہے۔''

ڈی پیئر مین اطلاع ہضم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''زندہ؟ یہ کیسے ممکن ہے؟''

''میرے پاس کوئی آئیڈیا نہیں ہے۔ انٹارکٹیک ائر سروس فلائٹ تحقیق کے لیے پرواز کر گئی ہے۔'' سیکریٹری نے کہا۔

''اتنی تاخیر سے؟'' ڈی پیئر مین خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ''اتنے دنوں تک کون بچ سکتا ہے، کیسے...... ''سگنل کہاں سے آرہے ہیں؟''

''عجب تماشا ہے...... سگنل، برفانی برِاعظم کے دوسرے کنارے سے آرہے ہیں۔ کیپری کارن بیس سے چار سو میل دور......''

''ٹھیک لوکیشن بتاؤ۔'' ڈی پیئر مین نے نوٹ بک کھولی۔ ''مزید خبریں کب آئیں گی؟''

''فلائٹ پہنچتے ہی...... چند گھنٹوں میں۔''

شام میں آئی ون لائن پر آئی۔ میں نے ابھی اے اے ایس (ائر سروس) کی کال موصول کی ہے۔ ایک آدمی بچا ہے۔ وہ اُسے لا رہے ہیں۔''

''کون؟''

''جولین فٹز جیرالڈ۔''

''دوسروں کے بارے میں اُس نے کچھ بتایا؟''

''وہ سب مارے گئے۔''

''اوہ......تو......''

''مجھے افسوس ہے۔ میں آپ کے احساسات سمجھ رہی ہوں۔''

''تم مجھے ایک بوڑھا احمق کہہ سکتی ہو۔'' پیئر مین نے افسردگی سے کہا۔ ''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تمام ماہرین کے مطابق ان کا بچنا ناممکن تھا...... لیکن...... شاید ہم سے کہیں کوئی غلطی ہوئی ہے۔''

''ممکن ہے۔'' سیکریٹری نے کہا۔ ''جولین ہی صورتِ حال کی وضاحت کر سکتا ہے۔''

''وہ کیسے وہاں تک پہنچ گیا...... مائی گاڈ۔ اس کے پاس کوئی خوفناک کہانی ہوگی۔'' پیئر مین نے کہا۔

''میں ہیتھرو پر پریس کانفرنس کا بندوبست کرتی ہوں۔ دنیا استقبال کے لیے تیار ہوگی۔ یہ کارنامے سے بہت اوپر ہے۔ ٹھہر کے آپ کو کال کروں گی۔'' سیکریٹری نے بات ختم کی۔

پیئر مین حیران و پریشان...... خیالات کی دنیا میں کھو گیا۔ وہ ہر زاویے سے غور کرنے کے بعد اس نئی صورتِ حال کی کوئی معقول توجیہہ...... کوئی منطق تراش کرنے میں ناکام رہا۔ اس نے برِاعظم کا نقشہ کھولا۔ تصور میں اس نے کڑیاں ملائیں۔ کیپری کارن کی لوکیشن دیکھی۔ اس کے ذہن میں جھما کا ہوا۔ کریش سائٹ سے جولین کارل اور رچرڈ کو ریسکیو کیا گیا۔ نامعلوم وجوہات کی بنا پر کیپری کارن

راکھ ہو گیا...... کچھ نہیں بچا۔ کوئی سراغ نہیں ملا۔ اتنے دنوں بعد ٹرانسمیٹر آن ہوا، کیسے؟ اگر وہ بچ گیا تھا تو لازمی اس کا روٹ کریش سائٹ سے گزرا تھا، شاید ٹرانسمیٹر وہیں سے ملا ہو۔ اگر وہاں ملا تو اس نے وہیں کیوں آن نہیں کیا۔ پیئر مین سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایک یا ایک سے زیادہ بچنے والوں کو کریش سائٹ سے کوئی مدد مل سکتی ہے۔ کیپری کارن اور کریش سائٹ کا فاصلہ تین سو میل تھا۔ جولین اکیلا وہاں تک کیسے پہنچا؟ باقی دنیا کے مانند ڈی پیئر مین بھی منتظر تھا کہ جولین کیا بتاتا ہے۔

☆☆☆

ہیتھرو کا پریس روم۔ کمزور اور برف زدہ جولین افراد کے ہمراہ داخل ہوا۔ رپورٹرز کی سانسیں رکی ہوئی تھیں۔ کیا یہ وہی مہم جو ہے؟ چھ مہینے انٹارکٹیکا میں، گویا وہ پوری زندگی وہاں گزار کے آیا ہو۔ کیمروں نے کام شروع کر دیا تھا۔ پیئر مین اور آئی ون ایوانز۔ پریس ٹیبل کے عقب میں غیر آرام دہ کیفیت میں تھے۔ کمزور، نحیف نظر آنے والا جولین دھیرے سے نشست پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی شور بلند ہوا۔ جولین نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ سنائی نہ دیے۔ کسی نے اسے پانی کی بوتل پکڑائی۔

بالآخر ایک بے چین رپورٹر نے سوال کیا۔ ''مسٹر جولین، کیپری کارن کے ساتھ کیا ہوا تھا؟''

''آگ۔'' جولین نے کہا۔ ''الیکٹریکل نقص تھا۔ شاید وائرنگ کا مسئلہ تھا۔ ہم نے لڑنے کی کوشش کی لیکن ہوا کے تیز جھکڑوں نے آگ پھیلا دی...... ہر کوشش ناکام ہو گئی پھر فیول ٹینک بلاسٹ ہو گیا جس کے بعد سب کچھ راکھ ہو گیا۔''

''کتنے افراد بچ گئے تھے؟''

جولین نے پانی کا گھونٹ بھرا۔ ''ایک، میرا ساتھی...... کارل نورلینڈ موقع پر ہی ختم ہو گیا تھا۔ دوسرے آتش زدگی کا شکار ہوئے تھے...... جو بعد میں ہلاک ہوئے۔''

''آتش زدگی کے بعد کیا ہوا تھا؟'' ایک اور سوال آیا۔

''ہمارے پاس فوڈ تھا نہ ٹرانسپورٹ۔ ہمیں ادراک تھا کہ فوری طور پر مدد نہیں آئے گی۔ قریب ترین بیس تک ہم پہنچ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا کہ بلیک مور گلیشیئر کی طرف کریش سائٹ پر پہنچا جائے۔ وہاں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔''

''آپ کیسے بچ کر نکلے؟''

جولین سرخ آنکھوں کے ساتھ سوال کرنے والے رپورٹر کو گھورتا رہا۔ تیس سیکنڈ بعد اس نے پانی کا گھونٹ لیا اور جواب دیا۔

''ڈاکٹر لورین جب ریسکیو کے لیے گلیشیئر کی طرف آ رہی تھی۔ تب اس نے راستے میں دو ایمرجنسی ڈپو قائم کیے تھے۔ اس وقت ونٹر شروع ہونے والا تھا۔''

پیئر مین نے پہلو بدلا۔ لعنت ہے...... زنجیر کی بچھڑی کڑی مل گئی تھی۔ ڈپوز نے ٹیم کو زندہ رکھا تھا۔ معما حل ہو گیا تھا۔

''ٹیم کے دیگر افراد کیسے مارے گئے؟'' سوال آیا۔

''ہم پہلے ڈپو تک پہنچ گئے تھے۔'' جولین نے کہا۔ ''لیکن وہاں اتنا طبی سامان نہیں تھا کہ ہم زخمی افراد کی مدد کر سکتے۔ وہ یکے بعد دیگرے انفیکشن کی وجہ سے بچھڑتے گئے۔ ہمیں ان کو برفانی گڑھوں میں دفن کرنا پڑا......''

جولین کے تاثرات بگڑ گئے۔ وہ رو رہا تھا۔ پریس روم میں سناٹا چھا گیا۔ جولین نے خود کو سنبھالا۔

''ڈاکٹر لورین کی ہمت اور عزم قابلِ احترام ہے۔ وہ میرے ساتھ اکیلی رہ گئی تھی...... تاہم وہ دوسرے ڈپو تک نہیں پہنچ سکی۔ میں تنہا رہ گیا۔ منزل کریش سائٹ تھی۔ میں لڑتا رہا، مجھے ٹرانسمیٹر تک پہنچنا تھا۔''

ڈی پیئر مین کے ذہن میں جو سوال ابھرا تھا، وہ کسی رپورٹر نے کر دیا۔ ''مسٹر جولین، آپ ٹرانسمیٹر تک پہنچ گئے تھے پھر آپ نے وہیں سے سگنل کیوں نہیں دیا؟''

جولین نے گہری سانس لی۔ ''دنیا میں دو قسم کے افراد ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو شروع کرتے ہیں اور درمیان میں رہ جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو منزل پر پہنچ کے دم لیتے ہیں...... میں نے قسم کھائی تھی...... بہت پہلے خود سے وعدہ کیا تھا کہ انتہائی طویل راستے سے انٹارکٹیکا عبور کروں گا اور میں پہلا آدمی بنوں گا جو یہ کارنامہ پیدل سرانجام دے گا۔ میں نے وعدہ پورا کیا اور آخری اسّی میل طے کیے۔''

تعریف و تحسین کی بھنبھناہٹ بلند ہوگی۔

''آخری مرحلے میں آپ کو کس قسم کی سہولت حاصل تھی؟'' ایک دل جلے جاسوسی رپورٹر نے سوال کر ڈالا۔

''اچھا سوال ہے۔'' جولین نے کہا۔ ''میرا عزم اور حوصلہ تھا۔ اور دوسرے ڈپو سے ملنے والا کچھ سامان...... جو آخری ساٹھ ستر میل پر ختم ہو گیا تھا۔''

''آپ جلنے سے بچ گئے تھے؟'' اسی نے سوال کیا۔

''نہیں، تاہم ڈاکٹر لورین اور مجھے نسبتاً کم زخم آئے تھے۔ مجھے علاج کی ضرورت ہے۔''

کوئی نہیں جانتا تھا کہ شانے کا زخم کلہاڑی کا تھا۔ زخم اس نے جلا دیا تھا۔ آخری دس میل طے کرنے سے پہلے اس نے گیس اسٹوو کی مدد سے چھوٹے موٹے زخم لگا کے الٹی سیدھی مرہم پٹی کی تھی اور ٹرانسمیٹر کے علاوہ باقی سامان تلف کر دیا تھا۔

''ایک آخری بات۔'' جولین نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹائی ٹینیم ٹیوب نکالی۔ کیمرا مین ایک دوسرے پر گرے جا رہے تھے۔

''آپ سب جانتے ہیں کہ کیپری کارن سائنسی تحقیق کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ درحقیقت تباہی سے پہلے ڈاکٹر لورین اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس کی ٹیم نے برف کی اندھی گہرائی میں پوشیدہ جھیل سے نایاب نمونہ حاصل کر لیا تھا۔ ڈاکٹر لورین کا آئیڈیا درست تھا...... اس کی آخری خواہش تھی کہ میں اگر نکل جاؤں تو یہ نمونہ کیپری کارن کے مرکزی اسپانسر تک پہنچا دوں۔ یہ میرے لیے اعزاز ہے کہ میں اس کی آخری خواہش پوری کر رہا ہوں۔''

جولین نے ٹیوب ڈی پیئر مین کے حوالے کر دی۔ کانفرنس ختم کرنے کا اشارہ کیا اور کھڑا ہو گیا۔ پولیس مین دائیں بائیں سہارا دے کر اسے ایمبولینس تک لے گئے۔ ڈی پیئر مین کی آس دم توڑ گئی۔ وہ حقیقت کی دنیا میں لوٹ آیا۔ ٹیوب نے رہا سہا وہم دور کر دیا۔ جولین نے ان سب کو مرتے دیکھا تھا اور سب لوگ خود جولین کی حالت دیکھ رہے تھے۔ عیاں تھا کہ وہ جہنم سے نکل کے آیا ہے۔ ڈی پیئر مین نے ٹیوب دیکھی۔ کیا واقعی لورین کامیاب ہو گئی تھی یا وہ زندگی ہار کے کچھ حاصل نہ کر پائی۔ ڈی پیئر مین نے ٹیوب جیب میں رکھ لی۔

☆☆☆

آٹھ بجے شام ڈی پیئر مین کے شوفر نے بی ایم ڈبلیو، رائل جیوگرافیکل سوسائٹی کی پارکنگ میں لگائی۔ ڈی پیئر مین شاندار کوریڈور سے گزر کے لیکچر ہال میں پہنچا۔ وہاں بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ پیئر مین بھی بھیڑ میں شامل ہو گیا۔ وہاں سیکڑوں افراد موجود تھے۔ جولین دنیا بھر میں فرنٹ پیج پر تھا۔

اس کا خطاب آخری مراحل میں تھا۔ لاغر، کمزور...... چہرے پر فراسٹ بائٹ کے نشانات۔ ہاتھوں پر بینڈ تیج، اسی ہاتھوں سے اس نے آنسو صاف کیے۔ ''سات دن بغیر کسی سہولت کے مجھے سفر کرنا پڑا...... پھر میں نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔ لیکن میں اپنے کارنامے پر خوش نہیں ہوں۔ مجھے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میں نے کیپری کارن کا کارنامہ سائنسی دنیا تک پہنچا دیا۔''

اس کی تعریف میں نعرے بلند ہوئے۔ تحسین و توصیف کے ڈونگرے برس رہے تھے۔ جولین نے ہاتھ لہرا کے حاضرین کے جذبات اور قدر افزائی کا اعتراف کیا۔ چند منٹ بعد سوسائٹی کے پریذیڈنٹ نے اسٹیج سنبھالا۔ دونوں ہاتھ بلند کیے اور پبلک خاموش ہو گئی۔

''اگر کوئی سوال کرنا چاہے......؟'' پریذیڈنٹ نے کہا۔

''ہاں...... ضرور......'' ڈی پیئر مین آگے بڑھا۔ ''مجھے یقین نہیں ہے کہ کوئی میرے سوال کو پسند کرے گا لیکن آپ سب حیران ضرور ہوں گے۔''

''ڈی پیئر مین، کیپری کارن کے اسپانسر تھے۔'' جولین نے حاضرین کی معلومات میں اضافہ کیا۔ ''یہ وہ شخص ہیں، جنہوں نے بڑی رقم سائنسی تحقیق پر صرف کی۔''

ڈی پیئر مین کے لیے توصیفی کلمات بلند ہوئے۔

''کیا آپ نے نمونے کا تجزیہ کر لیا؟'' جولین نے سوال کیا۔

''ہم انوکھے انکشاف کو یہاں شیئر کر سکتے ہیں۔''

''انوکھا انکشاف چھوٹا لفظ ہے۔'' ڈی پیئر مین نے کہا ...''ٹیوب میں محفوظ نمونے کے رزلٹ سے زیادہ مجھے چند سوالات میں دلچسپی ہے۔ مسٹر جولین کیا آپ کو یقین ہے کہ نمونہ آپ کو لورین برجیس نے دیا تھا؟''

جولین نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ حاضرین پر نظر ڈالی اور جواب دیا۔ ''بلاشبہ...... میں سوال سمجھنے سے قاصر ہوں۔''

''جب لورین نے آپ کو یہ دیا، تب سے مستقل یہ آپ کی حفاظت میں رہا...... حتیٰ کہ آپ نے اسے میرے حوالے کر دیا؟''

''ایسا ہی ہے۔'' جولین نے فخر کے ساتھ کہا اور ڈی پیئر مین اسٹیج پر آ گیا۔ جولین کی پشت پر انٹارکٹیکا کا بڑا سا نقشہ آویزاں تھا۔ ڈی پیئر مین نے نقشے کی طرف اشارہ کیا۔

''کیا آپ مہربانی کر کے بتائیں گے کہ لورین نے کس مقام پر دم توڑا؟''

جولین کی کیفیت بدلنے لگی۔ ''سر! آپ غیر متعلقہ سوالات کر رہے ہیں۔ پلیز اسٹیج چھوڑ دیجیے۔''

''مجھے بتاؤ کہ وہ کس مقام پر اس دنیا سے رخصت ہوئی تھی؟'' ڈی پیئر مین نے زور دیا۔ جولین اسے گھورتا رہا۔ حاضرین سناٹے میں تھے۔ جولین نے پوائنٹر اٹھایا اور نقشے پر رکھا۔ ''یہاں......''

''اور پلین کریش کی پوزیشن؟'' ڈی پیئر مین نے ایک اور سوال کیا۔ جولین نے بے صبری سے پوائنٹر دوسرے مقام پر رکھا۔ ''یہاں......سو میل دور۔''

''یعنی لورین وہاں نہیں پہنچ سکی تھی؟''

''نہیں، میں تنہا وہاں پہنچا تھا۔''

''مسٹر جولین فٹز جیرالڈ، اس کا مطلب ہے تم ایک حیرت انگیز معما حل کرنے میں میری مدد کر سکتے ہو۔ ٹیوب میں اجنبی زندگی کا کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اس میں ......سو فیصد فیول کے سوا کچھ بھی نہیں......''

جولین کے قدموں تلے سے گویا زمین نکل گئی۔ اس نے ڈیسک کا سہارا لیا۔ چہرہ فق ہو گیا۔

''لورین نے فیول کہاں سے حاصل کیا۔ وہ کریش سائٹ تک پہنچ گئی تھی یا پھر کوئی اور معاملہ ہے......کیا اس کے پاس اسنو موبائل تھی؟ اس نے تمہیں ٹیوب دی ہوگی۔ صرف اس لیے کہ وہ ہم تک پیغام پہنچانا چاہتی تھی۔''

جولین لٹکے ہوئے چہرے کے ساتھ خاموش کھڑا تھا۔ لیکچر ہال میں مرگ آسا سناٹا طاری تھا۔

''آخری سوال۔'' ڈی پیئر مین نے کہا۔ ''اتنی اہم ترین کڑی کے بارے میں تم نے جھوٹ بولا۔ اس کا مطلب......تمہاری بقیہ کہانی کا ہر لفظ جھوٹ ہے؟''

معاً جولین نے اپنے نوٹس سمیٹے۔ ''میں یہ اول فول برداشت نہیں کر سکتا......بکواس ہے۔'' وہ اسٹیج سے اتر گیا۔ عقب سے ڈی پیئر مین نے کہا۔ ''ہم وہاں جائیں گے، مسٹر جولین...... اور اگر کوئی سراغ ملا تو تمہیں خوفناک مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

☆☆☆

لورین خواب کی حالت میں تھی۔ دن ہفتوں میں بدل گئے تھے۔ انتظار کی ڈور نازک تر ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بات چیت کے قابل بھی نہیں تھے۔ وہ وہیں تھے جہاں آخری بار کیمپ لگایا تھا۔ کبھی کبھی کسی جادوئی طاقت کے بل پر سین، لورین کا ہاتھ تھام کے اسے گرمائش پہنچانے کی کوشش کرتا۔

خیمہ، پنجرہ بن گیا تھا، زنداں......قید......یا مقبرہ۔ امید کچے دھاگے کے مانند تھی......جیسے مکڑی کے جال کا ایک تار۔ بالآخر لورین سمجھ گئی کہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ زندگی یا موت ڈی پیئر مین کے ہاتھوں میں ہے۔ یا پھر ٹائی ٹینیم ٹیوب کے اندر، اگر ٹیوب ڈی پیئر مین تک پہنچ جائے۔ اگر جولین نے ٹیوب پہنچا دی......کیا بوڑھا پیئر مین سمجھ جائے گا۔ ٹیوب کے اندر کرب ناک چیخ بند تھی۔ کیا وہ ٹیوب کی سسکیاں اور بلکتی آواز سن لے گا؟ وہ سب وقت گزرنے کا احساس کھو بیٹھے تھے۔ ان کے حواس بار بار دھوکا دیتے......کبھی جہاز کی آواز آتی......ریسکیو ٹیم نظر آتی۔ نیند اور بیداری کا ادراک بھی نہیں تھا۔ بیداری میں خواب تھا۔ یا خواب میں بیداری۔ لورین بول نہیں سکتی تھی۔ ہاتھ کے خفیف سے دباؤ کے ذریعے سین تک پیغام آتا کہ وہ زندہ ہے۔

پھر جہاز کے انجن کی آواز آئی۔ انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ آواز بڑھتی گئی۔ ذہن کی تیرگی میں جگنو ٹمٹمائے۔ لورین نے سلیپنگ بیگ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن جسم بے جان تھا......لورین نے موبائل کا بچا ہوا فیول ٹیوب میں منتقل کر دیا تھا۔ آخری لمحات میں اُسے یہی ترکیب سوجھی تھی۔ اس نے نایاب نمونہ تلف کر کے فیول والی ٹیوب جولین کے حوالے کی تھی۔ بعدازاں سین، اور سیج نے دوسروں کو آگاہ کر دیا تھا۔ گزرتے وقت کے ساتھ امید کی ڈور ٹوٹتی چلی گئی۔ جسم و جان کا رشتہ مہین دھاگے سے بندھا تھا......کبھی وہم، کبھی خواب، کبھی جہاز کی آواز سنائی دیتی......کبھی باتوں کی، تاہم سب ڈوبتے ذہن کے تصورات تھے۔

ان کے آس پاس سائے بھوتوں کے مانند منڈلا رہے تھے۔ دفعتاً مضبوط ہاتھوں نے اسے بیگ سے نکال لیا۔ خیمے سے باہر اس نے دھندلی نظروں سے سرخ ائرکرافٹ دیکھا۔ کیا یہ خواب ہے اُس کا ذہن ڈوبنے لگا۔ وہ سنبھلی......خواب نہیں تھا، وہ جاننا چاہتی تھی، کیا فریک زندہ ہے؟ رچرڈ میں زندگی کی رمق باقی ہے؟ ایک چہرہ اس پر جھکا، صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگا کہ وہ چہرہ شاکنگ ہے......کیسا شاک۔ وہ بے خبر تھی کہ اس کا وجود صرف ہڈیوں اور کھال پر مشتمل تھا۔ وہ ناقابل شناخت تھی۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اس کا چہرہ سکڑ کر سیاہی مائل ہو چکا ہے۔ لورین کے ہونٹوں نے الیگزینڈر کا ''اے'' کہنے کی کوشش کی لیکن چند دھندلے چہرے اور

نظر آئے۔ اسے اٹھا کے اسٹریچر پر منتقل کر دیا گیا۔ ڈی پیئرمین کا چہرہ نظر آیا۔ ''باقی لوگ ......؟'' بدقت تمام اس نے دو الفاظ ادا کیے۔

''سب زندہ ہیں...... سب ٹھیک ہو جائیں گے۔'' لورین غنودگی میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد جہاز سب کو لے کر پرواز کر گیا۔ لورین نے یقین کر لیا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہی ہے۔ بالآخر وہ موت کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس نے سر اٹھایا۔ ڈی پیئرمین نے گردن کے نیچے ہاتھ رکھا۔

کیپری کارن نہیں رہا تھا لیکن اس کے دل میں موجود تھا۔ لورین جانتی تھی کہ وہ ایک دن پھر واپس آئے گی۔

☆☆☆

کیمبرج اسپتال میں چھ ہفتے گزارنے کے بعد وہ اس قابل ہوئی کہ کھڑے ہو کر چلنے کی کوشش کرے۔ انٹارکٹیکا سے واپسی پر اس کا جسمانی نظام ختم تھا۔ جسم نے کچھ نہ ملنے پر خود کو کھانا شروع کر دیا تھا۔ انہیں کس چیز نے زندہ رکھا...... ''ہیومن اسپرٹ'' اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ لورین کا تقریباً نصف بدن تحلیل ہو گیا تھا۔ سب سے زیادہ گردے متاثر ہوئے تھے۔ اب وہ زندگی بھر الکوحل کو ہاتھ نہیں لگا سکتی تھی۔

سین تیزی سے بحال ہوا تھا۔ وہ شروع سے سب سے زیادہ مضبوط اور سخت جان تھا۔ دو ہفتوں میں اس کی فزیوتھراپی شروع ہو گئی۔ میل اور مرڈو نے سنبھلنے میں تیس دن لیے۔ تاہم ڈسچارج کوئی نہیں ہوا۔ سب سے بری حالت فرینک کی تھی۔ اس کے مزید تین اور آپریشن ہوئے۔ رچرڈ کو بھی خاصا وقت اسپتال میں گزارنا پڑا۔ اس کی چال میں مستقل لنگ رہ گیا۔ برفانی اندھے پن کے باعث انشیا کو آپریٹ کرنا پڑا۔ فزیوتھراپی کے بعد، سین بائیک پر مشق کرتا۔ اس مرحلے سے گزر کے اس نے اسپتال کے پول میں پیراکی شروع کی۔ وقفوں میں اس کا زیادہ وقت لورین کے بیڈ کے قریب گزرتا۔ کیپری کارن میں قربتیں اصولوں کی پابند تھیں۔ یہ فاصلے اسپتال میں سمٹ گئے۔

ڈسچارج ہونے کے بعد سیکڑوں ٹاسک لورین کے منتظر تھے۔ انٹرویوز کی لامحدود درخواستوں کا انبار تھا۔ اولین ترجیح کارل نورلینڈ کی میموریل سروس تھی۔

جہاں تک جولین کا تعلق تھا، لورین کی ٹیم کی واپسی پر وہ غائب ہو گیا۔ فلیٹ اسٹریٹ کے بہترین تفتیش کنندگان کی کاوشیں بھی ناکام ثابت ہوئیں۔ افواہوں کا بازار گرم تھا کہ وہ بیرون ملک نکل گیا ہے۔ تاہم کوئی الیکٹرونیکل علامت یا کریڈٹ کارڈ کے استعمال کا ثبوت سامنے نہیں آیا۔ یہی فرض کیا گیا کہ وہ ملک میں ہی زیرِزمین روپوش ہے۔ شاید اسکاٹ لینڈ یا ویلز کے جنگلات میں......

لورین مطمئن تھی۔ وہ انتقام کا ارادہ رکھتی تھی نہ قانونی کارروائی کا۔ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اس کے لیے یہ سزا ہی بہت تھی۔ اس کی مہم جوئی کے ڈرامے ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئے تھے۔ اسپانسرشپ کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

دنیا بھر میں لاکھوں افراد خوفناک ڈرامائی موڑ پر انگشت بدنداں تھے۔ میڈیا میں خبروں اور انٹرویوز کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔

فرینک کا ہاتھ بچ گیا تھا۔ ''میں ایک دو انگلیوں سے بھی ریڈیو آپریٹ کر لوں گا۔'' اس نے لورین سے کہا۔ ''اگر تم نے واپس جانے کے بارے میں سوچا تو قطار میں، آگے میں کھڑا ہوں گا۔''

حیرت انگیز طور پر ٹیم کے حوصلے جوان تھے اور وہ دوسرے مشن کے لیے تیار تھے۔ سوائے مرڈو کے۔ لورین نے اندازہ لگایا کہ اس پر گرل فرینڈ کا دباؤ ہے۔ رچرڈ کی اسٹوری کتاب کی شکل میں سامنے آئی اور شائع ہوتے ہی بیسٹ سیلرز لسٹ میں شامل ہو گئی۔ بعدازاں اس نے اپنی منگیتر سے شادی کر لی۔

لورین کے لیے کیپری کارن کی بربادی، تباہ کن تھی۔ تمام ریسرچ اور تجزیے راکھ ہو گئے تھے۔ واحد نایاب نمونہ بھی اس نے ٹیم کی جان بچانے کے لیے قربان کر دیا تھا۔ وہ نمونہ کیپری کارن سے زیادہ بیش قیمت تھا...... انمول۔

''ہم ایک بار پھر انٹارکٹیکا جائیں گے۔'' اس نے سین کو بتایا۔ ''ہم کیپری کارن ٹو'' کے نام سے دوسرا پروجیکٹ شروع کریں گے۔''

''کیا اگلی مرتبہ، وہی پروٹوکول ہوگا؟'' سین نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

لورین نے سوچ کے جواب دیا۔ ''شاید؟''

''فضول نہیں ہے؟''

لورین اس کی طرف جھکی۔ ''شاید۔''

❋❋


ایبولا
ایبولا
فتنہ ساز
پگھلتے لمحے
برفیلا صحرا